روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۷

روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Ruhaani Khazaa'in

Collection of the books of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani (1835-1908). The Promised Messiah and Mahdi, Peace be on him.

Volumes. 1-23

First published in Rabwah, Pakistan in 1960's

Reprinted in UK in 1984

Reprinted in Rabwah, Pakistan in 1989

Computerised Edition published in Rabwah, Pakistan in 2008

Reprinted in India in 2008

Reprinted in UK in 2009

Present Revised Edition published in 2017

© Islam International Publications Limited

Published by:

Islam International Publications Limited Islamabad

Sheephatch Lane

Tilford, Surrey GU10 2AQ

United Kingdom

Printed in UK at:

William Clowes

ISBN: 978-1-84880-102-8 (Set Vol. 1-23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس
ایّدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احباب جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء
کی اشاعت کے موقع پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
10-8-2008

پیغام

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں''۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

''کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے.....ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ **ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا** جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا.....اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور حسب منطوق آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد ویگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''درکلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ''۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **یفیض المال حتی لا یقبلہ احد** (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے''۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفة المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ''روحانی خزائن'' پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

ا۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہوسکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر۲ میں شامل اشاعت کردیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ''**ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات**'' جو پہلے ''تصدیق النبی'' کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر۴ کے آخر میں شامل اشاعت کرلیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبرا مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔اس کے بعد مراسلت نمبر۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔اسے روحانی خزائن جلد نمبر۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں "التبلیغ" کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ایڈیشن اوّل میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد۵ میں شامل نہیں ہوسکی تھی۔نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کردی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹؍جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔اس میں صفحہ ۹ تا ۳۴ پر مشتمل ''گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟'' کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جارہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ''**عصمت انبیاء**'' کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

اس جلد کی تیاری میں عزیزم محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت کے ساتھ مکرم محمد یوسف صاحب شاہد، مکرم رشید احمد صاحب طیب، مکرم ظہور احمد صاحب مقبول، مکرم سلطان احمد شاہد صاحب، مکرم طاہر احمد مختار صاحب، مکرم فہیم احمد خالد صاحب اور مکرم طاہر محمود احمد صاحب مربیان سلسلہ نے کام کیا۔ احباب ان سب واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ روحانی خزائن کے نام سے 23 جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ اس کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض ہدایات سے نوازا۔

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کہ ان کو اوّل ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اوّل ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہٖ قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اوّل ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اوّل ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔''

اوّل ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ''ے'' اور ''ی'' کو اکثر و بیشتر ''ی'' لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترکیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجہول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ

فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجہول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ''روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔'' چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ''مراسلت نمبر۲'' جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہوسکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

محمود کی آمین تو جلد۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آمین بھی لکھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔ اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱۷ میں شامل کیا گیا ہے مگر جلد کے آخر پر تا کہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر محترم منیر احمد صاحب بسمل ایڈیشنل ناظر اشاعت نے اس خدمت کی توفیق پائی۔ محترم ظفر علی طاہر صاحب، محترم طاہر احمد شریف صاحب اور محترم کلیم احمد طاہر صاحب مربیان سلسلہ نے ان کی معاونت کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

والسلام

ملک خالد مسعود

ناظر اشاعت

فروری ۲۰۱۷ء

ترتیب

روحانی خزائن جلد ۷

تحفۂ بغداد ۱

کرامات الصادقین ۴۱

حمامۃ البشریٰ ۱۶۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ جلد ہفتم ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تالیفات تحفہ بغداد کرامات الصادقین اور حمامۃ البشریٰ پر مشتمل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا عربی اعجازی کلام

مذکورہ بالا تینوں کتابیں چونکہ عربی زبان میں ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام سے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھ دیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کالج یا مشہور و معروف مدرسہ میں یا کسی مشہور اُستاد سے دینی یا عربی علمِ ادب کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ بعض غیر معروف اساتذہ سے عربی کی چند کتب پڑھی تھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تعلیم سے متعلق اپنی تصنیف ''کتاب البریّہ''[1] میں فرماتے ہیں کہ آپ چھ سال کے تھے جب آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم کے لئے ایک فارسی خوان معلم نوکر رکھا جن کا نام فضل الٰہی تھا۔ اُن سے آپ نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں اور جب آپ کی عمر قریباً دس سال کی ہوئی تو ایک اَور استاد جن کا نام مولوی فضل احمدؓ تھا آپ نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھے۔ جب آپ سترہ یا اٹھارہ سال کے ہوئے تو آپ کی تعلیم کے لئے مولوی سیّد گل علی شاہ صاحب بٹالوی کو قادیان بُلایا گیا۔ اُن سے آپ نے علمِ نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علومِ مروجہ کی چند کُتب پڑھیں مولوی سید گل علی شاہ صاحب کچھ عرصہ قادیان رہے۔ پھر بعض مجبوریوں کی وجہ سے واپس بٹالہ چلے گئے۔ اس لئے

[1] کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کچھ عرصہ کے لئے ان کے پاس بٹالہ رہنا پڑا۔ اس عرصہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی آپ کے رفیقِ تعلیم بن گئے جس کا ذکر مولوی صاحب مذکور نے اپنے رسالہ اشاعۃ السّنۃ جلد ۷ میں بایں الفاظ کیا ہے:۔

''مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملاّ پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب تھے۔ اُس زمانہ سے آج تک ہم میں اور ان میں خط وکتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری ہے۔''

معلوم ہوتا ہے کہ اِسی زمانہ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے اشارہ فرمایا ہے ؎

قَطَعْتَ وَدَادًا قَدْ غَرَسْنٰهُ فِي الصَّبَا

وَ لَيْسَ فُؤَادِيْ فِي الْوَدَادِ يُقَصِّرُ''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۵)

تُو نے اُس دوستی کو کاٹ دیا جس کا درخت ہم نے ایام کودکی میں لگایا تھا۔ مگر میرے دل نے دوستی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اُس زمانہ میں سب سے بڑا مرکز علومِ شرقیہ کے حاصل کرنے کا دہلی تھا جہاں اور بہت سے معروف ومشہور اکابر علماء کے علاوہ شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب سکونت پذیر تھے جن کی شاگردی کا فخر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حاصل تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذکورہ بالا تین غیر معروف اساتذہ سے مروجہ علوم کی چند کتابیں اور اپنے والد ماجد سے چند کتابیں علمِ طب کی پڑھنے کے علاوہ اور کہیں تعلیم نہ پائی تھی۔ اس لئے کسی شخص کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ آپ معمولی عربی زبان میں کوئی کتاب یا رسالہ تالیف کر سکتے ہیں چہ جائیکہ فصیح وبلیغ عربی میں پُر از معارف وحقائق ضخیم کتب لکھ سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر مولویوں نے آپ سے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ آپ علومِ عربیّہ سے جاہل ہیں اور حقیقت یہی تھی کہ آپ کا اکتسابی علم ایسا نہ تھا کہ آپ فصیح وبلیغ عربی میں کوئی

مضمون یا رسالہ یا کتاب تحریر فرما سکیں۔ مگر عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا اور اعجازی رنگ میں ہوا تھا۔ اِس لئے آپ نے نہایت فصیح و بلیغ عربی میں بیس سے زیادہ رسالے اور کتابیں لکھیں اور مخالفین علماء کو ہزار ہا روپیہ کے انعامات مقرر کر کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ لیکن کسی کو بالمقابل کتاب یا رسالہ لکھنے کی جرات نہ ہوئی۔

عربی زبان کا علم وہبی تھا

عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''وان کمالی فی اللسان العربی مع قلّة جهدی و قصور طلبی اٰیة واضحة من ربّی لیظهر علی الناس علمی و ادبی..... وانّی مع ذٰلک علمت **اربعین الفا** من اللغات العربیة . واعطیت بسطة کاملة فی العلوم الادبیة .'' (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۴)

یعنی عربی زبان میں باوجود میری کمی کوشش اور کوتاہی جستجو کے جو مجھے کمال حاصل ہے وہ میرے ربّ کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا مخالفوں کے گروہوں میں سے کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آوے؟ اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا ہے۔ اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔

اور ''ضرورت الامام'' میں فرماتے ہیں:۔

''مَیں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔'' (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۶)

اور '' لُجّةُ النور ''میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''کلما قلت من کمال بلاغتی فی البیان فهو بعد کتاب الله القراٰن.''

(لُجّة النور۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۴۶۴)

یعنی جو کچھ مَیں نے اپنی کمال بلاغتِ بیانی سے کہا ہے تو وہ کتاب قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر ہے۔

پھر انشا پردازی کے وقت تائید الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصّہ پر منقسم ہوتی ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سِلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آ جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سِلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمۂ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو مَیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔

(۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اُس وقت مَیں حِسّ سے غائب ہوتا ہوں مثلاً عربی عبارت کے سِلسلۂ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک **بسیارئ عیال** کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سِلسلۂ عبارت اس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ **ضفف** ڈالا گیا جس کے معنے ہیں بسیارئ عیال۔ یا مثلاً سِلسلۂ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہے جس کے معنے ہیں غم و غصہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ ''**وجوم**'' ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے

وقت میں صدہا بنے بنائے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیاتِ قرآنی ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرّف سے۔''

(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فصیح و بلیغ عربی میں کتابیں لکھنا تائید الٰہی سے تھا آپ کے اکتسابی علم کا نتیجہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین علماء نے آپ کے اس چیلنج کو کہ وہ بھی آپ کے مقابلہ میں آپ جیسے رسائل و کتب لکھیں قبول کرنے کی بجائے ویسے ہی اعتراضات کئے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے قرآنی چیلنج کے جواب میں کئے تھے کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ایسا فصیح و بلیغ اور پُر از حقائق و دقائق کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امّی شخص کا کام نہیں ہوسکتا۔ اِس لئے ایک طرف تو انہوں نے کہا ''انّما یعلّمه بشر'' کہ اسے کوئی اور بشر سکھاتا ہے۔ ''واعانه علیه قوم اٰخرون'' یعنی دوسرے اَور لوگ ہیں جو قرآن کی تالیف میں آپ کی اعانت کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہا کہ ''لو نشاء لقلنا مثل هٰذا. ان هٰذا الاّ اساطیر الاوّلین'' یعنی اگر ہم چاہیں تو ہم ایسا کلام کہہ سکتے ہیں لیکن ہم اس لئے اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ اِس میں پہلوں کے قصّوں اور سٹوریوں کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ اور بعد میں آنے والے مخالف عیسائیوں نے یہ بھی لکھنا شروع کیا کہ قرآن مجید تو فصیح و بلیغ بھی نہیں اور اس میں نحوی و صرفی بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر عیسائیوں کی ایک مصر میں بزبان عربی طبع شدہ کتاب سے چند اغلاط کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں ایسا کلام موجود ہے جو نہ فصیح ہے نہ بلیغ جیسے الم اعهد الیکم کیونکہ اِس میں تنافر پایا جاتا ہے۔ غریب الفاظ کی مثال جیسے کوثر کہ اس کے معنے صحابہؓ کو معلوم نہ تھے۔ اور قیاس کے مخالف جیسے انبتکم من الارض نباتا کیونکہ قیاس اِنْبَاتًا چاہتا ہے۔ پھر جو سُننے میں اچھا نہ لگے جیسے ضِیْزٰی جو جَرْشٰی کی طرح ہے۔

(۲) نحوی لحاظ سے آیت والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصٰبرین میں الصابرون اور آیت وامرأته حمالةَ الحطب میں حمالة منصوب کی بجائے مرفوع اور ان الذین اٰمنوا والذین هادوا والصابئون (المائدہ) میں اِنّ کا اسم ہونے کی وجہ سے والصابئین ہونا چاہئے۔ اِسی طرح آیت ولٰکن البرّ من اٰمن میں ان تؤمنوا. اور آیت قطعنا هم اثنتی عشرة اسباطاً امماً میں عام نحوی

قاعدہ کے مطابق کہ عدد مذکر اور معدود مفرد ہو۔ قطعنا هم اثنی عشر سبطاً اور آیت والمطلقات یَتَرَبَّصْنَ بانفسهن ثلاثة قروءٍ میں اقروءٍ یا اقراءٍ جمع قلّت کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ اِسی طرح ایامًا معدودات کی بجائے ایامًا معدودة.

(۳) ضمائر کی غلطیاں جیسے آیت هٰذان خصمان اختصموا میں اختصما . اور اسروا النجوی الذین ظلموا میں اَسَرَّ . اور آیت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا میں اقتتلا اور آیت ان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه میں بطونها ہونا چاہئے۔

(۴) پھر بعض آیتیں پہلوں کے اقوال سے ماخوذ ہیں۔ مثلاً آیت فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدهان عنتر کے شعر۔

وان ام الارض صارت وردة مثل الدهان

سے اور آیت خلق الانسان من صلصال کالفخار . امیہ بن الصلت کے شعر۔

کیف الجحود و انما خلق الفتی من طین صلصال له فخار

سے ماخوذ ہے۔[1]

الغرض عیسائیوں نے قرآن مجید کو غیر فصیح اور نحوی و صرفی غلطیوں سے غیر مبرّا قرار دے کر اس کے کلامِ الٰہی ہونے سے انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کے یہ سب اعتراضات لغو اور باطل ہیں اور اصح اور افصح اور ابلغ عربی زبان وہی ہے جو قرآن مجید کی زبان ہے۔ اور عربی زبان سے متعلق اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

> ''بعض نادانوں نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر اعتراض کئے ہیں مگر یہ تمام اعتراض بے ہودہ ہیں۔ زبان کا علم وسیع خدا کو ہے نہ کسی اور کو۔ اور زبان جیسا کہ تغیّر مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے۔ ایسا ہی تغیر زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آج کل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر اور مکّہ اور مدینہ اور دیارِ شام وغیرہ میں بولی جاتی ہے تو گویا وہ محاورہ صرف ونحو کے تمام قواعد کی بیخ کنی کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ اس قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو.....

[1] کتاب جمہرۃ اشعار العرب لابی زید القرشی

لُغتِ عرب جوصرف ونحو کی اصل کُنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار دریا ہے جو اُس کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ **لایعلمہ الانبیّ** یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اَور کوئی شخص کامل طور پر معلوم ہی نہیں کرسکتا۔ اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زبان پر ہر یک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا **معجزاتِ انبیاء** علیہم السّلام سے ہے ۔'' (نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد۱۸صفحہ۴۳۶،۴۳۷)

اِسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالف علماء کو جو آپؑ کو جاہل اور خود کو عالم خیال کرتے تھے مقابلہ کے لئے دعوت پر دعوت دی اور چیلنج پر چیلنج کیا تو اُن کا جواب بھی وہی تھا جو مخالفینِ قرآن مجید نے دیا تھا۔

مخالف علماء کا جواب

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''حقیقت شناس اس عبارت سے اس کا جاہل ہونا اور کوچۂ عربیت سے اس کا نابلد ہونا اور دعویٰ الہام میں کاذب ہونا نکالتے ہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں اور اس کی فقرہ بندی محض بے معنی تُک بندی ہے۔ اِس میں بہت سے محاورات والفاظ کادیانی نے ازخود گھڑ لئے ہیں۔ عرب عرباء سے وہ منقول نہیں اور جو اس کے عربی الفاظ وفقرات ہیں اُن میں اکثر صرف ونحو وادب کے اصول وقواعد کی رُو سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ ان اغلاط کی نظر سے اُن کو مسخ شدہ عربی کہنا بے جا نہیں۔ اور ان کے راقم کو عربی سے جاہل اور الہام وکلامِ الٰہی سے مشرف ومخاطب ہونے سے عاطل کہنا زیبا ہے۔''

(اشاعۃ السنّۃ۔جلد۱۵انمبر۱۳صفحہ۳۱۶ نیز دیکھو اشاعۃ السنّۃ۔جلد۱۵انمبر۸صفحہ۱۹۱)

واعانه علیه قوم اٰخرون کا اعتراض

پھر مخالفین نے آپؑ پر یہ اعتراض بھی کیا کہ جو کتابیں عربی زبان میں آپ تصنیف فرماتے ہیں۔ وہ دوسروں سے لکھواتے ہیں اور ایک شامی عرب اپنے پاس رکھا ہے جو آپ کو لکھ کر دیتا ہے اور آپ اپنے نام پر شائع کر دیتے ہیں۔ اور یہ اعتراض جس بے ہودہ رنگ میں انہوں نے کیا یقیناً مخالفینِ اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رنگ میں نہیں کیا ہوگا۔ جھوٹ بولنا آسان ہوتا ہے لیکن اُس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

مَیں اس جگہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں تا آئندہ آنے والے لوگ آپ کے مخالفین کی اِن مذبوحی حرکات اور اِن افتراؤں کا اندازہ لگا سکیں جو وہ مقابلہ سے بچنے اور عوام الناس کو آپ سے دُور رکھنے کے لئے تراشا کرتے تھے۔ نیز اُن کے پاس اِس اعتراض کا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد کُتب میں کیا ہے۔ ایک ثبوت ہو جائے۔ شیخ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''امرتسر کے گلی کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدۂ ہمزیہ[1] کے صِلہ میں کادیانی نے شامی صاحب کو دو سو روپے دیئے ہیں۔ مَیں نے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اِس سے انکار کیا اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اس مدح و تائید کے صلہ میں کادیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرا دینے کا ان کو وعدہ دیا تھا وہ اس وعدہ کے بھروسہ پر قادیان میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں کادیانی نے اُن سے عربی نظم و نثر میں بہت کچھ لکھوایا اور گودودھ بالائی آم مرغ کھلانے سے اُن کی اچھی مدارات کی مگر اُن کے اصل مطلوب نکاح سے اُن کو محروم رکھا اور وہ وعدہ پورا نہ کیا۔ ایک عورت فاحشہ سے اُن کا نکاح کرانا چاہا مگر اُس کے فاحشہ ہونے کا اُن کو علم ہو گیا اِس لئے اُس کے نکاح سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں اور اُن کو دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو پسند نہ آئیں آخر وہ قادیان سے سخت ناراض ہو کر چلے گئے جاتے ہوئے خاکسار کو ملے تو کادیانی

[1] یہ قصیدہ جلد ہذا کے صفحہ ۱۵۳-۱۵۴ پر درج ہے۔ شمس

پر بہت ناراضگی ظاہر کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب میں ایک رسالہ موسومہ بکراماتِ کادیانی لکھوں گا۔ اس میں کادیانی کی مکّاری کا خوب اظہار کروں گا اور انہوں نے مجھ سے اس امر کی درخواست کی کہ مَیں اُن کی یہ سرگذشت و پرحسرت کیفیت مشتہر کردوں اور اِس پر کادیانی کی اس بے وفائی اور وعدہ خلافی پر افسوس ظاہر کروں۔ اس درخواست کی وجہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں اور نیز اس سے عامہ خلائق کی ہدایت وصیانت مقصود مدّنظر ہے تا کہ عام لوگ کادیانی کے دامِ فریب سے واقف ہوجائیں اور اس دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

''اِس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سُنا ہے کہ کادیانی کے درپردہ پیرومرشد و بحسبِ ظاہر مرید حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے شامی کا نکاح کہیں کرادیا ہے اور اس خبر کے سُننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس۔ نیز خوشی اس لئے کہ مظلوم شامی کی حق رسی ہوئی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ ''کرامات کادیانی'' کی اشاعت چندے ملتوی رہے گی۔ شامی صاحب کے نکاح کی یہ تجویز خاکسار کہیں کرا دیتا تو اُن سے جس قدر چاہتا کادیانی کے ردّ و مذمت میں نظم ونثر (جیسی اُن کو آتی ہے) لکھوالیتا ولیکن یہ پیشہ دلالی کادیانی صاحب کا ہی خاصہ ہے جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دامِ مریدی میں پھنسایا ہوا ہے جس کے نام نامی اور القابِ گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر سکنائے پنجاب واقف ہیں اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ہی ان کا شیوہ معجزہ ہے۔ لہٰذا یہ جرأت مجھ سے نہ ہوسکی اور مَیں نے اُن کو اس طرح کی اُمید نہ دلائی۔[1]''

یاد رہے کہ جس شامی عرب سے متعلق بٹالوی صاحب نے مذکورہ بالا بے ہودہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ وہ شخص ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تالیف ''التبلیغ'' کو پڑھ کر بے ساختہ کہا ''واللہ ایسی عبارت عرب بھی نہیں لکھ سکتا'' اور جب اس کے آخر میں شائع شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مدحیہ قصیدہ دیکھا تو وہ پڑھ کر بے اختیار رونے لگے۔ اور کہا ''خدا کی قسم! مَیں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا..... مگر اِن اشعار کو حفظ کروں گا۔''[2] اور اتنے

[1] اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱۰ حاشیہ صفحہ ۲۵۸۔۲۶۱ [2] سچائی کا اظہار۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۷۵، ۷۶

متاثر ہوئے کہ آخر کار قادیان آ کر آپ کی بیعت کر لی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء میں ''ضمیمہ انجام آتھم'' مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں اپنے مخلص ۳۱۳ صحابہؓ کی فہرست میں نمبر ۵۵ پر اُن کا نام لکھا ہے۔[1] غور کرو۔ اگر بٹالوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان درست ہے تو کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں رہ سکتے تھے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے شخص کو عربی ممالک کے لئے بطور مبلغ تجویز فرما سکتے تھے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے متعلق فرماتے ہیں کہ مَیں نے اُسے

''اس نور اور الہام کے ساتھ دیکھا جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے۔ سو مَیں نے مشاہدہ کیا کہ وہ حقیقت میں نیک ہے اور متانت عقلی اس کو حاصل ہے اور آدمی نیک بخت ہے جس نے جذباتِ نفس پر لات ماری اور اُن کو الگ کر دیا ہے اور ریاضت کش انسان ہے۔ پھر خدا نے اُس کو کچھ حصّہ میری شناخت کا عطا کیا سو وہ بیعت کرنے والوں میں داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہماری معرفت کی باتوں سے ایک عجیب دروازہ اُس پر کھول دیا اور اُس نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ایقاظ الناس رکھا اور وہ کتاب اُس کی وسعتِ معلومات پر دلیل واضح ہے اور اس کی رائے صائب پر ایک روشن حجّت ہے اور وہ کتاب ہر ایک مباحث کے لئے ہر ایک میدان میں کفایت کرتی ہے۔''

(نور الحق حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد ۸، صفحہ ۲۲۔ ترجمہ از عربی عبارت)

اِسی طرح اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''پھر ان علماء کے اعتراضات اور شبہات میں سے جو انہوں نے جاہلوں میں پھیلا رکھے ہیں ایک یہ ہے ''ان هذا الرجل لايعلم شيئًا من العربية'' کہ یہ شخص عربی کا ذرہ علم نہیں رکھتا بلکہ وہ تو فارسی زبان سے بھی کوئی حصہ نہیں دیا گیا اور اپنے متعلق کہتے ہیں کہ ہم متجر علماء ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے جو عمدہ، رنگین، دلکش عبارات اور اچھوتے قصائد عربی زبان میں لکھے ہیں وہ اس کے اپنے نہیں ''بل الفها رجل من الشاميين و أخذ عليه كثير من المال كاالمستأجرين فليكتب الآن بعدذهابه ان كان من الصادقين'' بلکہ ایک شامی عرب نے تالیف کئے ہیں اور بہت سا مال اس کے عوض میں اُجرت کے طور پر لیا ہے۔ پس اگر

[1] ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶

وہ صادق ہے تو اُس کے چلے جانے کے بعد اب لکھ کر دکھائے۔''

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۱۔ترجمہ از عربی عبارت)

آپ نے ''انجام آتھم'' کے عربی حصّہ کے مقابلہ میں لکھنے کے لئے بھی علماء کو بُلایا اور اس پر انعام مقرر کیا لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

غلطیوں کے اعتراض کا جواب

غلطیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

''جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ قلّما سَلِمَ مِکثارٌ کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور بباعث خطاءِ نظر کے اس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اُس پر نظر نہ پڑے۔''

(کرامات الصادقین۔روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۷)

مولوی بٹالوی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ان کتبی مُبَرَّأَۃٌ مما زعمت و منزھۃ عَمَّا ظننت اِلاّسھو الکاتبین او زیغ القلم بتغافل منی لا کجھل الجاھلین. فان قدرت ان تثبت فیھا عثارا فخذمنّی بحذاء کل لفظ غلط دینارا واجمع صریفاً و نضارًا و کن من المتمولین. ''

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲)

یعنی میری کتابیں ایسی غلطیوں سے جیسا کہ تیرا خیال ہے مبّرا اور منزہ ہیں۔ ہاں سہو کاتب کی غلطیاں یا لغزش قلم سے جو بے خبری میں ایک مؤلف سے بعض وقت صادر ہو جاتی ہیں ان میں پائی جا سکتی ہیں۔لیکن وہ ایسی غلطیاں نہیں جو ایک جاہل زبان سے صادر ہوتی ہیں۔اگر تم کوئی ایسی غلطی بتا سکو تو مَیں ہر لفظی غلطی پر ایک دینار دوں گا اِس طرح تم سونا چاندی جمع کر کے مال دار بھی بن سکتے ہو۔

اِسی طرح حضور علیہ السلام مخالفین کے ان اعتراضوں کا ذکر کر کے کہ ان کتابوں کی عربی زبان فصیح نہیں اور یہ کہ وہ عرب اور دوسرے ادیبوں کی لکھی ہوئی ہیں اور ایک عرب گھر میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہی عرب صبح شام لکھ کر دیتا ہے فرماتے ہیں:۔ ؎

انظر الٰی اقوالھم و تناقض　　سلب العناد اصابۃ الاٰراء
طورا الی عرب عزوہ و تارۃ　　قالوا کلام فاسد الاملاء
ھٰذا من الرحمٰن یاحزب العداء　　لافعل شامی ولا رفقائی

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۵)

یعنی ان باتوں کو دیکھو اور ان کے تناقض پر غور کرو۔عناد سے سچی اور اصابت رائے اِن سے سلب ہوگئی ہے۔کبھی تو میرے کلام کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ کلام اچھا نہیں اور غیر فصیح اور غلطیوں سے پُر ہے۔سوائے گروہ دشمنان! سنو!! یہ رحمٰن خدا کی توفیق و تائید سے لکھا گیا ہے۔نہ یہ کسی شامی عرب کا کام ہے اور نہ میرے رفیقوں کا۔

سرقہ کے اعتراض کا جواب

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولوی محمد حسن صاحب فیضی وغیرہ نے یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ نے مقامات حریری اور مقامات ہمدانی وغیرہ کتب سے فقرے سرقہ کر کے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

> ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور خدا تعالیٰ کی تائید سے اِس انشا پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف وحقائقِ قرآنی کو اِس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔اور وہ بلاغت جو ایک بے ہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہوگئی تھی اُس کو کلامِ الٰہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہوسکتا ہے جب تک کہ اس کی مثل پیش نہ کریں۔..... یوں تو بعض شریر اور بدذات انسانوں نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اِس کے مضامین توریت اور انجیل میں سے مسروقہ ہیں اور اس کی امثلہ قدیم عرب کی امثلہ ہیں جو بالفاظہا سرقہ کے طور پر قرآن شریف میں داخل کی

گئی ہیں۔(اس مضمون پر انگریزی اور عربی اور اردو زبان میں پادریوں کی طرف سے کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ناقل) ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں طالمود میں سے لفظ بلفظ چُرائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک یہودی نے حال میں ایک کتاب بنائی ہے جو اِس وقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی عبارتیں طالمود کی پیش کی ہیں جو بجنسہٖ بغیر کسی تغیّر تبدل کے انجیل میں موجود ہیں اور یہ عبارتیں صرف ایک دو فقرے نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا حصّہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو انجیل میں موجود ہیں..... اِن دنوں میں ایک اَور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توریت کی کتاب پیدائش جو گویا توریت کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اَور کتاب میں سے چُرائی گئی ہے جو موسیٰؑ کے وقت میں موجود تھی گویا ان لوگوں کے خیال میں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سب چور ہی تھے۔ یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہیں مگر دوسرے ادیبوں اور شاعروں پر نہایت قابلِ شرم الزام لگائے گئے ہیں۔ **متنبّی** جو ایک مشہور شاعر ہے اُس کے **دیوان** کے ہر شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ ہے۔غرض سرقہ کے الزام سے کوئی بچا نہیں۔نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔

اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا درحقیقت ان لوگوں کے الزامات صحیح ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے ملہموں اور وحی یابوں کی نسبت ایسے شبہات دل میں لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیوں کا کام کیونکہ خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے ملہموں کے دل پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اس پر جاری ہے۔

رہی یہ بات کہ دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض کی عبارتیں یا اشعار بلفظہا یا بتغیّر ما بعض کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں تو اِس کا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتوں کو بجز توارد کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جن لوگوں نے ہزارہا جزیں اپنی بلیغ عبارت کی پیش کر

دیں ان کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات اُن کی کتابوں میں ایسے پائے جائیں کہ وہ یا اُن کے مشابہ کسی دوسری کتاب میں بھی ملتے ہیں تو ان کی ثابت شدہ لیاقتوں سے انکار کر دیا جائے۔ اِسی طرح ان لوگوں کو انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ اب تک ہماری طرف سے بائیس[۲۲] کتابیں عربی فصیح بلیغ میں بطلب مقابلہ تصنیف وشائع ہوچکی ہیں اور عربی کے اشتہارات اِس کے علاوہ ہیں (کتابوں کے نام لکھ کر فرماتے ہیں) اِس قدر تصانیف عربیہ جو مضامینِ دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر انسان ان کو انجام دے سکتا ہے۔ کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے تیار ہوگئیں اور ہزار ہا معارف اور حقائق دینی و قرآنی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اِس قدر بے شرمی سے منہ کھولنا کیا انسانیت ہے؟ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مرجائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علمِ عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اِس قدر کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں۔ مگر خود ان کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکّہ کے کفّار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْنَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذا.....

اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزار ہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی انسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہوسکتی ہیں تو اس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا منہ بند کر رکھا ہے۔ کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو؟ ان لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورہ کی بھی تفسیر عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔ اگر آپ کی نیت بخیر

ہوتی تو میرے تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو۔ پھر عربی زبان جاننے والے اس کے منصف ٹھہرائے جائیں گے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلیغ ثابت ہوا تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائے گا اور مَیں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلیٰ ثابت ہوئی تو اس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دوں گا۔ غرض بے ہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو۔ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھا اس فن میں اس کی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی ..... **ادیب** جانتے ہیں کہ ہزارہا فقرات میں سے اگر **دو چار فقرات** بطور اقتباس ہوں تو اُن سے **بلاغت** کی طاقت میں **کچھ فرق** نہیں آتا۔ بلکہ اس طرح کے تصرفات بھی ایک **طاقت** ہے۔ دیکھو سبع معلّقہ کے دو شاعروں کا ایک مصرع پر توارد ہے اور وہ یہ ہے

ایک شاعر کہتا ہے ع — یقولون لا تهلک اسیً وتجمّلِ

اور دوسرا شاعر کہتا ہے ع — یقولون لا تهلک اسیً وتَجَلّدِ

اب بتلاؤ کہ ان دونوں میں سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جاوے کہ وہ چرا کر ہی کچھ لکھے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ **اصلی طاقت** اس کے اندر نہیں مگر وہ شخص جو مسلسل اور بے روک آمد پر قادر ہے اُس کا تو بہرحال یہ **معجزہ** ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف حقائق کو **بلا توقف** رنگین اور بلیغ فصیح عبارتوں میں بیان کر دے۔''

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۷۔۴۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تجویز کہ ''میرے مخالف میرے مقابل پر تفسیر لکھنے کے

لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔'' ایسی تجویز ہے جس سے معترضین کے تمام اعتراضات لغو اور باطل ہو جاتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الواقع عربی زبان کا علم نہ رکھتے اور دوسروں سے لکھواتے اور اپنے نام پر شائع کرتے تھے تو آپ مجلس میں بیٹھ کر فصیح و بلیغ عربی زبان میں نئے حقائق و معارف پر مشتمل تفسیر ہرگز نہ لکھ سکتے۔ اور اس طرح مخالف علماء کے اعتراضوں کی صداقت بآسانی لوگوں پر واضح ہو جاتی لیکن اُن کے اِس طرف رُخ نہ کرنے اور ہر دفعہ عذر اور بہانے بنا کر دعوتِ مقابلہ کو قبول نہ کرنے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اُن کے تمام اعتراضات لغو اور باطل تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کا علم عطا فرمایا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ مخالفین کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

تحفۂ بغداد

یہ رسالہ آپ نے محرم ۱۳۱۱ھ مطابق جولائی ۱۸۹۳ء میں تالیف فرمایا۔ وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ ایک شخص سید عبدالرزاق قادری بغدادی نے حیدرآباد دکن سے ایک اشتہار اور ایک خط عربی زبان میں آپ کو بھیجا جس میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو خلافِ شریعت اور ایسے مدعی کو واجب القتل اور ''التبلیغ'' کو معارضِ قرآن قرار دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے اشتہار اور خط کو نیک نیتی پر محمول کر کے محبت آمیز طریقہ سے جواب دیا اور اپنے دعویٰ ماموریت اور وفات مسیح ناصریؑ کا ثبوت اور اُمّت محمدؐیہ میں مکالماتِ الٰہیہ اور سلسلۂ مجددین کے جاری رہنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مکتوب کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ آپ اپنے خیالات کی اصلاح کریں اور اگر کسی بات کی حقیقت آپ پر ظاہر نہ ہو تو اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں۔ نیز لکھا کہ مولویوں کے فتاویٰ تکفیر سے دھوکا نہ کھائیں بلکہ میرے پاس آئیں اور بچشمِ خود حالات دیکھیں تا حقیقت کو پا سکیں اور اگر آپ لمبے سفر کی تکلیف برداشت نہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ سے میرے بارہ میں ایک ہفتہ تک استخارہ کریں۔ استخارہ کا طریق بتا کر فرمایا کہ استخارہ شروع کرنے کے وقت سے مجھے بھی اطلاع دیں تا مَیں بھی اس وقت دُعا کروں اور رسالہ کے آخر میں دو قصیدے بھی تحریر فرمائے۔

کرامات الصادقین

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک مضمون کا جوانہوں نے ۹/جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھ کر اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱ بابت ماہ جنوری ۱۸۹۳ء میں شائع کیا تھا۔ ۳۰/مارچ ۱۸۹۳ء کو جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ

''میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے۔ اور علمِ قرآن سے بالکل بے خبر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے مدد پانے کے تو لائق ہی نہیں کیونکہ کذّاب اور دجّال ہے اور ساتھ اسکے ان کو اپنے کمالِ علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۳)

اِس اشتہار میں آپ نے صدق و کذب جانچنے کے لئے یہ تجویز تحریر فرمائی کہ ایک مجلس میں بطور قرعہ اندازی ایک سورۃ نکال کر اس کی فصیح زبان عربی اور مقفّٰی عبارت میں تفسیر لکھی جائے اور اس تفسیر میں ایسے حقائق اور معارف لکھے جائیں جو دوسری کتابوں میں نہ پائے جاتے ہوں۔ نیز اس کے آخر میں سَو اشعر بلیغ اور فصیح عربی میں در نعت و مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور قصیدہ درج ہوں۔ اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے۔ پھر جلسۂ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اشعار سُنا دیں۔ اگر شیخ محمد حسین اس مقابلہ میں غالب رہے یا اس عاجز کے برابر رہے تو اُسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا اور اپنی کتابیں جلا دے گا۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب ہوا تو پھر میاں محمد حسین اُسی مجلس میں کھڑے ہو کر اِن الفاظ سے توبہ کرے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ'' شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میاں شیخ الکل اور دوسرے تمام متکبّر ملّاؤں کو ساتھ ملا لے''۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۳)

''اگر اس کا جواب یکم اپریل سے دو ہفتہ کے اندر نہ آیا تو آپ کی گریز سمجھی جائے گی۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۴۔ حاشیہ)

اِس کے جواب میں بٹالوی صاحب نے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱ میں یہ لکھ کر کہ عربی

زبان میں بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے ''مَیں حاضر ہوں۔حاضر ہوں۔حاضر ہوں'' لکھ کر مقابلہ سے اپنی جان بچانے کے لئے وہ رکیک شرطیں لگائیں جن کا ذکر حضورؑ نے روحانی خزائن جلد ہذا کے صفحہ ۶۴۔۶۵ پر کیا ہے۔ جن سے دانشمند سمجھ گئے کہ بٹالوی صاحب میدانِ مقابلہ سے گریز کر رہے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے اُن کے اس قسم کے تعصّبات کو دیکھ کر پہلے تو دل میں یہ خیال آیا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے لیکن عوام کا یہ غلط خیال دُور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علمِ ادب اور حقائق تفسیر کلام الٰہی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ **اتمامِ حجت** کے طور پر بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہ رسالہ (کرامات الصادقین۔ناقل) شائع کیا جائے۔ (کرامات الصادقین۔روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۷، ۴۸)

یہ رسالہ چار قصائد اور تفسیر سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہے اور یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر حضورؑ نے لکھے اور وہ بھی اُس وقت جب آپ آتھم کے ساتھ مباحثہ سے فارغ ہو کر امرتسر میں مقیم تھے۔مگر آپ نے بٹالوی صاحب اور اُن کے ہم مشرب مخالفوں کے لئے محض اتمامِ حجّت کی غرض سے پورے ایک ماہ کی مہلت دی اور فرمایا:۔

> ''اور اگر اس رسالہ کے مقابل پر میاں بطالوی یا کسی اور اُن کے ہم مشرب نے سیدھی نیّت سے اپنی طرف سے قصائد اور تفسیر سورۂ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو مَیں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر جو سورۂ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہوگی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اس سورۂ مبارکہ کے اسرارِ لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو مَیں **ہزار روپیہ** نقد ان میں سے ایسے شخص کو دوں گا جو روز اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر نحوی وصرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مبّرا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اس کمال کے اگر میرے قصائد اور

تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی **پانچ روپیہ** انعام بھی دوں گا۔.....
.....تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہوگی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہوگی جس میں حقائق و معارفِ جدیدہ ہوں۔ بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔''

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۹)

اس مقابلہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''کرامات الصادقین'' میں ہی یہ بھی تحریر فرمایا:۔

''ہم فراستِ ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اِس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اپنی پُرانی عادت کے موافق ٹالنے کے لئے کوشش کریں گے۔.....مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفر مولوی بھی مخاطب ہیں جو اِس عاجز متبع اللہ اور رسولؐ کو دائرۂ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخ صاحب نیاز مندی کے ساتھ اُن کی خدمت میں جائیں اور اُن کے آگے ہاتھ جوڑیں اور رو ویں اور اُن کے قدموں پر گریں .....لیکن مشکل یہ ہے کہ اِس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکفّر بداندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے کہ **انّی مھین من اراد اھانتک** اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں گی اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اٹھے گا تو منہ کے بل گرایا جائے گا۔ خدا تعالیٰ اِن متکبر مولویوں کا تکبّر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے۔''

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۶۶، ۶۷)

اور ایسا ہی ہوا۔ نہ شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہمت ہوئی اور نہ ہی دوسرے مکفرین کو کہ وہ اِس رسالہ کے مقابلہ پر رسالہ لکھ کر اپنی عربی اور قرآن دانی کا ثبوت دیتے۔

حمامة البشریٰ

ایک عرب صاحبِ علم وفضل محمد بن احمد مکّی شعب عامر مکّہ معظّمہ کے رہنے والے تھے وہ ہندوستان کی سیاحت کر رہے تھے جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر پہنچی وہ قادیان تشریف لائے اور حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور کچھ عرصہ قادیان میں آپ کی صحبت میں رہ کر مکّہ معظّمہ واپس پہنچے تو آپ نے ۲۰ رمحرم ۱۳۱۱ھ مطابق ۴ راگست ۱۸۹۳ء حضورؑ کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں اپنے بخیریت مکہ معظّمہ پہنچنے اور مختلف لوگوں سے حضورؑ کا ذکر کرنے اور ان کے مختلف تاثرات کے ذکر کے بعد یہ خوشخبری لکھی کہ مَیں نے اپنے دوست علی طائع کو جو شعبِ عامر کے رئیس اور تاجر ہیں حضورؑ کے دعویٰ سے مفصّل خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں حضورؑ کی خدمت میں عرض کروں کہ حضورؑ اپنی کتابیں اُن کے پتہ پر بھیجیں اور وہ انہیں شرفاء اور علماء مکّہ مکرمہ میں تقسیم کریں گے۔ اِس خط کے ملنے پر حضورؑ نے تبلیغ حق کا ایک غیبی سامان سمجھتے ہوئے رسالہ ''حمامۃ البشریٰ'' عربی زبان میں تصنیف فرمایا یہ رسالہ حضورؑ نے ۱۸۹۳ء میں رقم فرمایا۔ لیکن اس کی اشاعت فروری ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ اِس رسالہ میں آپ نے اپنے دعویٰ مسیحیت اور اس کے دلائل خوب وضاحت سے لکھے اور خروجِ دجّال اور وفاتِ مسیحؑ اور نزولِ مسیح اور ان سے متعلّقہ امور پر سیر کن بحث کی اور مکفرین علماء کی طرف سے آپ کے عقائد اور آپ کے دعویٰ پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان کے تفصیلی جوابات دیئے۔ الغرض یہ کتاب عربی ممالک کے لئے ایک نہایت مفید کتاب ثابت ہوئی۔

خاکسار

جلال الدین شمس

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ٹائیٹل بار اوّل

رسالہ

تحفۂ بغداد

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا وما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ
من یشآء فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا
وتتقوا فلکم اجر عظیم ۵ ۵

سنہ ۱۳۱۱ ہجری
فی شہر محرم الحرام

طبع فی مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ
باہتمام المنشی غلام قادر الفصیح
مالک المطبع

﴿۲﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفی، وبعد:

فإنی رأیت فی ھذہ الأیام اشتھارا و مکتوبًا أَرسل إلیَّ السید عبدالرزاق القادری البغدادی من حیدرآباد دکن. فلما قرأت الاشتھار إذا ھو من أخ مؤمن یخوّفنی کما یخوّف المِلکُ المقتدرُ المرتدَّ الکافرَ الفجّارَ ویسل لقتلی السیف البتّار وقد صال علیَّ کرجل یھجم علی رجل فزفر زفرۃ القیظ وکاد یتمیّز من الغیظ ونظر إلیَّ کالمحملقین.

ورأیت أنہ ما مسَّ وسائل العرفان وما دنا أواصر تحقیق البیان وکفّرنی وسبّنی وحسبنی من الذین کفروا أو ارتدوا فأراد أن یکون أوّلَ اللاعنین والقاتلین. وإنہ قد فتن قلوب بعض الناس وأدناھم من شر الوسواس فسنح لی أن أکتب فی ھذہ الرسالۃ ما ینفعہ وینفع عرب الحرمَین ویسرّ الناظرین. فالآن نکتب أوّلًا اشتھارہ ومکتوبہ ثم نکتب جوابہ ونھذّب أسلوبہ.

فأیھا القارئ! انظُرْ فیہ بنظر الوداد زادک اللّٰہ فی الصلاح والسداد وھُنِّیتَ بما أُوتیتَ ومُلِّیتَ بما أُولِیتَ وما توفیقی إلا باللّٰہ النصیر المعین.

الاشتھار من السیّد البغدادی رحمہ اللّٰہ وھداہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی

آلـه وصـحبـه وحزبه وبعد: فمما لا يخفى على أساطين الدين المتين وعلماء أئـمة الـمسـلـميـن مـا ظهـر ظهـور الشمس وما بان بيان الأمس من خرافات وكفريات المرزا غلام أحمد القاديانى الپنجابى وما ادّعاه من أنه المسيح بن مـريـم وأنـه يُـلقَى إليه الإلهامات من حضرة الحق سبحانه وتعالٰى ويُوحِى إليه ويُـكلّمه كفاحًا ويُخاطبه شفاهًا وأن اللّٰه أرسله لكسر الصليب وقتل الخنـزير ﴿۳﴾ وإقـامة الـحـدود الشـرعية والـلّٰـه تعالى يُخاطبه ويُناجيه بقوله: يا عيسى بن مـريـم إنى أرسلتک للناس كافّةً فاصدَ ُع بما تؤمر وأعرِضُ عن الجاهلين وأن بيـعته حق وأن عيسى توفّاه اللّٰه وليس بحىّ وأنه هو عيسى بذاته وغير ذلک مـمـا تـرتـجّ منه الأضالع وتستکّ منه المسامع كما رأيته مسطورا فى كتابه المسمى **بمرآة كمالات الإسلام** الذى عارض به القرآنَ وهتَک به شريعة سيّـدِ وُلْدِ عدنان علاوة عـلـى مـا ذكـره فـى كتبه السابقة من أساطيره الكاذبة. وهـذا مـمـا لا يـطيـق الـصبـر عليه إلا مَن طمس اللّٰه بصره وطبع على بصيرته. والـعـجـب الـعجاب أن فى ديار الهند عامّةً وفى رياسة حيدر آباد خاصّة مِن فـحـول الـعلماء وأشبال الفضلاء ما يضيق عن كثرتهم نطاق الحصر هذا مع كـونهـم عـلـموا واطّلعوا على شقاشق ذلک الدّجال المضلّ الضالّ البطّال الـذى لا يُـطهّـره فى الدنيا إلا السيف البتّار ولا فى الآخرة إلا النّار فلم أر مَن شـمّـر عـن سـاعـدِ جِدّه وأَرْوى فى مجال ميدان الحق فِرَنْدَه وكفَحه بصارمِ هـمّتـه وبيـانـه وطـعَـنه بسنان قلمه وتبيانه وردَّ أقواله وأوقفَه على شؤم أفعاله وأنقذ عباد اللّٰه المؤمنين من شر فتنته ونصر دين رسول اللّٰه صلعم وشريعته. فـوا أسـفاه! ووا أسـفاه! ثـم وا أسـفـاه عـلـى أهـل هـمّة البـطون إنَّا للّٰـه وإنَّا

إليه راجعون .وحيث إنى اطلعت على كل صفحات كتاب ذلک الضال الممسوخ الدجّال وما هتَک به شريعة سيّد الأنام وما تعدّى بالازدرآء على سيدنا عيسٰى عليه السلام ووقفتُ على تمام عباراته التى لا يتفوّه بها إلا كل مخذول أو زنديقًا شاكًّا فى رسالة الرسول مع تناقُض أقواله عن بعضها بعض التزمت وباللّٰه أستعين إذ هو الناصر والمعين أن أرُدّ كتابه حرفًا بحرفٍ وصفًّا بصفٍّ بكتاب أسمّيه ''كشف الضلال والظلام عن مرآة كمالات الإسلام'' ردًّا يسرّ إن شاء اللّٰه نظر الناظر ويشرح بفضل اللّٰه القلب والخاطر . ثم عزمت أن أرسل كتاب المَردود عليه إلى العراق وبغداد ليحكمون العلماء الأعلام على مُصنفه كونَه من أهل الزيغ والإلحاد فأكون إن شاء اللّٰه السبب الأقوى لحسم مادّة هذا الفساد وجلاء تلک الغُمّة المدلهمّة عن سائر العباد خدمةً منى للشريعة الأحمدية وغيرةً على ناموس المِلّة المحمدية. وأؤمل والأمل باللّٰه قوى أن يكون إكمال هذا الردّ على المردود بظرف ثلاثة أشهر فوجب أوّلًا شهرُ الحال بوجه الاشتهار لكافّة مَن وقف عليه أن يعلموا علمًا يقينًا لا مِرية فيه مِن أن هذا الممسوخ وأمثاله يُطلَق عليهم قول النبى صلى اللّٰه عليه وسلم دجّالون كذّابون يأتونكم بالأحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم لا يُضلّونكم ولا يفتنونكم. هذا واللّٰه الهادى إلى سواء السبيل فهو حسبنا ونعم الوكيل فقط.

﴿۴﴾

المشتهر السيد عبد الرزاق القادرى النقشبندى الرفاعى

البغدادى وارد حال بلدة حيدر آباد.

مکتوب السّید البغدادی رحمه اللّٰه وهداه

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه والصّلاة والسلام علی رسول اللّٰه وآله وصحبه ومن والاه.

الوصیّة لی ولإخوانی بتقوی اللّٰه من العبد المُفتقر إلی رحمة المَلِک الحنّان المدعو بالسید عبد الرزاق القادری النقشبندی البغدادی أناله اللّٰه شفاعة نبیه الهادی وحفِظه من کید الشیاطین والأعادی إلی خدمة الأجلّ والمطاع المبجّل العالم الفاضل والمجتهد الکامل حلّالُ رموز المشکلات بألطف المعانی وأظرف الترصیف والمبانی المولوی مرزا غلام أحمد القادیانی حفظه اللّٰه من زلة القدم وعثرة اللسان والقلم بحُرمة النبی الأکرم صلی اللّٰه علیه وسلم آمین. أما بعد فالسلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. لا یخفی أنه قد اطلعتُ علی کتابکم المسمی بمرآة کمالات الإسلام وعلِمت بما فیه وأحطت فهمًا بمعانیه وفحاویه ونکاته ومبانیه والجواب ما نری لا ما تسمع ولو لم تقسمون علی من اطّلع علی ذلک الکتاب بأن یردّ خطأه ویوضِّح لفظه لما صرفنا عِنانَ القلم إلی ردّه. وقد جرت سُنّة أهل العلم من قدیم الزمان وحادثه فی الردّ علی الباطل وبالتزییف علی العاطل. ولعل وَرَدکم الاشتهار فی هذا الباب فلا تکونوا بالوجل وارفعوا عنکم نقاب الخجل. فلعل أن لا یتیسر طبع کتابنا لقرب سفرنا إلی الوطن لکن أرجو أن تتحفونی بنسخة من مرآتکم فإن النسخة التی هی عندی عاریة بشرط أن تُسرعون بإرسالها فی البرید والسلام خیر الختام. ﴿۵﴾

ملتمسه السیّد عبد الرزاق القادری النقشبندی البغدادی غفر اللّٰه له

مؤرخة ۲۸ ذی الحجة سنة ۱۳۱۰ھ

جواب الاشتهار والمكتوب

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه ربّ العالمين والصلاة والسّلام على رسوله محمد سيّد النبيّين وخاتم المرسلين وفخر الأولين والأٰخرين ومنبع كل فهم وحزم ونور وهدى وسراج منير للسالكين المتّبعين وعلى آله الهادين وأصحابه الذين شادوا الدّين وعلى كل من تبعه من الأولياء والشهداء والصلحاء أجمعين.

السّلام عليكم أيها الصلحاء المعزَّزون الموقَّرون المعظَّمون مِن إخوانكم المحقَّرين المكفَّرين المطرودين المهجورين.

وبعد فإنه قد بلغنى مكتوبک واشتهارک يا أخى بقريتى "قاديان" فأشكرک وأدعو لک فإنک ذكرتنى وذاكرتنى سُبُلاً تحسبها مستقيمة ولُمْتَنى غيرةً على دين اللّٰه ورسوله كالمغضبين فجزاک اللّٰه أحسن الجزاء وأحسن إليک وهو خير المحسنين. وأرى أنّک رجل صالح طيّب فإنک ما صبرت على ما حاک فى صدرک ولم تألُ نُصحًا ولم تداهن قولا وكذلک سِيَرُ الصالحين . ولكن أيها الخِلُّ الودود والحِبُّ المودود عفا اللّٰه عنک قد استعجلتَ وحسبت أخاک المؤمن باللّٰه ورسوله وكتابه مرتدًّا ومن الكافرين. ولوّمتنى ورمَيتنى بالسِّهام قبل أن تُفتِّش حقيقة الأمر وتفهم سرّ الكلام أو تستفسر منى كدأب المحققين. والعجب منک ومن مثلک رجل صالح تقىّ نقىّ حليم كَريم أنک تكتب فى اشتهارک أن جزاء هذا الرجل المرتد أن يُقتَل بالسّيف البتّار أو يُلقى فى النار كما هو جزاء المرتدين. ﴿٦﴾

أيها الأخ الصالح أسرّک اللّٰه ورعاک وحفظک وحماک وفتح

عینک وهداک لا تخوّفنی من سیفٍ بتّارٍ ولا رُمح ولا نار وقد قُتلنا قبل سیفک بسیفٍ لا تعلمه وذُقنا طعم نارٍ لا تعرفها وإنّا إن شاء اللّٰه بعد ذلک من المنعمین. أیها العزیز إن الذین أخلصوا قلوبهم للّٰه وأسلموا وجوههم للّٰه وشربوا کأسًا من حُبّ اللّٰه فلا یضیّعهم اللّٰه ربّهم ولا یترکهم مولاهم ولو عاداهم کلّ ورق الأشجار وکل قطرة البحارِ وکل ذرة الأحجار وکلّ ما فی العالمین. بل الذین یطیعونه ولا یبتغون إلا مرضاته هم قوم لا یحزنهم إلا فراقه وإذا وجدوا ما ابتغوا فلا یبقی لهم همٌّ ولا غمٌّ بعد ذلک ولو قُتلوا وأُحرقوا ولا یضرّهم سبُّ قوم ولا لعنُ فرقة ویجعل اللّٰه کلَّ لعنةٍ برکةً علیهم وکلَّ سبٍّ رحمةً فی حقهم. ألا یعلم ربنا ما فی صدورنا؟ أأنت أعلم منه؟ فلا تکن من المستعجلین.

یا أخِی ما ترکتُ السبیل وما عاصیتُ الرب الجلیل. ولیس کتابنا إلا الفرقان الکریم ولیس نبیّنا ومحبوبنا إلا المصطفی الرحیم ولعنة اللّٰه علی الذین یخرجون عن دینه مثقال ذرّة فهم یدخلون جهنم ملعونین. ولکن یا أخی إن فی کتاب اللّٰه نِکاتًا ومعارف لا یزاحمها عقیدة ولا یناقضها حکمٌ ولا یُلقّاها من الأمم إلا الذی وجد وقت ظهورها وکان من المنقطعین المبعوثین. وللّٰه أسرارٌ وأسرارٌ وراء أسرارٍ لا تطلع نجومها إلا فی وقتها فلا تجادل اللّٰه فی أسراره. أتجترء علی ربک وتقول لما فعلت کذا ولم ما فعلت کذا؟ یا أخِی فوِّضْ غیب اللّٰه إلی اللّٰه ولا تدخل فی غیوبه ولا تزِخّ دقائق المعارف التی دقّ مأخذها فی ظواهر الشرع ولا تَقْفُ ما لیس لک به علم وثبِّتْ نفسک علی سبیل المتقین.

﴿۷﴾ مـّا کان إیمان الأخیار من الصحابة والتابعین بنُزول المسیح

علیه السلام إلا إجمالیا وکانوا یؤمنون بالنُزول مجملا ویفوّضون تفاصیلها إلی اللّٰه خالق السماوات والأرضین. وکیف یجوز نزول المسیح علیه السلام علی المعنی الحقیقی واللّٰهُ قد أخبر فی کتابه العزیز أنه تُوفِّی ومات؟

وقال: یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ [۱]

وقال: فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ [۲]

وقال: فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ [۳]

وقال: وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ [۴]

وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [۵]

یعنی ماتوا کلهم کما استدل به الصِّدّیق الأکبر عند وفاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فما بقی شک بعد ذٰلک فی وفاة المسیح وامتناع رجوعه إن کنتم باللّٰه وآیاته مؤمنین.

وقد ختم اللّٰه برسولنا النبیین وقد انقطع وحی النبوة فکیف یجیء المسیح ولا نبی بعد رسولنا؟ أیجیء معطَّلا من النبوة کالمعزولین؟ وقد بشّرنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أن المسیح الاٰتی یظهر من أمته وهو أحدٌ من المسلمین. وفی الصحاح أحادیث صحیحة مرفوعة متصلة شاهدة علی وفاة عیسی علیه السلام خصوصًا فی البخاری بیان مصرح فی هذا الأمر. فالعجب کل العجب علی فهم رجل یشکّ فی وفاته بعد کتاب اللّٰه ورسوله

۱ اٰل عمران:۵۶ ۲ المائدة:۱۱۸ ۳ الزمر:۴۳ ۴ الانبیاء:۹۶ ۵ اٰل عمران: ۱۴۵

ويتـذبذب كالمرتابين. وبأيِّ حديث بعد اللّٰه وآياته نترک متواترات القرآن؟ أنُؤْثِر الشكّ على اليقين؟

والـقـوم لا يتـفق على صعود المسيح حيًّا إلى السماء بل لهم آراءٌ شتّى بـعـضهـم يقول بالوفاة وبـعـضهم بالحياة. ولـن تـجـد مـن النصوص الفرقانية والأحـاديث النبوية دليلا على حياته بل تسمع من الأخبار والآثار ومن كل جهة نعيَ الموت. وقد تُوفّى رسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم أهو خيرٌ منه أم هو ليس من الـفـانين؟ ورآه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى ليلة المعراج فى الموتى من الأنبيـاء عليهم السلام أفتظن أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخطأ فى رؤيته أو قال ما يُخالف الحق؟ حاشا بل إنه أصدق الصادقين. ﴿۸﴾

فهـذا هـو السبـب الـذى ألـجـأنـا إلى اعتراف وفاة المسيح وشهد عليه إلهـامـى المتواتر المتتابع من اللّٰه تعالى. وما نرى فى هذه العقيدة مخالفة بقول رسـول الـلّٰـه صلى اللّٰه عليه وسلم ولا بعقيدة الصحابة ولا التابعين. والصحابة كـلهـم كانوا يؤمنون بوفاة المسيح وكذلک الذين جاؤوا بعدهم من عباد اللّٰه الـمتبـصّرين. ألا تنظر صحيح البخارى كيف فسّر فيه عبد اللّٰه بن عباس رضى اللّٰه عنه آية يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ فقال: متوفّيک : مميتُک. وأشـار الإمـام البـخارى إلى صحّة هذا القول بإيراده آية إِنِّى مُتَوَفِّيکَ فى غير محلّه وهذه عادة البخارى عند الاجتهاد وإظهار مذهبه كما لا يخفى على الماهرين.

أيهـا الأخ الصالح! انـظُـرْ كيف أشـار البـخارى رحمه اللّٰه إلـى مذهبه بـجـمـع الآيتيـن فـى غيـر الـمـحـلّ وإراءة تظاهُرهما. واعترف بأن المسيح

قد مات فتدبَّرْ فإن اللّٰه يحب المتدبّرين. وما كان لى منفعةٌ وراحةٌ فى ترک كتاب اللّٰه وسُنن رسوله وحملِ أوزار خسران الدنيا والآخرة وسماع لعن اللاعنين. أيها الأخ الكريم! لَلحقُّ أحقُّ أن يُتّبع والصدق حقيق بأن يُقبَل ويُستمَع ويد الحق تصدع رداء الشک والحق هو الجوهر الذى يظهر عند السبک ويتلألأ فى وقته الذى قدّر اللّٰه له ولكل نبأٍ مستقرٌّ ولكل نجمٍ مَطلعٌ ولا تُعرف الأسرار إلا بعد وقوعها. فطوبٰى لمن فهم هذا السر وأدرک الأمر كالعاقلين. وإنّى أتيقّن أن مثلک مع كمال فضلک وتقواک لو كان مُطّلعًا على معارف اطّلعتُ عليها لكفَّ لسانه من لعنى وطعنى ولَقَبِلَ ما قلتُ من معارف الملّة والدّين ولكنى أظنّک ما فهمتَ حقيقة مقالى وما علمتَ صورة محالى وما ظنى فيک إلا الخير وأسأل اللّٰه لک فضله ورحمته وهو أرحم الرّاحمين.

يا قُرّة أرضٍ مباركةٍ وسُلالةَ أهلها! أنت بحمد اللّٰه تقىّ ونقىّ وزكىّ وإنى أحبّک وأصافيک كَالمخلصين. وأُوتيکَ مُوثقًا من اللّٰه على أنى أُوافقک ﴿۹﴾
وأقبل قولک إن تُرِنى آياتِ الفرقان على صحة زعمک وتأتِنى بسُلطان مبين. وما أبتغى إلا الحق وقد شققتُ عصا الشِقاق وارتضعتُ أفاويق الوفاق فجادِلْنى بالحكمة وآيات كتاب اللّٰه السبّاق وستجدنى إن شاء اللّٰه من المنصفين. وإن كنت أن تشتهى أن تسبّنى أو تلعننى أو تكذّبنى أو تقتلنى بسيف بتّار أو تلقينى فى نارٍ فاصنع ما شئت وما أرُدّ عليک إلا دعاء الخير والعافية. يا أهل البيت يرحمكم اللّٰه فى الدنيا والآخرة وآواكم فى المرحومين.

أيها الشيخ! دعِ النـــزاع وما ينبغى النـزاع فاتّق اللّٰه وأدرِكْ فرصة لا تُضـاع وارتـحـلْ إلـىّ رحـلة الـصـادق المُعِدّ وسِرْ نحوى سير المُجِدّ وتفضَّلْ وتـجشَّـمْ إلـى بيتـى وكُـلْ إلـى شهـرين من قرصى وزيتى سيُريک اللّٰه حالاً لا ينكشف عن يد غيرى من أهل البلدان وجَوّابتها ولا من تأليفاتٍ محدودة البيان فتـعـرفنى بعين اليقين. وإن تقصدنى مُخلِصًا فأدعولک فى آناء الليل وأطراف النهار وأرجو أن يطمئن قلبک وأرى آثار الاستجابة وتنجاب غشاوة الاسترابة واللّٰه قدير ونصير ومُعين.

أيهـا الأخ الشريف الصالح! لا تـنـظُـرْ إلى تكفير العلماء وتكذيبهم فإنى أعـلـم مـن اللّٰه ما لا يعلمون وقد علمتُ حقيقة الأمر من ربّى وهم من الغافلين. ولا تـنـظر إلى ذلّتى وهوانى وحقارتى فى أعين إخوانى فإن لى من اللّٰه تعالى فى كل يوم نـظرةً. أُقـلـبُ نـحـو الشـمـال ونحو اليمين وأتقلّبُ فى الحالَين بؤس ورَخـاء وأنـقل مع الريحَين زعزع ورُخاء والعاقبة خير لى إن شاء اللّٰه وإنى من الـمبشَّـرين. اليوم يحقّرون ويكذّبون ويكفّرون وأراهم علىَّ حريصين لو كانوا قـادريـن وسيـأتـى زمـان يـظهـر صـدقـى فيـه ويُرِى اللّٰهُ عبادَه آيات فضله علىَّ فيـجتـلـون أنوار عناياته ومطارف تفضّلا ته فيـأتـوننى مُنكسرين. فطَوبٰى لعين رأتنى قبل وقتى وطوبٰى لسعيد جاء نى كالمخلصين. ﴿۱۰﴾

أيها الشيخ! الـوقـت قـد دنٰى ومـعـظم العمر قد فنى فأْتنى على شريطة الـصبر والتوقّف وقبول الهُدىٰ وعُدْ إلى الحق ودعِ العداء ولا تنس حقک فى الـعُقبى ولا تُبارز المولى وسارِعْ إلىَّ مُرتدعًا ليغفر لک اللّٰه ما سلف وما مضى وطاوِعِ الحق وكن من المطاوعين.

وإن كنت لا تقدر على هذا السفر البعيد فلك طريق أُخرٰى. فإن كنت فاعِلَها فأخرِجْ أوّلًا مِن صدرك كلَّ ما دخل فيه من سوء الظن ثم قُمْ وتوضّأْ وصلِّ ركعتين وصلِّ وسلِّمْ واستغفرُ استغفار التائبين ثم اضطجعْ مستقبلا على مُصلاك وتَخَلَّ بمُناجاة مولاك واسأل اللّٰه لاستكشاف حالى وحقيقة مقالى ثم نَمْ قائلًا: يا خبير أخبِرْنى فى أمر أحمد بن غُلام مرتضٰى القادیانی أهو مردودٌ عندك أو مقبول؟ أهو ملعون عندك أو مقرون؟ إنك تعلم ما فى قلوب عبادك ولا تُخطى عينك وأنت خير الشاهدين. ربنا آتنا من لدنك علمًا جاذبًا إلى الحق ونظرًا حافظًا من نقل الخطوات إلى خطط الخطيّات وأدخِلْنا فى الموفَّقين. ما كان لنا أن نُقدّم بين يديك أو نتصرّف فى سرائر عبادك ربنا اغفرلنا ذنوبنا وإسرافنا فى أمرنا وافتح عيوننا ولا تجعلنا من الذين يُعادون أولياءك أو يحبّون المفسدين. آمين ثم آمين.

واستخِرْ يا أخى من جمعة إلى جمعةٍ أُخرى وعقِّبْ تهجُّدَك بهذه الركعتين وأخبِرْنى إذا أردت أن تشرع فى هذا لأُرافقك فى دُعائك وأدعو لك فى ابتغائك وأرجو أن يسمع ربى ندائى ويقبل دُعائى إنه كان بى حفيًّا وإنه نور عينى وقوة أعضائى واللّٰه إنى لمن المقبَّلين.

أيها العزيز! أراك فتًى صالحًا فأرجو أن تقبل ما قُلتُ لك وأرجو أن تُدرکک رِقّةٌ على دين سيّدى وسيّدك وجدّك صلى اللّٰه عليه وسلم وتسلُك مسلك العارفين.

تَذَكَّرْ يا أخى يوم التنادى وتُبْ قبل الرحيل إلى المعادِ ﴿۱۱﴾

فأخرِجْ كلَّ حقدك مِن جَنانٍ وزَكِّ النفس من سمّ العنادِ
وخَفْ قهر المهيمنِ عند ذنبٍ وقِفْ ثم انتهِجْ سُبُل الرشادِ
وأُقسِم أنني يا ابن الكرامِ لقد أُرسِلتُ من رب العبادِ
وقد أُعطيتُ علمًا بعد علمٍ وكأسًا بعد كأس مِن جوادى
وحِبِّى كل حين يجتبينى ويُدنينى ويعطينى مرادى
فما أُشقٰى بلعن اللاعنينا وصدقى سوف يذكر فى البلادِ
وكأسٍ قد شربنا فى وِهادٍ وأُخرٰى نشربَنْ فوق المصادِ
ولست أخاف من موتى وقتلى إذا ما كان موتى فى الجهادِ
وآثرُنا الحبيب على حياة وقمنا للشهادة بالعَتادِ
وما الخسران فى موتٍ بتقوى وخسرُ المرء فى سبل الفسادِ
وإنى قد خرجت إلى ذُكاءٍ ففارت عينُ نورٍ من فؤادى
بحمد اللّٰه إن الحِبّ معنا وما يرمى متاعى بالكسادِ
ويدنينى بحضرته بلطفٍ ويسقينى مدام الاتّحادِ
وإنّ هداية الفرقان دينى وأدعوكم إلى نهج السَّدادِ
فقُمْ إن شئت كالأحباب طوعًا وإما شئت فاجلِسْ فى الأعادى
وقد بارا العدو بعزمِ حربٍ وبارزُنا فيا قومى بدادِ
وكان نصيحة للّٰه فرضى فقد بلّغتُ فرضى بالودادِ

أيها الأخ العزيز! ما جئتُ كطارق ليل أو غثاء سيل إن جئتُ إلا فى وقت الضرورة وعلى رأس المائة وجعلنى اللّٰه لهذه المائة مجدِّدًا لأجدّد الدين وقد جاء فى الأخبار الصحيحة أن اللّٰه يبعث لهذه الأمّة على رأس كل مائة من يجدد دينها فتحسَّسْ مَن مجدّد

هذه المائة؟ وتفكَّرْ فإن اللّٰه يؤيّد المتفكّرين.

وقد جاء فى أخبار أُخرٰى أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لما تُوفى صاحت الأرض فقالت: يا رب بقيت خالية إلى يوم القيامة من أقدام الأنبياء صلاة اللّٰه عليهم أجمعين. فأوحى اللّٰه تعالى إليها وقال: إنى أخلق عليک أُناسًا قلوبهم كقلوب الأنبياء منهم الأقطاب ومنهم الأبدال ومنهم الغوث ومنهم ﴿۱۲﴾ دون ذلک وكل من المكلَّمين الملهَمين ومنهم من يكون قلبه كقلب نوح وإبراهيم وموسى ومنهم الذى كان قلبه كقلب عيسٰى ويجيئون على أقدام النبيين.

فانظر يا أخى آثارَ رحمة اللّٰه كيف أكرم هذه الأمّة وجعلهم بأنبياء بنى إسرائيل مُشابهين. وإن تعجَب فعجبٌ قول الذين يقولون: كيف جاء مثيل المسيح وإنْ هذه إلا كلمة الكفر؟ ولا ينظرون إلى ما قال اللّٰه ورسوله ولا يتفكرون فى الآيات والآثار ويعيشون كالنائمين.

يا أخى انظر فى البخارى وغيره من الصحاح كيف بشّر نبيّنا ورسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم وقال: إنه سيكون فى أمّته قوم يكلَّمون مِن غير أن يكونوا أنبياء ويُسمَّون محدَّثين. وقال اللّٰه جلّ شأنه ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ. وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ[1] وحثَّ عباده على دعاء: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[2] فما معنى الدعاء لو كُنّا من المحرومين؟ وأنت تعلم أن الذين أنعم اللّٰه عليهم أوّلاهم الأنبياء والرسل وما كان الإنعام مِن قسمِ درهم ودينار بل من قسم علوم و

[1] الواقعة: ۴۰، ۴۱ [2] الفاتحة: ۶، ۷

معارف ونزول بركاتٍ وأنوار كما تَقرّرَ عند العارفين.

وإذا أُمرنا بهذه الدعاءِ فى كل صلاة فما أمَرَنا ربُّنا إلا ليُستجاب دعاؤنا ونُعطَى ما أُعطىَ من الإنعامات للمرسلين. وقد بشّرنا عزّ اسمه بعطاء إنعاماتٍ أنعم على الأنبياء والرُّسُل من قبلنا وجعلنا لهم وارثين. فكيف نكفر بهذه الإنعامات ونكون كقوم عمين؟ وكيف يمكن أن يُخلِف اللّٰه مواعيده بعد توكيدها ويجعلنا من المخيَّبين؟

أنت تعلم يا أخِى أن سراة الْمُنعَمين عليهم هم الأنبياء والرسل وقد بشّرنا اللّٰه بعطاء هُداهم وبصيرتهم الكاملة التى لا تحصل إلا بعد مكالمة اللّٰه تعالى أو رؤية آياته. عفا اللّٰه عنك كيف زعمت أن أولياء اللّٰه محرومون من مُكالمة اللّٰه ومخاطباته وليسّوا من المكلَّمين؟ ﴿۱۳﴾

يا أخى أنت تعلم أن كتب القوم مملوّة من ذكر مكالمات اللّٰه بأوليائه ومخاطبات حضرة الحق بعباده المقرّبين وهو الكريم الذى يُلقى الروح على من يشاء من عباده ويزيد من يشاء فى الإيمان واليقين. أما قرأت فى "فتوح الغيب" الذى لسيدى الشيخ عبد القادر الجيلانىؓ كيف ذكر حقيقة المكالمات؟ وقال: إن اللّٰه تعالى يكلّم أولياء ه بكلام بليغ لذيذ وينبئهم من أسرار ويخبرهم من أخبار ويعطيهم عِلم الأنبياء ونور الأنبياء وبصيرة الأنبياء ومعجزات الأنبياء ولكن وراثةً لا أصالة ويجعلهم متصرّفين فى الأرض والسماوات وفى جميع ملكوت اللّٰه. فانظُرْ إلى مراتبهم ولا تتعجب فإن اللّٰه فيّاضٌ يعطى عباده ما يشاء وليس بضنين. واللّٰهُ قصّ علينا قصص الملهَمين فى كتابه العزيز وأنبأنا أنه كلَّم أُمَّ موسى عليه السلام وكلَّم ذا القرنين

وكلَّم الحواريّين. وما كان أحدٌ منهم نبيًّا ولا رسولًا ولكن كانوا من عباده المحبوبين. أليس من أعجب العجائب أن يكلّم اللّٰه نساء بنى إسرائيل ويعطى لهُنّ عِزّةَ مكالماته وشرف مخاطباته وما يعطى لرجال هذه الأمّة نصيبا منها وهى أمّة خير المرسلين؟ وقد سمّاها خير الأمم وختَم بها الأمم كلها وقال: ثُلَّةٌ مِّنَ الآخِرِينَ يعنى فيها كثير من المكمّلات والمكمّلين.

وأنت ترى يا أخى عافاك اللّٰه فى الدارين كيف اشتدت الحاجة فى هذه الأيام إلى ظهور مجدّد يؤيّد الدين ويقيم البراهين ويرجم الشياطين. ألا ترى أن الضلالة قد غلبت وغارات الكافرين عمّت وأحاطت وكم من أمم تبّت وهلكت؟ ألا تنظر هذه المفاسد؟ ألست من المتألّمين على مصائب الإسلام؟ ألم تأتك أخبارها أو أنت من الغافلين؟ أما تكاثرت فتن الكفّار؟ أما جاء وقت ظهور الآثار؟ أما عمّت الفتن فى البرارى والبلاد والديار؟ أما جاء وقت رحمة أرحم الراحمين؟ أما عَنَّ لنا فى زمننا هذا قبل الذياب فى ليلة فتيّة الشباب غُدافيّة الإهاب وصرنا كالمحصورين؟ ﴿۱۴﴾

أُنظُرْ يا أخى كيف أحاط بالناس ظلام وظلم ومظلمة وخُوّفنا من كلّ طرف بأنواع النباح وارتفعت الأصوات بالأرنان والنياح وضُربت علينا المسكنة بالاكتساح وصال الكُفار كالحَيْن المجتاح وعفَتْ آثار التقوى والصلاح وصُبَّت علينا مصائب لو صُبّت على الجبال لدكّتها وكسّرتها كالرداح وامتلأت الأرض شِركًا وكذبا وزورًا ومن الأفعال القِباح وتراءت صفوف الطالحين.

وكنت أبكى بكاء الماخض على ضعف الإسلام فى تلك الأيام وأرى مسالك الهُلْك وأنظر إلى عون اللّٰه العلام فإذا العناية تراءت وهبّتْ نسيم ألطاف اللّٰه القسّام وبُشِّرتُ بأعلى مراتب الإلهام وأصفى كأس المُدام كما تُبشَّرُ الحامل عند مخاضها بالغلام فصرت من المسرورين. فأُمِرتُ أن أُفرِّق خيرى على رِفقتى وكان على اللّٰه ثقتى فكفّرونى ولعنوا وسبّوا وأَضْرَوا بى الخطوبَ وألّبوا وأُوذيت من ألسنة القاطنين والمتغرّبين.

ورأيت أكثر العلماء أسارى فى أيدى أنفسهم وأهوائهم ورأيتهم كغلام عليه سملٌ وفى مشيه قزلٌ وفى آذانه وقرٌ وعلى عينه غشاوة وفى قلبه مرض وهو كَلٌّ على مولاه وليس فيه خير يسرّ المشترين. يُظهرون على الإخوان شَباءةَ اعتدائهم وينسون صولة أعدائهم وأرى قلوبهم مائلة إلى الصِّلات لا إلى الصَّلاة ويستعجلون للاستهداء لا للاستهداء ويُؤْثِرون ثوب الخيلاء على ثواب مواساة الأخلّاء ويأبرون إخوانهم كالعقارب ولو كانوا من الأقارب لا يخافون رب الأرباب ولا يتّقونه فى أساليب الاكتساب ويسعون إلى باب الأمراء وينسون حضرة الكبرياء ثم يكفِّرون إخوانهم ويحسبون أنهم مِنَ المحسنين. والذين يؤثرون اللّٰه على نفوسهم وأعراضهم وأموالهم لا يضرّهم إكفار المكفرين ولا تكذيب المكذبين. أليس اللّٰه بكاف عبده؟ ومن يُصافى مثله بالمصافين؟ سبقت رحمته حسنات العاملين ولا يضيع فضله سعى المجاهدين. ﴿۱۵﴾

أيها الأخ المكرّم! ارفقْ فإن الرفق رأس الخيرات ومن علامات الصالحين. وعليك أن تَعرِض علىّ شُبهاتك لكى أعطيك ما فاتك وستجدنى إن شاء اللّٰه صديقًا صادقا ورفيق الطريق كالخادمين. وقد أعطانى اللّٰه

من لدنه قوة فـأَدرَأُ بها عن قلوب الناس شبهة وفتح علیَّ أبواب تعلیم الخلق وإتمام الحجّة وإرا ءة الحق وإنی من فضله لمن المؤیَّدین. ولکن الذین لا یبتغون الحق فهم لا یعرفوننی وقد رأوا آیاتٍ من اللّٰه تعالی ثم هم من المنکرین. یصُولون ویسُبّون ویُحَمُلِقون وکادوا یتمیَّزون من الغیظ ولا یفکّرون کالمسترشدین. ووالـلّٰه إنی صادق ولست من المفترین. ووالله إنی لست خاطِبَ الدنیا الدنیّة وجیفتِها فیا حسرة علی الظّانین ظنّ السوء ویا حسرة علی المسرفین!

إنما مثلی کمثل رجل آثَرَ حِبًّا علی کل شیء وتبتّلَ إلیه وسعی فی میادین الاقتراب واقتعد للقائه غارب الاغتراب وترک تراب الوطن وصحبة الأتراب وقصد مدینة حبیبه وذهب وترَک لِحِبِّه البیتَ والفضة والذهب وترَک النفس لمحبوبه حتی صار کالفانین. وبعزّة اللّٰه وجلاله إنی آثرت وجه ربّی علٰی کل وجه وبابه علی کل باب ورضاءه علی کل رضاء. وبعزّته إنه معی فی کل وقتی وأنا معه فی کل حین. وآثرت دولة الدین وهی تکفینی ولو لم یکن حبّةٌ لتجهیزی وتکفینی. وإنی منعم مع ید الإملاق وفارغٌ من الأنفس والآفاق وشغَفنی ربی حُبًّا وأُشرِبَ فی قلبی وجهه وأنا منه بمنزلة لا یعلمها أحد من العالمین. أیها العزیز! کان بعض الأسرار فی أوائل الزمان مستورًا وکذلک کان قدرا مقدورًا ثم فی زماننا تبیّنَ القضاء وبَرِح الخفاء وظهر خطأ العاسفین. ﴿۱۶﴾

وکذلک فعل ربنا لیقُمّ المتکبرین من علماء السوء ولیُظهر قدرته علی رغم أنف المتعصّبین. وإن مثل نزول المسیح کمثل نزول إیلیا قد وعد اللّٰه لنزوله ثم جاء یحیی مقامه إنّ فی ذلک لهُدًی للمتفکرین.

وإن كنت لا تعلم فاسأل اليهود والنصارى وقد توا ترت هذه القصة عندهم وما اختلف فيها اثنان ففتِّشْ ولا تكن من المتقاعسين.

أيها الأخ العزيز! إن قصة إيليا من المتواترات القطعية اليقينية فى أهل الكتاب وكشف اللّٰه تلك الحقيقة على أنبيائهم فبهداهم اقْتَدِهْ ولا تكن من المبدعين. ثم اعلم أننا قد اعتصمنا وتمسّكنا بمثال قد انجلى من قبل ولا مثال لكم فأى فريق أحقّ بالأمن؟ فلا تجترءوا على المحدَثات واسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون سنن اللّٰه إن كنتم من الطالبين. وإنَّا أريناكم سنّة اللّٰه فى الذين خلوا من قبلكم وما بيَّنتم مِن سنّة على دعواكم ولن تجدوا لسُنن اللّٰه تبديلا فلا تُخالفوا كالمجترئين.

وأنتم تعلمون أن اللّٰه قد ردّ على أقوالكم فى كتابه وذكر موت المسيح بلفظ التوفّى كما ذكر موتَ نبيّنا بذلك اللفظ فأنتم تؤوّلون ذلك اللفظ فى المسيح وأما فى سيدنا فلا تؤوّلونه فتلك إذًا قسمة ضيزى وخيانة فى دين اللّٰه ولكنكم لا تتّقونه ولا تجيبون تدبّرًا بل تذرِقون كطائر فى وقت طيرانه ولا تنزلون لتصفيةٍ ولا تخافون حَبْضَ قياس الصادقين. وإن كنتم على حق مبين فلم لا تأتوننى بآية شاهدة على حياة المسيح ونزوله وعلى سُنّةٍ خلت من قبل؟ وكيف نقبل بِدُعاتكم التى تُخالف كتاب اللّٰه وسُنن رسوله وسُنن الصادقين الذين خلوا من قبل؟ أنقبل قولكم ونذَر قول أصدق المعلمين؟

فأيها الشيخ الصالح! لا تكذّبوا آيات اللّٰه ولا تغمِطوا نِعَمَه بعد نزولها ولا تزدهوا المأمورين. وإن الذين يُنوَّرون من نور ربهم لَآ يخافون ﴿۱۷﴾

أحـدًا إلا الـلّٰـه فـلا تُسـمِّ أحدًا منهم وجِـلًا ولا خجِـلًا ولا تبارز اللّٰه ولا تجترءُ عـلـى رب السماوات والأرض ولا تقفُ ظنونًا لا تعلم حقيتها وإن الظن لا يغنى مـن الـحـق شيـئا فيظهر الحق وتكون من المتندّمين. إنْ أَكُ كاذبًا فعلىَّ وبال كذبى وإن أكُ صادقا فاللّٰه يعيننى وينصرنى ويُرِى الخَلْق صدقى ونورى واللّٰه لا يضيع عباده الصادقين.

وقـد كُـفِّـر مثـلـى كثير من الأولياء والأقطاب والأئمة فبـعـضهم صُلبوا وقتـلـوا وبـعـضهم أُخرجوا من أوطانهم وديارهم وأُوذوا حتى جاء هم نصر اللّٰه فـمـا أُضيـعـوا ومـا خُيِّبـوا وزادهم اللّٰه بركةً وعزّة وجعل كثيرا من أفئدةٍ تهوى إليهم وبلّغ آثار بركاتهم إلى قرن آخرين وكذلك بشَّرنى ربّى وقال:

"إنـى سأُوتيكَ ☆ بَـرَكةً وأُجـلِّـى أَنـوارَهـا حتـى يتبرک بثيابک الملوکُ والسلاطينُ." وقال: "إنى مُهينٌ مَن أراد إهانتَک وإنّا كفيناک الـمستهـزئيـن. يـا أحـمدُ بارَکَ اللّٰهُ فيک ما رميتَ إذ رميتَ ولكن الـلّٰـه رمٰـى لتُنذِرَ قومًا ما أُنذِرَ آباؤهم ولِتستبينَ سبيل المجرمين. قُلْ إنـى أُمِـرتُ وأنا أوّلُ المؤمنين. قُلْ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كـان زهـوقـا. كـلُّ بـركة مِـن مـحـمـد صـلـى الـلّٰـه عليـه وسلم ﴿۱۸﴾

☆ (الحاشية) مـن كـان يـؤمن باللّٰه وآياته فقد وجب عليه أن يؤمن بأن اللّٰه يـوحـى إلـى من يشاء من عباده رسولاً كان أو غير رسول ويكلّم من يشاء نبيًّـا كـان أو مـن الـمـحـدَّثين. ألا ترى أن اللّٰه تعالى قد أخبر فى كتابه أنه كـلَّم أُمَّ موسى وقال: لَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ ﴿۱۷﴾

﴿۱۹﴾ فتبارَکَ مَن علَّم وتعلَّمَ. وقل إنِ افتریتُه فعلیّ إجرامی ویمکُرون ویمکُر اللّٰه واللّٰه خیر الماکرین. هو الذی أرسل رسوله بالهدی ودین الحق لیُظهِره علی الدین کله. لا مبدِّلَ لکلمات اللّٰه. إنی معک فکُنْ معی أینما کنتُ. کُنْ مع اللّٰه حیثما کنتَ. أینما تُولّوا فثَمَّ وجهُ اللّٰه. کنتم خیرَ أُمّة أُخرجتْ للناس وفخرًا للمؤمنین. ولا تیأَسُ ﴿۲۰﴾ مِن رَوح اللّٰه. ألا إن روح اللّٰه قریب. ألا إن نصر اللّٰه قریب. یأتیک مِن کلّ فَجٍّ عمیقٍ. ینصرک اللّٰه مِن عنده. ینصرک رجالٌ نوحی إلیهم من السماء. لا مبدِّلَ لکلمات اللّٰه وإنک الیوم لدینا مَکینٌ أمین. وقالوا إنْ هذا إلا اختلاق. قُل اللّٰه ثم ذَرْهم فی

(بقیة الحاشیة) مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ[1] وکذلک أوحی إلی الحواریین وکلّم ذا القرنین وأخبَرنا به فی کتابه ثم بشّر لنا وقال: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ. وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ[2] وفی هذه الآیة أشار إلی أن هذه الأمّة یُکلَّم کما کُلِّمت الأمم من قبل فمن کان له صدق رغبة فی الاتّعاظ بالقرآن فلا یتردد بعد بیان کتاب اللّٰه ولا یکون من المرتابین. ومن لم یبال امتثالَ أوامره وانتهاء نواهیه فما آمن به وما کان من المؤمنین. وقد اتفق الأولیاء کلّهم علی أن للّٰه تعالی مخاطباتٍ ومکالماتٍ بالمحدَّثین کما قال سیدی وحبیبی الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللّٰه عنه فی کتابه "الفتوح" تعلیما للسالکین. ومن ملخصات کلامه أنه قال: إن لأهل ﴿۱۸﴾ اللّٰه علاماتٍ یُعرَفون بها فمنها الخوارق والکشوف ومکالمات اللّٰه تعالی

[1] القصص:۸ [2] الواقعة:۴۰،۴۱

خوضهم يلعبون. ومَن أظلم ممن افترى على اللّٰه كذبا. وإنّ عليک رحمتی فی الدنيا والدين وإنک لمن المنصورين. بُشرٰی لک ﴿۲۱﴾ يا أحمدی أنت مرادی ومعی غرَستُ كرامتک بيدی. أكان للناس عجبًا قُلْ هو اللّٰه عجيب. يجتبی من يشاء من عباده لا يُسأل عما يفعل وهم يُسألون. وتلک الأيام نداولها بين الناس. وإذا نصر اللّٰه المؤمنَ جعَل له الحاسدين. تَلطَّفْ بالناس وتَرحَّمْ عليهم أنت فيهم بمنزلة موسى فاصبر على جور الجائرين. أحسِب الناس أن يُترَكوا ﴿۲۲﴾ أن يقولوا آمنّا وهم لا يُفتَنون. الفتنة هنا فاصبر كما صبر أولوا العزم. ألا إنها فتنة من اللّٰه ليحبّ حبًّا جَمًّا. وفی اللّٰه

(بقية الحاشية) وخوف اللّٰه وخشيته وإيثاره على غيره وكلما يجب للمتقين. وقال: إذا مِتَّ عن الخَلْق قيل لک: رحمک اللّٰه وأَماتَک عن إرادتک ومُناک وإذا مِتَّ عن الإرادة ومُناک قيل لک: رحمک اللّٰه وأَحْيَاک فكنت من المرحومين. فحينئذ تُحيٰی حياة لا موت بعدها وتُغنَى غناءً لا فَقْرَ بعده وتُعطَى عطاءً لا منع بعده وتُراحُ براحةٍ لا شقاء بعدها وتنعم بنعيم لا بؤس بعده وتُعلَّم علمًا لا جهل بعده وتُؤَمَّن أمنًا لا تخاف بعده وتسعد فلا تشقى وتُعَزّ فلا تُذلّ وتُقرَّب فلا تُبعَد وتُرفَع فلا تُوضَع وتُعظَّم فلا تُحقَّر وتُطهَّر فلا تُدنَّس ونجّاک اللّٰه وطهّرک من أدناس طرق الفاسقين. فيتحقق فيک الأمانی وتصدُق فيک الأقاويل فتكون كِبْريتًا أحمرَ فلا تكاد تُرى وعزيزًا فلا تُماثَل وفريدًا فلا تُشارَک ووحيدًا فلا تُجانَس وتكون عند ربک من أهل

أجرک ویرضی عنک ربک ویتم اسمک. وإن یتخذونک إلا هُزوًا قل: إنی من الصادقین فانتظِروا آیاتی حتی حین. الحمد للّٰه الذی جعَلک المسیحَ ابن مریم. قل هذا فضل ربی وإنی أجرّد نفسی من ضروب الخطاب وإنی أحد من المسلمین. یریدون أن یطفئوا نور اللّٰه بأفواههم واللّٰهُ یُتمّ نوره ویحیی الدین. نرید أن نُنزِّل علیک آیات من السماء ونمزّق الأعداء کل ممزَّق. حُکم اللّٰهِ الرحمن لخلیفة اللّٰه السلطان. فتوکّل علی اللّٰه واصنَعِ الفُلْکَ بأعیننا ووحینا إن الذین یبایعونک إنما یبایعون اللّٰه یدُ اللّٰه فوق أیدیهم وأمٌم حَقَّ علیهم العذاب. ویمکرون

(**بقیة الحاشیة**) السماء لا من أهل الأرضین. فردُ الفردِ وترُ الوتر غیب الغیب سرّ السرّ فحینئذٍ تکون وارثَ کل رسول ونبیّ وصِدّیق فتُعطَی کلَّ ما أُعْطُوا من الأنوار والأسرار والبرکات والمخاطبات والوحی والمکالمات وغیرها من آیات رب العالمین. وبِکَ تُختَم الولایة وإلیک تصدُر الأبدال وبک تنکشف الکروب وبک تُسقَی الغیوث وبک تنبت الزروع وبک تُدفَع البلایا والمحن من الخاص والعام وأهل الثغور والراعی والرعایا والأئمة والأُمّة وسائر البرایا فتکون شِحْنةَ البلاد والعباد ومن المأمورین. فینطلق ﴿۱۹﴾ إلیک الأرجلُ بالسعی والترحال والأیدی بالبذل والعطاء والخدمة بإذن خالقِ الأشیاء فی سائر الأحوال والألسنُ بالذکر الطیّب والحمد والثناء فی جمیع المحال ولا یختلف إلیک اثنان من أهل الإیمان وتهوی إلیک

﴿۲۳﴾ واللّٰه خير الماكرين. قُلْ عندى شهادة من اللّٰه فهل أنتم مؤمنون. قل عندى شهادة من اللّٰه فهل أنتم مسلمون. إن معى ربى سيهدين. رب أَرِنى كيف تحيى الموتٰى. رب اغفر وارحم من السماء. رب لا تذَرْنى فردًا وأنت خير الوارثين. رب أَصْلِحْ أمّة محمد. ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين. ويخوِّفونك مِن دونه إنك بأعيننا. سمّيتُك المتوكّل. يحمدك اللّٰه مِن عرشه. نحمدك ونصلّى. يا أحمد يتمّ اسمك ولا يتمّ اسمى. كن فى الدنيا كأنك غريب أو عابرُ سبيل وكن من الصالحين الصدّيقين. أنا اخترتُك وألقيت عليك محبّة منى. خذوا التوحيدَ

(بقية الحاشية) أفئدة من العُلماء والأُمّيّين ويدعوك لسانُ الأزل ويُعلّمك ربُّ المُلك ويكسوك أنوارًا منه والحُلل ويُنزِلك منازلَ مَن سلَف من أولى العلم الأُوَل من الأنبياء والصدّيقين. فحينئذٍ يُضاف إليك التكوين وخرق العادات فيُرَى ذلك منك فى ظاهر العقل والحكم وهو فعل اللّٰه وإرادته حقًّا فى العلم فتدخل حينئذٍ فى قومٍ مُوجَعٍ وفى زمرة المنكسرين الذين انكسرت قلوبهم وكُسرت إراداتهم البشرية وأُزيلت شهواتهم الطبيعية فاستُؤنفتْ لهم إرادة ربّانية وشهوات وظيفية وكانوا من المبدَّلين. ويُكشَف للأولياء والأبدال من أفعال اللّٰه ما يبهر العقول ويخرِق العادات والرسوم ويكلّمهم اللّٰه تعالى بالكلام اللذيذ والحديث الأنيس والبشارة بالمواهب الجِسام والمنازل العالية والقُرب منه مما

التوحيدَ يا أبناء الفارس. وبَشِّرِ الذين آمنوا أن لهم قدمَ صدقٍ عند ربهم. ولا تصعِّرْ لخَلْقِ اللّٰه ولا تسأَمْ من الناس واخفِضْ جناحک للمسلمين. أصحاب الصفّةِ وما أدراک ما أصحاب الصفّة؟ ترى أعينَهم تفيض من الدمع يصلّون عليک ربنا إننا سمعنا مناديًا ينادى للإيمان ربنا آمنا فاكتبنا مع الشاهدين. شأنک عجيب وأجرک قريب ومعک جند السماوات والأرضين. أنت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى فحان أن تُعانَ وتُعرَف بين الناس. بوركت يا أحمد وكان ما بارک اللّٰه فيک حقًّا فيک. أنت وجيهٌ فى حضرتى. اخترتُک لنفسى وأنت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق. وما كان

(بقية الحاشية) سيؤول أمرُهم إليه وجفَّ به القلمُ من أقسامهم فى سابق الدهور فضلًا منه ورحمة وإثباتًا منه لهم فى الدنيا إلى بلوغ الأجل وهو الوقت المقدَّر لهم من أرحم الراحمين. وقال اللّٰه تعالى فى بعض كتبه: يابن آدم أنا اللّٰه لا إله إلا أنا. أقول لشىء : كُن فيكون. أَطِعْنى أجعَلْک تقول للشَّىء : كُنْ فيكون. قد جعل اللّٰه أولياء ه أوتادَ الأرض وجعل الدنيا لهم جنّةَ المأوى فلهم جنّتان: الدنيا والآخرة. وهم كالجبل الذى رسا تفرّدوا فى الصدق والوفاء والتقوى فتَنَحَّ عن طريقهم ولا تُزاحِمْ يا مسكين. الرجال الذين ما قيّدهم أحد عن قصد الحق من الآباء والأمهات والبنات والبنين فهم خيرُ مَن خلَق ربّى وبَثَّ فى الأرض وذرَأ فعليهم سلام اللّٰه وتحياته وبركاته أجمعين. أيها السالک! إذا قوِى علمک و

﴿۲۰﴾

اللّٰه ليتركك حتى يميز الخبيثَ من الطيّب. انظُرْ إلى يوسف وإقباله واللّٰهُ غالب على أمره ولكن أكثر الناس لا يعلمون. أردتُ أن أَستخلِفَ فخلقتُ آدمَ ليقيم الشريعة ويحيى الدين. كتاب الوليِّ ذوالفقار على ولو كان الإيمان معلقا بالثريا لناله رجل من أبناء الفارس. يكاد زيته يضيء ولو لم تمسسْه نار. جَرِيُّ اللّٰهِ فى حُلل المرسلين. قل إن كنتم تحبّون اللّٰه فاتبعونى يحببكم اللّٰه. وصلِّ على محمد وآل محمد سيِّدِ وُلْدِ آدم وخاتَمِ النبيين. يرحمك ربك ويعصمك من عنده وإن لم يعصمك الناس. يعصمك اللّٰه مِن عنده وإنْ لم يعصمك أحد من أهل الأرضين. تبّتْ يدا أبى لهب ﴿۲۴﴾

(بقية الحاشية) يقينک وشرح صدرک وقوى نور قلبک وزاد قربُک من مولاک ومكانُک لديه وأمانتُک عنده وأهليّتُک لحفظ الأسرار فعُلِّمتَ من لدنه ويأتيک قِسْمُک قبل حين. وتلک كرامةٌ لک وإجلالٌ لحرمتک فضلاً منه ومنّةً وموهبةً ثم يَرِدُ عليک التكوين فتُكَون بالإذن الصريح الذى لا غُبار عليه والدلالات اللائحة كالشمس المنيرة وبكلامٍ لذيذ ألذّ من كل لذيذٍ وإلهامٍ صدقٍ مِن غير تلبُّسٍ مُصفًّى من هواجس النفس ووساوس الشيطان اللعين. تمَّ كلام السيّد الجليل قُطب الوقت إمام الزمان رضى اللّٰه عنه وقد كتبناه بتلخيصٍ منَّا فارجع إلى كتابه: "فتوح الغيب" إن كنتَ من المرتابين. وقد ظهر من كلام الإمام الموصوف أن الوحى كما ينزل على الأنبياء كذلک ينزل على الأولياء

وتبّ ما كان له أن يدخل فيها إلا خائفا. وما أصابك فمن اللّٰه واعلم أن العاقبة للمتقين. وأَنذِرُ عشيرتك الأقربين إنا سنُريهم آية من آياتنا فى الثيِّبة ونردّها إليك أمرٌ من لدنا إنا كنا فاعلين. إنهم كانوا يكذّبون بآياتى وكانوا بى من المستهزئين. فبشرى لك فى النكاح الحقُّ من ربك فلا تكوننّ من الممترين. إنا زوّجناكَها لا مبدِّلَ لكلمات اللّٰه وإنا رادُّوها إليك إن ربك فعّالٌ لما يريد فضلٌ من لدنا ليكون آية للناظرين. شاتانِ تُذبَحان وكل من عليها فان. ونريهم آياتنا فى الآفاق وفى أنفسهم ونريهم جزاء الفاسقين. إذا جاء نصر اللّٰه والفتح وانتهى أمر الزمان

﴿۲۱﴾ (بقية الحاشية) ولا فرْق فى نزول الوحى بين أن يكون إلى نبىٍّ أو وليٍّ ولكلٍّ حظٌّ من مكالمات اللّٰه تعالى ومخاطباته على حسب المدارج. نعم لوحى الأنبياء شأنٌ أتمّ وأكمل. وأقوى أقسامِ الوحى وحىُ رسولنا خاتم النبيين.

وقال المجدّد الإمام السرهندى الشيخ أحمد رضى اللّٰه عنه فى مكتوب يكتب فيه بعض الوصايا إلى مريده محمد صدّيق: اعلم أيها الصديق أن كلامه سبحانه مع البشر قد يكون شفاهًا وذلك الأفراد من الأنبياء وقد يكون ذلك لبعض الكُمَّلِ مِن متابعيهم وإذا كثُر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم يُسمّى مُحدَّثًا وهذا غير الإلهام وغير الإلقاء فى الروع وغير الكلام الذى مع المَلَك إنما يُخاطَب بهذا الكلام الإنسانُ الكامل واللّٰه يختص برحمته من يشاء.

تمَّ كلامه فارجعْ إلى كلامه إن كنت من المنكرين. واذكُرْ قصة من قال:

إلينا أليس هذا بالحق بل الذين كفروا فى ضلال مبين. كنتُ كنـزًا مـخفيًّا فأحببتُ أن أُعرَف. إن السماوات والأرض كانتا رَتْقًا ففتَقْنا هـمـا. قـل إنما أنا بشرٌ يوحٰى إلىّ أنما إلهكم إلهٌ واحدٌ والخير كله فـى القرآن لا يمسّه إلا المطهَّرون. ولقد لبثتُ فيكم عمرًا مِن قبله أفـلا تـعـقـلون. قل إن هدى اللّٰه هو الهدى وإن معى ربى سيهدين. رب اغـفـر وارحم من السماء . رب إنى مغلوب فانتصِرْ. إيلى إيلى لـمـا سبقتانى. يا عبد القادر إنى معک أسمع وأرى. غرستُ لک بيـدى رحـمتـى وقـدرتـى وإنک اليوم لدينا مَكينٌ أمين. أنا بُدُّک الـلازم أنـا مـحييک نـفـخـتُ فيک مـن لـدنـى روحَ الصّدق.

(بقية الحاشية) مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ[1] وما كان من المرسلين.

واذكُرْ ما قال اللّٰه تعالٰى:

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا . قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا. قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا[2]

فـانـظُـرْ كيف كـلَّـم مَـلَكُ الـلّٰـه مـريـمَ و ما كانت نبيّةً فاتّقِ اللّٰه ولا تكن من المعتدين.

وقـد جـاء فـى الـحـديث الـصـحيح عن عـمـرو بـن الـحـارث قـال: بيـنـمـا عـمـرُ يـخـطـب يـوم الـجـمـعة إذا ترک الخُطبة ونادى يا ساريةُ الجبل مـرتيـن أو ثـلا ثـا ثـم أقبـلَ عـلـى خـطبتـه. فـقـال نـآسٌ مـن أصـحـاب رسـول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰـه عليه وسلم: إنـه لـمـجـنـون ترَک خطبة ونـادى ﴿۲۲﴾

[1] الكهف: ۸۳ [2] مريم: ۱۸ تا ۲۰

وألقيت عليک محبة منى ولتُصنَع على عينى كزرعٍ أخرجَ شَطْأَه فآزَرَه فاستغلظ فاستوى على سوقه. إنا فتحنا لک فتحا مبينا ليغفر لک اللّٰه ما تقدَّمَ من ذنبک وما تأخر فكنْ من الشاكرين. أليس اللّٰه بكاف عبده. أليس اللّٰه عليمًا بالشاكرين. فقبِل اللّٰه عبدَه وبرّأه مما قالوا وكان عند اللّٰه وجيها. فلما تجلّٰى ربه للجبل جعله دَكًّا واللّٰه مُوهِنُ كيد الكافرين. ولنجعله آية للناس ورحمة منا ولنعطيه مَجْدًا من لدنا كذلک نجزى المحسنين. أنت معى وأنا معک. سِرُّک سرّى. لا تحاط أسرار الأولياء إنک على حق مبين. وجيهًا فى الدنيا والآخرة ومن المقربين. لا يصدِّق السفيه إلا ضربة الإهلاک. عدوٌّ لى وعدو لک عجلٌ جسدٌ له خُوار. قل أتى أمر اللّٰه فلا تكن من ﴿۲۵﴾

(بقية الحاشية) "يا سارية الجبل". فدخل عليه عبد الرحمن بن عوف وكان ينبسط عليه فقال: يا أمير المؤمنين! تجعل للناس عليک مقالا؟ بينما أنت فى خطبتک إذ ناديتَ: "يا سارية الجبلَ". أىُّ شىء هذا؟ قال: واللّٰه ما ملكتُ ذٰلک حين رأيتُ سارية وأصحابه يقاتلون عند جبل ويُؤتَون مِن بين أيديهم ومن خلفهم فلم أملِکُ أن قلتُ: "يا سارية الجبلَ" ليلحقوا بالجبل. فلم تمض الأيام حتى جاء رسولُ سارية بكتابه أن القوم لقُونا يوم الجمعة فقاتلناهم مِن حين صلّينا الصبح إلى أن حضرت الجمعةُ فسمعنا صوتَ منادٍ يُنادى: الجبلَ مرتين فلحقنا بالجبل فلم نزل لعدوّنا قاهرين حتى هزمهم اللّٰه تعالى وتراء ى فتح مبين۔ ۱۲ المؤلف

المستعجلين. يأتيک قمرُ الأنبياء وأمرُک يتأتّى وكان حقا علينا نصر المؤمنين. يوم يجيء الحق وينكشف الصدق ۳۰ / جولائی ۱۸۹۳ء ويخسر الخاسرون. وترى الغافلين يخرّون على المساجد ربنا اغفر لنا إنا كنا خاطئين. لا تثريب عليكم اليوم يغفر اللّٰه لكم وهو أرحم الراحمين. تموت وأنا راض منک. سلام عليكم طِبتم فادخلوها آمنين.''

وأمّا عقائدنا التى ثبّتنا اللّٰه عليها فاعلم يا أخى أنّا آمنّا باللّٰه ربًّا وبمحمدٍ صلى اللّٰه عليه وسلم نبيًّا وآمنّا بأنه خاتم النبيين. وآمنَّا بالفرقان أنه من اللّٰه الرحمن ولا نقبل كل ما يُعارض الفرقان ويُخالف بيّناته ومُحكماته وقصصه ولو كان أمرًا عقليًّا أو كان من الآثار التى سمّاها أهلُ الحديثِ حديثًا أو كان من أقوال الصحابة أو التابعين؛ لأن الفرقان الكريم كتابٌ قد ثبت تواترُه لفظًا لفظًا وهو وَحْىٌ مَتلُوٌّ قطعىّ يقينىّ ومَن شكّ فى قطعيته فهو كافر مردود عندنا ومن الفاسقين. والقرآن مخصوص بالقطعية التامّة وله مرتبة فوق مرتبة كل كتاب وكل وحى ما مسَّه أيدى الناس وأما غيره من الكتب والآثار فلا يبلغ هذا المقام ومَن آثرَ غيره عليه فقد آثرَ الشک على اليقين.

وكم مِن فِرق الإسلام يُخالف بعضهم بعضا فى أخذ بعض الأحاديث أو تركها فالأحاديث التى يقبلها الشافعية لا يقبل أكثرها الحنفيةُ والتى يقبلها الحنفية لا يقبلها الشافعية وكذلک حال فِرق أُخرى من المسلمين. وكم من حديث ذكَره الإمام البخارى فى صحيحه. وهو أصحُّ الكتب عند أهل الحديث بعد كتاب اللّٰه ولكن ﴿۲۶﴾

لا يقبل الفرقة الحنفية أكثر أحاديثه كحديث قراء ة الفاتحة خلف الإمام والتأمينِ بالجَهر وغيره ولا يكونون إلى تلك الأحاديث من الملتفتين. ولكن ما كان لأحد أن يسمّيهم كافرين أو يحسبهم من الذين أضاعوا الصلاة ومن المبتدعين.

فالحق أن الأحاديث أكثرها آحادٌ ولو كانت فى البخارى أو فى غيره ولا يجب قبولها إلا بعدَ التحقيق والتنقيد وشهادةِ كتاب اللّٰه بأن لا يُخالفها فى بيّناته ومُحكماته وبعدَ النظرِ إلى تعامُل القوم وعِدّة العاملين. فإذا كان الأمر كذلك فكيف يُكفَّرُ أحدٌ لترك حديثٍ يعارِض القرآنَ أو لأجل تأويلٍ يجعل الحديث مطابقًا بالقرآن ويُنجّى المسلمين من أيدى المعترضين؟ وكيف تكفِّرون المؤمن باللّٰه ورسوله وكتابه لأجل حديث من الآحاد الذى يُحتمل فيه شائبة كذب الكاذبين؟

فانظر مثلا إلى مسألة وفاة المسيح عليه السلام فإنها قد ثبت ببيّنات كتاب اللّٰه المتواتر الصحيح وتشهد على وفاته قريبًا من ثلا ثين آية بالتصريح قد كتبناها فى كتابنا: "إزالة الأوهام" إفادةً للطالبين. فإن تذكرتَ بعد ذلك حديثًا دمشقيًّا الذى ذُكر فى "مسلم" فاعلم أنه فُسّر على ظاهره ولا شك أنه يُعارض الفرقان على تفسيره الظاهر ويُخالف بيّناته ويخالف أحاديث أُخرى قد ذكرناها فى "الإزالة" ولا يرضى مسلم أن يترك القرآن اليقينى القطعى بحديث واحد لا يبلغ إلى مرتبة اليقين. ولو فعلنا كذلك وآثرنا الآحاد على كتاب اللّٰه لفسد الدين وبطلت الملة ورُفع الأمان وتزلزل الإيمان واشتد علينا صولة الكافرين. نعم نؤمن بالقدر المشترك الذى لا يُخالف القرآن وهو أنه يجىء

المسيح الموعود مجدّدًا على رأس المائة عند غلبة النصارى على ظهر الأرض ويخرج في أرض أفسدوها وجعلوا مَسلمي أهلها متنصّرين فيكسر صليبهم ويقتل خنازيرهم ويُدخل السعادة في الباقين. وإن حاكَ في صدرك شيء من لفظ نزولٍ عند منارة دمشق فقد أثبتنا أن النزول من السماء محال باطل لا يصدّقه الفرقان بل يكذّبه بقول مبين. ﴿۲۷﴾

فإن كنت تؤمن بالفرقان وتؤثره على غيره فآمِنْ بوفاة المسيح وعدم نزوله من السماء كما تقرأ في كلام رب العالمين. والعجب أن لفظ النزول من السماء لا يوجد في حديثٍ وإن هو إلا فِرْية المفترين. والأحاديث كلها قد اتفقت على أن المسيح الموعود من هذه الأمة فإن النبوة قد خُتِمَت وإن رسولنا خاتم النبيين.

والنزول في الحديث بمعنى نزول المسافر من مكان إلى مكان فإن النَزيل هو المسافر فلو سلم صحة الحديث فيثبت أن المسيح الموعود أو أحدٌ من خلفائه يسافر من أرض وينزل بدمشق في وقتٍ من الأوقات فلم يبكون الناس على لفظ دمشق؟ بل يثبت من لفظ النزول عند منارة دمشق أن وطن المسيح الموعود الذي يخرج فيه هو مُلكٌ آخر وإنما ينزل بدمشق بطريق المسافرين. هذا إذا سلّمنا الحديث بألفاظه وفيه كلام لأن الأحاديث من الظنيات إلا الحصة التي ثبتت من تعامل المؤمنين.

ولو كانت الآثار المدونة في البخاري وغيره من اليقينيات كالقرآن الكريم للزم مِن إنكارها الكفرُ كلزوم الكفر من إنكار آيات القرآن كما لا يخفى على الماهرين في الشرع المتين. فحينئذٍ يلزم أن يكون المسلمون كلهم كافرين ويلزم أن لا ينجو من ورطة الكفر أحد من أكابر المسلمين وأصاغرهم بل من الأئمة السابقين المتقدمين؛ لأن ترك

بعض الأحاديث وإنكار بعضها بلاءٌ عام أحاطت الفقهاء والأئمة والمحدثين أجمعين.

﴿۲۸﴾ ومَع ذلک. إذا كان نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم خاتم الأنبياء فلا شک أنه مَن آمنَ بنزول المسيح الذى هو نبى من بنى إسرائيل فقد كفَر بخاتم النبيين. فيا حسرة على قومٍ يقولون إن المسيح عيسى بن مريم نازلٌ بعد وفاة رسول اللّٰه ويقولون إنه يجىء وينسخ من بعض أحكام الفرقان ويزيد عليها وينزل عليه الوحى أربعين سنة وهو خاتم المرسلين. وقد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "لا نبى بعدى" وسمّاه اللّٰه تعالى خاتم الأنبياء فمِن أين يظهر نبى بعده؟ ألا تتفكرون يا معشر المسلمين؟ تتبعون الأوهام ظلما وزورًا وتتخذون القرآن مهجورًا وصرتم من البطّالين.

وإنَّا نؤمن بملا ئكة اللّٰه ومقاماتهم وصفوفهم ونؤمن أن نزولهم كنزول الأنوار لا كتحرُّك الإنسان من الديار إلى الديار لا يبرحون مقاماتهم ومع ذلک كانوا نازلين وصاعدين. وهم جند اللّٰه وجِيرةُ السماوات وخلطاؤها لا يُفارقون مقاماتهم وإنْ منهم إلا له مقام معلوم يفعلون ما يؤمرون ولا يشغلهم شأن عن شأن ويؤدّون طاعة رب العالمين.

ولو كان مدار انصرام مهماتهم تباعُدَهم من مقاماتهم لما جاز أن تُتوفَّى الأنفس فى آنٍ واحد بل وجب أن لا يموت ميّت فى المشرق فى الآن الذى قدّر اللّٰه له قبل أن يفرغ مَلَكُ الموت مِن قبض نفس رجلٍ فى المغرب الذى هو شريک بالمائت الأوّل فى الآن المذكور وقبل أن يرحل إلى المشرق وإنْ هذا إلا كذب مبين. إنما أمرهم

إذا أرادوا شيئا بِحُكْمِ اللّٰه أن يقولوا له كن فيكون وما كان لهم أن ينزلوا بشِقّ الأنفس وصرف الوقت ونقل الخطوات وتركِ مكان كسكّان الأرضين.

ونؤمن بأن حشر الأجساد حق والجنة حق والنار حق وكل ما جاء فى القرآن حق وكلّ ما علّمَنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حق وهو خير الأنبياء ﴿۲۹﴾ وختم المرسلين. ومن عزا إلينا ما يُخالف الشرع والفرقان مثقال ذرة فقد افترى علينا وأتى ببهتان صريح كالمفترين. ألا إنّا بريئون من كل أمرٍ يُنافى قول رسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم وإنّا مؤمنون بجميع أمورٍ أخبر بها سيّدنا ونبيُّنا وإن لم نعلم حقيقتها أو نُودَع معارفها بإلهام مبين.

وإنّا بريئون من كل حقيقة لا يشهدها الشرع واعتصمنا بحبل اللّٰه بجميع قلبنا وجميع قوتنا وجميع فهمنا وأسلمنا الوجهَ لک ربَّنا فاجعلْنا من المحسنين. ربنا أفرِغْ علينا صبرًا على ما نُؤذَى وتوفَّنا مسلمين. وما أُفَضِّلُ روحى على أرواح إخوانى ولكن اللّٰه قد منَّ علىَّ وجعلنى من المنعمين. فمن آلائه أنه أنعم علىَّ بالمكالمات والمخاطبات وعلّمنى من أسرارٍ ما كنت أن أعلمها لو لا أن يعلّمنى اللّٰه وجعلنى للأنبياء من الوارثين.

ومِن آلائه علىَّ أنه وجد قوم النصارى يفسدون فى الأرض ويتّخذون العبد إلهًا بغير الحق ويُضلّون عباد اللّٰه فبعثنى لأكسر صليبهم وأمزّق بعيدهم وقريبهم وأَجُذّ هامَ المجرمين.

ومن آلائه أنه آتانى آياتٍ من السماء وأتمّ الحجّة على الأعداء وخجَّل كل بخيل وضنين. فوعِزّتِه وجلالِه إنى على حق مبين. وترى كالوابل آياتِ صدقى إن تصاحبنى كالطالبين. واللّٰه ثم تاللّٰه إن جاء نى أحد على قدم الصدق والطلب لرأى شيئا من آيات ربى إلى أربعين. وأكفَرَنى

الحسداء قبل أن يبارونى للنضال و يتوازنوا فى الكمال ويتحاذوا فى الفعال وعيّرونى طاغين. ولما رأوا الآيات قالوا إنْ هذا إلا سحرٌ مبين أو جَفْرٌ ونجومٌ فمشوا خبطَ عشواءَ وكانوا قومًا عمين. أشرقت الشمس وما كان معها غيمٌ ولكن لا ينفع العُمْىَ نورٌ ولا ضوء واستخلصهم الشيطان لنفسه فهو لهم قرين.

﴿۳۰﴾ يا أخى تحسبنى كافرًا وإنى مؤمنٌ موحِّدٌ أتبع رسولى وسيدى صلى اللّٰه عليه وسلم وجعلنى اللّٰه وارثًا لعلومه وباعِه وبَعاعِه وأرجو أن يشيّع نعشى فى اتّباعه ومع ذلك أخضع لك بالكلام وأستنزل منك رفق الكرام فلا تغلُظْ علىَّ ولا تُشمِتْ بى الكُفّارَ ولا تُرِنى النارَ ولا تسلُلْ سيفك البتّارَ والمؤمن هَيِّنٌ لَيِّنٌ والصالحون يحملون أوزار إخوانهم ويسارعون إلى تسلية قلوبهم وتسرية كروبهم ولا يريدون أن يقتلوهم تقتيلاً وأن يجعلوهم عضين.

والاختلاف فى فِرق الإسلام كثيرة ولكن لا تنهضُ فرقة لقتل فرقة وقد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : إن اختلاف أمّتى رحمة. فأَطْفِءْ يا أخى نارَك وأَغْمِدْ بتّارَك واقتدِ بسنن الصالحين. لِمَ تؤذى من يحبُّ خير الورى؟ أَتَسُرُّ به روحَ المصطفٰى؟ أو تُرضى به ربَّنا الأعلى؟ فاعلم أن اللّٰه ورسوله بريّانِ من الذين يُعادون أولياء هما فإن كنت ترجو شفاعة رسولنا فلا تؤذ المحبّين المصافين واتق اللّٰه ثم اتق اللّٰه ثم اتق اللّٰه ليغفر ذنوبك ويُحِلَّك مقعد المنعَمين. أيها الإنسان الضعيف المحتاج إنّ مَقْتَ اللّٰه أكبر من مقتك فخَفْ فأسه وكن من المرتعشين.

هَـــدَاک اللّٰـه هَـــل قَتْلی یُباحُ وهَـــل مِثْلی یُـــدمَّرُ أو یُجـاحُ
وهـل فـی مـذهـب الإسلام أنـی أری خـــزیًا ولـم یَثبُـــتْ جُناحُ
وصـــــدقی بَیّـنٌ لـلـنـاظـریـنـا کتـــابُ اللّٰـه یشهـدُ والصِّحاحُ
ومـا کـان الأذی خُـلـقَ الـکـرامِ ولـکـــن هکـذا هبّـــتْ ریاحُ
وإنّ الـحُـــــرَّ یـفهـم قولَ حُـــرٍّ وتشـفـی صدرَه الکَلِمُ الـفِصَاحُ
ولا أخشـــی الـعـدا فـی سُبل ربـی وأرض اللّٰـه واسـعـة بَـــدَاحُ
لـنـا عند الـمـصـائـب یا حبیـبی رضاءٌ ثـــم ذوقٌ وارتیـــــاحُ
فـلا تـقفُ الهـوی وانـظُـرُ مـآلـی وربّـــی إنّـه نُـــصـحٌ قَـــراحُ ﴿۳۱﴾
ومِـن عـجـب أُشـرّفـکـم وأدعـو ومنـک الـمَشْـرفیّـةُ والرِّماحُ
وبَـلْـدتُـکـم حدیقةُ کـلّ خـیـرٍ فـمـنکم سیّـدی یُـرجی الصلاحُ
کـمثـلک سیّـدٌ یـؤذیـنِ عجبٌ! وفـی بـغدادَ خـیـراتٌ کِفـاحُ
أری یـا حِـبِّ تـذکُـرنـی بسـبٍّ فـمـا هـذا؟ وسِیرتکم سماحُ
أخـذْنا کلَّ مـا أعـطیـتَ تـحفًا وصـــافینا وزاد الانشـــراحُ
فـخُـذْ مـنـی جـوابـی کـالهدایا ولـکـــن کان منـک الإِ فـتتاحُ
إذا اعتـلـقَتْ أظـافیـری بـخصمٍ فـمـرجِـــعهُ نَـکالٌ أو طُـلاحُ
وإنْ وافیـــتـنـی حبًّـــا وسلمًـا فـلِـلـزُّوّارِ بُشری والـــنجاحُ
وإن لـــم تـقـرَبَنْ أنهـارَ مـــاءٍ فـــلا تـعـطیک مِن مـاءٍ ریاحُ
ورشحُ الـصـلـد سهـلٌ عند جهدٍ ویـوبـقـکم قُعودٌ وانسـطـاحُ
ومـــا نـألـوک نـصـحًا یا حَبِیبِی وجـــاهَـدْنا لیـرتبـط النَصاحُ
ونُـصـحـی خـالـص لا نوعَ هزلٍ وجِـدٌّ لا یـخـالِطُه الـــمُـزاحُ
فیـا حِـــبّـی تَفکَّـرْ فـی کـلامی فإن الـفکر لـلـتـقوی وِشـاحُ

ولـی وجدٌ لـقـومـی فـوق وجدٍ وما وجدُ الثـواکل والنِّیاحُ
إلیکـم یـا أولی مـجدٍ إلیـکمُ وإن لم تـنتهـوا فـالـوقت لاحُ
ولـی قـدرٌ عظیم عـند ربّـی وسُـؤلی لا یُـرَدُّ ولا یُـزاحُ
ومثـلـی حـین یبکی فی دعـاءٍ فـیسعی نـحوه فضلٌ مُتاحُ
وکـادت تـلـمَعَنْ أنـوارُ شـمسی فیَتْـبَعها الوری إلا الـوَقاحُ
وَ یـأتـی یـومُ ربّـی مِثلَ بَـرْقٍ فلا تبـقـی الـکِلا بُ ولا النُـباحُ ﴿۳۲﴾
ولـی مِـن لُـطف ربـی کـل یـومٍ مـراتبُ لـلـعـدا فیهـا افتضاحُ
ونـورٌ کـامـل کـالبـدر تـامٌ ووجـهٌ یـستنیر ولا یُـلاحُ
ونـحـن الیـوم نُسقَـی مِن غَبوقٍ وبعد الـلیـل عیدٌ واصطباحُ
وأعـطـانـی الـمهیمن کل نورٍ ولـی مِـن فـضلـه رَوحٌ وراحُ
أتـقتـلـنی بـغیر ثبوت جـرمٍ فقُـلْ ما یـصـدُرَنْ منّی جُناحُ؟
قتـلـنـا الـکـافرین بسیف حُججٍ فـلا یُـرجی لـقـاتِلنا فلاحُ
ولیـس لـنـا سـوی الباری ملاذٌ ولا تُـرْسٌ یـصـون ولا السِّلاحُ
أتـعـلـم کیف یَسفَعُ بـالـنواصی مـلیـکٌ لا یـنـاوحـه الـطِّـمـاحُ
یَهُـدُّ الـربّ ذروةَ کـلّ طَـودٍ وتتبَـعـه الأسنّـة والـصِّـفاحُ
أتـقتـلنی بسیف یـا خـصیـمی؟ وقتـلـی عنـدکم أمـرٌ مُباحُ
وقـد مِتُـنـا بسیف مـن حبیبٍ عـلـی ذرّاتـنـا تسـفی الـرِّیاحُ
وأَیْـن سیـوفـکـم یـا شیـخَ قـومٍ وحـلَّ بـقـاعکم حزبٌ شِحاحُ
وصـال الحزب واختلسوا کذئبٍ ولـم یکُ أمـرهم إلا اکتسـاحُ
وقـد صُبّـتُ عـلیـکـم کـلُّ رُزْءٍ فـمـا فی بیتـکم إلا الـرَّداحُ
وکـم مِـن مسـلـمٍ ذَابُـوا بـجـوعٍ وعـاشـوا جـائعیـن وما استراحوا

وبحر العلم يعرِف موج بحرى ولكن عندكم ماءٌ وَجاحُ
نظمت قصيدتى من ارتجالٍ وأين الفضل لولا الاِقتراحُ
فخُذْ منى بعفوٍ كالكرامِ ودونک ما هو الحقّ الصُّراحُ
وَ إن بارزتنى من بعد نُصحى
فتعلم أننى بطلٌ شَناحُ

﴿۳۳﴾

يا أخى حفظک اللّٰه! إنى قد كتبت هذا المكتوب ترحّمًا على حالک وإصلاحًا لخيالک فاستشِفَّ لآلِيَه وَالْمَحِ السرّ المودَع فيه وقد أسمع أن أخلاقک تُحَبُّ وبِعَقْوَتِک يُلَبُّ وأنت باذلٌ خِرْقٌ ذو سماحةٍ وفتوّة من المحسنين. فلا أظن فيک أن تَرِدَ موردَ مأثمة وتَقِفَ موقفَ مندمة وتتَّبِعَ سبلَ تبعةٍ ومعتبةٍ بل أظن أن تميل إلى معذرةٍ عن بادرة. وظنى فيک جليل فحَقِّقْ حسن ظنى واتق اللّٰه إنى أراک مِن وُلْدِ الصالحين.

وإن كنت فى شک مما كتبنا فى كُتُبِنا فأىُّ حرج عليک من أن تسألنى كل ما لا تعرف حقيقته ولا تفهم ماهيته وعسى أن تحسب كلمةً من الكفر وهو من معارف كتاب اللّٰه وحقائق الدين. والعاقل يتأهّب دائما لمزايلة مركزه عند وجدان الحق المبين. فقُمْ وأَفْعِم لک سَجْلًا من مائنا المَعين. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين.

ٹائیٹل باراوّل

هذه رسالة مباركة المسماة

كرامات الصادقين

ولمن يأت برسالة مثلها فله انعام

الف من الورق غير مقلدٍ

كان او من المقلدين

وانها

قد طبعت بفضل الله ورحمته في بنجاب في ليس رسيالكوت

بهتمام المنشي غلام قادر الفصيح مالك المطبع فالحمد لله رب العالمين

التنبیه

أیها المکفِّرون الذین أصرّوا علی تکذیبی وهمّوا بتمزیق جلابیبی اعلموا هداکم اللّٰه أن هذه الرسالة معیارٌ لتنقید أمری وأمرکم فإن کنتم لا تتناهون عن سبّکم ولا تخافون قهر ربّکم وتظنون أنکم أعلام الشریعة وأشیاخ الطریقة وعلماء الملة وفضلاء الأمة فأْتوا برسالة من مثله إن کنتم صادقین. وإن لم تفعلوا ووالله لن تفعلوا فاتقوا اللّٰه الذی تُرجَعون إلیه واتقوا نارا تأکل أحشاء المجرمین. ووالله إنی ما ألّفت هذه الرسالة إلا لکسر نخوتکم وإطفاء شعلة رعونتکم وکنت أطیق علی رؤیة ذلّتی ومساغ غصّتی ولکنی أردت أن أُظهر کیفیة علمکم علی المنصِفین. فنثلثُ کنانتی وقضیت من دُرر البیان لُبانتی فإن ناوحتم وأتیتم بکلام من مثله فلکم الألف بل أزِیدُ علیه عشرین درهما للغالبین. ووالله إنی ما أری فیکم إلا إجبال القرایح وإکداء الماتح والمائح وما أری عندکم من ماءٍ مَعین. وأعجبنی أنکم مع کونکم خاوی الوفاض من المعارف الدینیّة تستکبرون ولا تستحیون ولا تنتهجون محجة المتقین. فوالذی بعثنی لإلزامکم وإفحامکم لقد سألتُ اللّٰه أن یحکم بینی وبینکم ویوهن کید الکاذبین. وما عرضت علیکم درهمًا ودینارًا إلا اختبارًا فإن ناضلتمونی تفسیرا ونظما فهو لکم حتمًا. واعلموا أن اللّٰه یُخزیکم ویُرِی الخَلْقَ جهلکم ویریکم ما کنتم تکذبون وتستعلون مستکبرین . وقد نظمت هذه القصائد بارتجال من غیر انتحال فی بلدة "عَنبَرْسَر وکان ثَمَّ مُشاهدِی حزبٌ من المسلمین. ولکنی أمهلکم إلی شهرین من وقت إشاعة هذه الرسالة وأرقب ما تجیبون أتُولّون الدُّبر أو تکونون من المناضلین؟ إن شیخ "البطالة "دعانی غضبانَ فنهضت إلیه عجلانَ وقلت :قُمْ قُمْ إنی أتیت الآن ودانَیتُه بالمصباح المتّقد ولکنی أعلم أنه من قوم عمین. وهذه رسالة قد أُودِعتُ دقائقَ القرآن وضُمّخت بطیب العرفان وسیق إلیه شِربٌ من تسنیم الجِنان وسفرت عن مرأی وسیمٍ وأَرَجِ نسیمٍ وتراءتْ بوجهٍ حَسِین. لمعاتُها أَزْرأتْ بالجُمان وصَلِیَت القلوب بالنیران وهیّجت البلابل فی صدور المعاندین. وکتبتُها لِئَلَّا یبقی للجدال مطرح ولا للمِراء مسرح ولیتبین الحق ولیستبین سبیل المجرمین. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمین۔

ہزار روپیہ انعام کے وعدہ پر

رسالہ

﴿۱﴾

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی لا تدرکہ الأبصار وھو یُدرک الأبصار وتتباعد الأفکار عن فھم کُنہِہ تباعُدَ اللیل من النھار الذی دَعَا الناسَ بالقرآن ورسولہ المصطفی إلی مأدبۃ الجَفَلَی من أھل الحضارۃ والفلا والصلاۃ والسلام علی حبیبہ محمد خاتم النبیین وفخر المرسلین الذی جاء بالحجج والبراھین وأسعفَ الناسَ بحاجاتھم ویَمَّمَ إصلاحَ العالمین. فکم مِن مُحلِّقٍ إلی الھوی دخَل فی الرُّوحانیّین وکم من ذی لسان سلیط وغیظ مستشیط صار من المھذَّبین المطھَّرین. اللّٰھم فصَلِّ علی ھذا الرسول النبیّ الأُمّیّ الذی فاق الرسلَ کلھم فی کمالاتہ وحاز کل فضیلۃ فی سِیرہ وصفاتہ وألّف بین قلوب أمم کانوا یُداجون ولا یُخلِصون وأصلح قومًا کانوا یشرکون ولا یوحّدون وطھّر أُناسًا کانوا یفجُرون ولا یتّقون ویُنیخون مطایا نفوسھم ولا یسیرون فی سبل اللّٰہ ولا یتیقّظون. وکان (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) أُمِّیًّا لم یقرأ شیئا من علوم الدنیا والدین وبلغ أشدہ ﴿۲﴾

فی قوم أمّیّین وعمین. ولم یر (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) وجہَ العالِمین العارِفین. بل لم یرُمْ عن وِجارہ ولا ظعَن عن إلفہ وجارہ ومع ذلک سبق العالِمین والعالَمین فی عقلہ وعلومہ وبرکاتہ وفیوضہ وأنوارہ حتی غمرت مواہبُ ہدایتہ المشارقَ والمغارب والأجانب والأقارب وأطال کلُّ ذی ذیلٍ ذیلَہ إلی برکاتہ وامتدت أیدی الناس إلی إفاداتہ وخیراتہ. فأری الناسَ سُبل السلام ونجّاہم من المسالک الشاغرۃ وطرق الظلام وطہّرہم من شُعب النّفاق والشقاق والنزاع والمشاجرۃ وسِیَرِ اللیام. وبصَّر العیونَ وأحسن الظنون ونجَّی المسجون. حتی ألقی فی روع الناس الاستسلامَ وثبّط جذباتِ کُفرہم وثبّت الأقدامَ ونشّطہم إلی الثبات والاستقامۃ وأقام فأبصروا ورأوا سبلہم ومنازلہم وتخیَّروا المناخ ووَرَدُوا الوِردَ النُّقاخَ وزُکُّوا ومُحِّصُوا وطُہِّروا حتی سُمُّوا خیارَ الناس وخُلِّصوا من کل نوع النعاس وکُمِّلوا فی العِلم الباطنی والخبر الروحانی إلی أن أَترعوا بالمعارف الأکیاس وحصحص فیہم نورٌ ینیر الناس وبُدّلت شِیمہم وقرائحہم ونُوِّرَت نفوسہم ونُشرت مدایحہم. واعتلقوا بالنبی الکریم اعتلاقَ الأثمار بالأعواد ولَوَوا أعنّتَہم من طرق الفساد إلی مناہج السداد حتی وصلوا منازل القرب والمحبۃ والوداد وبلغوا وانتہوا إلی کمالات قدّرہا اللّٰہ للعباد.

فالحمد للّٰہ الذی ہدی عبادہ بہذا الرسول النبی الأمی المبارک وأحیا بہ العالمین.

﴿۳﴾ آما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بتالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بطالوی صاحب نے ان کا نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کروفر سے بیان کیا تا اس وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

﴿۴﴾ بیگانہ اور ملعون اور مفتری قرار دے کر یہ چاہا کہ عوام پر تمام راہیں نیک ظنی کی بند ہو جائیں لیکن عجیب قدرت خداوند تعالیٰ ہے کہ اس امر میں بھی اس نے نہ چاہا کہ بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب علماء کی کچھ عزت اور راستی ظاہر ہو۔ سو اگرچہ میں درحقیقت امیوں کی طرح ہوں لیکن محض اس نے اپنے فضل سے علم ادب و دقائق وحقائق قرآن کریم میں میری وہ مدد کی کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس خداوند کا شکر ادا کرسکوں اور مجھ کو بشارت دی کہ اگر میاں بطالوی یا کوئی دوسرا اس کا ہم مشرب مقابلہ پر آئے تو شکست فاش اٹھا کر سخت ذلیل ہوگا۔ اسی بنا پر میں نے **اشتہار دیا** کہ میاں بطالوی پر واجب ہے کہ میرے مقابل پر قرآن کریم کی ایک سورت کی **تفسیر** عربی فصیح بلیغ میں لکھے جو دس۱۰ جزو سے کم نہ ہو اور نیز ایک **قصیدہ** نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرے جو سو۱۰۰ شعر ہو اور ایسا ہی میرے پر واجب ہوگا کہ میں بھی اسی سورۃ کی تفسیر عربی فصیح بلیغ میں لکھوں اور نیز سو۱۰۰ شعر کا قصیدہ بھی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تیار کروں اور پھر اگر عندالمقابلہ والموازنہ میاں بٹالوی صاحب کی تفسیر اور ان کا قصیدہ میری تفسیر اور قصیدہ سے افصح اور ابلغ اور اتم اور اکمل ثابت ہوا تو میں اپنے دعوے سے توبہ کروں گا اور سمجھ لوں گا کہ خدا تعالیٰ نے بٹالوی صاحب کی تائید کی اور اپنی کتابیں جلا دوں گا۔ اور اگر میں غالب ہوا تو بٹالوی صاحب کو اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے ان بیانات میں سراسر کاذب اور دروغ گو تھے کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کافر اور ملعون ہے اور نیز علوم عربیہ سے ایسا جاہل کہ ایک صیغہ بھی درست طور پر نہیں آتا اور ساتھ اس کے میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص ہم میں سے اس مقابلہ سے منہ پھیرے یا بیجا حجتوں اور حیلوں سے اس طریق آزمائش کو ٹال دیوے تو اس پر خدا تعالیٰ کی **دس۱۰ لعنتیں** ہوں۔ مگر افسوس کہ بٹالوی صاحب نے ان لعنتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ اور کئی عہد اور وعدے توڑ کر آخر حیلہ جوئی کے طور پر یہ جواب دیا کہ اول ہم آپ کی عربی تالیفوں کو آزمائش کی نظر سے

﴿۵﴾ دیکھیں گے کہ وہ سہو اور نسیان سے مبرّا ہیں یا نہیں اور کوئی غلطی صَرف اور نحو کی رو سے ان میں پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جائیگی تو پھر بالمقابل تفسیر لکھنے اور سَو ۱ شعر کا قصیدہ بنانے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ مگر دانشمندوں نے سمجھ لیا کہ بطالوی صاحب نے اپنی جان بچانے کیلئے یہ حیلہ نکالا ہے کیونکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ عربی یا فارسی کی کوئی مبسوط تالیف سہو اور غلطی سے خالی نہیں ہوسکتی اور حیلہ جو کیلئے کوئی نہ کوئی لفظ گو سہو کاتب ہی سہی حجت پیش کرنے کیلئے ایک سہارا ہوسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت ہاتھ پیر مار کر اور مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا پر عمل کر کے یہ شرمناک عذر پیش کر دیا اور اپنے دل کو اس بازاری چال بازی سے خوش کر لیا کہ کسی ایک سہو کاتب یا فرض کرو اتفاقاً کسی غلطی کے نکلنے سے یہ حجت ہاتھ آجائے گی کہ اب غلطی تمہاری کسی کتاب میں نکل آئی اسلئے اب بحث کی ضرورت نہیں رہی لیکن افسوس کہ بطالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور کسی نہ☆ انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔ جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ **قلّما سلم مکثار** کے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور بباعث خطاء نظر کے اُس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اس پر نظر نہ پڑے پھر اس یکطرفہ نکتہ چینی میں دونوں فریق کی علمی طاقتوں کا موازنہ کیونکر ہو۔ غرض بطالوی صاحب کے ایسے بیہودہ جوابات سے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسام حقیقی نے ان کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا اور بجز لعن وطعن اور چال بازی کی مشق کے اور کچھ بھی اُن کے دل اور دماغ اور زبان کو لوازم انسانیت نہیں ملی اسی وجہ سے اوّل مجھے اُن کے اِس قسم کے تعصّبات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے لیکن عوام کا یہ غلط خیال دور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اِس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علم ادب اور حقائق تفسیر

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ’’نہ کسی ‘‘ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

﴿۶﴾ کلام الٰہی میں یدطولیٰ رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ **اتمام حجّت** کے طور پر بطالوی صاحب اوران کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے یہ رسالہ شائع کیا جائے اور واضح رہے کہ اس رسالہ میں **چار قصائد** اور ایک تفسیر **سورۃ فاتحہ** کی ہے اور اگرچہ یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر بنائے گئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ **چند ساعت** میں لیکن بطالوی صاحب اوران کے ہم مشرب مخالفوں کے لیے محض اتمام حجت کی غرض سے پوری ایک ماہ کی مہلت دیکر یہ اقرار شرعی قانونی شائع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس رسالہ کی اشاعت سے ایک ماہ کے عرصہ تک اسکے مقابل پر اپنا فصیح بلیغ رسالہ شائع کردیں جس میں اسی تعداد کے موافق اشعار عربیہ ہوں جو ہمارے اس رسالہ میں ہیں اور ایسے ہی حقایق اور معارف اور بلاغت کے التزام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو جو اس رسالہ میں لکھی گئی ہے تو اُن کو **ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا** ورنہ آئندہ اُن کو یہ دم مارنے کی گنجائش نہیں ہوگی کہ وہ ادیب اور عربی دان ہیں یا قرآن کریم کی حقایق شناسی میں کچھ بھی اُن کو مس ہے۔ اور مَیں نے سنا ہے کہ یہ گروہ علماء کا اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھ کر اِس عاجز کو ایک طرف تو کاذب اور دجّال اور کافر ٹھہراتے ہیں اور ایک طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص سراسر جاہل ہے اور علم عربی سے بکلی بیخبر۔ سو اس مقابلہ سے بتمام تر صفائی ظاہر اور ثابت ہو جائے گا کہ اِس بیان میں یہ لوگ کاذب ہیں یا صادق۔ اور چونکہ اِن لوگوں کے دِلوں میں دیانت اور خدا ترسی نہیں اِس لئے اَب مَیں نہیں چاہتا کہ بار بار اُن کی طرف توجہ کروں۔ اور اگرچہ مَیں ایک صریح کشف کے رُو سے ایسے متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے روکا گیا ہوں جس کا ذکر میری کتاب **آئینہ کمالات اسلام** میں چھپ چکا ہے لیکن یہ مقابلہ نشان نمائی کے طور پر ہے اور بلحاظ توَرّع وتقویٰ آئندہ یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ اگر اب میاں محمد حسین بطالوی یا کسی دوسرے مولوی نے

﴿۷﴾ بغیر کسی حیلہ وحجت کے میرے اِن قصائد اور تفسیر کے مقابل پر عرصہ ایک ماہ تک اپنے قصائد اور تفسیر شائع نہ کی تو پھر ہمیشہ کے لئے اس قوم سے اعراض کرونگا۔ اور اگر اِس رسالہ کے مقابل پر میاں بطالوی یا کسی اور اُنکے ہم مشرب نے سیدھی نیت سے اپنی طرف سے قصائد اور تفسیر سورہ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو مَیں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اِن کے قصائد اور انکی تفسیر جو سورہ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہو گی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اسی سورہ مبارکہ کے اسرار لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو میں **ہزار روپیہ** نقد اُن میں سے ایسے شخص کو دُوں گا جو روزِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر اِن کے قصائد اور اِن کی تفسیر نحوی وصَرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اِس کمال کے اگر میرے قصائد اور تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی **پانچ روپیہ** انعام بھی دوں گا۔ مگر یاد رہے کہ نکتہ چینی آسان ہے ایک جاہل بھی کر سکتا ہے مگر نکتہ نمائی مشکل۔ تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہو گی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہو گی جس میں حقائق ومعارف جدیدہ ہوں بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔ اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم کی تعریف میں صاف فرماتا ہے کہ اس میں ہر یک چیز کی تفصیل ہے پھر معارف اور حقائق کا کوئی حصہ کیونکر اُس سے باہر رہ سکتا ہے۔ ماسوا اِس کے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت بھی یہی شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ اُس سے صادر ہوا ہے خواہ ایک مکھی ہو وہ بے انتہا عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے پھر کیا ایک ایماندار یہ رائے ظاہر کر سکتا ہے کہ ایک مکھی یا مچھر کی بناوٹ تو ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اگر قیامت تک تمام فلاسفر اُسکے خواص عجیبہ کے دریافت

﴿۸﴾ کرنے کے بارہ میں سوچتے چلے جائیں تب بھی ان کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ جس قدر اُن میں خواص تھے انہوں نے معلوم کر لیے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی عبارتیں صرف سطحی خیالات تک محدود ہیں جو ایک جاہل مُلّا اُنپر سرسری نظر ڈال کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں تھا مَیں نے معلوم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا اور اسکی مخلوقات میں سے ایک پتّہ بھی ایسا نہیں جسکو چند معلومہ خواص میں محدود کہہ سکیں بلکہ اسکی ہر یک مخلوق خواص غیر محدودہ اپنے اندر رکھتی ہے اور اسی وجہ سے ہر یک مخلوق میں صفت بے نظیری پائی جاتی ہے اور اگر تمام دنیا اُسکی نظیر بنانا چاہے تو ہرگز اُن کے لیے میسر نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیا ہے کہ مکھی بنانے پر بھی کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔ کیوں قادر نہیں ہوسکتا اِسکی یہی تو وجہ ہے کہ مکھی میں بھی اِس قدر عجائبات صنعت صانع ہیں کہ انسانی طاقتوں بلکہ تمام مخلوق کی قوتوں سے بڑھ کر ہیں پھر خدا تعالیٰ کا کلام کیوں ایسا گرا ہوا اور ادنیٰ درجہ کا سمجھا جاوے کہ جو اپنے خواص اور حقائق کے رُو سے مکھی کے درجہ پر نہیں۔ کیا یہ وہی کلام نہیں جسکے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا [1] یعنی اگر جن و اِنس اس بات پر اتفاق کر لیں کہ اِس قرآن کی نظیر بنا ویں تو ہرگز بنا نہیں سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بعض نادان مُلّا اخزاھم اللّٰہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بے نظیری صرف بلاغت کے متعلق ہے لیکن ایسے لوگ سخت جاہل اور دِلوں کے اندھے ہیں اِس میں کیا کلام ہے کہ قرآن کریم اپنی بلاغت اور فصاحت کے رُو سے بھی بے نظیر ہے۔ لیکن قرآن کریم کا یہ منشاء نہیں ہے کہ اُس کی بے نظیری صِرف اسی وجہ سے ہے بلکہ اُس پاک کلام کا یہ منشاء ہے کہ جن جن صفات سے وہ متصف کیا گیا ہے اُن تمام

[1] بنی اسرائیل:۸۹

﴿۹﴾

صفات کے رُو سے وہ بینظیر ہے مگر یہ حاجت نہیں کہ وہ تمام صفات جمع ہو کر بینظیری پیدا ہو بلکہ ہر یک صفت جُدا گانہ بینظیری کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اب ضروری سمجھ کر قرآن کریم کی وہ صفات کاملہ جو اس پاک کلام میں مندرج ہیں جن کی رُو سے قرآن کریم بینظیر کہلاتا ہے بطور نمونہ کسی قدر ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ [۱]۔ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ [۲]۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ [۳]۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ [۴]۔ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ [۵]۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ. وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ. اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ. لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ [۶] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ [۷]۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ [۸]۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ [۹]۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ [۱۰]۔ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ [۱۱]۔ وَمُهَيْمِنًا [۱۲]۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ [۱۳]۔ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ [۱۴]۔ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ [۱۵]۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ [۱۶]۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [۱۷]۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [۱۸]۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا [۱۹]۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [۲۰]۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ [۲۱]۔ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ [۲۲]۔ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ [۲۳]

[۱] یونس:۲ [۲] الاحقاف:۳۱ [۳] التکویر:۲۸،۲۹ [۴] الانعام:۳۹ [۵] الجاثیۃ:۲۱ [۶] الواقعۃ:۷۶تا۸۰ [۷] ابراھیم:۲۵ [۸] بنی اسرائیل:۱۰
[۹] الطارق:۱۴ [۱۰] البقرۃ:۳ [۱۱] القمر:۶ [۱۲] المائدۃ:۴۹ [۱۳] البقرۃ:۱۸۶ [۱۴] الحاقۃ:۴۹ [۱۵] الحاقۃ:۵۲ [۱۶] التکویر:۲۵ [۱۷] المائدۃ:۱۷،۱۶
[۱۸] الصف:۱۰ [۱۹] النسآء:۱۷۵ [۲۰] المائدۃ:۴ [۲۱] الزمر:۲۴ [۲۲] یونس:۳۶ [۲۳] الشوریٰ:۱۸

﴿۱۰﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا [۱]۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ [۲]۔ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ [۳]۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ [۴]۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ [۵]۔ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا [۶]۔ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا [۷]۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ [۸]۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ [۹]۔ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا [۱۰]۔ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ [۱۱]۔ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا [۱۲]۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ [۱۳]۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ [۱۴]۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا [۱۵]۔

خلاصہ ترجمہ ان تمام آیات کا یہ ہے کہ قرآن حکیم ہے یعنی حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ راہ راست کی تمام منازل طے کرا دیتا ہے اور ذکر للعالمین ہے یعنی ہر ایک قسم کی فطرت کو اُسکے کمالات مطلوبہ یاد دلاتا ہے اور ہر یک رتبہ کا آدمی اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے جیسے ایک عامی ویسا ہی ایک فلسفی۔ یہ اُس شخص کیلئے اُترا ہے جو انسانی استقامت کو اپنے اندر حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی انسانی درخت کی جس قدر شاخیں ہیں یہ کلام اُن سب شاخوں کا پرورش کرنیوالا اور حدّ اعتدال پر لانے والا ہے۔ اور انسانی قویٰ کے ہر یک پہلو پر اپنی تربیت کا اثر ڈالتا ہے۔ کوئی صداقت اس سے باہر نہیں۔ اس کی تعلیمیں بصیرت بخشتی ہیں اور ایمان لانیوالوں کو وہ راہ دکھاتی ہیں جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور رحمانیت اور رحیمیت الٰہی اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ ایمان سے عرفان کے درجہ تک پہنچتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہوں اور یہ بڑی قسم ہے اگر تمہیں علم ہو۔ اور قسم اِس بات پر ہے کہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے اور اسکی تعلیمات سنت اللہ کے مخالف نہیں۔

۱ الرعد:۱۸ ۲ النحل:۶۵ ۳ الحدید:۱۰ ۴ یونس:۵۸ ۵ صٓ:۳۰ ۶ مریم:۹۸ ۷ بنی اسرائیل:۱۳ ۸ بنی اسرائیل:۱۰۶
۹ حٰمٓ السجدۃ:۴۲۔۴۳ ۱۰ الشوریٰ:۵۳ ۱۱ النحل:۹۰ ۱۲ الشوریٰ:۵۳ ۱۳ الشعراء:۹۶ ۱۴ البینۃ:۴ ۱۵ بنی اسرائیل:۸۹

﴿۱۱﴾ بلکہ اسکی تمام تعلیمات کتاب مکنون یعنی صحیفہ فطرت میں لکھی ہوئی ہیں اور اسکے دقائق کو وہی لوگ معلوم کرتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں (اِس جگہ اللہ جلّ شانہٗ نے مواقع النجوم کی قسم کھا کر اِس طرف اشارہ کیا کہ جیسے ستارے نہایت بلندی کی وجہ سے نقطوں کی طرح نظر آتے ہیں مگر وہ اصل میں نقطوں کی طرح نہیں بلکہ بہت بڑے ہیں ایسا ہی قرآن کریم اپنی نہایت بلندی اور علو شان کی وجہ سے کم نظروں کے آنکھوں سے مخفی ہے اور جن کی غبار دور ہو جاوے وہ اُن کو دیکھتے ہیں اور اِس آیت میں اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن کریم کے دقائق عالیہ کیطرف بھی اشارہ فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہے اور یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اگر علم قرآن مخصوص بندوں سے خاص کیا گیا ہے تو دوسروں سے نافرمانی کی حالت میں کیونکر مواخذہ ہوگا کیونکہ قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں ہے کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا۔ مگر حقائق معارف چونکہ مدار ایمان نہیں صرف زیادت عرفان کے موجب ہیں اِس لئے صرف خواص کو اُس کوچہ میں راہ دیا کیونکہ وہ دراصل مواہب اور رُوحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں۔) پھر بعد اس کے فرمایا کہ کلمات قرآن کے اس درخت کی مانند ہیں جس کی جڑھ ثابت ہو اور شاخیں اُس کی آسمان میں ہوں۔ اور وہ ہمیشہ اپنے وقت پر اپنا پھل دیتا ہے یعنی انسان کی سلیم فطرت اُس کو قبول کرتی ہے اور آسمان میں شاخوں کے ہونے سے یہ مراد ہے کہ بڑے بڑے معارف پر مشتمل ہے جو قانون قدرت کے موافق ہیں اور ہمیشہ پھل دینے سے یہ مراد ہے کہ دائمی طور پر روحانی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُس سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے جس میں ذرا کجی نہیں اور انسانی سرشت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے اور درحقیقت قرآن کی خوبیوں میں سے یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک کامل دائرہ کی طرح بنی آدم کی تمام قویٰ

﴿۱۲﴾ پر محیط ہو رہا ہے اور آیت موصوفہ میں سیدھی راہ سے وہی راہ مراد ہے کہ جو راہ انسان کی فطرت سے نہایت نزدیک ہے یعنی جن کمالات کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اُن تمام کمالات کی راہ اُس کو دکھلا دینا اور وہ راہیں اُسکے لئے میسر اور آسان کر دینا جن کے حصول کیلئے اُسکی فطرت میں استعداد رکھی گئی ہے اور لفظ **اَقْوم** سے آیت یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ [1] میں یہی راستی مراد ہے۔ پھر بعد اِسکے فرمایا کہ قرآن کریم تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ قول بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں تمام اقسام حکمت الٰہی کے موجود ہیں۔ کیونکہ جو کتاب خود ناقص اور بعض معارف سے خالی ہو وہ عام طور پر الٰہیات کے مخطیوں اور مصیبوں کیلئے قاضی اور حَکم نہیں ٹھہر سکتی بلکہ اُسی وقت حَکم ٹھہرے گی کہ جب جامع جمیع علوم حکمیہ ہوگی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن تمام شکوک سے پاک ہے اور اسکی تعلیمات میں شک اور شبہ کو راہ نہیں یعنی علوم یقینیہ سے پُر ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن وہ حکمت ہے جو اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور تمام الٰہی کتابوں پر حاوی ہے اور تمام معارف دینیہ کا اُس میں بیان موجود ہے وہ ہدایت کرتا ہے اور ہدایت پر دلائل لاتا ہے اور پھر حق کو باطل سے جُدا کر کے دکھلا دیتا ہے اور وہ پرہیزگاروں کو اُنکی نیک استعدادیں جو اُن میں موجود ہیں یاد دلا دیتا ہے اور اُسکی تعلیم یقین کے مرتبہ پر ہے اور وہ غیب گوئی میں بخیل نہیں ہے یعنی اُسمیں امور غیبیہ بہت بھرے ہوئے ہیں اور پھر صرف اتنا نہیں کہ اپنے اندر ہی امور غیبیہ رکھتا ہے بلکہ اس کا سچا پیرو بھی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ کو پا سکتا ہے اور یہ فیض اسی پاک کتاب کا ہے جو بخیل نہیں ہے۔ اور دُوسری کتابیں اگرچہ منجانب اللہ بھی ہوں مگر اب وہ بخیل کا ہی حکم رکھتی ہیں جیسے انجیل اور توریت کہ اب ان کی پَیروی کرنے والا کوئی نور حاصل نہیں کر سکتا بلکہ انجیل تو عیسائیوں سے ایک ٹھٹھا کر رہی ہے کیونکہ جو عیسائی ایمانداروں کی علامتیں انجیل نے ٹھہرائی ہیں کہ وہ ناقابل علاج بیماروں یعنی مادرزاد اندھوں اور مجذوموں اور لنگڑوں اور بہروں کو اچھا کریں گے اور پہاڑوں کو حرکت دے دینگے اور زہر کھانے سے نہیں مرینگے یہ علامتیں

[1] بنی اسرائیل:۱۰

﴿۱۳﴾ عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ حضرت عیسیٰ نے یہ بات کہہ کر کہ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان ہو تو یہ تمام کام جو مَیں کرتا ہوں تم کرو گے بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے اِس بات پر مہر لگا دی کہ تمام عیسائی بے ایمان ہیں اور جب بے ایمان ہوئے تو اُن کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ کسی سے سچائی دین کے بارے میں بحث کریں جب تک پہلے اپنی ایمانداری ثابت نہ کرلیں کیونکہ ان کی حالت یہ گواہی دے رہی ہے کہ بوجہ نہ پائے جانے قرار دادہ علامتوں کے یا تو وہ بے ایمان ہیں اور یا وہ شخص کاذب ہے جس نے ایسی علامتیں اِن کے لئے قرار دیں جو انمیں پائی نہیں جاتیں اور دونوں طور کے احتمال کی رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ سچائی سے بکلّی دور و مہجور و بے نصیب ہیں مگر قرآن کریم نے اپنے پَیرووں کے لئے جو علامتیں قرار دی ہیں وہ صدہا مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں جس سے ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا برحق کلام ہے لیکن اگر عیسائیوں کو ایماندار مان لیا جاوے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ انجیل موجودہ کسی ایسے شخص کا کلام ہے کہ جو جھوٹی پیشگوئیوں کے سہارے سے اپنے گروہ کو قائم رکھنا چاہتا ہے مگر یاد رہے کہ اِس تقریر سے حضرت مسیح علیہ السلام پر ہمارا کوئی حملہ نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر یہ باتیں حضرت مسیح کی طرف سے ہیں تو انہوں نے ایمانداروں کی یہ نشانیاں لِکھ دیں۔ پھر اگر کوئی ایمانداری کو چھوڑ دے تو حضرت مسیح کا کیا قصور۔ بلکہ حضرت مسیح نے اِن علامات کے لباس میں عیسائیوں کے بے ایمان ہوجانے کے زمانہ کی ایک پیشگوئی کر دی ہے یعنی یہ کہہ دیا ہے کہ جب اے عیسائیو تمہارے پر ایسا زمانہ آوے کہ تم میں یہ علامتیں نہ پائی جاویں تو سمجھو کہ تم بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان نہ رہا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے عیسائیوں کے بعض خواص افراد میں یہ علامتیں پائی جاتی تھیں اور خوارق اُن سے ظہور میں آتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں جب وہ لوگ بہ باعث نہ قبول کرنے اُس آفتاب

﴿۱۴﴾ صداقت کے بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ رہا۔ تب عموماً بے ایمانی کی علامتیں اُن میں ظاہر ہو گئیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب تک عیسائی **اقاموا التوراۃ و الانجیل** کا اپنے تئیں مصداق ثابت نہ کریں یعنی ایمانداری کی علامتیں نہ دکھلائیں تب تک بار بار اُن سے یہی مواخذہ کریں کہ وہ اُن علامات قرار دادہ انجیل کے رُو سے اپنا ایماندار ہونا ہمیں دکھلا دیں اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ تم کس دین کی طرف بلاتے ہو۔ آیا اِس انجیلی دین کی طرف جس کے قبول کرنیوالوں کی یہ یہ علامتیں لکھی ہیں کہ رُوح القدس اُن کو ملتی ہے اور ایسے ایسے خوارق وہ دکھاتے ہیں اگر وہی دین ہے تو بہت خوب وہ علامتیں دکھلاؤ۔ اور اول اپنے تئیں ایک ایماندار عیسائی ثابت کرو اور پھر اُس روشن اور مُدلّل ایمان کی طرف دوسروں کو بلاؤ اور جبکہ اُس ایمان کی علامتیں ہی موجود نہیں تو نجات جس کا ملنا اسی ایمان پر مبنی ہے اسی طرح باطل ہوگی جیسا کہ تمہارا ایمان باطل ہے۔ اور جھوٹے ایمان کا ثمرہ سچی نجات نہیں ہوسکتی بلکہ جھوٹی نجات ثمرہ ہوگی جو جہنم سے بچا نہیں سکتی۔ غرض کوئی عیسائی بحیثیت عیسائی ہونے کے بحث کرنے کا حق نہیں رکھتا جب تک انجیلی نشانیوں کے ساتھ اپنی تئیں سچا عیسائی ثابت نہ کرے۔ **وانّی لھم ذالک**۔

پھر ہم بقیہ آیات کا ترجمہ کر کے لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن اور رسول ایک نور ہے جو تمہاری طرف آیا یہ کتاب ہر یک حقیقت کو بیان کرنیوالی ہے خدا اِسکے ساتھ اُن لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی پیروی کرتے ہیں اور وہ اُن کو ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ جو اُس تک پہنچتی ہے اُن کو دکھلاتا ہے۔ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اس ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا اِس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اے لوگو! قرآن ایک بُرہان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملی ہے اور ایک کھلا کھلا نور ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے۔ آج تمہارے لئے دین کامل کیا گیا اور تم پر سب نعمتیں پُوری کی گئیں۔

﴿۱۵﴾ اور میری رضامندی اِسمیں محدود ہوگئی کہ تم دین اسلام پر قائم ہو جاؤ۔ خدا نے نہایت کامل اور پسندیدہ کلام تمہاری طرف اُتارا اِس کتاب میں یہ خاصیت ہے کہ یہ کتاب متشابہ ہے یعنی اسکی تعلیمات نہ باہم اختلاف رکھتی ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت سے منافی ہیں بلکہ جو کمال انسان کے لئے اسکی فطرت اور اُس کے قویٰ کے لحاظ سے ضروری ہے اسی کمال کے مناسب حال اِس کتاب کی تعلیم ہے اور یہ صفت توریت اور انجیل کی تعلیم میں نہیں پائی جاتی۔ توریت میں حد سے زیادہ سختی اور انتقام پر زور ڈالا گیا ہے اور وہ سختی مطیع اور نافرمان اور دوست اور دشمن دونوں کے حق میں ایسے طور سے تجویز کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کی تعلیم کو خاص قوم اور خاص زمانہ کے لحاظ سے یہ مجبوری پیش آ گئی تھی کہ سیدھے اور عام قانون قدرت کے موافق توریت کے احکام اُن قوموں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اِسی لحاظ سے توریت نے اندرونی طور پر یعنی اپنی قوم کے ساتھ یہ سختی کی کہ انتقامی احکام پر زور ڈال دیا اور عفو اور درگذر گویا یہودیوں کے لئے حرام کی طرح ہو گئے اور دانت کے عوض اپنے بھائی کا دانت نکال ڈالنا داخل ثواب سمجھا گیا اور حقوق اللہ میں بھی بہت سخت اور گویا فوق الطاقت تکلیفیں جن سے معیشت اور تمدن میں حرج ہو رکھی گئیں۔ ایسا ہی بیرونی احکام توریت کے بھی زیادہ سخت تھے جن کی رُو سے مخالفوں اور نافرمانوں کے دیہات اور شہر پھُونکے گئے اور کئی لاکھ بچے قتل کئے گئے اور بڈھوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور ضعیف عورتوں کو بھی تہ تیغ کیا گیا۔ اور انجیل کی تعلیم میں حد سے زیادہ نرمی اور رحم اور درگذر فرض کی طرح ٹھہرائے گئے۔ چنانچہ بیرونی طور پر اگر دشمن دین حملہ کریں تو انجیل کی رُو سے مقابلہ کرنا حرام ہے گو وہ اُن کے رُوبرو اُن کے قوم کے غریبوں اور ضعیفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور اُنکے بچوں کو قتل کر ڈالیں اور اُن کی عورتوں کو پکڑ کر لیجائیں اور ہر طرح سے بے حرمتی کریں اور اُن کے معابد کو پھُونک دیں اور اُنکی کتابوں کو جلا دیں غرض کیسے ہی اُنکی قوم کو تہ و بالا کر دیں مگر دشمن مذہب کے

﴿۱۶﴾ ساتھ لڑائی کا حکم نہیں۔ ایسا ہی اندرونی طور پر بھی انجیل میں قوم کی باہمی حفظ حقوق کیلئے یا مجرم کو پاداش جرم کے لئے کوئی سزا اور قانون نہیں۔ اور صرف رحم اور عفو اور درگذر کے پہلو پر اگرچہ جَبین مَت سے بہت کم مگر تاہم اِس قدر زور ڈال دیا گیا ہے کہ دوسرے پہلوؤں کا گویا خیال ہی نہیں۔ اگرچہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دُوسری بھی پھیر دینا ایک نادان کی نظر میں بڑی عمدہ تعلیم معلوم ہوگی مگر افسوس کہ ایسے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا کسی زمانہ کے لوگوں نے اِس پر عمل بھی کیا اور اگر بفرض محال عمل کیا تو کیا یہی آبادی رہی اور لوگوں کی جان و مال اور امن میں کچھ خلل نہ ہوا۔ کیا یہ تعلیم دنیا کے پیدا کرنے والے کے اُس قانون قدرت کے مطابق ہے جس کی طرف انسانوں کی طبائع مختلفہ محتاج ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ تمام طبائع جرائم کی سزا دینے کی طرف بالطبع جھک گئیں اور ہر یک سلطنت نے انسداد جرائم کے لئے یہی قانون مرتب کئے جو مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور کسی ملک کا انتظام بجز قوانین سزا کے مجرد رحم سے چل نہ سکا۔ آخر عیسائی مذہب نے بھی اس رحم اور درگذر کی تعلیم سے بیزار ہو کر وہ خونریزیاں دکھلائیں کہ شاید اُن کی دنیا میں نظیر نہیں ہوگی اور جیسے ایک پُل ٹوٹ کر ارد گرد کو تہ آب کر دیتا ہے ایسا ہی عیسائی قوم نے درگذر کی تعلیم کو چھوڑ کر کام دکھلائے۔ سو اِن دونوں کتابوں کا ناتمام اور ناقص ہونا ظاہر ہے لیکن قرآن کریم اخلاقی تعلیم میں قانون قدرت کے قدم بہ قدم چلا ہے۔ رحم کی جگہ جہاں تک قانون قدرت اجازت دیتا ہے رحم ہے اور قہر اور سزا کی جگہ اسی اصول کے لحاظ سے قہر اور سزا اور اپنی اندرونی اور بیرونی تعلیم میں ہر یک پہلو سے کامل ہے اور اس کی تعلیمات نہایت درجہ کے اعتدال پر واقعہ ہیں جو انسانیت کے سارے درخت کی آبپاشی کرتی ہیں نہ کسی ایک شاخ کی۔ اور تمام قویٰ کی مُرَبّی ہیں نہ کسی ایک قوت کی۔ اور درحقیقت اسی اعتدال اور موزونیت کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے۔ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا [1] پھر بعد اس کے **مَثَانِیَ** کے لفظ میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات معقولی اور

[1] الزمر: ۲۴

﴿۱۷﴾ رُوحانی دونوں طور کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہیں۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ قرآن میں اِس قدر عظمت حق کی بھری ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے سُننے سے اُن کے دِلوں پر قشعریرہ پڑ جاتا ہے اور پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل یاد الٰہی کے لئے بہ نکلتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کتاب حق ہے اور نیز میزان حق یعنی یہ حق بھی ہے اور اِس کے ذریعہ سے حق شناخت بھی ہو سکتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے پانی اُتارا۔ پس اپنے اپنے قدر پر ہر یک وادی بہ نکلی یعنی جس قدر دنیا میں طبائع انسانی ہیں قرآن کریم اُنکے ہر یک مرتبہ فہم اور عقل اور ادراک کی تربیت کرنیوالا ہے اور یہ امر مستلزم کمال تام ہے کیونکہ اِس آیت میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم اِس قدر وسیع دریائے معارف ہے کہ محبت الٰہی کے تمام پیاسے اور معارف حقہ کے تمام تشنہ لب اسی سے پانی پیتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو اِس لئے اُتارا ہے کہ تا جو پہلی قوموں میں اختلاف ہو گئے ہیں اُن کا اظہار کیا جائے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور اُس میں تمام بیماریوں کی شفا ہے اور طرح طرح کی برکتیں یعنی معارف اور انسانوں کو فائدہ پہنچانے والے اُمور اس میں بھرے ہوئے ہیں اور اس لائق ہے کہ اِس کو تدبّر سے دیکھا جائے اور عقلمند اس میں غور کریں اور سخت جھگڑالو اِس سے ملزم ہوتے ہیں اور ہر یک شے کی تفصیل اِس میں موجود ہے اور یہ ضرورت حقہ کے وقت نازل کیا گیا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُترا ہے اور یہ کتاب عزیز ہے باطل کو اِس کے آگے پیچھے راہ نہیں اور یہ نور ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت دی جاتی ہے اِس میں ہر یک شے کا بیان موجود ہے اور یہ روح ہے اور یہ کتاب عربی فصیح بلیغ میں ہے اور تمام صداقتیں غیر متبدل اِس میں موجود ہیں ان کو کہہ دے کہ اگر جن وانس اس کی نظیر بنانا چاہیں یعنی وہ صفات کاملہ جو اس کی بیان کی گئی ہیں اگر کوئی ان کی مثل بنی آدم اور جنات میں سے بنانا چاہیں تو یہ اُن کے لئے ممکن نہ ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

﴿۱۸﴾ اب اس مقام میں ثابت ہوا کہ قرآن کریم صرف اپنی بلاغت وفصاحت ہی کے رو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بے مثل نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہر یک خوبی بے مثل ہوگی۔ بلاشبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقایق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ **ماقدروا اللہ حق قدرہ** میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے اگر مثلاً ایک جَو کا دانہ ہے وہ بھی بینظیر ہے اور انسانی طاقتیں اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر یک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹھہر سکتی ہے جبکہ اُس کی عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر یک مخلوق میں پائی جاتی ہے مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائے گا مگر اس پتے کے عجائبات ختم نہیں ہونگے اور اس میں سر یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پَیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا [1]۔ اپنے ایک معنے کی رو سے اسی امر کی مؤید ہے کیونکہ مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رُو سے تمام کلمات اللہ ہی ہیں اور اسی کی بناء پر یہ آیت ہے کہ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ [2]۔ کیونکہ ابن مریم میں دوسری مخلوقات میں سے کوئی امر زیادہ نہیں اگر وہ کلمۃ اللہ ہے تو آدم بھی کلمۃ اللہ ہے اور اس کی اولاد بھی کیونکہ ہر یک چیز **کن فیکون** کے کلمہ سے پَیدا ہوئی ہے اِسی طرح مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات ربی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ **کن فیکون** سے نکلے ہیں۔

[1] الکھف:۱۱۰ [2] النساء:۱۷۲

﴿۱۹﴾ سو اِن معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بے حد اور بے نہایت ہیں اور جبکہ ہر یک چیز اور ہر یک مخلوق کے خواص بے حد اور بے نہایت ہیں اور ہر یک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے صرف اِن چند معانی میں محدود ہوگا کہ جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا جس قدر ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کلمہ منہ پر لانا میرے نزدیک قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اُس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔ یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدود عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم ایسوں کے لئے اُترا ہے جو اُمی تھے اور بھی اِس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بکلّی بے بہرہ ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض اُمیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر یک رُتبہ اور طبقہ کے انسان اُن کی اُمت میں داخل ہیں اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا [1] پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہر یک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [2] میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اُس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے۔ ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور نیز بے مثل ہوں۔ اور اگر یہ اعتراض ہو کہ

[1] الاعراف:۱۵۹ [2] الاحزاب:۴۱

﴿۲۰﴾ اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلوں کا کیا گناہ تھا کہ اُن کو اِن اسرار سے محروم رکھا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بکلی اسرار قرآنی سے محروم تو نہیں رہے بلکہ جس قدر معلومات عرفانیہ خدا تعالیٰ کے ارادہ میں ان کے لئے بہتر تھے وہ اُن کو عطا کئے گئے اور جس قدر اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اِس زمانہ میں اسرار ظاہر ہونے ضروری تھے وہ اس زمانہ میں ظاہر کئے گئے۔ مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔ میں متعجب ہوں کہ اِن ناقص الفہم مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ خدا تعالیٰ پر یہ حق واجب ہے کہ جو کچھ آئندہ زمانہ میں بعض آلاء ونعماء حضرت باری عزّ اسمہٗ ظاہر ہوں پہلے زمانہ میں بھی ان کا ظہور ثابت ہو بلکہ اس بات کے ماننے کے بغیر کسی صحیح الحواس کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ بعض نعماء الٰہی پچھلے زمانہ میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان کا اثر اور وجود پایا نہیں جاتا۔ دیکھو جس قدر صدہا نباتات جدیدہ کے خواص اب دریافت ہوئے ہیں یا جس قدر انسانوں کے آرام کے لئے طرح طرح کے صناعات اور سواریاں اور سہولت معیشت کی باتیں اب نکلی ہیں پہلے اُن کا کہاں وجود تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسے حقائق دقائق قرآنی کا نمونہ کہاں ہے جو پہلے دریافت نہیں کئے گئے تو اِسکا جواب یہ ہے کہ اِس رسالہ کے آخر میں جو سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اِسکے پڑھنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ اِس قسم کے حقائق اور معارف مخفیہ قرآن کریم میں موجود ہیں جو ہر یک زمانہ میں اُس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق ہیں۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قصائد اور یہ تفسیر کسی غرض خودنمائی اور خودستائی سے نہیں لکھی گئی بلکہ محض اس غرض سے کہ تا میاں بطالوی اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی نسبت منصف لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے اِس اصرار میں کہ یہ عاجز مفتری اور دجال اور ساتھ اِس کے بالکل علم ادب سے بے بہرہ اور قرآن کریم کے حقائق ومعارف سے بے نصیب ہے

﴿۲۱﴾ اور وہ لوگ بڑے اعلیٰ درجے کے عالم فاضل ہیں کس قدر کاذب اور دروغگو اور دین اور دیانت سے دور ہیں اگر میاں بطالوی اپنے ان بیانات اور ہذیانات میں جو اُس نے اِس عاجز کے نادان اور جاہل اور مفتری ہونے کے بارہ میں اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع کئے ہیں دیانتدار اور راست گو ہے تو کچھ شک نہیں کہ اب بلا حجت وحیلہ اِن قصائد اور تفسیر کے مقابلہ پر اپنی طرف سے اسی قدر اور تعداد اشعار کے لحاظ سے چار قصیدے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اور نیز سورۃ فاتحہ کی تفسیر بھی شائع کرے گا۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اور ایسا ہی وہ تمام مولوی جن کے سر میں تکبر کا کیڑا ہے اور جو اِس عاجز کو باوجود بار بار اظہار ایمان کے کافر اور مرتد خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اِس مقابلہ کے لئے مدعو ہیں چاہے وہ دہلی میں رہتے ہوں جیسا کہ میاں شیخ الکل اور یا لکھوکے میں جیسا کہ میاں محی الدین بن مولوی محمد صاحب اور یا لاہور میں یا کسی اور شہر میں رہتے ہوں اور اب ان کی شرم اور حیا کا تقاضا یہی ہے کہ مقابلہ کریں اور ہزار روپیہ لیویں ان کو اختیار ہے کہ بالمقابل جوہر علمی دکھلانے کے وقت ہماری غلطیاں نکالیں ہماری صرف ونحو کی آزمائش کریں اور ایسا ہی اپنی بھی آزمائش کرادیں لیکن یہ بات بے حیائی میں داخل ہے کہ بغیر اِس کے جو ہمارے مقابل پر اپنا بھی جوہر دکھلاویں یک طرفہ طور پر اُستاد بن بیٹھیں۔

اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ شیخ بطالوی نے جس قدر اس عاجز کی بعض عربی عبارات سے غلطیاں نکالی ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ اب اس شیخ کی خیرگی اور بے حیائی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ صحیح اس کی نظر میں غلط اور فصیح اس کی نظر میں غیر فصیح دکھائی دیتا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ یہ نادان شیخ کہاں تک اپنی پردہ دری کرانا چاہتا ہے اور کیا کیا ذلتیں اِس کے نصیب ہیں۔ بعض اہل علم ادیب اِس کی یہ باتیں سن کر اور اس کی اس قسم کی نکتہ چینیوں پر اطلاع پا کر اس پر روتے ہیں کہ یہ شخص کیوں اس قدر جہل مرکب کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ مَیں نے پہلے بھی لکھ دیا ہے اور اب پھر ناظرین کی ﴿۲۲﴾

اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ اگر میاں بطالوی نے میرے ان قصائد اربعہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کا مقابلہ کر دکھلایا اور منصفوں کی رائے میں وہ قصائد اور وہ تفسیر اُن کی صرفی نحوی اور بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلی تو میں ہر یک غلطی کی نسبت جو ان قصائد اور تفسیر میں پائی جائے یا میری کسی پہلی عربی تالیف میں پائی گئی ہو پانچ روپیہ فی غلطی شیخ بطالوی کی نذر کرونگا اور میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ شیخ بطالوی علم عربیت سے بکلی بے نصیب ہے غلطیوں کا نکالنا ان لوگوں کا کام ہوتا ہے جو کلام جدید اور قدیم عرب پر نظر محیط رکھتے ہوں اور محاورہ اور عدم محاورہ پر انکو اطلاع ہو۔ اور ہزارہا اشعار عرب کے ان کی نگاہ کے سامنے ہوں اور تتبع اور استقراء کا ملکہ ان کو حاصل ہو مگر یہ بے چارہ شیخ جس نے اُردو نویسی میں ریش سفید کی ہے علم ادب اور بلاغت فصاحت کو کیا جانے۔ کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ کوئی دو چار سو شعر عربی میں اس بزرگ نے نظم کر کے شائع کئے ہوں اور مجھے تو ہرگز ہرگز اس قدر بھی امید نہیں کہ ایک شعر بلیغ و فصیح بھی بنا سکتا ہو یا ایک سطر لوازم بلاغت وفصاحت کے ساتھ عربی میں لکھ سکتا ہو ہاں اُردو خوان ضرور ہے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہ اس بزرگ کی عربیت کی حقیقت کھولنے کیلئے اِس عاجز نے پہلے اس سے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ شیخ مذکور میرے مقابل پر ایک تفسیر کسی سورۃ قرآن کریم کی بلیغ و فصیح عبارت میں لکھے اور نیز سَو۱۰۰ شعر کا ایک قصیدہ بھی میرے مقابل پر بیٹھ کر تحریر کرے۔ اگر شیخ مذکور کو عربیت میں کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ بڑی خوشی سے میرے مقابلہ میں آتا اور پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اپنی عربی دانی کی لیاقت دکھلاتا لیکن اس کے **اشاعۃ السنہ** نمبر ۸ جلد ۱۵ کو صفحہ ۱۹۰ سے ۱۹۲ تک بغور پڑھنا چاہیے کہ کیونکر اس نے رکیک شرطوں سے اپنا پیچھا چھوڑایا ہے۔ چنانچہ ان صفحات میں لکھا ہے کہ اس مقابلہ سے پہلے کتاب دافع الوساوس کی عربی عبارت کی غلطیاں ثابت کریں گے اور نیز کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام کے کلمات کفر والحاد

پیش کریں گے اور نیز ان پچاسی۸۵ سوالات کا جواب طلب کریں گے جو مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی نسبت مراسلت نمبر۲۰ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۳ء میں ہم لکھ چکے ہیں اور یہ بھی سوال کرینگے کہ کیا تم نجوم نہیں جانتے اور کیا تم رمل اور جفر اور مسمریزم سے واقف نہیں ہو۔ اور پھر جوابات کے جواب الجوابات کا جواب پوچھا جائے گا اور اسی طرح سلسلہ وار جواب الجواب ہوتے جائیں گے اور پھر یہ پوچھا جائے گا کہ بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنے کو اپنے ملہم اور مؤید ہونے پر دلیل بتلاویں یعنی عربی دانی سے ملہم ہونا کیونکر ثابت ہوگا اور پھر کوئی دلیل اپنے الہامی اور مؤیّد من اللہ ہونے کی پیش کریں۔ پھر جب ان سوالات سے عہدہ برا ہو گئے تو پھر تفسیر عربی اور نیز قصیدہ نعتیہ میں مقابلہ کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

اب اے ناظرین لِلّٰہ خود ان تینوں صفحوں ۱۹۰۔ اور ۱۹۱۔ اور ۱۹۲ اشاعۃ السنۃ مذکور کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کیا یہ جواب اور ایسے طرز کی حیلہ سازیاں ایسے شخص کی طرف سے ہوسکتی ہیں جو حقیقت میں اپنے تئیں عربی دان اور ایک فاضل آدمی خیال کرتا ہو اور اپنے فریق مقابل کو ایسا جاہل یقین رکھتا ہو کہ بقول اس کے ایک صیغہ عربی کا بھی اُس کو نہیں آتا۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے بھی مدد نہیں پا سکتا۔ ہماری اس درخواست کی بنا تو صرف یہ بات تھی کہ اس شیخ چالباز نے جا بجا جلسوں اور وعظوں اور تحریروں اور تقریروں میں یہ کہنا شروع کیا تھا کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز ایک طرف تو اپنے دعویٰ الہام میں مفتری اور دجال اور کاذب ہے اور دوسری طرف اس قدر علوم عربیت اور علم ادب اور علم تفسیر سے جاہل اور بے خبر ہے کہ ایک صیغہ بھی صحیح طور سے اِس کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور جن آسمانی نشانوں کو دیکھا تھا اِن کا تو پہلے انکار کر چکا تھا اور ان کو رمل اور جفر قرار دے چکا تھا اِس لئے خدا تعالیٰ نے اِس طور سے بھی اِس شخص کو ذلیل اور رسوا کرنا چاہا۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ شخص اہل علم اور اہل ادب میں سے ہوتا تو اِن شَوْنَ دو شَوْنَ شرائط اور

حیلوں کی اس جگہ ضرورت ہی کیا تھی۔ تنقیح طلب تو صرف اس قدر امر تھا کہ شیخ مذکور اپنے ان بیانات میں جو جا بجا شائع کر چکا ہے صادق ہے یا کاذب اور یہ عاجز بالمقابل عربی بلیغ اور تفسیر لکھنے میں شیخ سے کم رہتا ہے یا زیادہ۔ کم رہنے کی حالت میں مَیں نے اقرار کر دیا تھا کہ مَیں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور توبہ کروں گا اور شیخ مذکور کی رعایت کے لئے اِس مقابلہ کے بارے میں دِن بھی چالیس۴۰ مقرر کر دئے تھے جن کے معنی شیخ نے خباثت کی راہ سے یہ کئے کہ گویا میرا چالیس دن کے مقرر کرنے سے یہ منشاء ہے کہ شیخ مذکور چالیس دن تک مر جائے گا۔ حالانکہ صاف لکھا تھا کہ چالیس دن تک یہ مقابلہ ہو نہ کہ یہ کہ چالیس دن کے بعد شیخ اِس جہان سے انتقال کر جائے گا۔ اب چونکہ شیخ جی نے اس طور پر مقابلہ کرنا نہ چاہا اور بیہودہ طور پر بات کو ٹال دیا اِس لئے ہمیں اب اِس مقابلہ کیلئے دوسرا پہلو بدلنا پڑا۔ اور ہم فراست ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اِس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کرینگے اور اپنی پرانی عادت کے موافق ٹالنے کیلئے کوشش کرینگے۔ بات یہ ہے کہ شیخ صاحب علم ادب اور تفسیر سے سراسر عاری اور کسی نامعلوم وجہ سے مولوی کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفر مولوی بھی مخاطب ہیں جو اس عاجز متبع اللہ اور رسولؐ کو دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخ صاحب نیازمندی کے ساتھ اُن کی خدمت میں جائیں اور اُن کے آگے ہاتھ جوڑیں اور روویں اور اُن کے قدموں پر گریں تا یہ لوگ اس نازک وقت میں اُن کی عربی دانی کی پردہ دری سے ان کو بچالیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی کو اُن پر رحم آجاوے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ اگر حنفی مولوی کے پاس جائیں تو اُس کو کہہ دیں کہ اب میں حنفی ہوں اور اگر شیعہ کی خدمت میں جائیں تو کہہ دیں کہ اب میں شیعیان اہل بیت میں سے ہوں چنانچہ یہی وتیرہ آجکل شیخ جی کا سنا بھی جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکفر بداندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے

﴿۲۵﴾ کہ انّی مھین من اراد اھانتک اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں گی اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اُٹھے گا تو منہ کے بل گرایا جائے گا۔ خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور اُنہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔ شریر انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آجاؤں گا اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اسے کہتی ہے کہ اے شریر میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا۔ کیا تو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا۔ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے۔

بالآخر پھر میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں **لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّدٌ رسول اللّٰہ** میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ[1] پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور **میرا ایمان** دوسرے پلہ میں تو **بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔**

---

[1] الاحزاب:۴۱

﴿۲۶﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعلموا یا معشر المسلمین أن هذا الشیخ قد کذّبنی وأکفرنی بغیر علم وهُدی واعتدی فی الإکفار وطفق یسبّنی ویحسبنی من الذین یدخلون جهنم خالدین فیها ولیسوا منها بخارجین. فقلتُ ویحک أیها الشیخ الضّال أقَفَوتَ ما لیس لک به علمٌ واللّٰه یعلم أنی من المؤمنین. وقد ربّانی ربّی وحبیبی وأدّبنی فأحسن تأدیبی ورحمنی وأحسن مثوای وإنّی من المُنعمین. ولم یزل ینتابنی فیضانه ویتواتر علیَّ إحسانه حتی خرجتُ من البیضة البشریة وأُدخِلتُ فی الرُّوحانیین. ومن بعد أنزلَنی ربّی لإصلاح الضالین لأنصر الدین وأرجم الشیاطین. وإن کنتَ فی شک من أمری فسوف یُریک ربی آیاته فکن من الصابرین الذین یتقون اللّٰه ولا تکن من المستعجلین. فأبٰی واستکبر وأراد أن یکون أول الْمُکفرین. وما اقتصر علی التکفیر بل سبّنی ولعننی وحسبنی من الملعونین. واللّٰهُ یعلم قلبی وقلبه وهو خیر المحاسبین. ثم دعوتُه للمباهلة لیحکم اللّٰه بیننا وهو خیر الحاکمین. فلم یُباهل وفرّ وعلی الفرار أصرّ ولم یکن فراره بنیة الصلاح بل لتَوَقِّی الافتضاح والافتضاحُ ملاقیه وإن کان من الهاربین. وکان قد ادّعی أنه عالم أدیب وأنا من الجاهلین. فدعوته للنضال فی کلام عربی مبین وقلت تعال أُناضلک فی النظم العربی ونثرہٖ

﴿۲۷﴾ وأقول ما تقول وفی کلّ وادٍ معک أجول وإنی إن شاء اللّٰه من الغالبین. فأشاع فی شیاطینه أنه قرن مجالی وقرین جدالی فلزقتُ به کالداء العُضال لیبارزنی للنضال إن کان من الصادقین. فخاف وأبی ونحت الحِیَلَ وتولّٰی ولا یُفلح الکاذب حیث أتٰی ۔ فألهمنی ربی طریقا آخر لیَهلک من کان من الهالکین وهو أننی نظمت فی هذه الأیام قصائد وثقفتها فی ثلاثة أیام أو أقل منها واللّٰه علیه شاهد وهو خیر الشاهدین. وزیّنتُها بالنِّکات المهذَّبة والاستعارات المستعذَبة ملتزما جدّ القول و جزله و أیّدنی ربی و علّمنی سبلها و إن کنت من الأُمّیّین. فالآن وجب علی الشیخ المذکور أن یُناضلنی فی ذلک وینظم قصیدة فی تلک الأمور بعِدّةِ أبیات هذه القصائد وأسالیب بلاغتها فإن أتم شرطی فله ألف من الدراهم المروَّجة إنعامًا منی علیه ولکل من ناضلنی من العلماء المکفِّرین. ومع ذلک أوتیهم موثقا من اللّٰه لأکتب لهم بعد غلبهم کتابا فیه أُقرّ بأنهم العالمون الأدباء وإنی من الجاهلین الکاذبین المفترین. ولکن لا یجب علیَّ إیفاء هذا الشرط وأداء هذا الإنعام إلا بعد شهادة فرسان الصناعة وأرباب البراعة وتصدیق من کان جِهْبِذ تنقیدِ الکلام من الأدباء الماهرین. وإن لم یفعلوا ولن یفعلوا فاعلموا أنّهم من الکاذبین الجاهلین المفندین. وهذا آخر الحِیَل لسَبْرِ قُلیب ذلک الشیخ المضل فإنه أهلک خَلقًا کثیرا بغوائله فظلوا عُمْیًا وعُورًا وکانوا علی علمه متکئین. وأرجو بعد ذلک أن یُنجیهم اللّٰه من شره وهو خیر المنجین. والآن أکتب قصیدتی وما توفیقی إلا باللّٰه الذی هو ربی وناصری ومعلّمی فی کل حین.

﴿۲۸﴾

القَصیدۃ الأُولٰی
فِی
نَعتِ الرّسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم

یا قلبی اذکر أحمدا عینَ الھدی مُغنی العدا برًّا کریما مُحسنا بحر العطایا والجَدا
بدر منیر زاھرٌ فی کل وصفٍ حُمِّدا إحسانہ یصبی القلوب وحسنہ یروی الصدی
الظالمون بظلمھم قد کذّبوہ تمردًا والحق لا یسَعُ الوری إنکارہ لما بدا
اطلُبْ نظیرَ کمالہ فستند مَنّ مُلَدَّدا ما إن رأینا مثلہ للنائمین مُسھّدا
نور من اللّٰہ الّذی أحی العلومَ تجدُّدا المصطفٰی والمجتبٰی والمقتدٰی والمجتدٰی
جُمِعتْ مرایع الھدی فی وَبْلہ حین الندی نَسِیَ الزمان رِھامَہ مِن جَوْد ھذا المقتدٰی
الیوم یسعی النِکْسُ أن یُطفی ھداہ ویُخمِدا واللّٰہُ یبدی نورہ یومًا و إن طال المَدی
یا قطرَ ساریۃٍ وغا دٍ قد مُصمتَ من الردَا ربّیت أشجار الأَسِرۃِ بالفیوض وقَرْدَدا
إنا وجدناک الملاذ فبعد کھفٍ قد بدا لا نتّقی قوسَ الخُطو ب ولا نبالی مُرجِدا
لا نتّقی نوب الزمان ولا نخاف تھدّدا ونمُدُّ فی أوقات آفاتٍ إلی المولی یدا
کم من منازعۃ جرتْ بینی و أقوام العِدا حتی انثنیتُ مظفَّرا ومؤیَّدا ومؤقَّرا
یا أیھا الناس اتقوا یوما یشیِّبُ ثَوْھَدا آلامُہ ما تنقضی وأسیرہ ما یُفتدَی
واللّٰہِ إنی ما ضللْتُ وما عدلتُ عن الھدی لکننی مُذْ لم أزل ممن إذا ھُدِیَ اھتدٰی

﴿۲۹﴾

للّٰہ حمدٌ ثم حمد	قد عرفنا المقتدیٰ	کادت تُعفِّینی ضلا	لاتٌ فأدرکنی الهدیٰ
یا صاحِ إن اللّٰہ قد	أعطی لنا هذا جَدا	هو لیلة القدر التی	تُعطی نعیمًا مُخلَدا
أنجول فی حَوْمات نفسك	تارکا سنن الهدیٰ	هلا انتهجتَ محجةالا	حیاءِ یا صیدَ الردا
یا مَن غدا للمؤمنی	ن أشدَّ بغضا کالعدا	اخترتَ لذّةَ هذه	ونسیتَ ما یُعطی غدا
یا خاطِبَ الدنیا الدنیّة	قد هلکتُ تجَلُّدا	عادیتَ أهلَ ولایة	وقفوتَ آثارَ العدا
الیوم تُکفِرنی وتحسبنی	شقیًّا ملحِدا	وتری بوقت بعده	فی زیّ احمد احمدا
یا مَن تَظنّی الماءَ مِن	حمقٍ سرابا واعتدیٰ	السَّبْرُ سهلٌ هیِّنٌ	إن کان فهمٌ أوصدا
واللّٰہِ لو کُشِفَ الغطا	ءوجدتَنی عینَ الهدیٰ	ونُظِمتَ فی سلکِ الرفا	ق وجئتَنی مسترشدا

القصیدة الثانیة

أیا محسنی أُثنی علیک وأشکرُ فدًی لک روحی أنت تُرسی ومأزَرُ
بفضلک إنا قد غلبنا علی العِدا بنصرک قد کُسِرَ الصلیب المبطِّرُ
فتحتَ لنا فتحا مبینا تفضُّلا بفوجٍ إذا جاءُوا فزَهق التنصُّرُ
قتلتَ خنازیر النصاری بصارمٍ وأردی عِدانا فضلُک المتکَثِّرُ
بوجهک ما أنسی عطایاک بعده وفی کل نادٍ نبأُ فضلِک أذکُرُ
تلبّیک روحی دائما کلَّ ساعة وإنک مهما تَحُشُرِ القلبَ یَحْضُرُ
وتعصمنی فی کل حرب تَرَحُّمًا فدًی لک روحی أنتَ دِرعی ومِغْفَرُ

﴿۳۰﴾

يُنوِّر ضوء الشمس وجهَ خلايقٍ ولكن جنانى من سناک يُنوَّرُ
تحيط بكُنهِ الكائنات وسِرِّها وتعلم ما هو مستبانٌ ومُضمَرُ
ونحن عبادک يا إلٰهى وملجأى نخِرُّ أمامک خشيةً ونكبِّرُ
نَصَرتَ لإفحام النصارى قريحتى وهدَّمتَ ما يُعلى الخصيمُ ويعمُرُ
وأخذتَهم وكسرتَ دَأْيًا مُنَضَّدًا وأتممتَ وعدکَ فى صليب يُكسَّرُ
فسبحان مَن بارا لنصرة دينه وأخزى النصارى فضلُه المتكَثِّرُ
سقانى من الأسرار كأسًا رَوِيَّةً وإن كنتُ مِن قبل الهدى لا أعثُرُ
غيورٌ يبيد المجرمين بسخطه غفورٌ ينجّى التائبين ويغفرُ
وحيد فريد لا شريک لذاته قويٌّ علىٌّ مستعان مُقدِّرُ
له الملک والملكوت والمجد كله وكلٌّ له ما بان فينا ويظهَرُ
ودودٌ يحبّ الطائعين ترحّمًا مليکٌ فيُزعِج ذا شِقاق ويحصِرُ
يحيط بكيد الكائدين بعلمه فيهلک من هو فاسق ومزوِّرُ
ولم يتخذ ولدًا ولا كفوٌ لهُ وحيد فريد ما دناه التكَثُّرُ
ومن قال إن له إلٰهًا قادرا سواه فقد نادى الرّدى ويُدمَّرُ
وبشّرنى قبل الجدال بلُطفهٖ فقال لک البشرى وأنت المظفَّرُ
ففاضتْ دموع العين منى تذللا وقصدتُ "عَنبَرْسَر "وقَطْرىَ يَمْطُرُ
فجئتُ النصارى فى مقام جلوسهم فتخيَّروا منهم خصيما وأنظُرُ
وظلَّ النصارى ينصرون وكيلَهم وكُلٌّ تسلَّحَ صائلًا لو يقدِرُ
رأيتُ مُبارزهم كذئب بظُلمه يصول على سُبُل الهدى ويزوِّرُ

﴿۳۱﴾

فخاصمَ ظلما فی ابن مریم واجترٰی ... علی اللّٰہ فیما کان یھذی ویھجُرُ
وقال لہ ولدٌ مسیحُ ابن مریم ... فسبحان ربّ العرش عمّا تصوروا
وقال بأن اللّٰہ اسم ثلاثة ... أبٌ وابنہ حقًّا ورُوحٌ مطھَّرُ
فقلتُ لہ اخْسَأْ لیس عیسٰی بخالق ... وخالقُنا الرب الوحید الأکبرُ
أتُثبتُ فی مُلک لہ مِن بریَّةٍ ... من الأرض أو ھو فی السماء مُدبِّرُ
وإن علی معبودک الموتَ قد أتٰی ... وإلٰھنا حیّ ویبقٰی ویَعْمَرُ
ولیس لمستغنٍ إلی الابن حاجةٌ ... وحاشاہ ما الأولاد شیئًا یوقِّرُ
أعیسی الذی لا یعلم الغیب ذرة ... إلٰہ وتعلَم أنہ لا یَقْدِرُ
فأثنی علی إبلیس بالعلم والھدی ... وقال ھو الشیخ الذی لا یُنکَّرُ
ویؤمن بالابن الوحید تیقُّنًا ... ومذھبہ مثل النصاری تنَصُّرُ
فقلتُ لہ یا أیھا الضال مِن ھویٰ ... أتُثنی علی غولٍ یُضِلّ ویُدخِرُ
وما کان حامِدَہ بصیرٌ قبلکم ... ولکنکم عُمْیٌ فکیف التبصُّرُ
فما تاب من ھذیانہ وضلالہِ ... وکان کدجّال یُداجی ویمکُرُ
وکم من خرافات وکم من مَفاسدٍ ... تقوَّلَ خبثًا ذلک المتنصّرُ
وقال لی إن اللّٰہ خَلْقٌ وخالقٌ ... ومسیحُنا عبدٌ وربٌّ أکبرُ
فقلتُ لہ یا تارک العقل والنھٰی ... إلٰہ وعبدٌ ذاک شیءٌ منکَرُ
إذا قلّ دین المرء قلّ قیاسہ ... ومن یؤمنَنْ یُرشدہ عقلٌ مطھَّرُ
وإنی أری فی خبطِ عشویٰ عقولَکم ... تقولون ما لا یفھم المتفکِّرُ
وإنی أراکم فی ظلام دائم ... وما فی یدیکم من دلیل یُنوِّرُ

﴿۳۲﴾ وإن هو إلّا بدعة غير ثابت و إثباته مستنكَرٌ متعذِّرُ
أتعرف فى الصحف القديمة مثله وقد جاء هدىٌ بعد هدىٌ ومنذِرُ
أناجيل عيسى قد عفتْ آثارها وحرّفها قوم خبيث مُعَيّرُ
نبذتم هدايته وراء ظهوركم وهذا من الشيطانِ هدىٌ آخرُ
أقمتم جلال اللّٰه فى رُوحٍ عاجزٍ وهيهات لا واللّٰه بل هو أحقَرُ
فقير ضعيف كالعبادِ وميّتٌ نعَمْ من عبادِ اللّٰه عبدٌ مُعزَّرُ
وإن شاء رَبّى يُبْدِ ألفًا نظيرَهٗ وأرسلنى رَبّى مثيلًا فتنظُرُ
وقد اصطفانى مثل عيسى ابن مريم فطوبٰى لمن يَأتينِ صدقًا و يُبْصرُ
أنبيُّنا مَيْتٌ وعيسٰى لم يَمُت أَجَزْتم حدودًا يا بنى الغول فاحذروا
تُوفِّى عيسٰى هٰكذا قال ربّنا فلا تهلكوا متجلدين وفكِّروا
أتتخذ العبد الضعيف مهيمنًا أتعبد ميتًا أيها المتنصّرُ
ألا إنّه عبد ضعيف كمثلنا فلا تَتَّبِعْ يا صاحِ قومًا خُسِّروا
واللّٰه يأتى وقت تصديق كلمتى ويبدى لک الرحمن ما كنت تُضمِرُ
فلا تسمعَنْ مِن بعد ذيبًا وعقربًا يصول بوثبٍ أو تدِبّ وتَأْبِرُ
مقامى رفيع فوق فكرِ مفكِّر وقولى عميق لا يليه المُصَعِّرُ
إذا قلّ علم المرء قلّ اعتقاده وما يمدَحَنْ حُسْنًا ضريرٌ معذَّرُ
ألا رُبَّ مجد قد يُرى مثل ذلّة إذا ما تعالٰى شأنه المُتَستِّرُ
ألم تعلمَنْ أَنّى جَرِىٌّ مبارزٌ وإن كنت فى شكٍ فبارِزْ فنحضُرُ
وبارزتُ أحزاب النصارى كضيغم بأيدى وفى اليمنى حُسامٌ مشهَّرُ

﴿۳۳﴾

وما زلتُ أرميهم برُمحٍ مُذَرَّبٍ إلى أن أبان الحقُ والحقُ أظهَرُ
وإنا إذا قمنا لصيدِ أوابدٍ فلا الظبى متروک ولا العَيْرُ يُنظَرُ
وقتل خنازير البرارى وخَرْشُهم أَشاشٌ لقلبى بل مرام أكبرُ
وفى مُهجتى جيشٌ وأزعم أنه يكافئ جيشَ القِدْرِ أو هو أكثرُ
إذا ما تَكلّمنا وبارَى مخاصمى ولاحت براهينى كنارٍ تزهَرُ
فاوجس مبهوتا وأيقنتُ أنّنى نُصرتُ وأيّدنى قديرٌ مظفِّرُ
وأدركتُه فى حمئةٍ فدعوتُه إلى مشربٍ صافٍ وماء يُطهِّرُ
فردَّ علىّ بباطلات من الهوى ووالله كان كذى ضلال يزوِّرُ
وقال لعيسٰى حصّةٌ فى التألُّهِ وفى هذه سِرٌّ على العقل يعسُرُ
وإن ابن مريم مَظهرٌ لأب له فنحسبه ربًّا كما هو يُظهِرُ
فقلتُ له هذا اختلاق و فِريةٌ وما جاء فى الإنجيل ما أنت تذكرُ
وإن إلٰهک مات والله سرمدٌ قديم فلا يفنى ولا يتغيرُ
وما لا يُحَدُّ فكيف حُدِّد كالورى ووجه المهيمن مِن مَجالى مُطهَّرُ
وليس تُقاس صفاته بصفاتنا ولا يدركه بصر ولا مَن يُبصِرُ
تعالتْ شؤون الله عن مبلغ النهٰى فكيف يصوِّر كُنهَه متفكِّرُ
وإن عقيدتكم خيال باطل وما فى يديكم مِن دليل يوقَّرُ
وللخَلق خلّاقٌ فتَدَعون ذكرَه وتَدْعون مخلوقا ولم تتفكروا
ومن ذاق من طعم المنايا بقولكم فكيف كَحَيٍّ سرمدٍ يُتصوَّرُ
وقد نوَّر الفرقانُ خَلْقا بنوره ولٰكنّكم عُمى فكيف أُبَصِّرُ

﴿۳۴﴾ أَلَا إنّه قد جاء عند مفاسدٍ إذا ما انتهى الليلاء فالصبح يجشرُ
ترٰى صورةُ الرحمن فى خِدْرِ سُوْرِه فهل من بصير بالتدبر ينظُرُ
تراءى لنا الحق المبين بقوله وآياته دُرَرٌ ومِسكٌ أَذْفَرُ
قُلِ الآن هل فى كتبكم مثل نوره وفكِّرْ ولا تعجل ونحن نُذكِّرُ
وإن كنتَ تزعم أن فيها دلائلا فجهلك جهلٌ بيّن ليس يُستَرُ
وإن قلتَ آمنّا بما لا نعقل فهٰذا الهدٰى عند النهى مستنكَرُ
وسَلِ اليهودَ وسَلْ أكابر قومهم أَسُلِّمَ فيهم ابنُك المتخَيَّرُ
ومهما يكن فى كُتُبكم ذِكْرُ عجزه وإنْ خِلتَه يخفى على الناس يظهَرُ
جِعارُك خيطٌ فاتّقِ البئرَ والردى أللموت يا صيدَ الردى تتجَعَّرُ
أقلبك قلبٌ أو صَلايَةُ حَرَّةٍ أجهلُك جهل أو دخان مُغبَّرُ
أكلتَ خُشارةَ كل قوم مُبْطلٍ فتأكل ما أكلوا ولا تتخَفَّرُ
أباريتَ يا مسكين ذا الرمح بالعصا وأنَّى أَجارِدُنا وأنَّى مِحْمَرُ
أترغب عن دين قويم منوّر وتتبَع دينًا قد دَفاه التكدُّرُ
وإن لم تداور جُشْرَة البخل والهوى فتَهْوِ نحيفًا فى الهُلاس وتخطُرُ
وإنى كماءٍ عند سِلْمٍ وخُلَّة وفى الحرب نارٌ جَعْظَرِيٌّ مُثَعْجِرُ
إذا ما نصبنا فى مواطنَ خيمةً فلا نرجعَنْ عند الوغا ونُجَمِّرُ
ولو ابهترتَ☆ و قلت إنى ضيغم ففى أعينى ما أنت إلّا جَوْذَرُ
ألا أيها الصيد الركيك الأعورُ إلامَ تُحامى عنك سهمى وتَأفِرُ
أعيسى الذى قد مات ربٌّ وخالق أهذا هُدى الإنجيل أو تستأثرُ

☆ يظهر ان هذا اللفظ ''ابتهرت''۔(شمس)

﴿۳۵﴾

أ عيسىٰ إلهٌ أيها العمىُ من هوًى وأين ثبوت بل حديث يُؤثَرُ
ظننتم فأنتم تعبدون ظنونكم كشخصٍ مِئَرٍّ عاشق لا يصبرُ
تركتم طريق الحق شُحًّا وخِسَّةً وسيعلَمَنْ كُلٌّ إذا ما بُعثروا
عسٰى أن يزيل اللّٰه شُحَّ نفوسكم ولكنه بَغْرٌ شديدٌ مُدمِّرُ
ومن كان ذا حِجْرٍ فيدرى حقيقةً ومن كان محجوبًا فيهذى و يهجُرُ
ستغلب يا يَحُمورَ قومٍ مُحقَّرٍ ومِحْضِيرُنا يعدو ولا يتحسّرُ
قد استخمر الشيطان نفسک كلها فأنتَ لغُول النفسِ عبدٌ مُسخّرُ
ألا إنّ ربّي قد رأى ما صنعتَهُ فنفسک سوف تُحَجَّرَنْ وتُحَوَّرُ
أتُطفئ نورًا قد أُريدَ ظهورُها لک البُهرُ في الدارين والنورُ يُبهرُ
وإنّي أرىٰ قد بارَ كيدک كُلّه ويهتِک ربي كلَّ ما هو تَستُرُ
أتترک أعنابا وتنقِف حنظلا وهذا وبال أنت فيه متبَّرُ
تَياهيرُ قَفْرٍ في عيونک مَرْبَعٌ وأسرَّكم سِقْطُ اللوىٰ وحَبَوْكَرُ
عقيدتكم قد صار للناس ضُحكةً ويضحک جمهورٌ عليه ويُنكرُ
رأى الناسُ بالتحقيق ما في بيوتكم وإجَّارُ بيتٍ مِن بعيد يظهرُ
ولا يُظهِرَنْ إنجيلكم نهجَ الهُدٰى وهداه جَمْجَمَةٌ وقولٌ مُكوَّرُ
ومَن تبعه ما وجد ريح تيقُّنٍ ولكن إلى الإلحاد والشّكِّ يُدحَرُ
وما فيه إلا ما يُضلّ قلوبكم ويهُدُّ ببيت نجاتكم ويدمِّرُ
ومن أين طفل للذى هو أطهرُ أِلِلّهِ زوجٌ أيها المتمَذِّرُ
ولكننا لا نعرف اللّٰهَ هٰكذا وحيدٌ فريدٌ قادرٌ متكبّرُ

﴿۳۶﴾ وذلک للدین القویم کرامة إذا ما تبعتَ هُداه فاللّٰه یؤثِرُ
ویَشغِفک اللّٰه العزیز محبةً ویأخذ قلبَک حُبُّ حِبٍّ ویأطِرُ
فطوبی لمن صافا صراطَ محمد وکمثل هذا النور ما بانَ نَیِّرُ
وصلنا إلی المولٰی بهدی نبیّنا فدَعْ ما یقول الکافر المتنصّرُ
وفی کل أقوامٍ ظلامٌ مدمِّرٌ وإنّ رسول اللّٰه بدرٌ منوّرُ
وإن رسول اللّٰه مُهْجةُ مُهْجتی ومِن ذکره الأحلٰی کأنّی مُتْمِرُ
فدَعْ کلَّ ملفوظ بقولِ محمد وقَلِّدْ رسولَ اللّٰه تَنْجُ وتُغفَرُ
ولیس طریق الهدی إلا اتّباعَهُ ومَن قال قولا غیره فیُتبَّرُ
ومَن ردَّ مِن قِلِّ الحیاء کلامَه فقد رُدَّ ملعونا وسوف یُمَذَّرُ
ومن یَرَ تقوًی غیرَ هدی رسولنا فذلکم الشیطان یعتُو ویُشْغَرُ
وما نحن إلّا حزب ربٍّ غالبٍ ألا إنّ حزب اللّٰهِ یعلو ویُنصَرُ
ووالله إنّ کتابنا بحرُ الهُدٰی و تاللّٰهِ إنّ نبیّنا مُتَبَقِّرُ
ویبقٰی إلی یوم القیامة دینُه له ملّةٌ بیضاءُ لا تتغیرُ
ونؤثِر فی الدارَینِ سننَ رسولنا وسُنّةُ خیرِ الرسل خیرٌ وأزهَرُ
فلما عرفتَ الحق دَعْ ذکرَ باطلٍ ولو للصداقة مثلَ بَکْرٍ تُنهَرُ
ألا أیها الثرثار خَفْ قهرَ قاهر ویعلم ربی ما تُسِرُّ وتَخْمِرُ
فلا تقْفُ ما لا تعرفَنَّ وُجوهَه وثابِرْ علی الحق الذی هو أظهرُ
ووالله ما کان ابن مریم خالقا فلا تهلکوا بغیًا وتوبوا واحذروا
ولا تعجَبَنْ مِن أنه لیس من أبٍ وکمثل هٰذا الخَلْقِ فی الدُود تنظُرُ

﴿۳۷﴾

بـلّ الدود أعجبُ خِلقةً من مسيحكم ويـخلق رَبّى مـا يشـاء ويـقدرُ
ألا رُبَّ دُود قـد تـرى فـى مـربعٍ تـكَوَّنُ فى ليل وتـنمو وتـكثرُ
وليسـتْ لهـا أُمٌّ بـأرض ولا أبٌ فـفكِّرُ هداک الـلّٰه هادٍ أكبرُ
وإن كـنـتَ لا تَـدَعُ الجدال وتُنكرُ فبـارِزْ لـنا إنا إلى الـحـرب نَعْكِرُ
وإن لـنـا الـمولٰى ولا مـولٰى لـكم فتـنـظر أنَّـا نـغلِبَنّ ونُـنـصَرُ
ووالـلّٰه إنى أَكسِرَنَّ صـليبكم ولـو مُـزِّقتْ ذرّاتُ جسمى وأُكسَرُ
ووالـلّٰـه يـأتى وقتُ فتحى ونصرتى ووالـلّٰه إنى فـائز ومُـعزَّرُ
ووالـلّٰه يُثنَى فى البلاد إمـامُنا **إمامُ الأنام الـمصطفى الـمتخيَّرُ**
ومـا فـى يديک بغير قولٍ مـدلَّسٍ تَكَدُّ وتستقرى المحالَ وتَفْجُرُ
وكتبک قَـفْرٌ حشُوُها الكفرُ والردٰى مـحرَّفةٌ فى كل عـامٍ تُـغيَّرُ
فتـلـک بـراهينٌ على سَخْفِ دينكم وقـد قـلـتُ تـحـقيقًا ولو أنت تَبْسُرُ
لـقـد زيَّـن الشيطان أقـوالـه لـكم يـوسـوسـكـم فـى كل حين ويمكُرُ
وقـد ذكَّـر الأخيـارُ مـن قبلُ قومَكم ولُأخـرياتِ الـناس نـحن نـذكِّرُ
وكيف يسـاوى ديـنُ عيسٰـى لـديننا ولا يستـوى دخـنٌ ونـجـمٌ أزهَـرُ
وقـد جـاء يوم الـلّٰه فـاليومَ ربُّـنا يـدقّق أجزاء الـصليب ويـكْسِرُ
وقـلـتُ لـه لا تـحسَـبِ العبدَ خالقًا وكـلّ امـرء عن قـولـه يُستـفسَـرُ
وقـلـتُ لـه لا تستُرِ الـحق عـامدًا سَيُبـدى المهيمنُ كلّ ما كنتَ تَستُرُ
وقـلتُ له لـمّا أبٰى إن شـأننا بلاغٌ فبـلِّـغْنـا وإنک مُـنذَرُ
وإن كـنتَ لم تسمع فزِدْ فى تجاسُرٍ لتُسْـعِرَ نـار الـلّٰـه ثم تُـدمَّرُ

﴿۳۸﴾

فـزِدْ فـی جَـراءاتٍ وزِدْ فی تقاعُس وزِدْ فی عـمـایات فتـفـنٰی وتُبتَرُ
ولیـس عـذاب الـلّٰـه عَذْبًا کما تری سیُـحـرَق فـی نـار الّـلظی مَن یفجُرُ
غیور فیـأخذ مشـرکًـا بـذنوبـه ولیـس لـه أحدٌ شـفیـعًا ومَـأْزَرُ
رفیـعٌ علیٌّ کیفَ یُدرَک کـنهُهُ إذا مـا تـرقَّتْ عیـنُـنا تتـحیرُ
أتـعـصـون بـغیًـا مَن به الخَلْقُ آمنوا أتـنسـون یـومـا مـا بـه الناس أُنذِروا
وکیف یـکـون الـعبد کـابْنٍ لـربّـه فسبـحـان ربِّ العرش عما تصوروا
وقـد مـات عیسـی لیس حیًّا وإنّـنا نـردّ عـلـی مـن قـال حیٌّ ونَـحْـجُرُ
وأخبـرَنـی ربـی بموت مسیـحکم وکـان هـو الأولٰی وأکـفی وأجدرُ
وکـم مـن دوابّ الأرض یحیی مدّة عـلٰی ظهرها فَاعْجَبْ لهٰذا وفکّروا
وإن جـنـود الأنبیـاء وحـزبهم ألـوفٌ فهـل ترَیَنَّ کـابنک آخَرُ
فـإن کـان لـلـرحـمٰـن ولدٌ کقولکم فشـجرة نسـل اللّٰه تـنمو وتـکثرُ
أبُـدِّلَ سُنّةُ ربّـنـا بـعد مـدّة أیـمکن فی سنن الـقدیم تـغیُّرُ
وقـانـون سـنـن الـلّٰـه فی بعث رسله مبیـن فهـل أبـصـرتَ أو لا تُبـصـرُ
وإن لـم تر الیوم الهدی فترٰی غدًا ظـلامًا مهیبًـا فیـه تهـوی وتُـنـدَرُ
أتـخـلـع جهلًا رِبْقةَ العقل والـنهٰی لأقـوالِ قـوم قد أضـلّوا و دُمِّـروا
أتترک ما جاء ت به الرسل من هدی ألا تَتْبَـعَنْ قـومـا هُـدوا وتبـقَّروا
عـلیـکـم بسبـل الـلّٰـه من قبل ساعةٍ تُـریـکـم لـظـی النار التی هی تُسعَرُ
عذاب أَلیم لا انتهـاءَ لـحـرقهٖ وإن یـنـضَـجَـنْ جِـلـدٌ فیُخلَق آخَرُ
یـنبِّئک العلام ما کنتَ تُـضمِرُ ویبـدی لک النورَ الذی الیوم تُنکِرُ

آلا أيها الناس اتقوا اللّٰه ربكم وإن عذاب اللّٰه أدهى وأكبرُ ﴿۳۹﴾
ألم يأتكم نُذُرٌ وآياتُ ربكم نرى بَغْيَكم ودموعُنا تتحدرُ
ولكلّ نبأٍ مستقرٌّ ومَظْهَرُ ولكلّ ما يأتيک وقت مُقدّرُ
ويَحكُم ربُّ العرش بيني وبينكم وها أنا قبل عذاب ربّي أُخبِرُ
وقوم مضوا من قبل ضالين مِن هوًى فأنتم قبِلتم كلَّ ما هُمُ زَوَّروا
أخذتم طريق الشرک والفسق والردى وثَرَّتْ خطاياكم فلم تستغفروا
فأرسلَني ربي إليكم لتهتدوا ولتقبَلوا ما قال رَبّي وتُغْفَرُ☆
فإن شئتَ ماء اللّٰه فاقصِدْ مَناهلي فيُعْطِک مِن عينٍ وعينٍ تُنوَّرُ
وأغلَظُ حجبٍ ما تُراک على الهدٰى تعالَ على قدم الضلال فتُزهَرُ
وفيک فساد لو علمتَ اجْتنبتَه وذالكم الشيطان يُغوى ويَحصُرُ
ذببتُ عن الدين الحنيفِيُ شكوكَكم وأزعجتُ أصلَ أصولِكم ثم تُنكِرُ
وقلتم لنا دين بعيد من النهى وهذا فساد ظاهر ليس يُستَرُ
وكلُّ امرء بالعقل يفهم أمره كما بالعيون يشاهِدَنَّ ويُبصِرُ
وعقلُ الفتى نصف ونصفٌ حواسُّه وكصَفْقِ أيدٍ منهما العلمُ يَظهَرُ
تصديتَ فى نصر الضلال تعمُّدا فبارِزْ لحرب اللّٰه إنْ كُنت تقدِرُ
وما أنت إلا عابِد الحرص والهوى تشمِّرُ ذيلَک للحُطام وتهجُرُ
رأيتُ لک الرؤيا وإنک مَيِّتٌ وإنّ كلام اللّٰه لا تتغيَّرُ
وعِدَّةُ وعدِ اللّٰه عشرٌ وخمسةٌ إذا ما انقضتْ فاعلَمْ بأنک مُحضَرُ
وتعمى وتحضر عند ذى العرش مجرمًا وتُسأل عما كنتَ تهذى وتكفُرُ
وما قلتُ مِن تلقاء نفسى تجاسُرا بل الآن نبّأَنى العليم المقدِّرُ ﴿۴۰﴾

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ’’تُغْفَرُوْا ‘‘ہونا چاہیے۔(شمس)

فبلّغتُ تبليغا وآليتُ حِلْفةً عـلٰى صدقِ ما أظهرتُ فانظُرْ وننظُرُ
فإنْ أكُ صدّيقًا فربّى يعزّنى وإن أكُ كذّابًا فسوف أُحَقَّرُ
وأعلم أن مهيمنى لا يضيعنى وأعلم أن مؤيِّدى سوف يَنصُرُ
فتوقَّدَ السفهاء مِن أهل الهوى وكل امرء عند التخاصم يُسبَرُ
ذووا فطنةٍ يدرُون بحثى وبحثه وما فى السماء فسوف يبدو ويظهَرُ
وإن يُسلِمَنْ يَسلَمْ وإلَّا فميِّتٌ وهذان منا آيتان ونشكُرُ
ووالله هذا مِن إلٰهى ومَن يعِشْ إلى أشهر مذكورة فسينظرُ
وتحت رداء الله روحى ومُهْجتى وما يعرفنى أحد وربّى يُبصِرُ
ولستُ بربّى كاذبا تاركَ الهدى ولستُ بربى كالذى هو يهذَرُ
وهنَّأنى ربّى بنهجِ محبة عـلى ما تضوَّعَ مِسْكُ فتحى وعنبَرُ
وذٰلک من بركات روحِ رسولنا نبىٌّ له نور منير وأزهَرُ
رؤوفٌ رحيمٌ آمرٌ مانعٌ مَعًا بشيرٌ نذيرٌ فى الكروب مبشِّرُ
له درجات لا شريکَ له بها له فيضُ خيرٍ لا تضاهيه أبحُرُ
تخيَّرَه الرحمن مِن بين خَلقه ذُكاءٌ بجلوته وبدرٌ منوّرُ
وكان جلالٌ فى عَرانينِ وَبْلِه خَفَى الفأرَ مِن أنفاقهن الممطِرُ
رؤوفٌ رحيمٌ كهفُ أممٍ جميعها شفيعُ الورى سَلَّى إذا ما أُضْجِروا
ألا ما هَرَفْنا فى ثناء رسولنا له رتبةٌ فيه المدائحُ تُحصَرُ
وإن أمان الله فى سبل هديه فطوبى لشخص يقتفى ما يؤمَرُ
سَقى فَيُهَجَ العرفانِ كلَّ مصاحب فبنشوة الصهباء سُرُّوا وأَبْشَروا ﴿۴۱﴾

وقد راح والمخلوقُ فی ظلماته وجهلاته مثل الأوابد ینفِرُ
فأکملَهم قولًا و فعلًا و مِیسمًا وأیقظَهم فاستیقظوا وتطهَّروا
رسولٌ کریمٌ ضعَّف اللّٰهُ شأنه وبدرٌ منیرٌ لا یضاهیه نیِّرُ
وکافَحَ أَمْرَ المسلمین بنفسه وعلَّمهم سننَ الهدی فتبصَّروا
بأُمّته أحفَی من الأب بابنه شفیعٌ کریمٌ مشفِقٌ ومُحذِّرُ
فمن جاء ه طوعًا وصدقًا فقد نجا ومَن أعرض عن أحکامه فیُدمَّرُ
ولم یتقدم مثلُه فی کماله وأخلاقِه العلیا ولا یتأخّرُ
فدَعْ ذکرَ موسٰی واترُکَنْ ابنَ مریمٍ ودَعِ العصا لما تراء ی الممفقَّرُ
له رتبةٌ فی الأنبیاء رفیعة فطوبٰی لقوم طاوعوه وخَیَّروا
وعسکرُه فی کلّ حرب مبارِزٌ إذا ما التقی الجمعان فانظُرْ وننظُرُ
وجاء بقرآن مجید مکمَّلٍ منیرٍ فنَوَّرَ عالَمًا وینوِّرُ
کتاب کریم حازَ کلّ فضیلة ویسقی کؤوسَ معارفٍ ویوفِّرُ
وفیه رأینا بیناتٍ من الهدیٰ وفیه وجدنا ما یقی ویبصِّرُ
کعینٍ کَحیلٍ زُیِّنت صفحاته بناظرةٍ مِن عِیْنِ خُلدٍ یَنْظُرُ
طریٌّ طلاوتُه ولم تعفُ نقطةٌ لِما صانَه اللّٰهُ القدیر الموقِّرُ
فیا عجبًا مِن حسنه وجماله أری أنه دُرٌّ ومِسکٌ وعنبرُ
وإن سروری فی إدارة کأسه فهل فی الندامی حاضرٌ مَن یُکرِّرُ
وریَّاه قد فاق الحدائق کلها نسیم الصبا من شأنه تتحیَّرُ
إذا ما تلا من آیة طالبُ الهدٰی یری نوره یجری کعین ویمطُرُ

وفيه من اللّٰه اللطيف عجائبٌ أشاهدها فی کل وقت وأنظرُ
أيعجب مِن هذا سفيهٌ مشرَّدٌ وألهاه عن نور ظلام مکدَّرُ
إلی قوله يرنو الحکيم تلذذا ويُعرِض عنه الجاهل المتکبرُ
کتاب جليل قد تعالی شأنه يدافی رؤوسَ المنکرين ويَکسِرُ
هو السيف فی أيدی رجالِ مَواطنٍ فلن يَعصِمَ دِرعٌ منه فوجًا ومِغفَرُ
کلام يفُلُّ المرهفاتِ بحدّه يبشّرنا فی کل أمر وينذِرُ
يُدَيَّةُ قومٍ مُنکِرٍ مغلولةٌ وهُدَّت هراواهم وسُرُّوا وکُسِّروا
يباهون مِرِّيْحِينَ جهلا ونخوةً وسوف تراهم مدبِرين فتُبشِرُ
فدًی لک روحی يا حبيبی وسيدی فدًی لک روحی أنت وِردٌ مُنضَّرُ
وما أنت إلا نائب اللّٰه فی الوری وأعطاک ربّک هذه ثم کوثَرُ
ويعجز عن تحميد حسنک مؤمنٌ فکيف مُحمِّدُک الذی هو يُکفِرُ
يکفّرنی شيخ وتتلوه أُمّةٌ وما إنْ أراه کعاقل يتدبّرُ
يُری ظهره عند النضال کثعلبٍ وکالذئب يعوی حين يهذی ويهجُرُ
غبیٌّ عَتِیٌّ أضرمَ الجهلُ غَيْظَه کجُلمودِ صخرٍ جهلُه لا يُغيَّرُ
وکفّرنی بالحقد مِن غير مرّة فقلتُ لک الويلات إنّک أکفَرُ
ويسعی لإيذائی ويسعٰی بزوره علیّ حريص کالعدا لو يقدرُ
عجبتُ له ما يتقی اللّٰهَ ذرّةً أَشِقُوةُ هذا المرء أمرٌ مقدَّرُ
فطورًا يردّ البينات وتارةً يحرّف قول المصطفٰی ويغيِّرُ
قصدتُ هداه ترحُّمًا فتمايَلا علی الرجس والبلوی فکيف أطَهِّرُ

﴿۴۳﴾

وقال يمين اللّٰه ما لک ناصر فآليتُ إنّ اللّٰه معنا فنظفَرُ
ولما أُريدُ علاجه مِن نصيحة يسبُّ ويُبدى كلَّ ما كان يُضمِرُ
وجاهدتُ للّٰهِ الكريمِ لهديه فما قلَّ مِن أوهامه بل تكثُرُ
عجبتُ لختم اللّٰه كيف أضلَّه يردّ النصوصَ كأنه لا يُبصِرُ
خيالاته كالنائمين ضعيفة نَؤُومٌ فيُبغِضُ كلَّ من هو يُسهِرُ
وإنا نسهِّده ودادًا وشفقةً فيهجُونِ مِن جهل ولا يَتَخَفَّرُ
له كتب السبُّ والشتمُ حَشْوُها شريرٌ فيستقرى الشرور ويفخَرُ
يغوص كدلوٍ عند خوض فيرجعَنْ بحَمْإٍ وما يسقيه ماءً ا تفكُّرُ
بعيد من التقوى فتسمع أنه كباقورة الأضحى بِعيدٍ يُنحَرُ
لقد زيّن الشيطان أقواله له يوسوسه وقتًا ووقتًا يكوِّرُ
و أكفرَنى بخلًا وجهلاً و دَنْأَةً ووافقَه خَلقٌ ضرير مُدَعْثَرُ
يقولون إنا قادرون على الأذٰى فقلنا اخسؤوا إن المهيمن أقدَرُ
فيا علماء السوء ما العذرُ فى غدٍ؟ أيُلْعن مثلى مسلمٌ ويُكفَّرُ؟
وما غيظكم إلا لعيسى واسمه أيدعٰى بهذا الاسم شخص محقَّرُ
وما تعلمون شؤون ربى وفضله ويعلم ربى كل نفس وينظُرُ
أنعمةُ ربّى فى يديكم محاطة؟ ويفعل ربى ما يشاء ويُظهِرُ
أنحن نفرّ من النّبى وَ بَابه خَفِ اللّٰهَ يا صيدَ الردٰى كيف تجسُرُ
أنترک قرآنا كريمًا و دُررَه فما لک لا تدرى صلاحا وتَفجُرُ
أآخترتَ رجسا بعد خمسين حجّة؟ وقد كنتَ تشهد أن أحمَدَ أطهرُ

﴿۴۴﴾

وتعلم أنی حِذْرَیانٌ ومتقٍی وتعلَم زَأْرِ وبعدهُ تَتنمَّرُ
تبصَّرُ خصیمی هل تری من دلائلٍ علٰی ما تقول وفکِّرَنْ کیف تَکفُرُ
أنحن ترکنا قبلةَ اللّٰه شقوةً؟ أَنَنبِذُ صحفَ اللّٰه کفرًا ونهجُرُ؟
أ نرغب عن دین النبی المصطفٰی؟ ودینًا مخالفَ دینه نتخیَّرُ
سیُخزی المهیمن کاذبا تارکَ الهدی کِلانا أمام اللّٰه واللّٰهُ ینظُرُ

وإنی أنا الرحمٰن ناصرُ حِزبه ومَن کان من حزبی فیُعلی ویُنصَرُ

هذا الهام من اللّٰه تعالی

وما کان أن تُخفَی الحقائقُ دائما وما یکتم الإنسان فالدهر یُظهِرُ
ولیس خفاءٌ مغلَقٌ فی دیننا وما جاء مِن هَدْیٍ مُبینٍ فنؤثِرُ
سیُکشَف سرُّ صدورنا وصدورکم بیوم یقود إلی المملیک ویَحْشُرُ
فمن کان یسعی الیوم فی الدین مفسدًا فیُحرَق فی یومٍ لظاه تُسعَّرُ
وإنا علی نور وأنتم علی اللظی وما یستوی عُمیٌ وقومٌ یُبصِّرُ
ومن کان محجوبًا فیأتی مُوَسْوِسٌ فیَکُبّه فی هوّة ویدمِّرُ
وما یصطفی اللّٰهُ العلیمُ مزوّرًا وما یجتبی الفُسّاقَ ربٌّ أطهَرُ
فذَرْنی وخلّاقی ولستَ مصیطرا علیّ و لا حَکَمٌ و قاضٍ فتأمُرُ
وآثَرَنی ربّی وأخزاک خالقی فقد ضاع یا مسکین ما کنتَ تَبذُرُ
ألیست تقاة اللّٰه شرطا لمؤمن فما لک یومَ الأخذ لا تتذکرُ
وعدوتَ حتی قلتَ :لستُ بآئب وإن الهدی بعد القِلَی مُتوعِّرُ
أتُفتی بما لم یُنزل اللّٰه مِن هدًی وتُکفِر مَن ألقی السلام وتَجسُرُ

﴿۴۵﴾

وَوَاللّٰہ بل تاللّٰہ لو کنتَ مخلصًا أریتُک آیاتٍ ولکن تُزوِّرُ
ولو قبل إکفاری سألتَ أمانة لعمری هُدِیتَ وصرتَ شیخا یُبصِرُ
ولکن ظننتَ ظنونَ سوءٍ بعجلةٍ کغُولٍ هوًی والغولُ لا یتطهَّرُ
هل العلم شیء غیر تعلیم ربنا وأیّ حدیث بعده نتخیّرُ
کتابٌ کریمٌ أُحکمتْ آیاته وحیاته یحیی القلوبَ ویُزهِرُ
یدُغُّ الشقیَّ فلا یمسُّ نکاته ویروی التقیَّ هدًی فینمو ویثمرُ
ومتَّعنی مِن فیضه لطفُ خالقی فإنی رضیعُ کتابِه ومُخَفَّرُ
کریمٌ فیؤتی من یشاءُ علومَه قدیرٌ فکیف تکذبَنَّ وتَهکِرُ
وإنی نظمتُ قصیدتی من فضله لتعلم فضلُ اللّٰہ کیف یُخیِّرُ
تعال بمیدان النضال شجاعةً لیظهَرَ علمک فی الجدال وتُسبَرُ
تریدون ذلتنا ونحن هوانَکم فیُکرم ربّی من یشاء وینصُرُ
أتطلب منی آیة الخزی والردی و یأتیک أمرُ اللّٰہ فَجْأً فتُبْتَرُ
وحمّدتَنی من قبلُ ثم ذمّمتَنی فقد لاح أنک خَیْتَعُورٌ مزوِّرُ
وإنی أنا الخطَّار إن کنتَ طاعنا رماحی مثقّفة وسیفی مُذَکَّرُ
وإنا جَهَرْنا بِثَرَ دینِ محمّدٍ وأنت تسبّ هوًی وفی السّبّ تجهَرُ
متی نَدنُ منک ترحمًا تتباعدُ ونرید حل العقد رُحْمًا فتَحْتَرُ
وسیلُک صعبٌ لکن أنت غثاؤه وغیثک حِمْرٌ لکن أنت تُدَعْثَرُ
وما إن أری فیک التخوفَ والتقی وإن الفتی یخشی إذا ما یُذْعَرُ
ومن کذّب الصدّیق هُتِّکَ سرُّه ومن أکثر التکفیر یومًا سیُکفَرُ

﴿۴۶﴾ وآن تضربَنَّ على الصَّلاة زجاجةً فلا الصخرُ بل إن الزجاجة تُكسَرُ
فهل فى أناس مُكفِرين مدبِّرٌ يدبِّر فى قولى وفى الكتب ينظُرُ
ووالـلّٰه إنى آيسٌ مِن صلاحهم وما إن أرى شخصا يكفّ ويحذَرُ
وقلتُ لشيخ قد تقدّمَ ذكرُه إلامَ تكفّرنا وتهجو وتصْعَرُ
تعال نباهِلْ فى مقامٍ معيّن ليُهلَك من هو كاذب ومزوِّرُ
حلفتُ يمينا مِن لِعانٍ مؤكّدٍ فإنى بميدان اللعان سأحضرُ
فإذا أتى بعد الترصد يومنا فقمتُ ولم أكسل وما كنت أقصُرُ
خرجنا وخَلقٌ كان يسعى وراء نا لينظر كيف يباهلنُ ويكفِّرُ
فجاء ولكن لم يباهل مخافةً وأعرضَ حتى لام من هو يُبصِرُ
ولم يتمالك أن يباهل كالفَتَى وظل يُرينا ظهرَ جُبنٍ ويُدبِرُ
وجاشت إليه النفس خوفا وخشية وقد خفتُ أن يُغشى عليه ويُحظَرُ
ووجدتُه بحرًا ومُوجِسَ خيفةٍ كأن حسامى يهجُمَنْ ويبتِّرُ
فقلتُ له لما أبى إنّ حجّتى لقد تمّ واللّٰهُ العليم سيأمُرُ
وإن شئتَ سَلْ مَن كان فينا حاضرا وما قلتُ إلا ما هو المتقرِّرُ
وباهلَنى مِن غَزْنَوِيّين مُكفِرٌ وقوفا لَدى شجرات أرض يَشجُرُ
فقمتُ بصحبى لِلدّعاء مباهلًا وكان معى ربى يرانى وينظرُ
فصَعَّد صرخ الصادقين إلى السّما لِما أخذتهم رقّةٌ وتأثُّرُ
فأعجبَ خلقًا جيشُهم وبكاؤهم فبكوا بِمَبْكاهم وقام المحشرُ
وظلّ المباهل يقذِفَنَّ مكفِّرًا فيا عجبًا مِن دينهم كيف كفّروا

﴿۴۷﴾

وَمـا الـكفر إلا مـا يسـمّيه ربُّـنا فـذَرْهـم يسبّوا كيف شاء وا ويُكفِروا
وإنا تـوكّـلْنا عـلى الـلّٰه ربّـنا وقـد شَـدَّ أَزْرَ الـعبـد ربٌّ مُبَشِّـرُ
وآخر دَعْوانا أَن الحَمْدُ كله
لِربٍّ يرٰى حالى و قالِى و ينصُرُ

القصيدة الثَّالِثَة المباركةُ الطَّيِّبَةُ

فِى

نَعْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صلّى اللّٰه عَلَيهِ وسَلم

بِكَ الـحَوْلُ يَا قَيّومُ يا منبعَ الهدى فوفِّقْ لى أن أثنى عَليک وأحمدا
تتوب عـلى عبدٍ يتوب تـنـدُّما وتـنجى غرِيقًا فى الضَّـلَالة مُفسدا
كبير الـمعاصى عند عفوک تَافهٌ فـما لک فى عبدٍ أَلَمَّ تردُّدا
تحيط بـكنهِ الـكـائنات وسِـرِّها وتـعـلـم منهاج السِّوٰى ومُـحَرَّدا
ونـحن عبادک يا إلهى ومـلجئى نـخرّ أمـامک خشيةً وتـعبُّدا
ومـا كان أَنْ يخفى عليکَ نُـحاسُنا وتـعلم ألـوان الـنحاس وعَسْجَدا
وكم مِن دَهِيٍّ أهلكتهم من شرورهم وأخـذتَهم وكسرتَ دَأْيًا مُـنضَّدا
وكـم مِـن حـقيـر فـى عيونٍ جعلتَهم بـأعينِ خَـلقٍ لـؤلوءًا وزَبـرجَدا
وتـعـمُر أطلالا بـفـضل ورحمةٍ وتَهُدّ مِن قهرٍ مـنيـفًا مُـمَرَّدا

﴿۴۸﴾ وما كان مِثلُك قدرةً وترحمًا ومثلُك ربّى ما أرٰى متفردا
فسبحان مَن خلَق الخلائق كلها وجعل كشيءٍ واحد متبددا
غيورٌ يُبيد المجرمين بسخطه غفور ينجّى التائبين من الردٰى
فلا تأْمَنَنْ مِن سخطه عند رحمه ولا تيئسَنْ من رُحمه إن تَشدَّدا
وإن شاء يبلو بالشدائد خَلْقَه وإن شاء يُعطيهم طريفًا ومُتْلَدا
وحيدٌ فريد لا شريكَ لذاته قويٌّ علىٌّ فى الكمال توحَّدَا
ومن جاء ه طوعا وصدقا فقد نجا وأُدْخِلَ وِرْدًا بعد ما كان مُلْبَدا
له الملك و الملكوت و المجد كله وكلٌّ له ما لاح أو راح أو غدا
ومن قال إن له إلٰها قادرًا سواه فقد تبع الضلالة واعتدى
هدى العالمين وأنزل الكتب رحمةً وأرسل رسلا بعد رسل وأكّدا
وأنت إلٰهى مأمنى ومفازتى وما لى سواك معاونٌ يدفع العدا
عليك توكلنا وأنت ملاذنا وقد مسَّنا ضُرٌّ وجئناك للندى
ولك آيات فى عباد حمدتَهم ولا سيما عبدٌ تسمّيه أحمداً
له فى عبادة ربه غَلْىُ مِرجَلٍ وفاقَ قلوب العالمين تعبُّدا
ومِن وجهه جَلَّى بعيدًا وأقربَا وأصاب وابلُه تِلاعًا وجَدْجَدا
له آيتا موسٰى وروحُ ابنِ مريمٍ وعرفانُ إبراهيمَ دينًا ومَرْصَدا
وكان الحجاز وما سواه كميّتٍ شفيع الورى أحيا وأدنى المبَعَّدا
وكان مُكاوَحةٌ وفسقٌ شعارَهم يُباهُون مِرِّيحِين فى سبل الردى
فلم يبق منهم كافر إلا الذى أصرَّ بشِقْوته على ما تعوَّدا

﴿۴۹﴾

شَـريعته الغرّاء مَورٌ معبَّدٌ غيورٌ فأحرقَ كلَّ دَيُر وجَلْسَدا
وأتى بصحف اللّٰه لا شک أنها كتاب كريم يرفِد المسترفِدا
فمن جاءه ذلا لتعظيم شأنه فيعطى له فى حضرة القدس سؤددا
فيا طالبَ العرفان خُذْ ذيلَ شرعه ودَعْ كلَّ متبوع بهذا المقتدى
يزكّى قلوب الناس مِن كل ظلمة ومن جاءه صدقا فنوّره الهُدٰى
ولما تجلّى نوره التام للورٰى ولَوَّحَ وجهُ المنكرين وسوَّدا
تراءى جمال الحق كالشمس فى الضحٰى ولاح علينا وجهه الطلق سرمدا
وقد اصطفيتُ بمُهْجتى ذكرَ حمده وكافٍ لنا هذا المتاع تزوُّدا
وفوّضنى ربّى إلى فيض نوره فأصبحتُ مِن فيضان أحمدً أحمدا
وهذا من اللّٰه الكريم المحسنِ وما كان من ألطافه مستبعَدا
ووالـلّٰهِ هذا كله من **محمدٌ** ويعلم ربى أنه كان مرشدا
وفى مُهْجتى فورٌ وجيشٌ لأمدحا سُلالةَ أنوار الكريم **محمداً**
كريم السجايا أكملُ العلم والنهٰى شفيع البرايا منبع الفضل والهدى
تبصَّرْ خصيمى هل ترى مِن مشاكهٍ بتلک الصفات الصالحات بأحمدا
بشير نذير آمرٌ مانع معًا حكيم بحكمته الجليلة يُقتدٰى
هدى الهائمين إلى صراطٍ مقوَّم ونوّر أفكار العقول وأيّدا
له طلعةٌ يجلو الظلامَ شعاعُها ذُكاءٌ منير بُرجُه كان بُرْجُدا
له درجات ليس فيها مشارِكٌ شفيع يزكّينا و يُدنى المبَعَّدا
وما هو إلا نائب اللّٰه فى الورٰى وفاق جميعًا رحمةً وتودُّدا

﴿۵۰﴾ تَخيَّرَه الرحمن مِن بين خلقه وأعطاه ما لم يُعْطَ أحد من الندٰى
وقد كان وجه الأرض وجهًا مسوَّدا فصار به نورًا منيرا وأغيَدا
وأرسله الباری بآيات فضله إلٰى حزبِ قوم كان لُدًّا ومفسِدا
ومُلْكٍ تأبَّطَ كلَّ شرٍّ قومُه وكلٌّ تلا بغيًا إذا راح أو غدا
بِلُوبَةِ مكةَ ذاتِ حِقْفٍ عَقَنْقَلٍ بلادٌ ترى فيها صفيحا مُصَمَّدا
وما كان فيها من زروعٍ ودوحة تُرى كالظليم ثراه أزعَر أربَدا
تكنَّفَ عَقُوةَ داره ذاتَ ليلة جماعةُ قوم كان لُدًّا ومفسدا
فأدركه تأييدُ ربٍّ مهيمن ونجّاه عونُ اللّٰه من صولة العدا
تذكرتُ يومًا فيه أُخرِجَ سيدی ففاضت دموع العين منی بمنتدٰی
إلی الآن أنوارٌ ببُرقَةِ يثرِبَ نشاهدُ فيها كلّ يوم تجدُّدا
فوجهُ المدينة صار منه منوّرا وباركَ حُرَّ الرمل وَطئًا و قَردَدا
حَفَافَی جنانی نُوِّرا مِن ضيائه فأصبحتُ ذا فهم سليم وذا الهدی
وأرسلنی ربّی لتأييد دينه فجئتُ لهذا القرن عبدًا مجدِّدا
له صُحْبةٌ كانوا مجانينَ حُبِّه وجعلوا ثری قدميه للعين إثْمَدا
وأرَوا نشاطًا عند كل مصيبة كعَوْجاءَ مِرقالٍ تُوارِی تَخدُّدا
وإذا مُرَبِّينا أهابَ بغنمهٖ فراعُوا إلی صوت المُهيب تودُّدا
وكان وصال الحق فی نيّاتهم وخطراتهم فلأجله مَدُّوا اليدا
ورأوا حياة نفوسهم فی موتهم فجاءوا بميدان القتال تجلُّدا
وجاشت إليهم من كروبٍ نفوسُهم وأنذرَهم قوم شقیٌّ تهدُّدا

﴿۵۱﴾

فظلوا ينادون المنايا بصدقهم وما كان منهم مَن أبى أو تردَّدا
وفاضت لتطهير الأناس دماؤهم من الصدق حتى آثر الخَلقُ مَرصَدا
وأحيَوا لياليهم مخافةَ ربهم وأذابهم يومٌ يُشيِّب ثَوهَدا
تَناهَوا عن الأهواء خوفا وخشية وباتوا لمولاهم قِيامًا وسُجّدا
تلقَّوا علومًا من كتاب مقدس حكيم فصافاهم كريم ذو الندٰى
كنوقٍ كرائمَ ذاتِ خُصُلٍ تجلَّدوا وتربَّعوا كلاءَ الأسِرَّة أغيَدا
أتعرف قوما كان ميتًا كمثلهم نَؤومًا كأموات جَهولا يَلَنْدَدا
فأيقظَهم هذا النبى فأصبحوا منيرين محسودين فى العلم والهدى
وجاءوا ونورٌ من وراءٍ يسوقهم إليه ونورٌ من أمامٍ مُقوِّدا
ولو كُشف باطنهم نرى فى قلوبهم يقينًا كطبقات السماء مُنضَّدا
تداركَهم لطفُ الإله تفضلا وزكّى بروح منه فضلاً وأيّدا
ففاقوا بفضل اللّٰه خَلْقَ زمانِهم بعلم وإيمان ونور وبالهُدى
وهذا من النور الذى هو أحمدُ صلعم فدًى لک روحى يا مُحمّد صلعم سرمَدا
أُمِرتَ من اللّٰه الذى كان مرشدا فأحرقتَ بدعاتٍ وقوَّمْتَ مَرْصَدا
وجئتَ لتنجية الأنام مِن الهوٰى فواهًا لِمُنْجٍ خلّص الخَلق مِن رَدَى
وتورَّمَتْ قدماک للّٰه قائمًا ومثلک رجلا ما سمعنا تعبُّدا
جذبتَ إلى الدين القويم بقوة وما ضاعت الدنيا إذا الدين شُيِّدا
وأرسلَک البارى بآيات فضله لكى تُنقذ الإسلام مِن فتن العِدا
يحبّ جنانى كلَّ أرض وطِئْتَها فيا ليت لى كانت بلادک مولدا

﴿۵۲﴾ وآكفَرَنى قومى فجئتک لاهفًا وكيف يُكفَّرُ مَن يوالى مُحمَّداً
عجبتُ لشيخ فى البطالة مفسدٍ أضلّ كثيرا بالشرور وبَعَّدا
سَلُوه يمينًا هل أتانى مباهِلا وقد وعَد جزمًا ثم نكث تعمُّدا
فخُذْ يا إلهى مثلَ هذا المكذِّبِ كأَخْذِک مَن عادى وليًّا وشدّدا
أضلَّ كثيرا من صراط منوّر تباعدَ من حق صريح وأبعدا
قد اختار مِن جهل رضاءَ خلائقٍ وكان رضى البارى أهمَّ وأَوْكَدا
وما كان لى بغضٌ وربّى شاهدٌ وفى اللّٰه عادَيناه إذ حال مَرصَدا
يسبّ وما أدرى على ما يسُبّنى أيُلعَن مَن أحيا صلاحا وجدَّدا
نعَمْ نشهدَنْ أن ابنَ مريم ميّتٌ أهذا مقال يجعل البَرَّ مُلحِدا؟
وهل من دلائلَ عندكم تُؤثِرونها فإن كان فأْتونى بتلک تجلُّدا
أنحنُ نخالف سبلَ دينِ نبينا؟ وقد ضل سعيًا مَن قَلَى دينَ أحمدا
سيُكشَف سِرُّ صدورنا وصدوركم بيومٍ يسوّد وجهَ مَن كان مفسِدا
فمن كان يسعى اليوم فى الأرض مفسدا فيُحرَق فى يوم النشور مُزوَّدا
أليس تقاةُ اللّٰه فيكم كذرّةٍ؟ أتخشون لومةَ حَيِّكم ومُفنِّدا
وقد كان ربّى قدّر الأمرَ رحمةً فَحُصْتُ بإذن اللّٰه ثوبًا مُقدَّدا
رأيتُ تغيُّظكم فلمْ آلُ حجّةً ووطّأتُ ذوقًا أَمْعَزًا متوقِّدا
ولستُ بذى علم ولكن أعاننى عليم رآنى مستهامًا فأيّدا
ووالّلٰهِ إنى صادق غيرُ مفترٍ وأيّدنى ربى وما ضاعنى سُدًى
وما قلتُ إلا ما أُمِرتُ بوحيه وما كان هَجْسٌ بل سمعتُ مُنَدِّدا

﴿۵۳﴾

أأكتُمُ حقًّا كالمُداجى المُخامِرِ مخافةَ قوم لا يريدون مَرصَدا
تعالٰى مقامى فاختفى من عيونهم وربى يرى هذا الجَنان المجرَّدا
وفى الدين أسرار وسبلٌ خفيّة يلاحظها من زاده اللّٰه فى الهُدى
وهذا على الإسلام أدهى مَصائبٍ يُكفَّرُ مَن جاء الأنامَ مجدِّدا
أتُكفِرُ رجُلا قد أنار صلاحه ومثلك جهلاً ما رأيتُ ضَفَنْدَدا
أتُكفِر رجلا أيّد الدّينَ حجّةً ودافَا رؤوس الصائلين وأرجَدا
أنحن نفرّ من الرسول ودينه ويبدو لكم آياتُنا اليوم أو غدا
ووالله لولا حُبُّ وجهِ محمدٍّ لما كان لى حولٌ لأمدح اَحُمَداً
ففى ذاك آياتٌ لكلّ مكذِّبٍ حريص على سبٍّ وألوَى كالعِدا
وكم من مصائب للرسول أذوقُها وكم من تكاليف سئمتُ تودُّدا
وغمٍّ يفوق ظلامَ ليلٍ مظلم وهولٍ كليل السَّلْخ يُبدى تَهَدُّدا
وضُرٍّ كضرب الفأس أصلتَ سيفَه وخوفٍ كأصوات الصراصر قد بدا
فأسأمُ تلك المحنَ مِن ذوق مُهْجتى وأسأل ربّى أن يزيد تشدُّدا
وموتى بسبل المصطفٰى خيرُ مِيتةٍ فإنْ فُزْتُها فسأُحْشَرَنْ بالمقتدى

سأدخلُ مِن عشقى بروضةِ قبره
وما تعلم هذا السرّ يا تاركَ الهدى

﴿۵۴﴾

القصيدة الرابعة

ألا أيها الواشي إلامَ تكذِّبُ وتُكفِّرُ مَن هو مؤمن وتُؤنِّبُ
وآليتُ أني مسلمٌ ثمّ تُكفِرُ فأين الحيا أنت امرؤٌ أو عقرَبُ؟
ألا إنني تِبرٌ وأنت مُذهَّبٌ ألا إنني أسدٌ وإنك ثعلبُ
ألا إنني في كل حرب غالبٌ فكِدْني بما زوّرتَ والحقُّ يغلِبُ
وبشَّرني رَبّي وقال مبشّرًا ستعرف يومَ العيد والعيدُ أقربُ
ونعَّمني ربي فكيف أرُدّه وهذا عطاء اللّٰه والخَلقُ يعجَبُ
وسوف ترى أني صدوقٌ مؤيَّدٌ ولستُ بفضل اللّٰه ما أنت تحسَبُ
ويبدى لك الرحمن أمرى فينجلي أهذا ظلامٌ أو مِن اللّٰه كوكبُ
يرى اللّٰه ما هو مختفٍ في قلوبنا فيفضَح من هو كاذبٌ ويكذِّبُ
ويعلم ربي من هو الشرّ مَنزِلًا ومن هو عند اللّٰه بَرٌّ مقرَّبُ
إلامَ ترى زُورًا كصدقٍ ممحَّضٍ وتستجلب الحمقٰى إليه وتجذبُ
وقاسمتَهم أن الفتاوى صحيحةٌ وعليك وِزرُ الكذب إن كنت تكذِبُ
وهل لك مِن علمٍ ونصٍّ محكم على كفرنا أو تخرِصَنَّ وتَتغَبُ
كمثلك أممٌ قد أُبيدوا بذنبهم فتَحَسَّسَنْ مِن نبئهم ما أُعقِبوا
أتُغدِف في حربي قناعًا دوننا وتترك ما أمّمتَ جُبنًا وتهرُبُ

﴿۵۵﴾

وما البحث إلا ما علمتَ وذُقتَه ... و تلک وِهادٌ للمنایا تُقوِّبُ
وما فی یدیک بغیر فلسٍ مُذهَّب ... تُضِلّ أُمَیمًا بالسَّراب وتخلُبُ
وشاهدتُ أنّک لستَ أهلَ معارفٍ ... وتلهو وتهذی کالسکاریٰ وتلعبُ
متی نُبِدِ أخلاقًا فتُبدِ ذمیمةً ... وتترک ما هو مستطابٌ وأطیبُ
وعادیتنی وطویتَ کشحًا علی الأذی ... ورمیت حقدًا کل ما کنتَ تَجعَبُ
وکنتَ تقول سأغلبنّ بحجّتی ... وما کنتَ تدری أنک الیوم تُغلَبُ
ولستُ بعادٍ مسرفٍ بل إننی ... عَروفٌ علٰی إیذائکم أتحبّبُ
وإنی أمامَ اللّٰهِ فی کُلّ ساعة ... وینظر ربّی کلَّ ما هو أکسَبُ
فإن کنتَ عادیتَ الخبیث تدیُّنًا ... فتُکرَمُ عند ملیکنا وتُقرَّبُ
وإن کنتَ قد جاوزتَ حدَّ تورُّعٍ ... وقفوتَ ما لم تعلمنّ فتُعتَبُ
فسوف تری فی هذه ضربَ ذلّةٍ ... ویومُ نکال اللّٰه أخزی وأعطَبُ
ومَن کان لاعِنَ مؤمنٍ متعمدًا ... فعلیه ذِلّةُ لعنةٍ لا تَنکُبُ
أتأمر بالتقوی وتفعل ضِدّه ... وتنکث عهدًا بعد عهدٍ وتهرُبُ
ولی لک فی أعشار قلبی لوعَةٌ ... فکفِّرْ وکذِّبْ إننی لست أغضَبُ
ألا أیها الشیخ اتق اللّٰهَ الذی ... یهدّ عماراتِ الهویٰ ویخرّبُ
إذا ما توقَّدَ قهره یهلک الوریٰ ... فما حِیصَ مِن ابن حُسام یعضَبُ
أتعوی کمثل الذئب واللّٰهِ إننی ... أراک کأنّک أرنبٌ أو ثعلبُ
وما إن أریٰ فی خیط کیدک قوةً ... ویُصلح ربّی ما تَهُدُّ وتشغَبُ
ألم تعرفَنْ رؤیای کیف تحققت ... وأصدقُ رؤیًا مؤمنٌ لا یُکذَّبُ

﴿۵۶﴾ وَ یأتیک من آثار صدقی بکثرة فلیرقُبَنْ أوقاتِها المترقِّبُ
فإن کنتُ کذّابًا فأنت منعَّمٌ وإن کنتُ صدِّیقًا فسوف تُعذَّبُ
أتُکفِرنی فی أمر عیسٰی تجاسرًا وکذّبتنی خطأً ولستَ تُصوِّبُ
تُوفِّی عیسٰی هکذا قال ربّنا صریحًا فصدّقْنا ولا نتریَّبُ
وکیف نکذّب آیةً هی قوله وتصدیق کلمته أهمُّ وأوجبُ
نَهَی خالقی أن نُحیِیَنَّ ابنَ مریمٍ وتلک التی کفّرتَ منها وتَنصَبُ
ولم یبق لی فی موته ریحُ ریبة لِما ألهَمَنی ملکٌ صدوقٌ مؤوِّبُ
أقول ولا أخشی فإنی مثیله ولو عند هذا القول بالسیف أُضرَبُ
ووالله إنی جئتُ حین مجیئه وهو فارسٌ حقًا وإنی مُحقِبُ
وقد جاء فی القرآن ذکرُ وفاته وما جاء فیه هو الذی هو أصوَبُ
ولو کان فی القرآن أمرٌ خِلافَه لآثرتُه دینًا و لا أتجنَّبُ
ولکن کتاب اللّٰه یشهد أنّهُ تناوَلَ مِن کأس المنایا فتعجَبُ
أمِن غیر منبع هدیه نطلب الهدی وکلٌّ من الفرقان یُعطی ویوهبُ
فنؤمن باللّٰه الکریم وکُتبه فأین بحقدک یا مکفِّرُ تذهبُ
ویعلم ربّی کلَّ ما فی غَیبتی علیمٌ فلا یخفی علیه مغیَّبُ
وهذا هدی اللّٰه الذی هو ربّنا فإن کنتَ ترغَب عن هدًی لا نرغَبُ
وإن سراجی قوله وکتابه فإن أعْصِه فسناه مِن أین أطلُبُ
وإن کتاب اللّٰه بحرُ معارفٍ ونجدنُ فیه عیونَ ما نستعذبُ
وکم من نکات مثل غِیدٍ تمتَّعتُ بها مُهْجتی مِن هدی ربی فجَرِّبوا

﴿۵۷﴾

إذا ما نظرتُ إلى ضياء جماله فإذا الجمال على سنا البرق يغلِبُ
رأيتُ بنورٍ نورَه فتبيَّنتْ عليَّ حقائقه ففيها أُقلَّبُ
يصدّ عن الطغوى ويهدى إلى التقى خفيرٌ إلٰى طرق السلامة يجلِبُ
يجرّ إلى العُليا وجاء من العلٰى كما هو أمرٌ ظاهرٌ ليس يُحْجَبُ
وسرٌّ لطيفٌ فى هداه ونكتةٌ كنجمٍ بعيد نورها تتغيبُ
ومن يأته يُقبَلْ ومن يُهدَ قلبُه إلى مأمنِ الفرقان لا يتذبذبُ
يُضيء القلوب ويدفَعنّ ظلامَها ويشفى الصدور سوادُه ويهذِّبُ
فقلتُ له لما شربتُ زلاله فدًى لک روحى أنت عينى ومشرَبُ
وكم مِن عَمِينٍ قد كشفتَ غطاء هم ونجّيتَهم عما يعفِّى ويَشغَبُ
ألا رُبَّ خصمٍ خاضَ فيه عداوةً فألهاه عن خوضٍ سناه المؤنِّبُ
وإن يفتَحنْ عيناک وهّابُ الهدى فكايِّنْ ترى مِن سرِّه لک معجِبُ
وأنَّى لِعقل الناس نور كنوره وإن النُّهى ببيانه يتهذَّبُ
ووالله يجرى تحته نهرُ الهدٰى ومَن أكثر الإمعان فيه فيشرَبُ
ومن يمعن الأنظار فى ألفاظه فإلى سناه التام يَصُبُ ويُسْحَبُ
ومن يطلب الخيراتِ فيه ينَلْنَهُ ويرى اليقينَ التام والشكُّ يهرُبُ
ومن يطلُبَنْ سبلَ الهُدٰى فى غيره يكُنْ سعيه لعنًا عليه فيُعطَبُ
ومن يعصِ فرقانًا كريمًا فإنه يُطعِ السعيرَ وفى الجحيم يُقلَّبُ
وما العقل إلَّا خَبْط عشواءَ ما يُصِب يجِدْه وما يُخطى فيهذى ويلغَبُ
ومهما تكُنْ من عين ماءٍ باردٍ تراه حثيثًا عينُ صادٍ فيشرَبُ

﴿۵۸﴾ وقد جئتُ بالماء المَعين وعَذْبِهٖ فأين النهى لا تشربَنْ وتُثرَّبُ
وسوف يريک اللّٰه نورَ تطهُّرى ويُريک مَنْ منّا صَدوقٌ وطيّبُ
خَفِ اللّٰهَ عند الطعن فى أوليائه أولئک قومٌ مَن قلاهم فيُشجَبُ
تعَال وتُبْ مما صنعتَ فإننى أُصانِعُ من يتلقَّ حُبًّا وأصحَبُ
ولستُ مُدَعْثِرَ مَن جفا بل إننى عَروفٌ على إيذائكم أتحبَّبُ
وفى السلم والإسلام إنى سابقٌ وإذا ترامیتم فسهمى مثقِّبُ
وإذا تضاربتم فسيفى قاطعٌ وإذا تطاعنتم فرمحى مُذرَّبُ
وإن المزوّر لا ينجّيه مكرُه وإن يخفَ فى غار عميق فيُتْغَبُ
تذكَّرْ نصيحةَ غزنويٍّ صالحٍ وعليک سبل الرفق والرفقُ أعذَبُ
وكم من أمور الحق قلّبتَ جرأةً فسوف ترى يومًا إلى ما تُقلَّبُ
وإن كنتَ ذا علم فأَرنى كماله وما ينفَعنْ بعد الغزاة تَصيُّبُ
وإنى علٰى علم وزدتُ بصيرةً من اللّٰه فى أمرى وأنت مكذِّبُ
خَفِ اللّٰهَ حَزمًا يا ابنَ مَرْءٍ أَحَبَّنى فدَعْ ما يلازمه عدوٌّ مخيَّبُ
وما يمنعنَّک من رجوع وتوبةٍ أآليتَ جهلًا حِلفةً فتُثرَّبُ
وإن كنتَ ذا عسرٍ وضَمْر مُعيَّلًا فإن شاء ربى تُرزَقنّ فتُحظَبُ
ووالله إن شقاک هيَّج لى البكا لدى عينِ إحياءٍ تموت وتُتغَبُ
ألا تعرِفنْ قصص الذين تمرّدوا فما لک تدرى سمَّ ذنبٍ وتُذنِبُ
أتُدامُ بين الأقربين كباطرٍ وإن غداة البين أدنٰى وأقربُ
ومثلک جافٍ قد خلا ومكذِّبٌ فأبادهم ربٌّ قديرٌ معذِّبُ

سيسلب منک الضعفُ والشيب قوةً ... وما إن أرى عنک الغواية تُسلَبُ ﴿۵۹﴾

فأكفِرُ وكذِّبُ أيها الشيخ دَائمًا ... وإنّى بفضل اللّٰه رجلٌ مهذَّبُ

وألهمَنى ربى وأعطى معارفًا ... فبنوره الأجلى إلى الحق أندُبُ

أتغفل مِن قهر الحسيب وأخذِه ... وتُذعِرنا مِن جَور خَلقٍ وتُرعِبُ

نجاتک من جذبات نفسک مشكلٌ ... يُزلّ الغلَام الخفرَ بَكْرٌ هَوزَبُ

إلى اللّٰه مرجعنا فيُظهِر خَبْأَنا ... على الأشقياء وكلّ أمر مرتَّبُ

فقد كذّبوا بالحق لما جاءهم ... فسوف يُريهم ربنا ما كذّبُوا

وقد كُذّبتُ قبلى عبادٌ ذووا التقٰى ... فصبروا علٰى ما كُذّبوا وتَرقّبوا

فلما نسوا فحواءَ ما ذُكّروا بهٖ ... أُسِفَّ وجوهُ قلوبهم ما قلَّبوا

تَحامَونِ بالحقد المدمِّر كلّهم ... وأَمَّهم الشيخُ السفيه المعجَبُ

وكيف أخاف عنادَ قوم مفنَّدٍ ... ويَعُتامُنى ربّى عليهم ويصحَبُ

فأبغى رضا ربّى وما أخشى العدا ... ولحربِ أعداء الهدى أتأهبُ

ولكل نبأٍ مستقرٌّ معيّنٌ ... وما تُبسَل نفسٌ قبل وقت يُكتَبُ

وإن هُدى اللّٰه العليم هو الهدى ... ويعلم ما نَدَعَنْ وما نحن نكسبُ

ويدرى أناسًا كفّرونا وكذّبوا ... إذا ادّاركوا لنضالهم وتحزَّبُوا

قلا نى الورى حتَّى الأقاربُ كلهم ... فمنهم كثعبان ومنهم عقربُ

وما نتقى حَرًّا بتلک الهواجرِ ... وفى اللّٰه ما نؤذَى ونُرمَى ونُجذَبُ

وإنى بحضرته أموت بفضله ... فإن لم ينَلْنا العزُّ فالذلّ أطيبُ

ألا كلّ مجد قد طرحتُ كجيفةٍ ... وفى كل أوقاتى إلى اللّٰه أُجلَبُ

﴿۶۰﴾ وإليه أسعى مِن جنانى ومُهُجتى ولغيره منى القَلا والتجنّبُ
وإنى أعيش بهذه كمسافر وفى كل آن مِن هوى أتغرّبُ
وما لى إلٰى غير المهيمن رغبةٌ وعن كل ما هو غير ربّى أرغَبُ
ألا أيها الشيخ الذى يتجنّبُ ترى إن تَتُبْ مِنّى الهوى والتحبّبُ
ولستُ براضٍ أن ألاعِنَ لاعنًا فأختار نهج العفو والقلبُ مغضِبُ
رأيتُ بساتين الهدى مِن تذلُّلٍ وإنى بآلامى عُذَيقٌ مُرجَّبُ
تسبّ وإن أعذِرْک فيما تسبّنى ولكن أمام اللّٰه تعصى وتُذنِبُ
تصول علىّ لهتكِ عرضى وأعتلى وأعطانىَ الرحمن ما كنتُ أطلبُ
ترى عزّتى يومًا فيومًا فتنشوى وتهذى كأنّک بالهراوى تُضرَبُ
أرى أن نَشُزِى فيک كالرمح لاعجٌ ويُلاعجنَّک شأننا المترقَّبُ
ولو لم يكن فى القلب غير تغيُّظٍ فلا القلب إلا جمرةٌ تتلهبُ
ولا تحسبنّ قلبى إلى الضغن مائلا تعاشيبُ أرضى خُلّةٌ وتحبُّبُ
كمثلک عادٍ ما رأيتُ ولاعنًا أقولُک قولٌ أو سِنانٌ مُذرَّبُ
أردتَ وبالى لكنِ اللّٰه صانَنى تنـدَّمُ فقد فات الذى كنتَ تطلبُ
ولستَ علىّ مسيطرًا و محاسبًا وما يعطينّ الربُّ أفأنت تسلُبُ
ترفَّقْ فإن الرفق للناس جوهرٌ وما يترُكنْ سيفٌ فبالرفق يُجلَبُ
ولا تشرَبنْ جهلاً أُجاجَ عداوةٍ ووالـلّٰه إن السلم أحلى وأعذبُ
ومن كان لا يتأدبنْ مِن ناصح فله دواهى الدهر نِعمُ المؤدِّبُ
أيا لاعِنى ما كنتُ بدعًا من الهوى لكل من العلماء رأىٌ ومذهبُ

عَلَیّ لربّی نعمةٌ بعد نعمة فلا زلتُ فی نعمائه أتقلّبُ ﴿۶۱﴾
وإن رسول اللّٰه شمسٌ منیرةٌ وبعد رسول اللّٰه بدرٌ وکوکبُ
جرت عادة اللّٰه الذی هو ربنا یُری وجهَ نور بعد نور یذهَبُ
کذلک فی الدُّنیا نری قانونه نجوم السما تبدو إذا الشمس تغرُبُ
خَفِ اللّٰهَ یا من بارزَ اللّٰه مِن هوی وإن الفتی عند التجاسر یرهَبُ
ولا تطلُبنْ ریحانَ دنیاک خِسّةً وشوکُ الفیافی منه أشهٰی وأطیبُ
یزید الشقیَّ شقاوةً طولُ أمنِه ویُرخی المهیمن حبلَه ثم یجذِبُ
إذا ما قصدتُ إشاعة الحق فی الوری صددتَ وتبدی کلّ خبث وتَثلِبُ
وأنت تری الإسلامَ قفرًا کأنه مقابرُ أموات وأرضٌ سَبسبُ
تصول العدا مِن جهلهم وعنادهم علی صُحف مولانا وکُلٌّ یکذّبُ
وهدیٌ کسِمُطَی لؤلؤٍ وزَبَرجَدٍ به الطفل یلهو مِن عناد ویجدِبُ
ومِن کل طرف تمطرنّ سهامُهم فهذا علی الإسلام یومٌ عَصَبُصَب
نرٰی هذه مِن کل قوم بعیننا فتذرِف عینُ الروح والقلبُ یشجَبُ
فقمتُ فعادانی عِدای ومعشری فلی مِن جمیع الناس لعنٌ مرکَّبُ
ولم یبق إلا حضرة الوتر ملجأٌ ومِن باب خَلّاق الوری أین أذهب
فإن ملاذی مستعانٌ یحبّنی ویسقینِ من کأس الوصال فأشربُ
غیورٌ فیأخذ رأسَ خصمی إذا اعتدی غفورٌ فیغفر زلّتی حین أُذنِبُ
وإنی بَرِیءٌ مِن ریاحین غیرِهِ وعذابُ شوکٍ منه عذبٌ وطیّبُ
یحبّ التذللَ والتواضع ربُّنا ومن ینزلَنْ عن فرسِ کِبرٍ یرکبُ

﴿۶۲﴾ وللصابرين يوسّع اللّٰه رحمهٗ ويفتح أبواب الجدٰى و يُقرّبُ
تعرّفتُه حتى أتتنى معارفٌ وإن الفتى فى سُؤْله لا يلغَبُ
رأيناه من نور النبى المصطفٰى ولولاه ما تُبْنا ولا نتقربُ
له درجاتٌ فى المحبّة تامّةٌ له لمعاتٌ زال منها الغَيهَبُ
ذُكاءٌ منيرٌ قد أنار قلوبنا وله إلٰى يوم النشور معقِّبُ
وفى الليل بعد الشمس قمرٌ منوَّرٌ كما فى الزمان نشاهِدُ ونجرِّبُ
وللّٰه ألطافٌ على مَنْ أحبَّهٗ فوابِلُه فى كلّ قرن يسكُبُ
وشِيمتُه قد أُفرِدتْ فى فضائلٍ وقد فاق أحلامَ الورى أفتعجَبُ
ورعَى وآتَى الصحبَ لبنًا سائغًا وليس كراعى الغنم يرعى ويحلِبُ
وليس التُّقى فى الدين إلا اتّباعه وكل بعيد مِن هداه يُقرَّبُ
ولو كان ماءٌ مثل عسلٍ بطعمه فوالّلٰهِ بحرُ المصطفى منه أعذَبُ
مدحتُك يا محبوبُ مِن صدق مُهْجتى ولولاك ما كنّا إلى الشعر نرغَبُ
وإنا لَجِئْنا فى عطائك راغبًا ومَنْ جاء بابك سائلًا لا يُثرَّبُ
ووالله حُبُّك للنجاة لمؤمنٍ دليلٌ وعنوانٌ فكيف نخيَّبُ
وآثرتُ حُبّك بعد حبّ مهيمنى وتُصبى جنانى مِن سناك وتجلِبُ
ونستصغر الدنيا وخضراءَها معًا فلا نجتنى منها ولا نُستخلبُ
ألا أيها الشيخ الذى أكفرتَنى وإنى بزعمك كافرٌ ثم هَيدَبُ
فتلك بعون اللّٰه منى قصيدةٌ محبَّرةٌ ونظيره منك أَطْلُبُ

وهذى ثلاثٌ قد نظمنا وهِدْيةٌ
ببحرٍ خفيف لِلْأحبّاء أنسبُ

﴿۶۳﴾

فإن كنتَ ذى علم فآتِ نظيرَها
وإنْ تعجزنْ جهلا فكِبرُك أعجبُ

تَفسير سُورة الفاتحة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه الذى خضعت الأعناقُ لكبريائه وتحَيَّرت الأبصارُ من مجده وعلا ئه المقدَّس عن الأنداد والأضداد والشركاء المنزَّه عن الأشباهِ والأقران والنُظراء . هو الذى أرسل رسلاً لإصلاح الورى ونَجّى كلّ مَن قفا أثرهم واقتدٰى واختار من اختار مَهْيَعَهم وتَبِعَهم وما انثنى فرضِى عنه وثَنَى. والصلاة والسلام على سيد الرسل وخاتم الأنبياء محمدن المصطفى الذى هو سيّد قوم انكسرت إراداتهم البشرية وأُزيلت حركاتهم الطبعية وجرَتْ فى بواطنهم الأبحر الروحانية ونفخ اللّٰه فيهم روحه ووالا وصافا. هو إمامُ مَصاليت اللّٰه الذين خيَّبوا شيطانا ذا المكايد حتى أَخفق إخفاقَ الصائد وهو الذى كفَّ عن العَيث والنَّزْء ذِيبًا أكَل غنم أنبياء بنى إسرائيل ونَسَأً إلى الحق وعصَم وهَدَى فالسلام علٰى هذا الجَرِىّ البطل المظفَّر فى الأولٰى والأخرى.

أما بعد فاعلم أرشدك اللّٰه تعالٰى أن هذا الكتاب بُلْغةٌ لكل من أراد

﴿۶۴﴾ أن يسلک فی حدائق فاتحة الکتاب ويعلم حقائق نِکاتِه وشاجِنةَ معارفه علی نهج الصواب. وکل ما أودعتُه من درر البيان فإنی تفردتُ به من مواهب اللّٰه الرحمن وفُهِّمتُ من المُلهِمِ المنّان وليس فيه شیء من لُفاظات موائد المتقدمين ولا من خُشارة ملفوظات السابقين وخُثارِ الماضين إلا النادر الذی هو کالمعدوم وما عدا ذلک فهو من ربّی الذی أسبغَ علیَّ مِن باکورة العطاء وألهمنی من نِکاتٍ ما لم تعط أحد من العلماءِ ليشدّ أزْرِی ويضع عنی وِزْری ويؤيّدنی فی إزْرَاءِ القادحين ويُتمّ حجّتی علی المنکرين المستکبرين. فالحمد للّٰه الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدیَ لولا أن هدانا اللّٰه هو ربنا وملجأنا إنّا تُبْنا إليه وهو أرحم الراحمين.

واعلم أيها الناظر فی هذا الکتاب أنا ترکنا تفسير البسملة ولم نکتب فيه شيئا لأن تفسير الفاتحةِ قد أحاطت بتفسيرها وأغنی عنها ببيان مبين. والآن نشرع فی المقصود متوکّلين علی اللّٰه النصير المعين.

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾

هو الثّناء باللسانِ علی الجميلِ للمقتدر النبيل علی قصد التبجيل والکامل التام من افراده مختصٌّ بالربّ الجليل وکل حمدٍ من الکثير والقليل يرجع إلی **ربّنا** الذی هو هادی الضال ومُعِزّ الذليلِ وهو محمود المحمودين.

والشکر يُفارق الحمدَ بخصوصيّته بالصفات المتعدية عند أکثر العلماء والمدحُ يفارقه فی جميلٍ غير اختياریٍّ کما لا يخفی علی البُلغاء

﴿۲۵﴾

والأدباء الماهرين.

وإن اللّٰه تعالى افتتح كتابه بالحمد لا بالشكر ولا بالثناء لأن الحمد يُحيط عليهما بالاستيفاء وقد ناب منابَهما مع الزيادة فى الرِّفاء وفى التزئين والتحسين. ولأن الكُفّار كانوا يحمدون **طواغيتهم** بغير حق ويؤثرون لفظ الحمد لمدحهم ويعتقدون أنهم منبع المواهب والجوائز ومن الجوّادين؛ وكذالك كان **موتاهم** يُحمَدون عند تعديد النوادب بل فى الميادين والمآدب كحمد اللّٰه الرازق المتولى الضمين؛ **فهذا ردٌّ** عليهم وعلى كل من أشرك باللّٰه وذكرٌ للمتوسّمين. وفى ذلك يلوم اللّٰه تعالى عَبَدةَ الأوثان واليهود والنصارى وكل من كان من المشركين. فكأنه يقول أيها المشركون لِمَ تحمدون شركاءكم وتُطرُون كبراءكم. أهم أربابكم الذين ربّوكم وأبناءَكم. أم هم **الراحمون** الذين يرحمونكم ويردّون بلاءكم ويدفعون ما ساءكم وضَرَّاءكم ويحفظون **خيرًا** جاءكم ويَرحَضون عنكم قَشفَ الشدائد ويداوون داءكم أم هم مالِكُ **يوم الدين** . بل اللّٰه يُربّى ويرحم بتكميل الرفاء وعطاء أسباب الاهتداء واستجابة الدعاء والتنجية من الأعداء وسيعطى أجر العاملين الصالحين.

وفى لفظ الحمد إشارة أُخرٰى وهى أن اللّٰه تبارك وتعالى يقول أيها العباد اعرفونى بصفاتى وتعرّفونى بكمالاتى فإنى لست كالناقصين بل يزيد حمدى على إطراء الحامدين ولن تجد محامدًا لا فى السماوات

﴿۶۶﴾ ولا فی الأرضین إلا وتجدها فی وجهی وإن أردتَ إحصاء محامدی فلن تحصیها وإن فکّرتَ بشقّ نفسک وکلفت فیها کالمستغرقین. فانظر هل تری مِن حمد لا یوجد فی ذاتی. وهل تجد من کمال بُعِّدَ منی ومن حضرتی. فإن زعمت کذالک فما عرفتنی وأنت من قوم عمین. بل إننی أُعرَف بمحامدی وکمالا تی ویُرَی وابلی بسُحُبِ برکاتی فالذین حسبونی مستجمِعَ جمیعِ صفات کاملة وکمالاتٍ شاملةٍ وما وجدوا من کمال وما رأوا من جلال إلی جولانِ خیال إلا ونسبوها إلیَّ وعزوا إلیّ کل عظمة ظهرت فی عقولهم وأنظارهم وکلَّ قدرة تراء ت أمام أفکارهم فهم قوم یمشون علی طرق معرفتی والحق معهم وأولئک من الفائزین. فقوموا عافاکم اللّٰه واستقرِئوا محامده عزَّ اسمه وانظروا وأمعِنوا فیها کالأکیاس والمتفکرین. واستنفِضوا واستشِفّوا أنظارکم إلی کل جهة کمال وتَحسَّسوا منه فی قَیْض العالم ومُحِّه کما یتحسس الحریص أمانیه بشُحّه فإذا وجدتم کماله التام وریّاه فإذا هو إیّاه وهذا سرّ لا یبدو إلا علی المسترشدین.

فذالکم ربکم ومولاکم الکامل المستجمِع لجمیع الصفات الکاملة والمحامد التامة الشاملة ولا یعرفه إلا من تدبر فی الفاتحة واستعان بقلب حزین. وإن الذین یُخلصون مع اللّٰه نیّةَ العقد ویعطونه صفقة العهد ویُطهّرون أنفسهم من الضغن والحقد تُفتح علیهم أبوابها فإذا هم من المبصرین.

ومع ذلک فیه إشارة إلی أنه مَن هلَک بخطاه فی أمر معرفة اللّٰه تعالی أو اتخذ إلٰها غیره فقد هلک مِن رفضِ رعایة کمالاته وترکِ التأنق فی عجائباته

والغفلةِ عما يليق بذاته كما هو عادة المبطلين. ألا تنظر إلى النصارى أنهم دُعوا ﴿۶۷﴾
إلى التوحيد فما أهلكهم إلا هذه العلّة وسوّلتْ لهم النفسُ المضلّة والشهوة المُزِلّة أن اتخذوا عبدًا إلهًا وارتضعوا عُقار الضلالة والجهالة ونسوا كمال اللّٰه تعالى وما يجب لِذاته ونحتوا للّٰه البنات والبنين. ولو أنهم أمعنوا أنظارهم في صفات اللّٰه تعالى وما يليق له من الكمالات لما أخطأ توسُّمُهم وما كانوا من الهالكين. فأشار اللّٰه تعالى هٰهنا أن القانون العاصم من الخطأ في معرفة البارئ عز اسمه إمعانُ النظر في كمالاته وتتبُّعُ صفات تليق بذاته وتذكُّر ما هو أولى من جدوٰى وأحرىٰ من عدوىٰ وتصوُّرُ ما أثبتَ بأفعاله من قوّته وحوله وقهره وطَوْله فاحفَظْه ولا تكنْ من اللافتين. واعلم أن الربوبية كلها للّٰه والرحمانية كلها للّٰه والرحيمية كلها للّٰه والحكم في يوم المجازاة كله للّٰه فإياك وتَأَبِّيك مِن مطاوعةِ مُربّيك وكُنْ من المسلمين الموحّدين. وأشار في الآية إلى أنه تعالى مُنزّه مِن تجدُّد صفةٍ وحُؤول حالةٍ ولُحوق وصمةٍ وحَوْرٍ بعد كَوْرٍ بل قد ثبَت الحمد له أوّلا وآخرًا وظاهرًا وباطنا إلى أبد الآبدين. ومن قال خلاف ذلك فقد احْرَوْرَف وكان من الكافرين.

وقد علمت أن هذه الآية ردٌّ على النصارى وعَبَدةِ الأوثان فإنهم لا يوفون اللّٰه حَقَّه ولا يرجون له بَرْقَه بل يُغدِقون عليه ستارة الظلام ويلقونه في سبل الآلام ويُبعدونه من الكمال التام ويُشركون به كثيرا من المخلوقين. فهذا هو الظن الذي أرْداهم والتقليد الذي أبادهم وأهلكهم بما عوّلوا على أقوال المفترين وزعموا أنهم من الصادقين. وقالوا إن هذه في الآثار المنتقاة ﴿۶۸﴾

المدوَّنة عن الثقات وما تَوجَّهوا إلى عثر آبائهم وجهلِ عُلمائهم وتشريقهم وتغريبهم من مراكز تعاليم النبيّين وتَيُهِهم فى كل وادٍ هائمين. والعجب من فهمهم وعقلهم أنهم يعلمون أن اللّٰه كامل تام لا يجوز فيه نقصٌ وشُنُعَة وشحوب وذهول وتغيُّرٌ وحُؤول ثم يُجوِّزون فيه كثيرا منها وينسبون إليه كلَّ شقوة وخسران وعيب ونقصان ويكذّبون ما كانوا صدّقوه أوّلًا ويهذون كالمجانين.

وفى لفظ الحمد للّٰه تعليم للمسلمين أنهم إذا سُئلوا وقيل لهم من إلهكم فوجَب على المسلم أن يجيبه أن إلهى الذى له الحمد كله وما مِن نوعٍ كمال وقدرة إلا وله ثابت فلا تكن من الناسين. ولو لاحظَ المشركين حظُّ الإيمان وأصابهم طلٌّ من العرفان لما طاحَ بهم ظنُّ السوء بالذى هو قيّوم العالمين. ولكنهم حسبوه كرجل شاخَ بعد الشباب واحتاج بعد صمديّته إلى الأسباب ووقعت عليه شدائدُ نُحولٍ وقُحول وقَشَفُ مُحول ووقع فى الإتراب بل قرب من التباب وكان من المتربين.

﴿رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۵ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾
۱ ۲ ۳ ۴

اعلم أوّلًا أن العالم ما يُعلَم ويُخبَر عنه وما يدل على الصانع الكامل الواحد المدبّر بالإرادة ويلتَحِص الطالبَ إلى الإيمان به وينصّبه إلى المؤمنين.

وأما خبايا أسرارِ أسماءٍ ذكَرها اللّٰه تعالى فى هذه الآيات وأودعَها أنواعَ النِّكات فأَصْغِ إلىّ أكشِفُ لك قِناعها إن كنتَ استمحتَنى وجئتنى كالمخلصين. فاعلم أن هذه الصفات عيون لفيوض اللّٰه الكاملة النازلة على أهل الأرض والسماء وكلُّ صفة منبعٌ لقسمٍ فيضٍ بترتيبٍ أودع اللّٰه آثارها فى العالم ليُرى توافُقَ قولِه بفعله وليكون آية للمتفكرين. فالقسم الأول من أقسام الصفات الفيضانية صفةٌ

﴿۶۹﴾ يسمّيها ربّنا رب العالمين. وهذه الصفة أوسعُ الصفات فى الإفاضة ولا بد من أن نسمّى فيضانها فيضانا أعمَّ لأن صفة الربوبية قد أحاطت الحيواناتِ وغير الحيوانات بل أحاطت السماوات والأرضين وفيضانها أعمُّ من كل فيض ما غادر إنسانًا ولا حيوانًا ولا شجرًا ولا حجرًا ولا سماءً ولا أرضا بل نزل ماءه على كل شىء فأحياه وأحاط بالكائنات كلها ظواهرِها وبواطنها فكلُّ شىء صنيعةٌ من اللّٰه الذى أعطى كلَّ شىء خَلْقَه وبدأ خَلْقَ الإنسان من طين. واسم ذلك الفيض ربوبيةٌ وبه يبذر اللّٰه بذر السعادة فى كل سعيد وعليه يتوقف استثمار الخيرات وبروز مادة السعادات وآثار الورع والحزامة والتقاة وكل ما يوجد فى الرشيدين. وكل شقى وسعيد وطيّب وخبيث يأخذ حَظَّه كما شاء ربُّه فى المرتبة الربوبية فهذا الفيض يجعل من يشاء إنسانًا ويجعل من يشاء حمارًا ويجعل ما يشاء نُحاسا ويجعل ما يشاء ذهبًا وما كان اللّٰه من المسؤولين. واعلم أن هذا الفيض جار على الاتصال بوجه الكمال ولو فُرض انقطاعه طرفةَ عين لفسدت السماوات والأرض وما فيهن ولكن أحاط صحيحًا ومريضًا ويَفاعًا وحضيضًا وشجرًا وحجرًا وكل ما فى العالمين. وقدّم اللّٰه هذا الفيض فى كتابه وضعًا لتقدُّمِه فى عالم أسبابه طبعًا فليس هذا التقديم محدودًا فى توشية الكلام ومحصورا فى رعاية الصفاء التام بل هى بلاغة حِكمية لإراءة النظام من حيث إنه تعالى جعل أقواله مرآةً لرؤية أفعاله الموجودة فى طبقات الأنام لتطمئن به قلوب العارفين.

والقسم الثانى من الصفات الفيضانية صفة يسمّيها ربُّنا الرحمن. ولا بد من أن نسمّى فيضانه فَيضانًا عاما ورحمانية وله مرتبةٌ بعد

﴿۷۰﴾

مرتبة الفيضان الأعمّ وهو أخصّ من الفيضان الأول ولا ينتفع منه إلا ذوو الروح من أشياء السماء والأرضين. وإن اللّٰه فى وقت هذا الفيض لا ينظر الاستحقاقَ والعمل والشكر بل يُنزله فضلا منه على كلّ ذى روحٍ إنسانا كان أو حيوانًا مجنونًا كان أو عاقلًا مؤمنًا كان أو كافرًا ويُنجّى كلَّ روح من هلكةٍ دانت منها بعد ما كادت تهوى فيها ويُعطى كلَّ شىء خَلقًا ينفعه لأن اللّٰه جوّاد بالذات وليس بضنين. فكل ما ترٰى فى السماءِ من الشمس والقمر والنجوم والمطر والهواء وما ترى فى الأرض من الأنهار والأشجار والأثمار والأدوية النافعة والألبان السائغة والعسل المصفّى فكلها مِن رحمانيته عزّوجلّ لا مِن عمل العاملين. وإلى هذا الفيضان أشار اللّٰه تعالى فى قوله وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ [1] وفى قوله تعالى: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ [2] وفى قوله تعالى مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ [3] وفى قوله تعالى مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ [4] تذكرة للمتقين ولو لم يكن هذا الفيضان لما كان لِطيرٍ أن يطير فى الهواء و لا لحوتٍ أن يتنفس فى الماء ولأبادَ كلَّ مُعِيل ضَفَفُه وكلَّ ذى قَشَفٍ شَظَفُه وما بقِى سبيل لإماطته كما دُورکردن لا يخفى على المستطلعين.

ألا ترى كيف يحيى اللّٰه الأرض بعد موتها ويكوّر الليلَ على النهار ويكوّر النهارَ على الليل وسخّر الشمس والقمر كلٌّ يجرى لأجل مسمّى إن فى ذٰلك لآياتٍ رحمانية للمتدبرين. وجعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهارَ مبصِرًا وجعل لكم الأرض قرارًا والسمآء بناءً وصَوَّرَكم فأحسَنَ صُوركم ورزَقكم من الطيبات فذالكم الرحمن ربكم مُربِّى المساكين. والذين كفروا برحمانيته فجعلوا للّٰه عليهم سلطانا مبينا وما قدروا اللّٰه حق قدره وكانوا من الغافلين. ألا يرون إلى الشمس التى تجرى من المشرق

[1] الاعراف:۱۵۷ [2] الرحمن:۲،۳ [3] الانبیاء:۴۳ [4] الملک:۲۰

﴿۷۱﴾ إلى المغرب. أ كان خَلقها وجريها مِن عملهم أو مِن تفضُّل الرحمن الذى وسعتْ رحمانيته الصالحين والظالمين. وكذلك يُنزل اللّٰه ماءً فى أوقاته فيُنشىء به زروعًا وأشجارا فيها فواكه كثيرة أفهذه النعماء مِن عمل عامل أو رحمانية خالصة من اللّٰه تعالى الذى نجانا مِن كل اعتياص المعيشة وأعطانا سُلّمًا لكل حاجة نحتاج فيها إلى الارتقاء وأرشِيةً نحتاج إليها للاستسقاء . فسبحان اللّٰه الذى أنعم علينا برحمانيته وما كان لنا من عمل نستحق به بل خلَق نعماء ه قبل أن نُخلَق فانظر هل ترى مثله فى المنعِمين. فحاصل الكلام أن الرحمانية رحمة عامة لنوع الإنسان والحيوان ولكل ذى روح وكل نفس منفوسة مِن غير إرادةِ أجرِ عملٍ ومِن غير لحاظِ استحقاقِ عبدٍ بصلاحه وتورُّعه فى الدين.

والقسم الثالث من الصفات الفيضانية صفة يُسمّيها ربُّنا **الرحيم** ولا بد من أن نسمّى فيضانها فيضانا خاصًا ورحيميةً من اللّٰه الكريم للذين يعملون الصالحات ويشمّرون ولا يقصّرون ويذكرون ولا يغفلون ويبصرون ولا يتعامون ويستعدّون ليوم الرحيل ويتّقون سخط الربّ الجليل ويبيتون لربهم سُجّدًا وقيامًا ويصبحون صائمين. ولا ينسون موتهم ورجوعهم إلى مولاهم الحق بل يعتبرون بنعيٍ يُسمَع ويرتاعون لإلفٍ يُفقَد ويذكرون مناياهم من موت الأحباب ويهولُهم هَيْلُ التراب على الأتراب فيلتاعون ويتنبهون ويُريهم اختِرامُ الأحبّة موتَ أنفسهم فيتوبون إلى اللّٰه وهم من الصالحين. فلعلّك فهمتَ أن هذا الفيضان ينزل من السمآء على شريطة العمل والتورّع والسِّمَت الصالحة والتقوى والإيمان ولا وجودَ له إلا بعد وجود العقل والفهم وبعد وجود كتاب اللّٰه تعالى وحدوده وأحكامه وكذلك

﴿۷۲﴾ الـمـحـرومـون مـن هذه النعمة لا يستحقون عتابا ومؤاخذة من قَبُل هذه الشرائط. فـظهَـر أن الـرحـيـمية تَـوُءَ مٌ لـكتـاب الـلّٰه وتعليمه وتفهيمه فلا يؤخذ أحدٌ قبله ولا يُدرک أحدا عطبُ القهر إلا بعد ظهور هذه الرحيمية ولا يُسأل فاسق عن فسقه إلا بـعدها. فخُذْ هذا السرّ منى وهو ردٌّ على المتنصرين. فإنهم قائلون بلسع الذنب من آدم إلـى انـقـطـاع الـدنيا ويقولون إن كل عبد مذنبٌ سواء عليه بلَغه كتابٌ من اللّٰه تـعـالـى وأُعـطىَ له عقل سليم أو كان من المعذورين. وزعموا أن اللّٰه تعالى لا يغفر أحـدًا إلا بـعـد إيـمانه بالمسيح وزعموا أن أبواب النجاة مغلقة لغيره ولا سبيل إلى الـمغفرة بـمـجـرد الأعـمال فإن اللّٰه عادل والعدل يقتضى أن يعذّب من كان مذنبا وكـان من المجرمين. فلما حصحص اليأس من أن تُطهَّر الناسُ بأعمالهم أرسلَ اللّٰه ابـنَـه الـطـاهـر ليَزِرَ وِزْرَ الناس على عنقه ثم يُصلَب ويُنجّى الناس من أوزارهم فجاء الابـن وقُتل ونجى النصارى فدخلوا فى حدائق النجاة فرحين. هذه عقيدتهم ولكن مـن نَـقَـدَهـا بـعـيـن الـمـعـقـول ووَضـعـهـا عـلـى معيار التحقيقات سلَكها مسلک الهـذيـانـات. وإنْ تـعـجَب فما تجد أعجبَ من قولهم هذا. لا يعلمون أن العدل أهمُّ وأوجب من الرحم فمن ترک المذنب وأخذ المعصوم ففعَل فعـلًا ما بقِى منه عدل ولا رحـم ومـا يـفـعـل مثـل ذلک إلا الـذى هـو أضل من المجانين. ثـم إذا كـانت المؤاخذات مشروطة بوعد اللّٰه تعالى ووعيده فكيف يجوز تعذيب أحد قبل إشاعة قـانون الأحكام وتشييده وكيف يجوز أخذُ الأولين والآخرين عند صدور معصية ما سبَـقهـا وعيـدٌ عـنـد ارتكابها وما كان أحد عليها من المطّلعين. فالحق أن العدل لا يـوجـد أثـره إلا بـعد نزول كتاب اللّٰه ووعده ووعيده وأحكامه وحدوده وشرائطه. وإضـافة العدل الحقيقى إلى اللّٰه تعالى باطل لا أصل لها لأن العدل لا يُتصوَّر إلا بعد تـصـوُّرِ الـحـقـوق وتسـلـيـم وجـوبها وليس لأحد حق على رب العالمين. ألا ترى

﴿۷۳﴾ أن اللّٰـه سـخّـر كـل حيوان لِلإنسان وأباح دماء ها لأدنى ضرورته فلو كان وجوب العـدل حـقًّـا عـلـى اللّٰه تعالى لما كان له سبيلٌ لإجراء هذه الأحكام وإلا فكان من الـجائرين. ولكن اللّٰه يفعل ما يشاء فى ملكوته يُعزّ من يشاء ويُذلّ من يشاء ويُحيى مـن يشـاء ويـمـيـت مـن يشـاء ويـرفع من يشاء ويضع من يشاء . ووجود الحقوق يـقـتـضـى خلاف ذلك بل يجعل يداه مغلولة وأنت ترى أن المشاهدة تُكذّبها وقد خلق اللّٰه مخلوقه على تفاوُت المراتب فبعض مخلوقه أفراسٌ وحمير وبعضه جِمالٌ ونـوق وكـلاب وذيـاب ونـمـور وجـعل لبعض مخلوقه سمعًا وبصرًا وخلق بعضهم صُـمًّا وجعل بعضهم عمين. فلأىّ حيوان حقٌّ أن يقوم ويخاصم ربَّه أنه لِم خلَقه كذا ولَـم يخلقه كذا. نـعـمُ كتَـب الـلّٰـه على نفسه حق العباد بعد إنزال الكتب وتبليغ الـوعد والوعيد وبشَّر بجزاء العاملين. فمن تبع كتابه ونبيه ونهى النفسَ عن الهوى فـإن الـجـنة هى المأوى ومن عصى ربه وأحكامه وأبى فسيكون من المعذَّبين. فلما كـان مَلاك الأمر الوعد والوعيد لا العدل العتيد الذى كان واجبا على اللّٰه الوحيد انهدم من هذا الأصول الـمـنيفُ الممرَّدُ الذى بناه النصارى من أوهامهم. فثبت أن إيـجاب العدل الحقيقى على اللّٰه تعالى خيال فاسد ومتاع كاسد لا يقبَله إلا من كان مـن الـجـاهـلين. ومن هنا نجد أن بناء عقيدة الكفّارة على عدل اللّٰه بناءٌ فاسد على فاسد فتدبَّرْ فيه فإنه يكفيك لكسر صليب النصارى إن كنت من المناظرين. واسم هذه الصفة فى كتاب اللّٰه تعالى رحيميّة كما قال اللّٰه تعالى فى كتابه العزيز وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا[1] وقال وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[2]. فهـذا الـفيـضـان لا يتوجه إلا إلى الـمستحق ولا يَطلبُ إلا عامِـلاً وهذا هو الفرق بين الرحمانيّة والرحيميّة والقرآن مملوٌّ من نظائره ولكن كفاك هذا القدر إن كنت من العاقلين.

[1] الاحزاب:۴۴ [2] الحجرات:۶

﴿۷۴﴾ **القسم الرابع** من الفيضان فيضان نسمّيه فيضانًا أخصّ ومظهرًا تامًّا للمالكية وهو أكبر الفيوض وأعلاها وأرفعها وأتمّها وأكملها ومُنتهاها وثمرة أشجار العالمين ولا يظهر إلا بعد هدم عمارات هذا العالم الحقير الصغير ودروسِ أطلاله وآثاره وشحوبِ سحنته ونضوبِ ماء وَجنته وأفولِ نجمه كالمغرّبين. وهو عالم لطيف دقّتْ أسراره وكثرت أنواره يحارُ فيها فهمُ المتفكرين. وإن قلت لِم قال اللّٰه تعالى فى هذا المقام مَالِكِ يَوْمِ الدِّين وما قال عادلُ يوم الدين. فاعلم أن السِّر فى ذلک أن العدل لا يتحقق إلا بعد تحقُّق الحقوق وليس لأحدٍ من حقٍّ على اللّٰه رب العالمين. ونجاة الآخرة موهبة من اللّٰه تعالى للذين آمنوا به وسارعوا إلى امتثاله وتقبُّل أحكامه وعبادته ومعرفته بسرعة معجبةٍ كأنهم كانوا فى نَجاء حركاتهم ومَسائحِ غَدَواتِهم ورَوحاتهم ممتطين على هوجاءَ شِمِلَّةٍ ونُوقٍ مُشْمَعِلَّةٍ وإن لم يُتِمّوا أمر الإطاعة وما عبدوا حق العبادة وما عرفوا حق المعرفة ولكن كانوا عليها حريصين. وكذلک الذين عصوا ربهم وإن لم تبلغ شقوتهم مداها ولكن كانوا إليها مسارعين وكانوا يعملون السيئات ويزيدون فى جراء اتهم وما كانوا من المنتهين. فكلٌّ يرىٰ ما كان فى نيّته رحمةً من اللّٰه أو قهرًا فمَن ناوَحَ مَهَبَّ نسيمِ الرحمة فسيجد حظًّا منها خالدًا فيها ومَن قابَلَ صراصرَ القهر فسيقع فى صدماتها. وما هذا إلا المالكية لا العدل الذى يقتضى الحقوق فتدبَّرْ ولا تكن من الغافلين.

واعلم أن فى ترتيب هذه الصفات بلاغةٌ أخرىٰ نريد أَن نذكرها لتكتحل مِن كُحل المتبصّرين. وهو أن الآيات التى رصّع اللّٰهُ بعدَها كلها

﴿۷۵﴾ مقسومة على تلك الصفات برعاية المحاذاة ووضعِ بعضها تحت بعض كطبقات السماوات والأرضين. وتفصيله أنه تعالى ذكر أوّلًا ذاتَه وصفاته بترتيب يوجَد فى العالمين. ثم ذكَر كل ما هو يناسب البشريةَ بترتيب يُشاهَد فى قانون اللّٰه ومع ذلك جعَل كل صفةٍ بشريةٍ تحت صفةٍ إلهيّة وجعل لكل صفة إنسانية مشرَبًا وسُقيًا من صفةٍ إلٰهية تستفيض منها وأرىٰ التقابلَ بينهما بترتيب وضعى يوجَد فى الآيات فتبارك اللّٰه أحسن المرتّبين. وتشريحه التام أن الصفات مع اسم الذات خمسةُ أبحرٍ قد تقدّمَ ذكرُها فى صدر السورة أعنى اللّٰه[1] وربّ[2] العالمين والرحمٰن[3] والرحيم[4] ومالك يوم[5] الدين. فجعل اللّٰه كمثلها خمسة من المغترفات مما ذكر من بعد وقابلَ الخمسةَ بالخمسةِ وكل واحد من المغترفات يشرب مِن ماءِ صفةٍ تُشابهه وتُناوحه وتأخذ مما احتوت على معان تسرُّ العارفين. مثلًا

أوّلُها بحرُ اسم اللّٰه تعالٰى وتغترف منه جملةُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ التى حذَتْه وصارت كالمحاذين. وحقيقة التعبد تعظيمُ المعبود بالتذلل التام والاحتذاء بمثاله والانصباغ بصبغه والخروج من النفس والأنانية كالفانين. وسِرُّه أن العبد قد خُلق كالمريض والعليل والعطشان وشفاؤه وتسكين غُلّته وإرواء كبده فى ماءِ عبادت اللّٰه فلا يبرأ ولا يرتوى إلا إذا يَثنِى إليه انصبابَه ويُفرط صبابه ويسعى إليه كالمستسقين. ولا يُطهِّر قريحتَه ولا يلبِّد عَجاجَته ولا يُحلّى مُجاجَتَه إلا ذِكرُ اللّٰه ألا بذكر اللّٰه تطمئن قلوب الذين يعبدون اللّٰه ويأتونه مسلمين. ففى آية إِيَّاكَ نَعْبُدُ إقرارٌ لمعبودية اللّٰه الذى هو مستجمِع بجميع صفات الكاملية ولذٰلك وقعت هذه الجملة تحت جملة الْحَمْدُ لِلّٰهِ فانظر إن كنت من الناظرين.

وثانيها بحرُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وتغترف منها جملةُ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ. فإن العبد

﴿۷۶﴾ إذا سمع أن اللّٰه يُربّى العالمين كلها وما مِن عالم إلا هو مربّيه ورأى نفسَه أمّارةً بالسوء فتضرّعَ واضطرّ والتجأ إلٰى بابه وتعلّقَ بأهدابه ودخل فى مآدبه برعاية آدابه ليدركه بالربوبية ويُحسن إليه وهو خير المحسنين. فإن الربوبية صفةٌ تعطى كلَّ شىء خَلْقَه المطلوبَ لوجوده ولا يغادره كالناقصين.

وثالثها بحرُ اسم الرَّحْمٰنِ وتغترف منه جملةُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ليكون العبد من المهتدين المرحومين. فإن الرحمانية تُعطى كلَّ ما يحتاج إليه الوجود الذى رُبِّىَ مِن صفة الربوبية فهذه الصفة تجعل الأسبابَ موافقةً للمرحوم. وأثرُ الربوبية تسويةُ الوجود وتخليقه كما يليق وينبغى وأثرُ هذه الصفة أنها تُكسِى ذلك الوجودَ لباسًا يوارى سوأته وتهَبُ له زينتَه وتكحل عينه وتغسل وجهه وتعطى له فرسًا للركوب وتُريه طرق الفارسين. ومَرْتبتها بعد الربوبية وهى تعطى كلَّ شىء مطلوبَ وجوده وتجعله من الموفَّقين.

ورابعها بحرُ اسم الرَّحِيمِ وتغترف منه جملةُ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ليكون العبد من المنعَمين المخصوصين. فإن الرحيمية صفة مُدْنِيةٌ إلى الإنعامات الخاصّة التى لا شريك فيها للمطيعين وإن كان الإنعام العام محيطة بكل شىء من الناس إلى الأفاعى والتنّين.

وخامسها بحرُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ وتغترف منه جملةُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ولَا الضَّالِّين. فإن غضب اللّٰه وتركه فى الضلالة لا تَظهَر حقيقتُه على الناس على وجه الكامل إلا فى يوم المجازات الذى يُجاليهم اللّٰه فيه بغضبه وإنعامه ويُجالحهم بتذليله وإكرامه ويُجلّى عن نفسه إلٰى حَدٍّ ما جلَّى كمثله وتراء ى السابقون كفرس مُجلّى وتراء ت

﴿۷۷﴾ الجالية بِغَيِّهم المبين. وفيه يعلم الذين كفروا أنهم كانوا موردَ غضب اللّٰه وكانوا قومًا عمين. ومن كان فى هذه أعمٰى فهو فى الآخرة أعمٰى ولكن عَمَى هذه الدنيا مخفِيٌّ ويتبيّن فى يوم الدّين. فالذين أبوا وما تبعوا هَدْى رسولنا ونور كتابنا وكانوا لطواغيتهم متّبعين فسوف يرون غضب اللّٰه وتغيُّظَ النار وزفيرها ويرون ظلمتهم وضلالتهم بالأعين ويجدون أنفسهم كالظالع الأعور ويدخلون جهنم خالدين فيها وما كان لهم أحد من الشافعين. وفى الآية إشارة إلى أن اسم مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ذو الجهتين يُضلّ من يشاء ويهدى من يشاء فاسألوه أن يجعلكم من المهتدين.

هذا ما أردنا من بيان بعض نِكات هذه الآية ولطائفها الأدبية التى هى للناظرين كالآيات وبلاغتُها الرائعة المبتكرة المحبّرة المحتوية على محاسن الكنايات مع دُرر حِكَمية ومعارف نادرةٍ من دقائق الإلهيات فلا تجد نظيرها فى الأولين والآخرين. فلا شك أن مُلَحَ أدبها بارعة وقَدَمَها على أعلام العلوم فارعة وهى تصبى قلوب العارفين. وقد علمتَ ترتيب خمسة أبحرٍ التى تجرى بعضها تلو بعض فتَسَلَّمْه وكن من الشاكرين. وأما ترتيب المغترفات فتعرفه بترتيب أبحرها إن كنت من المغترفين.

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قدّم اللّٰه عزّوجل قوله إِيَّاكَ نَعْبُدُ على قوله إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إشارةً إلى تفضلاته الرحمانية مِن قَبْل الاستعانة فكأن العبد يشكر ربه ويقول يا رب إنى أشكرك على نعمائك التى أعطيتنى من قبل دعائى ومسألتى وعملى وجهدى واستعانتى بالربوبية والرحمانية التى سبقت سُؤْلَ السائلين ثم أطلبُ منك قوةً وصلاحًا وفلاحًا وفوزًا ﴿۷۸﴾

ومقاصد التی لا تُعطَی إلا بعد الطلب و الاستعانة و الدعاءِ وأنت خیر المعطین.

وفی ھٰذہ الآیات حث علی شکرِ ما تُعطی و الدعاءِ بالصبر فیما تتمنی وفرطِ اللّٰھج إلی ما ھو أتمّ وأعلی لتکون من الشاکرین الصابرین. وفیھا حَثٌّ علی نفی الحَول و القوۃ و الاستطراح بین یدی سبحانہ مترقبًا منتظرًا مدیمًا للسؤال و الدعاء و التضرع و الثناء و الافتقار مع الخوفِ و الرجاء کالطفل الرضیع فی ید الظئر و الموتِ عن الخلق وعن کل ما ھو فی الأرضین. وفیھا حثٌّ علی إقرارٍ و اعتراف بأننا الضعفاء لا نعبدک إلا بک و لا نتحسس منک إلا بعونک . بک نعمل وبک نتحرک وإلیک نسعی کالثواکل متحرقین و کالعشاق متلظّین. وفیھا حثٌّ علی الخروج من الاختیال و الزَّھُو و الاعتصام بقوۃ اللّٰہ تعالی وحولہ عند اعتیاص الأمور وھجوم المشکلات و الدخول فی المنکسرین. کأنہ تعالی شأنہ یقول یا عباد احسَبوا أنفسکم کالمیتین وباللّٰہ اعتضِدوا کل حین. فلا یَزُدَہِ الشابُّ منکم بقوتہ و لا یتخصّر الشیخ بھراوتہ و لا یفرح الکَیِّسُ بدھائہ و لا یثق الفقیہ بصحۃ علمہ وجودۃ فھمہ وذکائہ و لا یتّکیٔ الملھَم علی إلھامہ و کشفہ وخلوص دعائہ فإن اللّٰہ یفعل ما یشاء ویطرد من یشاء ویُدخل من یشاء فی المخصوصین.

وفی جملۃ إِیَّاکَ نَسْتَعِینُ إشارۃ إلی عظمۃ شرّ النفس الأمّارۃ التی تسعی کالعَسَّارۃ فکأنھا أفعی شرُّھا قد طَمَّ فجعَل کلَّ سلیم کعظم إذا رَمَّ وتراھا تنفث السمَّ أو ھی ضرغامٌ ما ینکُل إن ھَمَّ و لا حولَ و لا قوۃ و لا کسب و لا لَمَّ إلا باللّٰہ الذی ھو یرجم الشیاطین.

وفی تقدیم نَعْبُدُ علی نَسْتَعِینُ نِکاتٌ أخری فنکتب للذین ھم مشغوفون

﴿۷۹﴾ بآیات المثانی لا برنّات المثانی ویسعون إلیها شائقین. وهی أن اللّٰه عزوجل یعلّم عباده دعاءً فیه سعادتهم فیقول یا عبادِ سَلُونی بالانکسار والعبودیة وقولوا ربنا إیاک نعبد ولکن بالمعاناة والتکلف والتحشم وتَفُرقة الخاطر وتمویهات الخنّاس وبالرویّة الناضبة والأوهام الناصبة والخیالات المظلمة کماءٍ مُکدّرٍ مِن سَیُل أو کحاطب لیل وإن نتّبعُ إلا ظنًّا وما نحن بمستیقنین. وَ إِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یعنی نستعینک للذوق والشوق والحضور والإیمان الموفور والتلبیة الروحانیة والسرور والنور ولتوشیح القلب بحُلی المعارف وحُلل الحبور لنکون بفضلک من سبّاقین فی عرصات الیقین وإلی منتهی المآرب واصلین وفی بحار الحقائق متوردین. وفی قوله تعالی إِیَّاکَ نَعۡبُدُ تنبیه آخر وهو أنه یرغّب فیه عبادَه إلی أن یبذلوا فی مطاوعته جُهۡدَ المستطیع ویقوموا مُلبّین فی کل حین تلبیةَ المطیع. فکأن العباد یقولون ربنا إنّا لا نألوا فی المجاهدات وفی امتثالک وابتغاء المرضاة ولکن نستعینک ونستکفی بک الافتنانَ بالعُجب والریاء ونستوهب منک توفیقًا قائدًا إلی الرشد والرضاء وإنّا ثابتون علی طاعتک وعبادتک فاکتُبنا فی المطاوعین. وهنا إشارةٌ أخری وهی أن العبد یقول یا ربّ إنّا خصصناک بمعبودیّتک وآثرُناک علی کل ما سواک فلا نعبد شیئا إلا وجهک وإنّا من الموحِّدین. واختار عزّوجل لفظَ المتکلّم مع الغیر إشارةً إلی أن الدعاء لجمیع الإخوان لا لنفس الداعی وحثّ فیه علی مسالمة المسلمین واتحادهم ووِدادهم وعلی أن یعنو الداعی نفسه لنُصح أخیه کما یعنو لنُصح ذاته ویهتمّ ویقلق لحاجاته کما یهتم ویقلق لنفسه ولا یفرّق بینه وبین أخیه ویکون له بکل القلب من الناصِحین.

﴿۸۰﴾ فكأنه تعالٰى يوصى ويقول يا عِبادِ تَهادُوا بالدعاء تَهادِى الإخوان والمحبّين. وتَناثَوا دعواتكم وتَباثَثوا نيّاتكم وكونوا فى المحبة كالإخوان والآباء والبنين.

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ

هذا الدعآء ردٌّ على قول الذين يقولون إن القلم قد جفَّ بما هو كائنٌ فلا فائدة فى الدعاء فاللّٰهُ تبارک وتعالى يُبشّر عباده بقبول الدُّعاء فكأنه يقول يا عباد ادعونى أستجبْ لكم. وإن فى الدعاء تأثيرات وتبديلات والدعاء المقبول يُدخل الداعى فى المنعَمين.

وفى الآية إشارة إلى علامات تُعرَف بها قبولية الدعاء على طريق الاصطفاءِ وإيماءٌ إلى آثار المقبَّلين. لأن الإنسان إذا أحبّ الرحمٰنَ وقوّى الإيمانَ فذالک الإنسان وإن كان على حُسن اعتقاد فى أمر استجابة دعواته ولكن الاعتقاد ليس كعين اليقين وليس الخبر كالمعاينة ولا يستوى حال أولى الأبصار والعمين. بل من يُدرَّب باستجابة الدعوات حق التدرّب وكان معه أثر من المشاهدات فلا يبقى له شكٌّ ولا ريبٌ فى قبولية الأدعية. والذين يشكّون فيها فسببُه حرمانُهم من ذلک الحظّ ثم قلّةُ التفاتهم إلى ربهم وابتلاءهم بسلسلة أسبابٍ توجد فى واقعات الفطرة وظهورات القدرة فما ترقّتْ أعينُهم فوق الأسباب المادية الموجودة أمام الأعين فاستبعَدوا ما لم تُحِط بها آراؤهم وما كانوا مهتدين.

وفى هذه السورة نِكاتٌ شتّٰى نريد أَنْ نكتب بعضها ومنها أنّ الفاتحة سبع آياتٍ أوّلها اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وآخرها غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ. وفى الآية الأولٰى

﴿۸۱﴾ بیانُ بدءِ الخَلق وفی الأخری إشارة إلی قوم تقوم القیامة علیهم وعلی أمثالهم من الیهود والمتنصرین. وفی تعیین سبع آیة إشارةٌ إلی أن عمر الدنیا سبعة کما أن أیام أسبوعنا سبعة. وما ندری حقیقة السبعة علی وجه التحقیق أهی آلاف کآلافنا أو غیر ذلک ولکنا نعلم أنه ما بقی من السبعة إلا واحدًا وقد أراد اللّٰه تصرفات جدیدة بعد انقضائها فیُهلک القرون الأولی عند اختتامها ویخلُق الآخرین. وفی الآیة السادسة یعنی صِرَاطَ الَّذِینَ أَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ نکتةٌ أخری وهی أن آدم قد خُلق فی یوم السادس وأُنعِمَ علیه ونُفخ فیه روحُ الحیاة فی الجمعة بعد العصر وکذلک یُخلَق رجلٌ فی الألف السادس وهو آدم قومٍ أضاعوا إیمانهم فیجیء ویُحیی قلوبهم ویهَب لهم عرفانا غضًّا طریًّا ویجعلهم بعد نومهم من المستیقظین.

وفی آیة اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ إشارةٌ وحثٌّ علی دعاء صحة المعرفة کأنه یُعلّمنا ویقول ادعوا اللّٰه أن یُریکم صفاته کما هی ویجعلکم من الشاکرین لأن الأمم الأولی ما ضلوا إلا بعد کونهم عُمیًا فی معرفة صفات اللّٰه تعالی وإنعاماته ومرضاته فکانوا یُفانُون الأیامَ فیما یزید الآثام فحلّ غضبُ اللّٰه علیهم فضُربت علیهم الذلة وکانوا من الهالکین. وإلیه أشار اللّٰه تعالی فی قوله غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وسیاق کلامه یُعلِم أن غضب اللّٰه لا یتوجه إلا إلی قوم أنعم اللّٰه علیهم من قبل الغضب فالمراد من الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ فی الآیة قوم عصوا فی نعماءٍ وآلاءٍ رزقهم اللّٰه خاصة واتبعوا الشهوات ونسوا المنعِم وحقه وکانوا من الکافرین. وأما الضالون فهم قوم أرادوا أن یسلکوا مسلک الصواب ولکن لم یکن معهم من العلوم الصادقة والمعارف المنیرة الحقة والأدعیة العاصمة الموفقة بل غلبت علیهم خیالات وهمیة فرکنوا إلیها وجهلوا طریقهم وأخطأوا مشربهم من الحق فضلّوا وما سرّحوا أفکارهم فی مراعی الحق المبین. والعجب من أفکارهم وعقولهم وأنظارهم أنهم جوَّزوا علی اللّٰه وعلی خلقه ما یأبٰی منه الفطرة

الصحيحة والإشراقات القلبية ولم يعلموا أنّ الشرائع تخدم الطبائع والطبيب معينٌ للطبيعة لا منازعٌ لها فيا حسرةً عليهم ما ألهاهم عن صراط الصادقين! ﴿۸۲﴾

وفي هذه السورة يُعلّم اللّٰه تعالى عباده المسلمين فكأنه يقول يا عباد إنكم رأيتم اليهود والنصارى فاجتنِبوا شبه أعمالِهم واعتصِموا بحبل الدعاء والاستعانة ولا تنسوا نعماء اللّٰه كاليهود فيحلّ عليكم غضبه ولا تتركوا العلوم الصادقة والدعاء ولا تهِنوا مِن طلب الهداية كالنصارى فتكونوا من الضّالين . وحثَّ على طلب الهداية إشارةً إلى أن الثبات على الهداية لا يكون إلا بدوام الدعاء والتضرع في حضرة اللّٰه. ومع ذلك إشارة إلى أن الهداية أمرٌ مِن لديه والعبدُ لا يهتدى أبدًا من غير أن يهديه اللّٰه ويُدخله في المهديّين. وإشارةٌ إلى أن الهداية غير متناهية وترقى النفوس إليها بسلّم الدعوات ومَن ترك الدعاء فأضاع سُلّمه فإنما الحريّ بالاهتداء مَن كان رَطْبَ اللسان بالدعاء وذكر ربه وكان عليه من المداومين. ومن ترك الدعاء وادّعى الاهتداء فعسى أن يتزين للناس بما ليس فيه ويقع في هوّة الشرك والرّياء ويخرج من جماعة المخلصين. والمخلِص يترقّى يوما فيومًا حتى يصير مُخلَصًا بفتح اللام وتهَب له العناية سِرًّا يكون بين اللّٰه وبينه ويدخل في المحبوبين ويتنزل منزلةَ المقبولين. والعبد لا يبلغ حقيقة الإيمان مِن غير أن يفهم حقيقة الإخلاص ويقوم عليها ولا يكون مخلصا وعنده على وجه الأرض شيءٌ يتّكأ عليه ويخافه أو يحسبه من الناصرين. ولا ينجو أحد من غوائل النفس وشرورها إلّا بعد أن يتقبله اللّٰه بإخلاصه ويعصمه بفضله وحوله وقوته ويذيقه من شراب الروحانيّين لأنها خبيثة وقد انتهت إلى غاية الخبث وصارت منشأ الأهوية المضلّة الرديّة المُردِية فعَلَّم اللّٰه تعالى عباده أن يفروا إليه بالدعاء عائذا من شرورها ودواهيها ليُدخلهم في زُمر المحفوظين. وإن مثل جذبات النفس كمثل الحُميّات الحادّة فكما تجد عند تلك الحُميّات أعراضا هايلة مشتدة مِثل النافض والبرد والقشعريرة ومِثل العرق الكثير والرعاف المفرط والقيء العنيف

﴿۸۳﴾ والإسهال المضعِف والعطش الذى لا يُطاق ومِثل السبات الكثير والأرَق اللازم وخشونة اللسان وقحل الفمّ ومِثل العُطاس المِلحّ والصداع الصعب والسعال المتواتر وسقوط الشهوة والفُواق وغيرِها من علامات المحمومين. كذلك للنفس جذبات وعلامات موادها تفور وأمواجها تمور وأعراضها تدور وبقراتها تخور وأسيرها يبور وقلَّ مَن كان من الناجين. فطلبُ الهداية كمثل الرجوع إلى الطبيب الحاذق والاستطراح بين يدى المعالجين. والإنعام الذى أشار اللّٰه إليه لعباده هو تبتُّلُ العبد إلى اللّٰه وإحماء وداده ودوام إسعاده ورجوعُ اللّٰه إليه ببركاته وإلهاماته واستجاباته وجَعْله طودًا من أطواده وإدخاله فى عباده المحفوظين وقوله يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ[1] وجَعْله من الطيبين الطاهرين فهذا هو الشفاءُ مِن حُمّى المعاصى والعلاجُ بأوفَق الأدوية والأغذية والتدبيرُ اللطيف الذى لا يعلمه إلا ربّ العالمين.

ثم اعلم أن اللّٰه فى هذه السورة المباركة يُبين للمؤمنين ما كان آخر شأن أهل الكتاب ويقول إن اليهود عصوا ربهم بعد ما نزلت عليهم الإنعامات وتواترت التفضلات فصاروا قوما مغضوبا عليه والنصارى نسوا صفاتِ ربهم وأنزلوه منزلَ العبد الضعيف العاجز فصاروا قومًا ضالين.

وفى السورة إشارة إلى أن أمر المسلمين سيؤول إلى أمر أهل الكتاب فى آخر الزمان فيشابهونهم فى أفعالهم وأعمالهم فيدركهم اللّٰه تعالى بفضلٍ من لدنه وإنعامٍ من عنده ويحفظهم من الانحرافات السُبعيّة والبهيمية والوهمية ويُدخلهم فى عباده الصالحين.

وفى السورة إشارة إلى بركات الدعاء وإلى أنه كل خير ينزل من السماء وإلى أنه مَن عرَف الحق وثبّت نفسه على الهُدٰى وتهذّب وصلح فلا يُضيعه اللّٰه ويُدخله فى عباده المنعَمين. والذى عصى ربه فيكون من الهالكين.

[1] الانبياء: ۷۰

وفی السورة إشارة إلی أن السعید هو الذی کان فیه جیشُ الدعاء لا یعبَأ ولا یلغَب ولا یعبِس ولَا ییأس ویثِق بفضل ربه إلی أن تدرکه عنایة اللّٰه فیکون من الفائزین. ﴿۸۴﴾

وفی السورة إشارة إلٰی أن صفات اللّٰه تعالٰی مؤثّرة بقدر إیمان العبد بها وإذا توجّهَ العارف إلی صفة من صفات اللّٰه تعالٰی وأبصره ببصر روحه وآمن ثم آمن ثم آمن حتی فنٰی فی إیمانه فتدخُل روحانیة هذه الصفة فی قلبه وتأخذه منه فیری السالک بالَه فارغًا من غیر الرحمٰن وقلبَه مطمئنا بالإیمان وعیشَه حلوًا بذکر المنّان ویکون من المستبشرین. فتتجلی تلک الصفة له وتستوی علیه حتی یکون قلبُ هذا العبد عرشَ هذه الصفة وینصبغ القلب بصبغها بعد ذهاب الصبغ النفسانیة وبعد کونه من الفانین.

فإن قلتَ مِن أین علمتَ أن هذه الإشارة توجد فی الفاتحة. فاعلَمْ أن لفظ الْحَمْدُ للّٰهِ یدل علیه فإن اللّٰه تعالی ما قال "قُل الحمدُ للّٰه" بل قال الْحَمْدُ للّٰهِ فکأنه أنطقَ فطرتَنا وأرانا ما کان مخفیًّا فی فطرتنا. وهذه إشارة إلی أن الإنسان قد خُلق علی فطرة الإسلام وأُدخِل فی فطرته أن یحمد اللّٰه ویستیقن أنه رب العالمین ورحمٰن ورحیم ومالک یوم الدین. وأنه یُعین المستعین ویَهدی الداعین. فثبت من ههنا أن العبد مجبولٌ علی معرفة ربه وعبادته وقد أُشرِب فی قلبه محبّته فتظهر هذه الحالة بعد رفع الحجب وتجری ذِکر اللّٰه تعالی علی اللسان من غیر اختیار وتکلّف وتنبت شجرة المعارف وتثمر وتؤتی أکله کل حین. وفی قوله تعالی صِرَاطَ الَّذِینَ أَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ إشارة أخری وهو أن اللّٰه تعالی خلَق الآخرین مشاکِلین بالأولین. فإذا اتصلت أرواحهم بأرواحهم بکمالِ الاقتداء ومناسبةِ الطبائع فینزل الفیض من قلوبهم إلی قلوبهم ثم إذا تمّ إفضاء المستفیض إلی المفیض وبلغ الأمر إلی غایة الوصلة فیصیر وجودهما کشیء واحد ویغیب أحدهما فی الآخر وهذه الحالة هی المعبَّرُ عنها بالاتحاد وفی هذه المرتبة یُسمی السالک فی السماء تسمیةَ الأنبیاء لمشابَهته إیاهم فی جوهرهم وطبعهم کما لا یخفی علی العارفین.

﴿۸۵﴾ وحاصل الكلام أن اللّٰه تعالى يُبشّر لأُمة نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم فكأنه يقول ياعبادِ إنكم خُلقتم على طبائع المنعَمين السابقين وفيكم استعداداتهم فلا تُضيعوا الاستعدادات وجاهِدوا لتحصيل الكمالات واعلموا أن اللّٰه جوّادٌ كريم وليس ببخيل ضنين. ومن ههنا يُفهَم سِرُّ نزول المسيح الذى يختصم الناس فيه فإنّ عبدًا من عباد اللّٰه إذا اقتدى هدى المهتدين وتبِع سنن الكاملين وتأهَّبَ للانصباغ بصبغ المهديّين وعطَف إليهم بجميع إرادته وقوّته وجَنانه وأدّى شرط السلوك بحسب إمكانه وشَفَعَ الأقوال بالأعمال والمقالَ بالحال ودخل فى الذين يتعاطون كأس المحبة للقادر ذى الجلال ويقتدحون زنادَ ذِكر اللّٰه بالتضرع والابتهال ويبكون مع الباكين فهنالك يفور بحر رحمة اللّٰه ليُطهّره من الأوساخ والأدران ولترويه بإفاضة التهتان ثم يأخذ يدَه ويُرقّيه إلٰى أعلٰى مراتب الارتقاء والعرفان ويُدخله فى الذين خلوا من قبله من الصلحاء والأولياء والرسل والنبيين فيُعطى كمالا كمثل كمالهم وجمالًا كمثل جمالهم وجلالًا كمثل جلالهم وقد يقتضى الزمان والمصلحة أن يُرسل هذا الرجلَ على قدم نبى خاص فيُعطى له عِلْمًا كعلمه وعقلا كعقله ونورًا كنوره واسمًا كاسمه ويجعل اللّٰه أرواحهما كمرايا متقابلة فيكون النبى كالأصل والولى كالظل مِن مرتبته يأخذ ومِن روحانيته يستفيد حتى يرتفع منهما الامتيازُ والغَيرية وتَرِدُ أحكامُ الأوّل على الآخر ويصيران كشىء واحدٍ عند اللّٰه وعند مَلَئِه الأعلى وينزل على الآخر إرادةُ اللّٰه وتصريفه إلى جهة وأمرُه ونهيه بعد عبوره على روح الأول وهذا سرٌّ من أسرار اللّٰه تعالى لا يفهمه إلا من كان من الروحانيين. واعلم أن ذلك الرجل الذى يتشابه قلبه بقلب نبى بمشابهة قوية شديدة تامة كاملة لا يأتى إلا إذا اشتدت الضرورة لمجيئه فلما قامت الضرورة لوجود مثل ذلك الرجل يستأثر اللّٰه عبدًا من عباده لهذا الأمر

﴿۸۶﴾ فیدانیه رحمته کما کانت دانت مُورِثه وینـزل علیه سرّ روحه وحقیقة جوهره وصفاء سیـرتـه وشأن شمائله ویجعل إرادته فی إراداته وتوجهاته فی توجهاته حتی یتجلّٰی فیه جمیع شؤون النبی المشبه به ویصیر مغمورا فی معنی الاتحاد فیصیران حقیقة واحدة یـقع علیهما اسم واحد ویُنسَبون إلی مثال واحد کأن النبی المشبه به نزل من السماء إلـی أهـل الأرضیـن. فهذا معنی قولِ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی نزول عیسٰی ابن مـریـم عـلیـه السـلام وهـو الـحـق لا یُـخـالف القرآن ولا یُعارضه وقد مضٰی مثله فی الأولیـن. فـلا تـجـادِلْ بـغیر الحق ولا تکن من المنکرین. قد تُوُفِّی عیسٰی کما تُوُفِّی الـذیـن خـلـوا مـن قبـله وجاء وا من بعده. فلا تخَفْ قومًا ترکوا کتاب اللّٰه ونصوصه وآثروا غیر القرآن علی القرآن وآثروا الشک علی الیقین وخَفِ اللّٰهَ وقَهْرَه واعتزِلْ تـلـک الفرقَ کلها واعتصِمْ بحبل اللّٰه المتین. ومن صرَف عِنان التوجه إلی هذه الآیة وأمعنَ فیه حق الإمعان فیری أنها شاهد علی بیاننا هذا ویکون من المذعنین.

فـلا تـعـذلـونـی بعد ما قلتُ سِرَّه وأثْبَتـــه بـــدلائـــل الـــفـــرقـــانِ
وقـد بـانَ بـرهـانی بقولٍ واضحٍ وأنـار صـدقـی عـنـد ذی العرفانِ
وعـلیـک بـالـصدق النقیّ وسُبلِه ولو أنـــه ألـقـاک فـی الـنیـرانِ

ثـم اعـلـم أنّ لـلّٰـه تـعـالـی صفات ذاتیة ناشیة من اقتضاء ذاته وعلیها مدار الـعـالمین کلها وهی أربعة ربوبیّة[۱] ورحمانیّة[۲] ورحیمیّة[۳] ومالکیّة[۴] کـما أشار اللّٰه تـعـالـی إلیهـا فی هذه السورة وقال رَبِّ العالمِیْنَ[۱] الـرَّحْمٰنِ[۲] الرَّحِیْمِ[۳] مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ[۴]. فهـذه الـصـفات الذاتیة سابقة علی کلّ شیء ومحیطة بکل شیء ومنها وجودُ الأشیاء واستعدادها وقابلیتها ووصولها إلی کمالاتها. وأما صفة الغضب فـلیسـت ذاتیة لـلّٰـه تـعـالٰی بل هی ناشیة من عدم قابلیة بعضِ الأعیـان للکمال ﴿۸۷﴾

المطلق وكذلك صفة الإضلال لا يبدو إلا بعد زيغ الضالين. وأما حصر الصفات المذكورة فى الأربع فنظرًا على العالم الذى يوجد فيه آثارها. ألا ترى أن العالم كله يشهد على وجود هذه الصفات بلسان الحال وقد تجلت هذه الصفات بنحوٍ لا يشك فيها بصيرٌ إلا من كان من قوم عمين. وهذه الصفات أربعٌ إلى انقراض النشأة الدنيوية ثم تتجلى من تحتها أربع أخرى التى من شأنها أنها لا تظهر إلا فى العالم الآخر وأوّلُ مَطالِعِها عرشُ الرب الكريم الذى لم يتدنس بوجودِ غير اللّٰه تعالى وصار مظهرًا تامًّا لأنوار رب العالمين وقوائمه أربعٌ ربوبية ورحمانية ورحيمية ومالكية يوم الدين. ولا جامِعَ لهذه الأربع علٰى وجه الظلّيّة إلا عرشُ اللّٰه تعالٰى وقلبُ الإنسان الكامل وهذه الصفات أمهات لصفات اللّٰه كلها ووقعت كقوائم العرش الذى استوى اللّٰه عليه وفى لفظ الاستواءِ إشارة إلى هذا الانعكاس على الوجه الأتم الأكمل من اللّٰه الذى هو أحسن الخالقين. !وتنتهى كل قائمةٍ من العرش إلٰى مَلَكٍ هو حاملُها ومدبّرُ أمرها ومورِدُ تجلياتها وقاسِمُها على أهل السماء والأرضين. فهذا معنى قول اللّٰه تعالى وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ [1] فإن الملا ئكة يحملون صفاتًا فيها حقيقة عرشية. والسرّ فى ذلك أن العرش ليس شيئًا من أشياء الدنيا بل هو برزخ بين الدنيا والآخرة ومبدأٌ قديم للتجليات الربانية والرحمانية والرحيمية والمالكية لإظهار التفضلات وتكميل الجزاء والدّين. وهو داخلٌ فى صفات اللّٰه تعالى فإنه كان ذا العرش من قديم ولم يكن معه شيء فكُنْ من المتدبرين. وحقيقة العرش واستواء اللّٰه عليه سِرٌّ عظيم من أسرار اللّٰه تعالٰى وحكمةٌ بالغة ومعنى روحانى وسُمِّيَ عرشًا لتفهيم عقول هذا العالم ولتقريب الأمر إلى استعداداتهم وهو واسطة فى وصول الفيض الإلٰهى والتجلى الرحمانى من حضرة الحق إلى الملائكة ومن الملائكة إلى الرُّسل. ولا يقدَح

[1] الحاقة: ۱۸

﴿۸۸﴾ فی وحدته تعالی تکثُّرُ قوابلِ الفیض بل التکثر ھٰھنا یوجب البرکات لبنی آدم ویعِینھم علی القوۃ الروحانیۃ وینصرھم فی المجاھدات والریاضات الموجبۃ لظھور المناسبات التی بینھم وبین ما یصلون إلیہ من النفوس کنفس العرش والعقول المجرد ۃ إلی أن یصلون إلی المبدأ الأول وعلّۃ العلل. ثم إذا أعان السالکَ الجذباتُ الإلٰھیۃ والنسیمُ الرحمانیۃ فیقطع کثیرا من حجبہ وینجیہ من بُعد المقصد وکثرۃ عقباتہ وآفاتہ وینوِّرہ بالنور الإلٰھی ویُدخلہ فی الواصلین. فیکمل لہ الوصول والشھود مع رؤیتہ عجائباتِ المنازل والمقامات. ولا شعورَ لأھل العقل بھذہ المعارف والنکات ولا مَدخَل للعقل فیہ والاطلاعُ بأمثال ھذہ المعانی إنما ھو من مشکاۃ النبوۃ والولایۃ وما شمّت العقل رائحتہ وما کان لعاقل أن یضع القدم فی ھذا الموضع إلا بجذبۃ من جذبات ربّ العالمین.

وإذا انفکّت الأرواح الطیبۃ الکاملۃ من الأبدان ویتطھرون علی وجہ الکمال من الأوساخ والأدران یُعرَضون علی اللّٰہ تحت العرش بواسطۃ الملا ئکۃ فیأخذون بطور جدید حظًّا من ربوبیتہ یغائر ربوبیۃً سابقۃ وحظًّا من رحمانیۃ مغایرَ رحمانیۃٍ أولی وحظًّا من رحیمیۃ ومالکیۃ مغایرَ ما کان فی الدنیا. فھنالک تکون ثمانی صفات تحملھا ثمانیۃ من ملائکۃ اللّٰہ بإذن أحسن الخالقین. فإن لکل صفۃ مَلَک مُوَکَّلٌ قد خُلق لتوزیع تلک الصفۃ علی وجہ التدبیر ووضعھا فی محلھا وإلیہ إشارۃ فی قولہ تعالی ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ فتدبَّرْ ولا تکُنْ من الغافلین.

وزیادۃ الملائکۃ الحاملین فی الآخرۃ لزیادۃ تجلیاتٍ ربانیۃ ورحمانیۃ ورحیمیۃ ومالکیۃ عند زیادۃ القوابل فإن النفوس المطمئنۃ بعد انقطاعھا ورجوعھا إلی العالم الثانی والرب الکریم تترقی فی استعداداتھا فتتموج الربوبیۃ والرحمانیۃ والرحیمیۃ والمالکیۃ بحسب قابلیاتھم واستعداداتھم کما تشھد علیہ کشوف العارفین. وإن کنت

﴿۸۹﴾ من الذين أُعطِيَ لهم حظٌّ من القرآن فتجد فيه كثيرا من مثل هذا البيان فانظرُ بالنظر الدقيق لتجد شهادة هذا التحقيق من كتاب اللّٰه رب العالمين.

ثم اعلم أن فى آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] إشارة عظيمة إلى تزكية النفوس من دقائق الشرک واستيصال أسبابها ولأجل ذلک رغّب اللّٰه فى الآية فى تحصيل كمالات الأنبياء واستفتاح أبوابها فإن أكثر الشرک قد جاء فى الدنيا من باب إطراء الأنبياء والأولياء وإن الذين حسبوا نبيهم وحيدًا فريدًا ووحده لا شريک له كذات حضرة الكبرياء فكان مآل أمرهم أنهم اتخذوه إلهًا بعد مدة وهكذا فسدت قلوب النصارٰى من الإطراء والاعتداء. فاللّٰه يشير فى هذه الآية إلى هذه المَفسدة والغواية ويومئ إلى أنّ المنعَمين من المرسَلين والنبيين والمحدَّثين إنما يُبعَثون ليصطبغ الناس بصبغ تلک الكرام لا أن يعبدوهم ويتخذوهم آلهة كالأصنام فالغرض من إرسال تلک النفوس المهذَّبة ذوى الصفات المطهرة أن يكون كلُّ متّبع قريعَ تلک الصِفاتِ لا قارِعَ الجبهةِ على هذه الصَّفاة. فأومأ اللّٰه فى هذه الآية لأولى الفهم والدراية إلى أن كمالات النبيين ليست ككمالات رب العالمين وأن اللّٰه أحدٌ صمدٌ وحيدٌ لا شريک له فى ذاته ولا فى صفاته وأما الأنبياء فليسوا كذلک بل جعل اللّٰه لهم وارثين من المتّبعين الصادقين فأُمّتُهم وُرثاؤهم يجدون ما وجد أنبياؤهم إن كانوا لهم متبعين. وإلى هذا أشار فى قوله عزّ و جلّ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [2] فانظرْ كيف جعَل الأُمّةَ أحبّاءَ اللّٰه بشرط اتّباعهم واقتدائهم بسيد المحبوبين. وتدل آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ أن تُراث السابقين من المرسَلين والصدّيقين حقٌّ واجبٌ غيرُ مجذوذ ومفروضٌ للاحقين من المؤمنين الصالحين إلى يوم الدين. وهم يرثون الأنبياء

[1] الفاتحة: ۶، ۷ [2] ال عمران: ۳۲

﴿۹۰﴾ ويجدون ما وجدوا من إنعامات اللّٰه. وهذا هو الحق فلا تكن من الممترين.

وأما سِرُّ ذٰلك التوارث ولِمِّيّة المورِث والوارث فتنكشف من تلك الآية التى تُعلّم التوحيد وتُعظّم الرب الوحيد فإن اللّٰه المعين وأرحم الراحمين إذا علّم دقائق التوحيد وبالَغَ فى التلقين وقال ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ فأراد عند هذا التعليم والتفهيم أن يقطع عروقَ الشرك كلّها فضلًا من لدنه ورحمةً منه على أُمّة خاتم النبيين لينجّى هذه الأُمّةَ من آفات وَرَدَت على المتقدمين. فعلَّمنا دعاءً مَبرَّةً وعطاءً وجعَلَنا منه من المستخلصين. فنحن ندعو بتعليمه ونطلب منه بتفهيمه فرحين برِفْده مفصِحين بحمده قايلين :﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ . صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّين﴾ ونحن نسأل اللّٰه لنا فى هذا الدعاء كلَّ ما أُعطِىَ للأنبياء من النعماء ونسأله أن نثبت كالأنبياء على الصراط ونتجافى عن الاشتطاط وندخل معهم فى مربَع حظيرة القدس متطهرين من كل أنواع الرجس ومبادرين إلى ذَرَى ربِّ العالمين. فلا يخفى أن اللّٰه جعلنا فى هذا الدعاء كأظلال الأنبياء وأورثَنا وأعطانا المعلوم والمكتوم والمعكوم والمختوم ومِن كل الآلاء والنعماء فاحتملْنا منها وِقْرَنا و رجعْنا بما يسدّ فقرنا وسالت أوديةٌ بقدرها فأُحْلِلْنا محلَّ الفائزين. وهذا هو سِرّ إرسال الأنبياء وبعثِ المرسلين والأصفياء لنُصبَّغ بصبغ الكرام وننتظم فى سلك الالتيام ونرث الأولين من المقرَّبين المنعَمين.

ومع ذلك قد جرت سُنّة اللّٰه أنه إذا أعطى عبدًا كمالًا وطفق الجُهّال يعبدونه ضلالًا ويُشركونه بالرب الكريم عزةً وجلالًا بل يحسبونه ربًّا فعّالًا فيخلق اللّٰهُ مِثْلَه ويُسمّيه بتسميته ويضع كمالاته فى فطرته وكذلك يجعل لغيرته ليُبطل ما خطر فى

قلوب المشركين. يفعل ما يشاء ولا يُسأل عما يفعل وهم من المسؤولين. يجعل ﴿۹۱﴾
من يشاء كالدَّرّ السائغ للاغتذاء أو كالدُّرّة البيضاء فى اللمعان والصفاء ويسوق إليه شربًا من التسنيم ويضمّخه بالطِّيب العميم حتى يُسفِر عن مَرْأى وسيم وأَرَج نسيم للناظرين. فالحاصل أنه تعالى أشار فى هذا الدعاء لطُلّاب الرشاد إلى رحمته العامّة والوداد فكأنّه قال إننى رحيم وَسِعَتْ رَحْمَتِىْ كُلَّ شَىْءٍ أجعل بعضَ العباد وارثًا لبعض من التفضل والعطاء لأسُدّ باب الشرك الذى يَشيع من تخصيص الكمالات ببعض أفراد من الأصفياء. فهذا هو سِرُّ هذا الدعاء كأنه يُبشّر الناس بفيض عامٍ وعطاءٍ شاملٍ لأنامٍ ويقول إنى فيّاض وربّ العالمين ولستُ كبخيل وضنين. فاذكروا بيتَ فيضى وما ثَمَّ فإن فيضى قد عمَّ وتمَّ وإن صراطى صراط قد سُوِّىَ ومُدَّ لكل من نهض وأعتدَ واستعدّ وطلب كالمجاهدين. وهذه نكتة عظيمة فى آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وهى إزالة الشرك وسدُّ أبوابه فالسلام على قوم استُخلِصوا من هذا الشرك وعلى مَن لديهم وعلى كل مَن تبِعهم من الطالبين الصادقين.

وفى الآية إشارة أخرى وهى أن الصراط المستقيم هو النعمة العظمى ورأس كل نعمة وبابُ كل ما يُعطى وينتاب العبد نِعمَ اللّٰه مُذْ أُعطِىَ له هذه الدولة الكبرىٰ ومُلكٌ لا يبلٰى. ومن تأهّبَ لهذه النعمة ووُفِّقَ للثبات عليها فقد دُعِىَ إلى كل أنواع الهدى ورأى العيشَ النضير والنور المنير بعد ليالى الدجى. نجّاه اللّٰه من كل الهفوات قبل الفوات وأدخله فى زمر التُقاة بعد مُقاناة العُصاة وأراه سبل الذين أنعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. وأما حقيقة الصراط المستقيم التى أُريدتْ فى الدين القويم فهى أن العبد إذا أحبّ ربَّه المنّان وكان راضيًا بمرضاته وفوّض إليه الروح والجَنان وأسلم ﴿۹۲﴾

وجهه للّٰه الذی خلق الإنسان وما دعا إلا إیاه وصافاه وناجاه وسأله الرحمةَ والحنان وتنبّهَ مِن غشیه واستقام فی مشیه وخشِی الرحمن وشغَفه اللّٰه حُبًّا وأعانَ وقوّی الیقین والإیمانَ فمالَ العبد إلی ربه بکل قلبه وإرُبه وعقله وجوارحه وأرضه وحقله وأعرضَ عما سواه وما بقِی له إلا ربه وما تبِع إلا هواه وجاء ه بقلب فارغ عن غیره وما قصَد إلا اللّٰهَ فی سبل سیره وتاب من کل إدلال واغترار بمال وذی مال وحضَر حضرةَ الرب کالمساکین ووَذَرَ العاجلةَ وألغاها وأحبَّ الآخرة وابتغاها وتوکّلَ علی اللّٰه وکان للّٰه وفنٰی فی اللّٰه وسعٰی إلی اللّٰه کالعاشقین. فهذا هو الصراط المستقیم الذی هو منتهی سیر السالکین ومقصد الطالبین العابدین. وهذا هو النور الذی لا یحلّ الرحمةُ إلا بعد حلوله ولا یحصل الفلاحُ إلا بعد حصوله وهذا هو المفتاح الذی یُناجی السالکُ منه بذات الصدور وتُفتح علیه أبواب الفراسة ویُجعل مُحدَّثًا من اللّٰه الغفور. ومَن ناجٰی ربَّه ذاتَ بکرة بهذا الدعاء بالإخلاص وإمحاض النیّة ورعایة شرائط الاتّقاء والوفاء فلا شکّ أنه یحلّ محلّ الأصفیاء والأحبّاء والمقرّبین. ومن تأوّهَ آهةَ الثکلان فی حضرة الربّ المنّان وطلَب استجابةَ هذا الدعاء من اللّٰه الرحمن خاشعا مبتهلا وعیناه تذرفان فیُستجاب دعاؤه ویُکرم مثواه ویُعطی له هداه وتُقوّی له عقیدتُه بالائل[1] المنیرة کالیاقوت ویُقوّی له قلبُه الذی کان أوهنَ من بیت العنکبوت ویُوفَّق لتوسعة الذَّرُع ودقائق الورع فیُدعی إلی قِری الروحانیین ومطائب الربّانیین. ویکون فی کل حال غالبا علی هَوًی مغلوبٍ ویقوده برعایة الشرع حیث یشاء کأشجع راکب علی أطوعِ مرکوبٍ ولا یبغی الدنیا ولا یتَعَنَّی لأجلها ولا یسجد لعِجُلها ویتولاه اللّٰه وهو یتولّی الصالحین. وتکون نفسه مطمئنة ولا تبقی کالمبید

[1] یظهر ان اللفظ "بالدلائل". شمس

﴿۹۳﴾ الـمُـضِلّ ولا تُحَمْلقُ حملقةَ الباز المُطِلّ ويرى مقاصدُ سلوكه كالكرام ولا تكون سُحُبه كالجَهام بل يشرب كل حين من ماء مَعين. وحثَّ اللّٰه عباده على أن يسألوه إدامةَ ذلك الـمـقـام والتثبّت عليه والوصول إلى هذا المرام لأنه مقام رفيع ومرام منيـع لا يـحـصـل لأحـد إلا بـفـضـل ربه لا بجهد نفسه فلا بد من أن يضطر العبد لتحصيل هذه النعمة إلى حضرة العزة ويسأله إنجاحَ هذه المُنية بالقيام والركوع والسجدة والتـمـرغ عـلـى تُـرُب المَذلّة باسطًا ذيل الراحة ومتعرضًا للاستماحة كـالسـائـلـيـن الـمضطرين. وجملةُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إشـارةٌ إلى رعاية حسن الآداب والتـأدب مـع ربّ الأربـاب فـإن لـلدعاء آدابًا ولا يعرفها إلّا من كان توّابًا ومـن لا يُبـالـي الآداب فيغضب اللّٰه عليه إذا أصرّ على الغفلة وما تاب فلا يرى من دعـائـه إلا العقوبة والعذاب فلأجل ذلك قلّ الفائزون فى الدعاء وكثر الهالكون لِـحُـجـب الـعُـجْب والغفلة والرياء . وإن أكثر الناس لا يدعون إلا وهم مشركون وإلـى غيـر الـلّٰه متوجهون بل إلى زيد وبكر ينظرون فاللّٰه لا يقبل دعاء المشركين ويتـركهـم فى بيدائهم تائهين وإن حَبُوة اللّٰه قريب من المنكسرين. وليس الداعى الـذى يـنـظـر إلى أطراف وأنحاء ويُختلب بكل برق وضياء ويريد أن يُترِع كُمَّه ولـو بـوسـائـل الأصـنـام ويعلو كلَّ ربوة راغبا فى حَبُوة ويبغى معشوق المرام ولو بتـوسـل الـلـئـام والفاسقين. بل الداعى الصادق هو الذى يتبتل إلى اللّٰه تبتيلا ولا يسـأل غيره فتيلا ويجىء اللّٰهَ كالمنقطعين المستسلمين ويكون إلى اللّٰه سيرُه ولا يـعبـأ بمن هو غيرُه ولو كان من الملوك والسلاطين. والذى يكبّ على غيره ولا يـقـصـد الـحق فى سيره فهو ليس من الداعين الموحّدين بل كزاملة الشياطين فلا ينظر اللّٰه إلى طلاوة كلماته وينظر إلى خِبْثةِ نيّاته وإنما هو عند اللّٰه مع حلاوة لسانه وحسـن بيـانـه كمثل روثٍ مفضَّض أو كَنيفٍ مبيَّض قد آمنتُ شفتاه وقلبُه من الكافرين.

﴿۹۴﴾ فأولئک الذین غضب اللّٰہ علیھم وھم المرادون من قولہ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ إنھم دُعُوا إلی سُبُل الحق فترکوھا بعد رؤیتھا وتَخیَّروا المفاسد بعد التنبہ علٰی خِبْثَتھا وانطلقوا ذات الشمال وما انطلقوا ذات الیمین وإنھم رکنوا إلی المَیْنِ وما بقی إلا قِیْدَ رُمحَیْنِ وعدموا الحق بعد ما کانوا عارفین. وأمّا الضّالون الذین أُشیر إلیھم فی قولہ عزّ وجلّ الضَّالِّینَ فھم الذین وجدوا طریقا طامسًا فی لیل دامس فزاغوا عن المحجّۃ قبل ظھور الحجّۃ وقاموا علی الباطل غافلین. وما کان مصباح یؤمّنھم العثارَ أو یبیّن لھم الآثار فسقطوا فی ھوّۃ الضلال غیر متعمدین. ولو کانوا من الداعین بدعاء اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ لحفظھم ربُّھم ولأراھم الدین القویم ولنجّاھم من سبل الضلالۃ ولھداھم إلی طرق الحق والحکمۃ والعدالۃ لیجدوا الصراط غیر ملومین. ولکنھم بادروا إلی الأھواء وما دعَوا ربَّھم للاھتداء وما کانوا خائفین بل لوَّوا رؤوسھم مستکبرین. وسرَتْ حُمَیّا العُجْب فیھم فرفضوا الحق لھفواتٍ خرجت مِن فیھم ولفظتُھم تعصباتُھم إلی بوادی الھالکین. فالحاصل أن دعاء ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ﴾ یُنجی الإنسان من کل أَوَدٍ ویُظھِر علیہ الدین القویم ویُخرجہ من بیتٍ قفرٍ إلی ریاض الثمر والریاحین. ومن زاد فیہ إلحاحا زادہ اللّٰہ صلاحًا. والنبیون آنسوا منہ أُنُسَ الرحمٰن فما فارقوا الدعاء طُرفۃَ عین إلی آخر الزمان. وما کان لأحد أن یکون غنیا عن ھذہ الدعوۃ ولا معرضا عن ھذہ المُنْیۃ نبیًّا أو کان من المرسَلین. فإن مراتب الرشد والھدایۃ لا تتم أبدًا بل ھی إلی غیر النھایۃ ولا تبلغھا أنظارُ الدرایۃ فلذلک عَلَّمَ اللّٰہ تعالٰی ھذا الدعاء لعبادہ وجعَلہ مدار الصلاۃ لیتمتعوا برشادہ ولیُکمّل الناس بہ التوحیدَ ولیذکُروا المواعید ولیُستَخلصوا من شرکِ المشرکین ومن کمالات ھذا الدعاء أنہ یعمّ کلَّ مراتب الناس وکلَّ فرد من أفراد الأناس. وھو دعاء غیر محدود لا حدَّ لہ ولا انتھاءَ ولا غایَ ولا أرجاءَ

﴿۹۵﴾ فطوبى للذين يداومون عليه بقلبٍ دامى القُرح وبروح صابرة على الجُرح ونفسٍ مطمئنة كعباد اللّٰه العارفين. وإنه دعاء تضمَّنَ كلَّ خير وسلامة وسداد واستقامة وفيه بشارات من اللّٰه ربّ العالمين. وقيل إن الطريق لا يُسَمَّى صراطًا عند قوم ذوى قلب ونور حتى يتضمن خمسة أمور من أمور الدين وهى الاستقامة[۱] والإيصال[۲] إلى المقصود باليقين وقرب[۳] الطريق وسَعَتُهٗ[۴] للمارّين وتعيينه[۵] طريقا للمقصود فى أعين السالكين. وهو تارةً يُضاف إلى اللّٰه إذ هو شرَعه وهو سوّى سُبُلَه للماشين. وتارة يُضاف إلى العباد لكونهم أهل السلوك والمارّين عليها والعابرين.

والآن نرى أن نُوازِن هذا الدعاء بالدعاء الذى علّمه المسيحُ فى الإنجيل ليتبين لكل مُنْصف أيُّهما أشفى للعليل وَأدرأُ للغليل وأرفعُ شأنا وأتمُّ برهانا وأنفع للطالبين. فاعلم أن فى إنجيل لوقا قد كُتب فى الإصحاح الحادى عشر أن المسيح عَلّم الدعاء هكذا (۲) فقال لهم يعنى للحواريين متى صلّيتم فقولوا ابانا الذى فى السماوات ليتقدس اسمُك ليأت ملكوتُك لتكُنْ مشيئتك كما فى السماوات كذلك على الأرضين. خُبزَنا كفافَنا أعطِنا كل يوم واغفِرْ لنا خطايانا لأننا نحن أيضا نغفر لكل من يُذنب إلينا (يعنى نغفر للمذنبين). ولا تُدخلنا فى تجربة لكن نَجِّنا من الشرير. هذا دعاء علّم للمسيحيين.

فاعلم أنه دعاء يفرّط فى الصفات الربّانية وكذلك ما يحيط على مقاصد الفطرة الإنسانية بل يزيد سَوْرة الحسرة الروحانية ويحرّك القُوى لطلب الأهواء الفانية والشهوات المتفانية مع الذهول عن سعادات يوم الدين. ومِن جملة جُمَلِه فقرةٌ أعنى **لِيَتقدّسْ اسمك** فانظر فيها بعقلك وفهمك هل تجده حَرِيًّا

﴿۹۶﴾ بشأن الأكمل الذى ليستْ له حالة منتظَرة من حالات الكمال ولا مرتبة مترقَّبة من مراتب التقدس والجلال. فإن المحامد والتقدسات كلها ثابتة لحضرة العزة ولا يُنتَظَر شيء منها فى الأزمنة الآتية وهذا هو تعليم القرآن وتلقين كلام اللّٰه الرحمٰن كما مرّ كلامنا فى هذا البيان. ومن أقبلَ على الفرقان المجيد وفهِمه وتدبَّرَ ونظَره بالنظر السّديد فينكشف عليه أن الفرقان قد أكمل فى هذا الأمرِ البيانَ وصرّح بأن للّٰه كمالا تامًّا وكل كمالٍ ثابت له بالفعل وليس فيه كلام وتجويز الحالة المنتظَرة له جهلٌ وظلم واجترام. وأما الإنجيل فيجعل البارئ عزّ اسمه محتاجًا إلى الحالة المنتظَرة وضاجرًا لكمالاتٍ مفقودة غير الموجودة ولا يقبَل وجودَ كمال شجرته بل يُظهِر الأمانىَ لإيناع ثمرته وليس قائلَ استنارةِ بدره بل ينتظر زمانَ عُلُوّ قدره. كأن رَبَّ الإنجيل واجِمٌ من فقد المرادات وعاجز عن إمضاء الإرادات. وكم من ليلة باتَها ينتظر كمالاتٍ ويترقب تغيُّرَ حالات حتى يئس من أيام رشاده وأقبلَ على عباده ليتمنوا له حصول مراده وليعقدوا الهمم لزوال كَمَدِه وعلاج رَمَدِه. سبحان ربنا إنْ هذا إلا بُهتان مبين. إنما أمرُه إذا أراد شيئًا أن يقول له كن فيكون. ما لِلْبَلْبالِ ورَبٍّ ذى الجلال ربّ العالمين. ثم دعاء المسيح دعاءٌ لا أثر فيه من غير التنزيه كأنّه يقول إن اللّٰه منزّه عن الكذب والتمويه ولكن لا توجد فيه كمالات أخرى ولا من الصفات الثبوتية أثرٌ أدنٰى فإن التنزيه والتقديس من الصفات السلبية كما لا يخفى على ذوى المعرفة والبصيرة وأما الصفات السلبية فهى لا تقوم مقام الإثبات كما ثبت عند الثقات. وأما ما علّمَنا القرآن من الدعاء فهو يشتمل على جميع صفات كاملة توجد فى حضرة الكبرياء ألا ترى إلٰى قوله عزّ وجلّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ. كيف أحاط صفاتِ اللّٰه جُموعَها وتأبّطَ أصولها وفروعها

﴿۹۷﴾ وأشار فِی الْحَمْدُ لِلّٰہِ أن اللّٰہ ذاتٌ لا تُحصی صفاته ولا تُعَدّ کمالاته وأشار فی رَبِّ الْعَالَمِینَ أن وَبْلَ ربوبیته یعمّ السماواتِ والأرضین والجسمانیین والروحانیین. وأشار فی الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ أن الرحمة بجمیع أنواعها من اللّٰہ القیّوم القدیم والخلّاق الکریم وأشار فی قوله یَوْمِ الدِّینِ أن مالِکَ المجازاة هو اللّٰہ لا غیره من المخلوقین وأن أبحُر المجازات جاریة وهی تمرّ مَرَّ السحاب کل حین وکل ما یری عبدٌ من فضل اللّٰہ وإحساناته بعد أعمالٍ صالحةٍ وصِدْقِهِ وَصَدَقاتِهِ فإنما هو صنیعة مجازاته. ففی هذه المحامد إشارات رفیعة عالیة ودلالات لطیفة متعالیة علی کل کمالٍ لحضرة اللّٰہِ جامِعِ کلِّ جمال وجلال. ثم من المعلوم أن اللام فی الْحَمْدُ لِلّٰہِ لِلاستغراق فهو یشیر إلی أن المحامد کلها للّٰہ بالاستحقاق. وأما دعاء الإنجیل أعنی "لیتقدسُ اسمک" فلا یشیر إلی کمال بل یخبر عن خطراتِ زوال ویُظهِر الأمانی لتقدیس الرحمن کأن التقدس لیس له بحاصل إلی هذا الآن. فما هذا الدعاء إلا من نوع الهذیان فإنک تعلم أن اللّٰہ قُدّوسٌ من الأزل إلی الأبد کما هو یلیق بالأحد الصمد فهو منزّه ومقدّس من کل التدنسات فی جمیع الأوقات إلٰی أبد الآبدین ولیس محروما ومن المنتظرین.

ثم قوله تعالی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ إلٰی یَوْمِ الدِّینِ ردٌّ لطیف علی الدهریین والملحِدین والطبیعیین الذین لا یؤمنون بصفات اللّٰہ المجید ویقولون إنه کعِلّةٍ موجِبة ولیس بالمدبّر المُرید ولا یوجد فیه إرادة کالمنعِمین والمعطین. فکأنه یقول کیف لا تؤمنون بربّ البریّة وتکفرون بربوبیته الإرادیة وهو الذی یُربّی العالمین ویغمر بنواله ویحفظ السماوات والأرض بقدرته وجلاله ویعرف من أطاعه ومن عصا فیغفر المعاصی أو یؤدّب بالعصا ومن جاء ه مطیعًا فله

﴿۹۸﴾ جنّتانِ وحفّتْ به فرحتان فرحة يصيبه من اسم الرّحيم وأخرى من الرّحمٰن القديم فيُجزَى جزاءً أوفى من اللّٰه الأعلى ويُدخَل فى الفائزين. ولا شك أن هذه الصفات تجعل اللّٰه مستحقًّا للعبادة معطيًا من عطايا السعادة وأما التقديس وحده كما ذُكر فى الإنجيل فلا يُحرّک الروحَ للعبادة بل يتركها كالنائم العليل. وأما سِرُّ هذا الترتيب الذى اختاره فى الفاتحة ربُّنا المجيد ذو المجد والعزّة وذكر المحامد قبل ذكر الدعاء والعبادة فاعلم أنه فعَل ذلک ليذكّر عبادَه عظمةَ صفات البارئ ذى المجد والعلاء قبل الدعاء ويشير إلى أنه هو المولَى لا مُنعِمَ إلّا هو ولا راحِمَ إلا هو ولا مُجازِىَ إلا هو ومنه يأتى كلُّ ما يأتى العباد من الآلاء والنعماء. وهذا الترتيب أحسنُ وللروح أنفع فإنه يُظهِرُ على السعيد منن اللّٰه الرحيم ويجعله مستعدًّا ومقبِلاً على حضرة القدير الكريم ويَظهَر منه تموُّجٌ تامٌّ فى أرواح الطلباء كما لا يخفى على أهل الدهاء. وأما تخصيص ذكر الربوبية والرحمانية والمالكية فى الدُّنيا والآخرة فلأجل أن هذه الصفات الأربعة أُمّهاتٌ لجميع الصفات المؤثّرة المفيضة ولا شک أنها محرّكات قويّة لقلوب الداعيين.

ثم الإنجيل يذكر اللّٰه تعالى باسم الأب والقرآن يذكره باسم الرب وبينهما بون بعيد ويعلَمه من هو زكى وسعيد وإن لم يعلمه من كان من الجاهلين. فإن لفظ الأب لفظٌ قد كثر استعماله فى المخلوقين فنَقْلُه إلى الرب تعالى فعلٌ فيه رائحة من الإشراک وهو أقرب للإهلاک كما لا يخفى على المتدبرين.

ثم اعلم أن شكر المحسن المنَّان أمرٌ معقول مسلَّم عند ذوى العقول والعرفان وإذا كان المحسن مع إحسانه العام ورحمه التام خالقَ الأشياءِ وقيّوم العالم من الابتداء إلى الانتهاء وكان فى يده كل أمر الجزاء فيضطر الإنسان طبعًا ليرجع إلى جنابه ويتذلّل على بابه وينجو من تبابه وإذا وجده فلا يَتأوَّبُه عنده هَمٌّ

﴿۹۹﴾ ولا يُفزِعه وَهْمٌ ويكون من المطمئنين. وهذا الأمر داخلٌ فى فطرته ومركوز فى جِبلّته ومتنقشٌ فى مُهُجته أنه يطلُب صاحبَ هذه الصفات عند التردّدات ويؤُمّ به المخرج من المشكلات. والطالبون يتعاطون بذكره كأسَ المنافثة ويقتدحون لطلبه زنادَ المباحثة ويجوبون البرارى والفلوات ويطلبون أثر ذلك الجامع للبركات وقاضى الحاجات ويبيتون مجاهدين. فبشّر اللّٰه عبادَه أنه هو وأنه مقصد ملامح عيونهم ومقصود مرامى لحظهم ومدار شؤونهم فليطلبوه إن كانوا طالبين. ومن هذا المقام يظهَر عظمةُ الفاتحة وكونُه من اللّٰه العلام فإنها مملوّة من كل دواء وعلاج لكلّ داء ومَنْجَى من كل بلاء يقوّى الضعفاء ويبشّر الصلحاء ويفتح أبواب الخير وسُدَدَه ويعطى كلَّ ذى رشد رشده إلا الذى أحاط عليه غباوته وشقاوته فصار من الهالكين. وانظرْ إلى كمال ترتيب الفاتحة من اللّٰه ذى الجلال والعزّة كيف قدّم ذِكْرَ اسم اللّٰه فى العبارة وجعَله سرًّا مجملا لتفاصيل الصفات الأربعة وزيّن العبارةَ بكمال لطائف البلاغة ثم أردفَه صفةَ الربوبية العامة فإن اللّٰه كان ككنز مخفى من أعين أهل المعرفة فأوّلُ ما عرَّفه كانت ربوبيتُه بكمال الحكمة والقدرة. ثم ذكَر اللّٰه فى الفاتحة رحمانية وبعدها رحيمية وقفّاها مالكية فوضَعها طباقًا وطبَّقها إشراقا وجعل بعضها فوق بعض وضعًا كما كان مدارجها طبعا وفيه آيات للمتدبّرين. وعلّم اللّٰهُ عباده أن يقدّموا هذه المحامد بين يديه ويسألوا الهداية والاستقامة بعد الثناء عليه لتكون هذه الصِّفات وتصوُّرُها سببًا لفور عيون الرّوحانية ووسيلة للحضور والذوق والمَواجيد التعبدية وليُستجاب الدعاء بهذا الحضور ويكون موجبا لأنواع السرور والنور والبُعد عن المعاصى والفجور لأن العبد إذا عرف أنه يعبد ربًّا أحاط ذاتُه جميعَ أنواع المحامد وهو قادر على أن يستجيب جميع أدعية المحامد وعرَف أنه ربٌّ عظيم يوجد فيه جميع أنواع الربوبية ورحمٰن كريم يوجد فيه جميع أقسام الرحمانية ورحيم قديم يوجد فيه كل أصناف الرحيمية

﴿۱۰۰﴾ ومالِکُ مجازاة یقدر علی أن یجزی کل ذی مرتبة فی الإخلاص علی حسب المرتبة فیجد ذاتَه عظیمَ الشأن فی القدرة ویجد عظمةَ صفاته خارجةً من الإحاطة فیسعی إلی بابه ویبادر إلی جنابه قائلاً إیَّاکَ نَعْبُدُ وَإِیَّاکَ نَسْتَعِین فیجمع فی هذا الکلام انکسار العبد وجلال رب العالمین. فهذا الاجتماع المبارک یقطع عرق الاستربة ویکون سببا قریبا للاستجابة فیکون الداعی من المقبولین بل ممن لا یشقی بهم جلیس ولا یقربهم غُولٌ ولا تلبیس ولا یخِیب فیهم مظنون وتُرفَع حُجبهم فلا یُطوی دونهم مکنون فیطلع علی ما حَکَّ فی صدور الناس وعلی أمور سماویة متعالیة عن طور العقل والقیاس ویدخل فی أهل السرّ والقرب والمکلَّمین. ویکون له الرب الکریم کالخِلّ الودود والخِدْن المودود بل أقرب من کل قریب وأحبَّ من کل حبیب ویکون کلامه أحلی من کل شربة وإلهامه ألذّ من کل لذّة ویدخُل اللّٰه فی القلب ویشغَفه حُبًّا وینظر إلی المُحِبِّ فیجعله لُبًّا ویصبّغه بصبغ المتبتّلین. ویأتیه منه البرهان والنور واللمعان والعلم والعرفان فلا یسعه الکتمان ولو اختفی فی مغارة الأرضین فسبحان ربّنا ربِّ الأوّلین والآخرین.

واعلموا أیها الناظرون والعلماء المستبصرون أن عیسٰی علیه السلام علّم تمهیدًا قبل الدعاء والقرآن علّم تمهیدا قبل الدعاء والفرق بینهما ظاهر علی أهل الدهاء فإن تمهید القرآن یُحرّک الروح إلی عبادة الرحمٰن ویحرّک العباد إلی أن ینتجعوا حضرتَه بإمحاض النیّة وإخلاص الجَنان ویَظهَر علیهم أنه عینُ کل رحمة وینبوعُ جمیع أنواع الحنان ومخصوص باسم الربّ والرحمٰن والرّحیم والدیّان فالذین یطّلعون علی هذه الصفات فلا یزایلون أهلَها ولو سقطوا فی فلوات الممات بل یسعون إلیه ویوطنون لدیه بصدق القلب وصحّة النیّات ویتراکضون إلیه خیلَهم ﴿۱۰۱﴾ ویسعون کالمشوق ویضطرم فیهم هوی المعشوق فلا یناقش أهواءٌ أُخری

عند غلبة هوا ربّ العالمين. فثبت أن فی تمهيد هذا الدعاء تحريكا عظيمًا للعابدين.

فإن العبد إذا تدبّرَ فی صفات جعَلها اللّٰه مقدّمة لدعاء الفاتحة وعلِم أنها مشتملة علی صفات كماله ونُعوت جلاله باستيفاء الإحاطة ومحرّكة لأنواع الشوق والمحبة وعلِم أن ربّه مبدأٌ لجميع الفيوض ومنبع لجميع الخيرات ودافعٌ لجميع الآفات ومالكٌ لكل أنواع المجازات منه يبدأ الخَلق وإليه يرجع كل المخلوقات وهو منزه عن العيوب والنقائص والسيئات ومستجمِع لسائر صفات الكمال وأنواع الحسنات فلا شک أنه يحسَبه مُنجِحَ جميعِ الحاجات ومُنجِيًا من سائر الموبقات فيكابد فی ابتغاء مرضاته كلَّ المصائب ولو قُتل بالسهمّ الصائب ولا يُعجِزه الكروبُ ولا يدری ما اللغوب ويجذبه المحبوب ويعلم أنه هو المطلوب وييسر له استقراءَ المسالک لتطلُّب مرضاة المالک فيجاهد فی سبله ولو صار كالهالک ولا يخشی هولَ بلاء وينبری لكل ابتلاء ولا يبقی له من دون حُبِّه الأذكار ولا تستهويه الأفكار وينزل من مطيّة الأهواء ليمتطی أفراس الرضاء ويَضُفِر أَزِمّةَ الابتغاء ليقطع المسافة النائية لحضرة الكبرياء ويظلّ أبدًا له مُدانِيًا ولا يجعل له ثانيا من الأحبّاء ولا يَعتورُ قلبه بين الشركاء ويقول يا ربّ تسلَّمْ قلبی وتكفينی لجذبی وجلبی ولن يُصبِينی حسن الآخرين. هذه نتائج تمهيد دعاء الفاتحة وأما تمهيد دعاء عيسی عليه السلام فقد عرفتَ حقيقته وما فيه من الآفة فلا حاجة إلی الإعادة فتفكَّرْ فی إيماضی وتندَّمْ من زمان ماضی وكُنْ من التائبين.

ثم بعد ذلک ننظر إلی دعاء علّمه عيسی وإلٰی دعاء علّمه ربُّنا الأعلٰی ليتبيّن ما هو الفرق بينهما لذی النُّهی ولينتفع به من كان من الصالحين.

﴿۱۰۲﴾ فاعلم أن عيسى عليه السلام علّم دعاءً يتزرّى عليه إنصافنا أعنى خُبْزَنا كفافَنا وأما القرآن فعاف ذِكْرَ الخُبز والماء فى الدعاء وعلّمَنا طريق الرشد والاهتداء وحثَّ على أن نقول اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ونطلب منه الدين القويم ونعوذ به من طرق المغضوب عليهم والضالين وأشار إلى أن راحة الدنيا والآخرة تابعةٌ لطلب الصراط وإخلاص الطاعة فانظرْ إلى دعاء الإنجيل ودعاء القرآن من الرب الجليل وكن من المنصفين. وأما ما جاء فى دعاء عيسٰى ترغيب فى الاستغفار فهو تأكيد لدعاء طلبِ الخبز كأهل الاضطرار لعل اللّٰه يرحم ويعطى خبزا كثيرا عند هذا الإقرار فالاستغفار تضرُّعٌ لطلب الرغفان وأصل الأمر هو طلب الخبز من اللّٰه المنّان. ويثبُت من هذا الدعاء أن أكثر أُمم عيسٰى كانوا عشّاق الذهب واللُّجَين وهاجِرِى الحقِّ للحجرَين وبائعى الدين ببخسٍ من الدراهم ومختبِنى خلاصةِ النضّ وتاركى ذيلِ الربّ الراحم والعاثين عاصين. وحُبِّبَ إليهم أن يتخذوا الطمع شِرعةً وحُبَّ الدنيا نُجعةً. فاستشرِفِ الأناجيلَ ليظهَر عليك صدقُ ما قيل واتّق الرب الجليل ودَعِ الأقاويل ولا تحسب الحق الصريح كالمعضلات واستوضِحْ منى المشكلات لأُخبرك عن أنباء العُصاة والمنجِيات والمهلِكات ففَتِّشِ الحقَّ قبل حُموم الحِمام وهجوم الآلام ونزعِ الروح وحصر الكلام واعلم أن الخير كله فى الإسلام فطوبٰى للذى ضرب الخيام فى هذا المقام وقوّى يقينَه بالإلهام ووحى اللّٰه العلام وردّاه اللّٰه رداءَ الإكرام. إن المسلمين قوم سجاياهم إعلاءُ كلمة التوحيد وبذلُ النفس ابتغاءً لمرضات اللّٰه الوحيد وصلحاء هم يتأفّفون من الدنيا بل من الإمرة ولا يتخيرون لأنفسهم إلا وجه رب ذى العزة ولا يُشجِيهم إلا آنُ غفلة مِن ذِكر الحضرة يتوكّلون عليه ويطلبون منه هداه ولا يركنون إلى الخَلق بل يبتغون حباه ويمشون فى الأرض هونًا ولا يبطِشون جبّارين. وشأنُهم إطالةُ الفكرة

﴿۱۰۳﴾ وتحقيق الحق وتنقيح الحكمة. يراعون فى الرياسة تهذُّبَ السياسة وفى أوان الخصاصة والافتقار آدابَ التبصر والاصطبار. ولا تفاضُل فيهم إلا بتفاضل التقوى والتقات ولا ربَّ لهم إلا ربّ الكائنات. وكل ذٰلک أنوار حاصلة من الفاتحة كما لا يخفى على أهل الفطرة الصحيحة والتجربة. فالحق أن الفاتحة أحاطت كلّ علم ومعرفة واشتملت علٰى كلِّ دقيقةٍ حقٍّ وحكمة وهى تجيب كل سائل وتذيب كل عدوّ صائل ويطعم كلَّ نزيلٍ إلى التضيّف مائلٍ ويسقى الواردين والصادرين. ولا شک أنها تزيل كل شک خيّب وتجيح كل هم شَيَّبَ وتعيد كلّ هدُوٍّ تَغيَّبَ وتُخجِل كلَّ خصيم نَيَّبَ ويبشر الطالبين. ولا معالج كمثله لسمّ الذنوب وزيغ القلوب وهو الموصِل إلى الحق واليقين.

وأما الهداية التى قد أُمِرنا لطلبها فى الفاتحة فهو اقتداءُ محامدِ ذات اللّٰه وصفاته الأربعة وإلى هذا يشير اللام الذى موجود فى اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ويعرِفه من أعطاه اللّٰه الفهمَ السليم. ولا شک أن هذه الصفات أُمّهات الصفات وهى كافية لتطهير الناس من الهَنات وأنواع السيئات فلا يؤمن بها عبد إلا بعد أن يأخذ من كل صفة حظَّه ويتخلق بأخلاق رب الكائنات. فمن استفاض منها فيُفتَح عليه باب عظيم من معرفة الرب المحبوب وتتجلى له عظمتُه فتحصُل الأمانةُ والتنفُّرُ من الذنوب والسكينةُ والإخبات والامتثال الحقيقى والخشية والأنس والذوق والشوق والمَواجيد الصحيحة والمحبة الذاتية المُفنِية المحرقة بإذن اللّٰه مُربِّى السالكين.

وهٰذه كلها ثمرات التدبر فى مضامين الفاتحة فإنّها شجرة طيبة تؤتى كلَّ حين أُكُلًا من المعرفة ويروى من كأس الحق والحكمة فمن فتَح باب قلبه لقبول نورها فيدخل فيه نورها ويطّلع على مستورها ومن غلّق الباب فدعا ظلمتَه إليه بفعله

﴿۱۰۴﴾ ورأى التبابَ ولحِق بآلهالكين.

ثم اعلم أن قوله تعالى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ يدل على أن السعادة كلها فى اقتداء صفات ربّ العالمين. وحقيقةُ العبادة الانصباغُ بصبغ المعبود وهو عند أهل الحق كمال السعود فإن العبد لا يكون عبدا فى الحقيقة عند ذوى العرفان إلا بعد أن تصير صفاتُه أظلالَ صفاتِ الرحمٰن فمِن أمارات العبودية أن تتولد فيه ربوبيةٌ كربوبية حضرة العزة وكذلك الرحمانية والرحيمية وصفة المجازات أظلالًا لصفات الحضرة الأحدية. وهذا هو الصراط المستقيم الذى أُمِرنا لنطلبه والشرعةُ التى أوصينا لنرقُبها مِن كريم ذى الفضل المبين.

ثم لما كان المانع من تحصيل تلك الدرجات الرياءَ الذى يأكل الحسنات والكبرَ الذى هو رأس السيئات والضلالَ الذى يُبعِد عن طرق السعادات أشار إلى دواء هذه العلل المهلكات رحمةً منه على الضعفاء المستعدّين للخطيّات وترحّمًا على السالكين فأمَر أن يقول الناس ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ لِيستخلصوا من مرض الرياء وأمَر أن يقولوا ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ليستخلصوا من مرض الكبر والخيلاء وأمر أن يقولوا ﴿اِهْدِنَا﴾ ليستخلصوا من الضلالات والأهواء. فقوله ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ حثٌّ على تحصيل الخلوص والعبودية التامة وقوله ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ إشارةٌ إلى طلب القوّة والثبات والاستقامة وقوله ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ إشارةٌ إلى طلب علمٍ مِن عنده وهدايةٍ من لدنه لطفًا منه على وجه الكرامة. فحاصل الآيات أن أمر السلوك لا يُتمَّم أبدًا ولا يكون وسيلةً للنجاة إلا بعد كمال الإخلاص وكمال الجهد وكمال فهم الهدايات بل كلُّ خادم لا يكون صالحا للخدمات إلا بعد تحقُّق هذه الصفات.

﴿۱۰۵﴾ مثـــلاً إن كـان خادم مخلصا وموصوفا بأوصاف الأمانة والخلوص والعفّة ولـكـن كان من الكسالى والوانين القاعدين وكـالضُجَعة النومة لا مِـن أهـل السعى والجهد والجدّ والقوّة فلا شكّ أنـه كَـلٌّ عـلـى مولاه ولا يستطيع أن يتّبع هداه ويكون من المطاوعين. وخادم آخر مخلص أمين ومع ذلك مجاهد وليس بقاعد كـالآخـرين ولكنه جَهول لا يفهم هداياتِ مخدومه ويُخطء ذاتَ مـرارٍ كـالـضـالـيـن؛ فـمن جهله ربما يجترء على الممنوعات ويـوقـع نـفسـه فـى الـمـخاطرات والمحظورات ويبعد عن مرضاة الـمولٰى من جهل جاذب من الجهلات وربما يضيع نفائس المولٰى ودُرره وجـواهـره مـن كـمـال جهـلـه وحمقـه وسوء فهمـه ويضع الأشياء فى غير محلها من زيغ و همه فهذا الخادم أيضا لا يستطيع أن يستـحصل مرضات المخدوم ويُسقطه جهله كلّ مرة عن أعين مـولاه فيبكى كالمَوقُوم وكذلك يعيش دائما كالملعون الملوم و لا يكون من الممدوحين. بل يراه المولى كالمنحوس الذى لا يأتى بخير فى سير ويخرب بقعته ورحاله وأمواله فى كل حين.

وأمـا الـخـادم الـمبـارك والعبد المتبرك الذى يُرضى مولاه ولا يترك نـكتة مـن هـداه ويسـمـع مـرحبـاه فهـو الـذى يـجـمـع فى نفسـه هذه الثلاث

﴿۱۰۶﴾ سـويًّـا ولا يؤذى مولاه بخيانة وحَدُل ولا يُطَحْطِحه بكسل أو جهل فيصير عبدًا مرضيًّا. فهذه هى الأشراط الثلا ثة للذين يسلكون سبل ربهم مسترشدين. وفى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ إشارةٌ إلى الشرط الأول وإلى الشرط الثانى فى ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ وإلى الثالث فى ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ فطوبٰى للذين جمعوا هذه الثلاث ورجعوا إلى ربهم كاملين وتأدّبوا مع ربهم بكل الأدب وسلكوا بكل شريطة غير قاصرين. فأولئک الذين رضى اللّٰه عنهم ورضوا عنه ودخلوا حظيرة القدس آمنين. ولما كانت هذه الشرائط أهم الأمور لِلذى قصد سبل النور جعَلها اللّٰهُ الحكيم من أجزاء الدعاء ليتدبر السالکُ كالعقلاء وليستبين سبيل الخائنين.

وهذا آخر ما أردنا فى هذا الكتاب بفضل ربّ الأرباب

والحمد للّٰه رب العالمين. والسلام على سيّدنا

ورسولنا محمد خاتم النبيين. رَبِّ أَمْطِرْ

مطرَ السوء على مكذّبيه واجعلْنا

من المنصورين.

آمين.

بقلم احقر العباد من المريدين لحضرت المسيح الموعود والمهدى المسعود العبد المفتقر

الى اللّٰه الاحد غلام محمد الامرتسرى عفى عنه

﴿الف﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدّین. والصَّلاۃ والسلام علٰی سیّد وُلد آدم سیّد الرسل والأنبیاء أصفی الأصفیاء محمد خاتم النبیین وآلہ وأصحابہ أجمعین.

أما بعد فیقول العبد الضعیف المُفتقر إلی اللّٰہ القوی الأمین **نورُ الدّین** عصَمہ اللّٰہ من الآفات وأدخلہ فی زُمرۃ الآمنین وجعلہ کاسمہ :نور الدین إنّی قد کنتُ لَہِجتُ مُذُ رأیتُ المفاسد من أھل الزمان وشاھدت تغیُّر الأدیان أن أُرزَق رؤیۃَ رجل یجدّد ھذا الدّین ویرجم الشیاطین. وکنت أرجو ھذہ المُنیۃ لأن اللّٰہ قد بشَّر المؤمنین فی کتاب مبین وقال وھو أصدق القائلین : وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] إلی آخر ما قال رب العالمین. وکذا قال الذی ما ینطق عن الھوی إن ھو إلا وحیٌ یوحَی وھو الصدوق الأمین صلّی اللّٰہ علیہ وسلم إن اللّٰہ یبعث فی ھذہ الأمۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ مَن یجدّد لھا دینھا فکنتُ لِرحمتِہ من المنتظرین. فقصدتُ لھذہ البُغیۃ بیتَ اللّٰہ مھبطَ أنوار الحق والیقین فکنتُ أجوبُ البرار ی وأقطع الصحار ی وأستقرِی عبدًا من العباد الربّانیین.

﴿ب﴾

[1] النور:۵۶

فتوسَّمتُ فی البقعة المبارکة المکرّمة شیخی الشیخ السید حسین المهاجر الورع الزاهد التقیّ وشیخی الشیخ محمد الخزرجی الأنصاری وفی طابة الطَیبة تشرفتُ بلقاء شیخی وسیدی ومولائی الشیخ عبد الغنی المجددی الأحمدی وکلهم کانوا کما أظن من المتّقین جزاهم اللّٰه عنّی أحسن الجزاء آمین یا رب العالمین. وهؤلاء الشیوخ رحمهم اللّٰه کانوا علی أعلی المراتب من التقوی والعلم ولکن لم یکونوا علی أعداء الدین من القائمین ولا لشُبهاتهم مستأصلین بل فی الزوایا متعبدین وبمناجاة ربهم مُتخلّین.

وما رأیت فی العلماء مَن توجّه إلی دعوة النصاریٰ والآریة والبراهمة والدهریّة والفلاسفة والمعتزلة وأمثالهم من الفِرق المضلّین. بل رأیتُ فی الهند ما ینیف علی تسع مائة ألف من الطلبة رفضوا العلوم الدینیة واختاروا علیها العلوم الإنکلیزیة والألسنة الأوربیة واتخذوا بِطانةً من دون المؤمنین.

وأَزْیَدَ مِن ستین ألف ألف رسالة طُبعت فی مقابلة الإسلام والمسلمین. هٰذه المصیبة وعلیها نسمع المشائخ وأتباعهم أنهم یقولون إن الدعوة والمناظرات خلاف دَیْدَنِ أهل الکمال وأصحاب الیقین. وعُلماؤنا إلا من شاء اللّٰه ما یعملون☆ ما یُفعَلَ بالدّین وأهل الدّین. والمتکلمون منتهی تدقیقاتهم مسألة إمکان کذب البارئ (نعوذ باللّٰه) وامتناعه لا لتبکیت الکافرین وردّ مکائد المعاندین. ومع هذه الشکوی فنشکر مساعی الشیخ الأجلّ وأستاذی الأکمل رحمة اللّٰه الهندی المکّی والدکتور وزیرخان رحمهما اللّٰه تعالی والسید الإمام أبی المنصور الدهلوی والزکی الفطِن السید محمد علی الکانفوری والسید اللبیب مصنِّف

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ’’یعلمون‘‘ ہونا چاہیے۔(ناشر)

﴿ج﴾ تنـزيه القرآن وأمثالهم سلّمهم اللّٰه فشكر اللّٰه سعيهم وهو خير الشاكرين.

لـكـن جهادهم مع شعبة واحدة مـن مـخـالـفـى الإسلام ثم ما كان بالآيات السماوية والبشارات الإلهية.

وكـنـتُ حـريـصًـا عـلـى رؤية رَجُلٍ أىْ رَجُلٍ واحدٍ من أفراد الدهر قائمٍ فى الـمـضـمـار لتأييد الدين وإفحام المخاصمين. فرجعتُ إلى الوطن وأنا كالهائم الوَلَهان أَخبِطُ ورقَ نهارى بعصا تَسْيارى ومن المتعطشين الطالبين. فبينما أنتظر الـنـداء مـن الـصادقين إذ جاء تنى بشارة من جناب السيد الأجَلِّ والعالِم الحبر الأبـلِّ مـجـدّد المائة ومهدى الزمان ومسيح الدوران **مؤلّف البراهين**. فـجـئتُـه لأنـظر حقيقة الحال فتفرّستُ أنه هو الموعود الحَكَم العَدْل وأنه الذى انتـدبَـه اللّٰه لتجديد الدّين فقال **لَبَّيْک يـا إلٰـهَ الْعَالمين** . فسجدتُ للّٰه شـكـرًا عـلـى هـذه الـمِـنّة الـعـظيـمة لک الـحـمـد والشكر والنعمة يـا أرحم الراحمين. ثـم اخترتُ محبّتَه واستحسنتُ بيعته حتى غمرتْنى رأفتُه وغشِيتنى مـودّتـه وصِـرتُ فـى حبـه مـن المشغوفين. فآثرتُه على طارفى وتالِدى بل على نـفسى وأهلى ووالدى وأعزّتى الأقربين. أصبى قلبى علمُه وعرفانه فشكرًا لمن أتـاح لـى لُـقْيانه. ومِن سعادة جَدّى أنى آثرتُه على العالمين فشمّرتُ فى خدمته تشـميرَ من لا يألو فى ميدانٍ من الميادين فالحَمْد للّٰه الذى أحسن إلىَّ وهو خير المحسنين.

فَـوَالـلّٰـهِ مُـذْ لَاقَيتُـه زادنـى الهُدى وعـرفـتُ مِـن تـفهيمِ أحمَدَ أحـمَدَا

وَكم مِن عويصٍ مشكلٍ غيرِ واضحٍ أنارَ علىَّ فصرتُ منه مُسهّدا
وما إنْ رأينا مثلَه بطلاً بدا وما إنْ رأينا مثله قاتِلَ العِدا
وأكفَرَه قومٌ جَهول وظالِمٌ وكذّبه مَن كان فَظًّا ومُلحِدا
وهذا على الإسلام إحدى المصائبِ يُكفَّرُ مَن جاء النبىَّ مُؤيِّدا
أفى القومِ تُمدَح يا مُكفِّرَ صادِقٍ ألا إنّ أهل الحق سمَّوك مُفْندا
نبَذتَ هُدى العرفان جهلاً وبعدَه أخذتَ طريقًا قد دعاك إلى الرَّدى
وإن كنتَ تسعى اليومَ فى الأرض مفسِدًا فتُحرَق فى يوم النشور مُزوّدا
ولو قَبُلَ إكفارٍ تفكّرتَ ساعةً لَعَمُرى هُديتَ وما أبيتَ تبدُّدا
قصدتَ لتُرضِى القومَ مِن سوء نِيّة وكان رِضَى البارى أتمَّ وأوكَدا
وما فى يديک لتبعدن مقرَّبًا إلٰه البرايا قد دناه وأحمدا
وقد كنتَ تقبَل صدقَه وكتبتَه فمِثلُک كُفرًا ما رأينا ضَفَنْدَدا
ألا إنه قد فاق صدقًا خواصَّكم ودافَى رؤوسَ الصائلين وأَرْجَدا
أتُكفِرُ يا غُولَ البرارى مثيلَه أتلعَنُ مقبولا يحبّ محمّدا
وتعسًا لكم يا زُمَرَ شيخٍ مزوّرٍ هلكتم وأرداكم وعفّى وأفسَدا
له كُتُبٌ اَلسب والشتم حَشْوُها شريرٌ ويستقرى الشرور تعمُّدا
أضلَّ كثيرًا مِن ضلالات وَهْمه وباعدَ مِن حق مبين وأبعَدا
وما إنْ أرى فيه الفضيلةَ خاصةً نعَمْ فى طريق المفسدين تَفرَّدا
يُشيع رسالاتٍ لِبَغْيِ ثَرائدٍ ولِيجلِبَ الحُمْقى إليها ويُرفِدا
وما كان لى بغضٌ به وعداوةٌ وفى اللّٰه عادَيناه إذ ذمَّ أحمَدا

فخُذْ يا إلٰهى رَأْسَ كلّ معاند كأَخْذِک مَن عادى وليًّا وشدّدا
لتكون آيات لكلّ مكذّب حريص على سبٍّ مُباهٍ تحسُّدا
ويا طالبَ العرفان خُذْ ذيلَ نوره ودَعْ كلَّ ذى قول بقول المهتدى
وفى الدين أسرارٌ وسبلٌ خفيّة يلاحظها بصرٌ يلاقى إثْمَدا
وآخر دعوانا أن الحمد كله
لرَبٍّ رحيم بعث فينا مجدّدا

قد تمت هذه القصائد وقد أحببنا أن نلحقها ببعض قصائد بليغة فصيحة من كلام الأديب المفلِق السيّد محمد سعيد الشامى الطرابلسى سلّمه اللّٰه تعالى قد نظمها ومدَح بها سيّدَنا ومرشدَنا المشارَ إليه فيها وهجا الفرقةَ النصرانية ومن خالَفَه.

خضَعتُ لِرفعةِ مجدِک العظماءُ وأتتْک تسحَب ذيلَها العَلياءُ
ورنَتْ إليک مع الوقار وسلّمتْ وتفاخرتْ بمديحک الشعراءُ
ولک الأمان من الزمان وما علٰى مَنْ لاذَ فيک من الزمان عَناءُ
قد حُزْتَ فضلًا مِن إلٰهک فوق ما قد حازَه مِن قبلک الآباءُ
وحوَيتَ علمًا ليس فيه مشارِکٌ لک فى الأنام ولِلْإلٰه عطاءُ
يا مَن إذا نزَل الوفودُ ببابه أغناهُمُ عمّا إليه جاءوا
أنت الذى وعَد الرسولُ وحبَّذا وعدٌ به قد صحّت الأنباءُ
أنت الذى إنْ حلَّ جَدْبٌ فى الملا ودعوتَ ربَّک حَلَّه الإرواءُ
طُوبٰى لعبدٍ قد رضٰى بک ملجأً إذ لا يخيب و راحتاه مَلاءُ
طوبٰى لقومٍ أنت بيضةُ مُلكهم وكذا العصر أنت فيه ذُكاءُ

﴿و﴾ طُوبٰی لدارٍ أنت فیها قاطنٌ فلقد بدَتْ فی سَوْحها الزَّهْراءُ

یا أیّها الحبُرُ الأجلّ ومَن به یرجی المراد وتُکشَف الضَّرّاءُ

إنی لأرغب أن أری لک سیدی وجهًا علیه من الجمال رِداءُ

یا واحدًا فی ذاته وصفاته قد حقّقتْ بوجودک الأشیاءُ

وبک استقامت للعلا أرکانُه وتزیّنتْ بمقامک الجَوْزاءُ

أَیّدتَ دینَ الحق یا عَلَمَ الهدی وأَبَنْتَ طرقًا طَمَّها الجهلاءُ

ورفعتَ للإسلام حصنًا باذخًا تفنی الدّهورُ وما یلیه فناءُ

ونکَأْتَ أهلَ الشِّرک حتی أصبحوا فی غیّهم قد مَسَّهم إقواءُ

وسلَلْتَ سیفًا للشریعة بینهم لمّا رأوه أَکَبَّهم أعباءُ

ما زلتَ تضرب فیهمِ حتی انثَنوا مِن وَقْعِه فکأنهم أهباءُ

جاؤوا لینتصروا علیک وما دَرَوا أن الإله علیک منه لِواءُ

صالُوا ورامُوا أن یفوزوا بالذی قصَدوا إلیه فصَدَّهم إعیاءُ

وتفرّقتْ أحزابهم لما رأوا أسدًا هَصُورًا کَفُّه عَضْباءُ

ما ضَرَّهم لو آمنوا إذ جئتَهم بل کذّبوک فخابت الآراءُ

هیهاتَ أن یصِلوا إلی ما أمّلوا حتی تَلینَ وتُنبِتَ الصَّمّاءُ

بئسَ الذی قصدوا إلیه من الردی وتنزّلتْ بقلوبهم بَأْساءُ

ضلّوا وقالوا إنّ عیسٰی لم یَمُتْ بل فی السماء وأین منه سماءُ

قد مات عیسٰی مثلَ موتةِ أُمِّه والموتُ حقٌّ لیس فیه خفاءُ

مَن کان ینکر ذا فلیس بمؤمن فیما أری والربُّ منه بَراءُ

﴿ز﴾

إنّ كان عيسٰى يأتيَنَّ بُعيدَ ما ذاقَ الحِمامَ فهٰكذا القدماءُ
لا مرحبًا بهم ولا أهلًا ولا سهلًا ولا حلّتهم الغَبراءُ
كلا ولا برِحتْ صباحًا مع مسا مَرَّ الدهورِ تجُذُّهم حَصْباءُ
قوم كأنهم الذياب إذا عوَتْ فاستحوذتُها أَكُلُبٌ ورُعاءُ
لا يقرَبون من الحلال وعندهم إن الحلال طريقة شَنْعاءُ
وإلى الحرام شواخصٌ أبصارُهم إن الحرام لمن يرُمْه غذاءُ
يا أيها البحر الذى ما مِثلُه بحرٌ وما لجميله إحصاءُ
بل أيها الغيث الذى أنواؤه فعلتْ بما لا تفعل الأنواءُ
حيّاك ربّى كلما هبّتْ صبا نَجْدٍ وما قد غنّتِ الوَرْقاءُ

أو ما تَرنَّمَ فى مديحک مُنشِدٌ
خضعَتْ لرفعةِ مجدک العظماءُ

السيّد محمد سعيد الشامى

وله رحمه اللّٰه تعالٰى

حمدٌ غزيرٌ صادقُ الإذعانِ لِلّٰهِ ربٍّ دائمِ الغفرانِ
فردٌ كثيرُ العفو والإحسانِ مُنْشِى الأنامِ ومُنْزِل الفرقانِ
إذ قد أُبيرتْ دولةُ الصلبانِ مِن وَقْعِ شهمٍ حاذِقِ الطعانِ
فى الحرب إذ يعدو بحدِّ سِنانِ مُحْيِ المَنونِ ومُوقِدُ النيرانِ

﴿ح﴾ كـالـليـث صادَفَ رَعْـلةَ الـضِّبْعانِ فى يومِ مـخمصةٍ عـلـى أَسوانِ
أسدٌ هِـزَبْرٌ ثـابِتُ الـجَـنانِ لم يـكترثْ بـكثرة الـفـرسانِ
بَتَلَ الشكوكَ بـقاطِعِ البرهانِ ودلائلٍ قـرّتْ بهـا الـعيـنانِ
حَبْرٌ أَمَدَّ مـوائدَ الـعـرفانِ وأَسَحَّ أَبْـحُرَها عـلى الـظمآنِ
ردَع الـخصومَ بـقدرة الـمنّانِ يَدْعون ويـلًا نُـكَّسَ الأذقانِ
يا أيها الـمولى الـعظيمُ الشانِ هيهاتَ عيـنى أن تـرى لک ثانِ
إذ كـنـتَ عَـلَمًا فـخرَ كـلّ زمانِ ولقد تـناقَلَ فضلَک الثَّقَلانِ
فـانـعَمْ ودُمْ بـالـعز والأمـانِ مـا هَـزَّ ريحٌ مُيَّدَ الأغـصـانِ

ولَهُ رحمه اللّٰه تعالى متغزلًا وممتدحًا لجناب المشار إليهؒ

ألا لا أرى مَـن أحـبّ بـعيـنـى وعدوّى أراه بـكـرةً وأصيلا
يـا لـقـومى ويا لصَحْبى الْـحَقُونى وأدرِكـونى فـقد غدَوتُ قتيلا
مِن لِـحاظٍ راشـقاتٍ بـقـلبى أسهـمًا عـنه لا ترى تـحويلا
وخدودٍ أينعَ الشـقيقُ عـليها و رُضـابٍ مِـزاجُـه زنـجبيلا
ظَبْيةٍ مِن قـاديـان سبَتْـنـى إذ رنَـتْ رنُـوةً وطـرفًا كـحيلا
حبَّذا قَـدُّهـا إذا يتثـنـى كتثنِّى الـغـصونِ ذُلّلتْ تـذليلا
مـا الشمس عندى ولا البدر فاعلَمْ فـى حُـلاهـا أرى لهـا تـمثيلا
كـلَّا ولستُ فى الجَنان براضٍ بسـواهـا ان أراهـا بـديـلا
ولـقـد أرانـى بعد مـا كـنتُ ليثًـا مُـصْـمَئِلًّا عَـمْثَهِـلًّا خَـنْشَلِيلا
يرهَب الأحمَسُ المدجَّج صوتى وبـعينى يرى الـعزيز ذليلا

تسحَب النملةُ یا فدَیتُک جسمی وابنُ آوی یدعو علیَّ العویلا ﴿ط﴾
غیرَ أنی وإن جُننتُ غرامًا فی هواها لأصبِرنّ جمیلا
فعسی الهُمام الذی إلیه المطایا قد تخطّتْ تَلائعًا وسهولا
خیرُ عبدٍ یراه أشرفُ قوم مَن لعیسی المسیحِ أضحٰی مثیلا
اَن یرانی ویکشف ما بی
عن قریب قبلَ أنوی الرحیلا

وقال رحمه اللّٰه تعالی مقرّظًا علٰی هٰذا الکتاب المبارک ومادحًا للجناب الأقدس نفَع اللّٰه بهِ المسلمین

کتابٌ حکی زَهْرَ الربیع نضارةً وحوی مِن النظم البدیع طُروسا
یُغنی الأدیبَ فَکَاهَةً وَ مَسَرَّةً عن أن یکون له الحبیب جلیسا
قد صاغه الحَبْرُ الذی أنوارهُ تَدَعُ اللیالَ إذا دَجَینَ شُموسا
لِلّٰهِ دَرُّ القادیان فإنّها کالشام حیث أقام فیها عیسی
بلدٌ بها غیثُ المواهب قد هَمَی وتقدستْ أرجاءها تقدیسا
فکأنما هی إیلیاءٌ إذ حوَتْ جبلًا حباه ربُّه النامُوسا
قَرْمٌ تقاصَرَ عن ثناء خصاله فُوهُ الزمان ولا یرٰی تدلیسا
بحرٌ تلاطَمَ بالمعارف موجه
شَهْمٌ علا رُتَبَ الکمال عروسا

﴿ی﴾

وقال مقرّظا عليه أيضًا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه رَبّ العَالمين. وصلى اللّٰه علىٰ سيد المُرسلين.

أما بعد فإنى قد سرّحتُ طرفى فى مضمار حَلْبة البيان وأجَلْتُ قِداح فكرى فى حديقة بستان الأذهان أعنى العُجالة التى ابتكرها نتيجة أفكار الزمان ومحطّ رجال العرفان نابغةُ دهره وسحبانُ قطره سيدُنا ومرشدنا مسيح الزمان مركزُ العِزّ والأمان الشيخُ العالم العلامة الحَبرُ الفاضل الجِهْبِذ الفهّامة سَمِيُّ مَن أُنزِل عليه الفرقان سيّدِ وُلْدِ عدنان عليه الصلاة والسلام أحمد الفِعال والخِصال أدام اللّٰه عليه سوابغ الإجلال ومنابع الأفضال ولا زال مرفوع الجناب مقبَّل الأعتاب فوجدتُها القِدْح المعلَّى والدُّرّة اليتيمة والروضة الأريضة والحديقة المثمرة وكيف لا ومُوجِدها حَبرٌ يشار إليه بالأنامل وبحرٌ ليس له من ساحل فكأنما قد عنَيتُه بقولى إذ كان به أحرى وبسِرّه أدرىٰ.

هيهاتَ يوجد فى الزمان نظيره ولقد حلفتُ بأنه لايوجدُ

باللّٰه ربِّ الراقصاتِ إلى مِنَى والقائمين ظلامَهم يتهجّدوا

فللّٰهِ دَرُّه ولا فُضَّ فُوه ولا عدمه بنوه إذ قد أحسنَ وأجادَ وبالَغَ فيما به أفاد.

تَمَّتْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ك﴾

اَلْحَمْد لِلّٰهِ الذی أطلعَ شموسَ الهداية فی قلوب أهل العرفان وأطمعَ نفوس أهل الغواية فی ورود منهل الغُفران وأنبعَ ينابيع المكارم ليَرِدَ على زلالها كلُّ ظمآن ورفَع منابر التقديس والتحميد وخفَض أعلام البُهتان. والصلاة والسّلام على سيد وُلدِ عدنان سيدِنا ونبيّنا محمدٍ الذی أتی بالبيان وعلى آله وأصحابه وأزواجه فی كل وقت وأوان.

أما بعد فيقول أسيرُ ذنبه وفقير عفو ربه المنّان محمد الطرابلسی الشامی الشهير بحميدان إننی لما دخلتُ الهند وبلدة قاديان واجتمعتُ بحَبْرها بل وحَبْرِ جميع البلدان مولانا وسيدنا الشيخ **ميرزا غلام أحمد** صاحِب الوقت ومسيح الزمان واطلعتُ على هذا الكتاب فإذا كتاب إذا ما لمحتُه استملحتُه وإنی أراه قد انتضى الحججَ لإزعاج المخالفين وإفحام المخاصمين ذو العِوَج أعطى كلَّ ذی سهم سهمه وما أخطأ سهمه. يدعو الضالين إلى الصلاح وما يدَع نُكتةً من لوازم الفلاح وجَب على المسلمين إطاعة أمره وقد أُشرِبَ قلبی أنه من الصادقين واللّٰه حسيب وهو يعلم سر الناس وجهرهم ويعلم ما فی السماوات والأرضين وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه ربّ العالمين ۔

﴿ل﴾

رؤيا غريبة

اعلموا أنى قمتُ فى عجز الليل على العادة لصلاة الفجر ثم بعد أدائها غلبتْنى عينى بالنوم فرأيتُ كأن مرشدنا رحمه اللّٰه تعالى قد صنع طعامًا كثيرا فاخرا ودعا إليه جمًّا غفيرا من الخَلق من بلاد مختلفة عربًا وعجمًا ثم بسَط سُفَرًا وموائدَ عديدة وجلس عليها أولئک القوم عشرة عشرة وأنا معهم فى أُخراهم فأكلوا وقاموا وبقيتُ منفردا. فداخلَنى الخجلُ وقمتُ غيرَ شبعٍ فنظرتُ عن يمينى مكانا مملوءً ا من المَرَق فصرتُ أغُبُّ منه حتى اكتفيت ثم انتهيت وانتهى الناس إلى مكان المذكورِ وقد فُرِش بأنواع الفُرُش النفيسة فجلسوا بحسب مراتبهم وفيهم العلماء والأمراء وغيرهم. فقام رجل منهم يعِظ الناس على طريقة الفقهاء الحنفية وكأنه نسب قولا إلى الأولياء فقال أحد أهل المحفل لعَن اللّٰه آباء الأولياء إن كانوا يقولون بهذا. فقلت لا بل أباک لم تكذّب أولياء اللّٰه. وجرى ذكرُ الإمام الجوهرى فسَبَّه رجلٌ منهم فغضبتُ عليه وقلت أتشتم إمام الدنيا فى اللغات العربية ولا تخاف من اللّٰه تعالى ورأيت كأنّ المذكورَ أيده اللّٰه تعالى قد أخذ بيدى وسلِک بى منفردا طريقا مستقيما محفوفًا بالأزهار والأشجار وقال لى إنى قد أردتُ الإقامةَ إما فى الشام أو فى أمرتسر فما رأيک فى هذا فقلت له إن رأيى أن تقيم فى الشام فإنها أرض اللّٰه ومَعقِل المسلمين وبها تتأهل وتبنى لک بيتًا وتتخذ بستانًا وأرضًا وإن أقمتَ معى فى مكانى حيث ذكرتُ لک فإنه أحسن وأتكفّل لک بجميع ذلک. فقال لى إن شاء اللّٰه أفعل ما أشرتَ به. ورأيت كأن قد جىء برجُلٍ مديد القامة أصهَبِ الوجه واللحية فى ثياب رثّة وهيئة قبيحة كأنه يراد قتله. ثم هببتُ مِن رقدتى متعجبا من ذلک وأظنه خيرا وإقبالًا للمذكور وأمنًا له من نوائب الزمان. هذا ما رأيته وعبّرته واللّٰه أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

السيّد محمد سعيد الشامى

إتمام الحجة على المكفِّرين من العلماء والمشايخ كلهم أجمعين

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته. وبعد فإنى قد سمعتُ أنكم أيها الإخوان كفّرتمونى وكذّبتمونى وحسبتمونى مفتريًا وناضلتمونى حتى نُثِلَت الكنائنُ وتبيّنَ الحق وظهر الأمر الكائن ولكن ما ركدتْ زعازِعُكم وما أخذتْكم هيبةُ الحق بل جُزْتم عن القصد جدًّا وحسبتم الحق شيئا إِدًّا وكنتم على قولكم من المصرّين. فلما ارتبتم فى أمرى وصرتم قرينَ الخنّاسِ ونَجِيَّ الوسواس توجّستُ ما هجَس فى أفكاركم وفطنت لما بطن من استنكاركم فصنّفتُ كتبًا قد حسُن ترتيبها وصُفِّفَ فوجُ تَعاجيبها وجمعتُ على التحقيق صفاء الدُرّ وسَكَرَ الرحيق وقُنُوء العقيق وكان فيها إزعاجُ أوهام المتوهمين وعلاجُ نزغات الشياطين وإصلاح نزوات المفسدين وبيان إعنات الباغين ومعاناة الطاغين ومعاداة العادين وحِيَل المحتالين وسطوة الجائرين وكيد الكائدين مع كثير من الدلائل والبراهين. وكانت أسماؤها فتحُ[1] الإسلام وتوضيحُ[2] المرام وإزالةُ[3] الأوهام و مرآةُ[4] كمالات الإسلام. ولكنكم ما رأيتم وتعاميتم وكفّرتم داعىَ اللّٰه وعصيتم وكنتم قومًا عادين. وأصررتم على إنكاركم حتى انتهى أمركم إلى تكفير المسلمين ولعن المؤمنين وكذّبتم أسرارًا لم تحيطوا بها وعنّفتمونى على ما لم تعلموا حقيقته وكنتم تضحكون علىّ مرتاحين. وكم مِن دلوٍ أدليتُها إلى أنهاركم لعلّى أجد قطرة من علمكم وأخباركم ولكنها لم ترجع ببلّةٍ ولم تجتلب نَقْعَ غُلّةٍ وما زادنى سُؤْلى منكم غيرَ يأسٍ وقنوط ودُرَخُمِين. فاسترجعتُ على انقراض العلم ودروسه وأفولِ أقماره وشموسه وذرفتْ عيناى على حال قوم فيه تلك العلماء الذين هم معروق العظم والمبعَّدون من أسرار الدّين. ومع ذلك وجدتُ كل واحد منكم سادرًا فى غلوائه وسادلًا ثوبَ خيلائه ومُفارِقًا مِن أرجاء حيائه ومن أكابر المفسدين. فلما انسرتْ جلبابُ خَفْركم وأماطت جذباتُ النفس خضراءَ قَفْرِكم

وتـواتـرتُ ريـحُ دَفُـرِكم فهِمتُ أن النصح لا يأخذ فيكم ولا ينفعكم قولُ ناصح كما لا ينفع المتمرّدين. فتأوّهتُ آهةَ الثكلان وعيناى تهمُلان ودعوتُ اللّٰه أيامًا سُجَّدًا وقيامًا وخـررت أمـام حـضـرته واستطرحت بين يديه مبتغيًا إليه أذيال وسيلته ورفعتُ صرخى كعقيرة المتألمين.

فـرأى الـلّٰـه بُـرَحـائـى واعتـداءَ أعدائى وقلّةَ أخـلّا ئى وبشّـرنى بفتوحات وآيات وكـرامـات ومَنَّ علىَّ بتأييده المبين. فمنها ما وعدنى ربى فى عشيرتى الأقربين أنهم كـانـوا يـكـذّبـون بـآيـات اللّٰه وكانوا بها يستهزؤن ويكفرون باللّٰه ورسوله وقالوا لا حـاجة لـنا إلى اللّٰه ولا إلى كتابه ولا إلى رسوله خاتم النبيين. وقالوا لا نتقبل آية حتى يُـرينا اللّٰه آية فى أنفسنا وإنّا لا نؤمن بالفرقان ولا نعلم ما الرسالة وما الإيمان وإنّا من الـكافرين. فدعوتُ ربى بالتضرع والابتهال ومددتُ إليه أيدى السؤال فألهمَنى ربى وقـال سـأريهـم آية مـن أنـفسهـم وأخبـرَنى وقال إننى سأجعل بنتًا من بناتهم آية لهم فسمّاها وقال إنها ستُجْعَل ثيّبةً ويموت بعلُها وأبوها إلى ثلاث سنة من يوم النكاح ثم نردها إليک بعد موتهما ولا يكون أحدهما من العاصمين. وقال إنّا رادّوها إليک لا تبـديـل لـكـلمات اللّٰه إن ربک فعّال لما يريد. فقد ظهَر أحد وعديه ومات أبوها فى وقـت مـوعـود فـكـونـوا لـوعـده الآخر من المنتظرين. فتأملوا فى هذا تأمُّلَ المنتقد وانـظـروا بـالـمصباح المتّقد هل هو فعلُ اللّٰه تعالٰى أو كيد المفترين. وهل يجوز أن يستـجيـب الـلّٰـه دعاءَ ملحد كافر كما يستجيب دعاء المقبولين. وكيف يخفى أمرُ رجـل يُميتُ اللّٰهُ لأجل إعزازه وإجلاله رجُلَين ويجعله فى أنبائه الغيبية من الصادقين. إن الـلّٰه لا يُظهِر على غيبه أحدًا إلا من ارتضى من رسولٍ الذى أرسله لإصلاح الخلق فى زىّ الأنبياء والمحدَّثين. ومنها مـا وعـدنى ربى واستجاب دعائى فى رجل مفسد عدو الـلّٰـه ورسـولـه الـمسـمـى ليـكهـرام الـفشـاورى وأخبـرنـى أنـه من الهـالكين. إنـه

کان یسبّ نبیَّ اللّٰہ ویتکلم فی شأنه بکلمات خبیثة فدعوتُ علیه فبشّرنی ربی بموته فی ستّ سنة إن فی ذلک لآیة للطالبین.

ومنها ما وعدنی ربی إذ جادلَنی رجل من المتنصرین الذی اسمه عبد اللّٰہ آتهم العنبرسری إنه کان أراد أن یشدّ جبایر الحِیَلِ علی دین النصاری ویواری سَوْءَتَه فصال علی الإسلام وکان من المتشددین. وباحَثَنی فی حلقة مغتصّة بالأنام مختصّة بالزحام وزخرفَ مکائده لإرضاء الکافرین. فثنَیتُ إلیه عِنانی وأبثثتُه من معارف بیانی وجعلته من المفحَمین.

فما وجم مِن قلّة الحیاء وکان یجمَح فی جهالا ته ویسدَر فی الغلواء . وامتدّت المباحثة إلی نصف الشهر وکنا نغدو إلیه بعد صلاة الفجر ونرجع فی وقت الهجیر عند اشتداد حرّ الظهیرة وترکنا الاستراحة کالمجاهدین. فبینما أنا فی فکر لأجل ظفر الإسلام وإفحام اللئام فإذا بشّرنی ربی بعد دعوتی بموته إلی خمسة عشر أشهر من یوم خاتمة البحث فاستیقظت وکنت من المطمئنین. ثم جئناه واجتمعت الحلقة وحضر الخاص والعام وأُحضِرت الدواة والأقلام فما لبثتُ أن قعدتُ وأنبأتُ مِن کل ما أُخبِرتُ من ربّ الأرباب وأملیتُه فی الکتاب ثم ارتحلت من دار غربتی وحسبت ذلک البحث أفضل قُربتی وحسبت ذلک النبأ نعمة من نعماء رب العالمین. فتفکروا عافاکم اللّٰہ ولا تعجلوا فی تکفیری ولا تسُبُّوا ولا تقذِفوا وإن کنتم فی شک فانتظروا هذه الأنباء المذکورة فإنها معیار لصدقی وکذبی. وإن لم تنتهوا فقد تمّتْ علیکم حجّة اللّٰہ وحجّتی ولن تضرّونی شیئًا وستُسألون عند مالک یوم الدین. وإن تتوبوا وتتقوا فاللّٰہ لا یُضیع أجر المحسنین۔

حاشیه متعلقه ص ۱۶۲۔و اسم بعلها سلطان محمد ابن محمد بیک و محمد بیک ابن نظام الدین و اسم عم بعلها محمود بیک و هم سکان قریة منحوسة المسماة فتّی فی ضلع لاهور. و اسم أبیها مرزا أحمد بیک و تُوُفّیَ بعد إلهامی هذا فی میعاد الإلهام. و أما بعلها سلطان محمد فحَیٌّ و بقی من میعاد موته قریبا من السنة. ربنا افتَحْ بیننا و بین قومنا بالحق و أنت خیر الفاتحین. منه. اصفر سنة ۱۳۱۱ھ.

ٹائیٹل بار اوّل

﴿الف﴾

مَن عادى أولياءَ الرَّحمٰنِ

فقد نبَذ الإيمانَ بِالمَجَّان

إنّى قُلت فى بعض كتبى إن اللّٰه يسلب إيمان قوم يعادون أولياء ه، فسألنى بعض الناس عن علل هذا السلب، وقال إنما الإيمان يتم باتّباع كتاب اللّٰه وسنن رسوله، فما ندرى أىّ ضرر للإيمان بعداوة أحد من المسلمين، بل نقول إنها أقوال لا أصل لها وإن هى إلّا وهم المتوهّمين .فاعلم أن هذا الرأى رأىٌ ركيكٌ أنحَفُ من المغازل، وأضعفُ من الجوازل، وإنما نشأ من قلة التدبّر من طبعٍ فَقَدَ دَرّ الفكر الصحيح، وأكبَّ على الدنيا بالقلب الشحيح، وكان من معارف الدين من الغافلين.

والأصل فى هذا الباب أن بنى آدم كشخص واحدٍ بعضهم كالرأس والقلب والكبد والمعدة والكلية وأعضاء التنفس، وهم سروات نوع الإنسان، وبعضهم كأعضاءٍ أُخرٰى .فالذين جعلهم اللّٰه كالرأس أو القلب وغيرهما من الأعضاء الرئيسة، فجعلهم مدارًا لحياة كل من سُمّىَ إنسانًا، وكما أن الإنسان لا يعيش من غير وجود هذه الأعضاء ، فكذلك الناس لا يعيشون بحياتهم الروحانى من غير وجود هؤلاء السادات من الرسل والنبيين والصديقين والمحدّثين والشهداء والصالحين . فظهر من هٰهنا أن الموت الروحانى هو مطرحُ بُغضِ الأولياء ، فالذى اشتد بُغضه ومُماراته بهذه الطائفة المقبولة، وتواترت مباراته بتلك الفئة المحبوبة، وما امتنع وما تاب، وما دعا اللّٰهَ أن يتداركه، وما ترَك السبَّ واللعن والطعن والخصومة، فآخرُ جزائه عند اللّٰه سلبُ الإيمان، وتركُه فى نيران الحسد والفسق والعصيان، حتى يلتحق برهط الشيطان، ويكون من الخاسرين .**والسرّ** فى ذٰلك أن أولياء اللّٰه قوم يحبهم اللّٰه ويُحبونه، ولهم بربهم

تعلقات قویّة، وله إليهم توجهات عجيبة، وعنايات لطيفة، وبينهم وبين اللّٰه أسرارٌ لا يعلمها إلا حِبُّهم، فيُحبّهم اللّٰه حُبًّا عجيبًا، ويُعادى من عاداهم ويوالى من والاهم، ولا يدرى أحدٌ لِمَ أَحَبَّهم إلى تلك المرتبة، ولِمَ أتمَّ لهم وظائف الوداد كلها، ولِمَ صاروا من المحبوبين .

وقد جرت عادة اللّٰه تعالى أنه يُفيض الحق على قلوبهم، ويُجرى لطائف العلوم فى خواطرهم، ويطهّر فكرتهم، ويُنقّح حكمتهم، ويُعطى لهم عِلم تبَصُّر العواقب، واتقاء مواضع المعاطب، ويقود كل خير إليهم، ويطرد كل شر منهم، ويُطلعهم على معارف كتابه وعلوم نبيّه، ويربيهم من عنده، ويهديهم إلى صراطه، وينعم عليهم بنعماه الظاهرة والباطنة، ويحفظهم من مقامات مزلّة الأقدام، ويجعلهم من المحفوظين، ويجعلهم مِن حُماة حوزة الإسلام، ويشرح صدورهم ويوجّههم إلى حضرته التى هى مبدأ الفيوض، فيأتيهم الفيض فى كل يوم غضًّا طريًّا، ويُنفَح فى صدورهم من ذلك الفيض الإلهى أنواع لوامع .والناس يعملون الخيرات تطبّعًا، وهُمْ طباعًا، ولا تصدر الأعمال الصالحة منهم تكلفا، بل تقتضيها فطرتهم السليمة، وتجرى فيها إراداتُ الصلاح كفوران العين، ولا يتكاء دهم من الأعمال الشاقة ما يتكاء د غيرَهم .تراهم كالجبال عند الأوجال، وتتبين شجاعتهم عند تبيُّنَ الأهوال، يتحلّون بمحاسن الأخلاق، ويتخلّون مما يسمّ☆ بالأخلاق، يصبرون تحت مجارى الأقدار حُبًّا ومواطأةً لا لِتنوُّهِ الأقدارِ، ويطيعون ربهم ببذل الروح واقتحام الأخطار، ابتغاءً لمرضاة اللّٰه لا لارتفاع الأخطار .لا يريدون مَلل الخلائق، ولا تجد فيهم سوء الطبع وتوشين الخلائق .الرّاحمون المحسنون إلى عباد اللّٰه، مآلُ الآمل وثمال اليتامى والأرامل ـ يبعُدون عن كل كدُورَة وظلام وعن الهيئة الظلمانية، ويُملأون من الأنوار ﴿ب﴾

☆يبدو أنه سهو من الناسخ، والصحيح "يصم" (الناشر)

والجواهر الإيمانية، ويُصيَّر صحنُ صدورهم مسعى للأوابد الروحانية، ويخرّون أمام السُّدّة الربّانية، وتغرق أرواحهم فى بحار حضرته ساجدين .ويخرجون من النفس والهواء☆ والإرادة، ولا يدرون النفسَ ولذّاتِها، ويقلّبهم اللّٰه يمينًا وشمالًا حكمةً من عنده، ويجدد لهم إراداتٍ بعد فناء الإرادات النفسانية كلها .ثم يُرسلهم إلى عباده رحمة منه، فيدعون الناسَ إلى الخير والصلاح، والسعادة والنجاح، فالذين يقبَلونهم ويتّبعونهم ويحذون حذوهم فى كل أعمالهم وأقوالهم وحركاتهم وسكناتهم، ولا يُفارقون أظلالهم ولا يخرجون عما أمروهم، فينالون السعادة ويفوزون فوز السعداء ، ويُرضون اللّٰه ورسوله ويكونون مُباركين.

فالحاصل أن خدمة هؤلاء الكرام عنوان السعادة، ومحبّتهم استثمار المعرفة، ومصافاتهم مُصافات اللّٰه، وبثّ مدائحهم زمام الفلاح، وتطلُّب مثالبهم من أمارات الطلاح، وتتبُّع عيوبهم مدحض المحسنات، وتكلُّف كُلَفِهم كفّارة السّيئآت. فالذين ما انتظموا فى سمطهم، وما انخرطوا فى جماعتهم، وما التحقوا برهطهم، بل عادَوهم وخالفوهم، وتجاوزوا الحد فى مَقُتهم عند المخاصمات، وتَعدَّوا الأدبَ فى المكالمات، فأحبط اللّٰه عملهم، وأرداهم وباء وا بسخط من اللّٰه، ورجع إليهم نكالٌ من اللّٰه وغضبٌ من عنده، فنزع اللّٰه من قلوبهم كلَّ حلاوة الإيمان ونور العرفان، وتركهم فى ظلمات خاسرين مخذولين.

ثم اعلم أن كل ما قلنا هى علل روحانية لسلب إيمان المخالفين، وأما الأسباب الخارجية لخسرانهم وبُعدهم عن الحق، فهى أسباب أعدّوها لهم من عند أنفسهم، فهى أنهم يُخالفون إمام الوقت وخليفة الزمان فى كل قوله وفعله وعقيدته، مع أنه على الحق ومؤيَّد من اللّٰه تعالٰى، فكلما يُخالفونه ويتركون طريقه فيَبعدون عن طرق السعادة والصدق والصواب، ويطرحهم شِقوتُهم فى فلوات

☆ يبدو أنه سهو الناسخ والصحيح "الهوى". (الناشر)

الخسران والتباب فيصيرون من الهالكين .

ومن المعلوم أن الرجل الذى خالف الحق وخالف الذى يدعو إلى الحق على بصيرة، فلا بد له أن يقع فى هوة الخطايا، فإنه خالف المحفوظَ المصيب المؤيَّد من اللّٰه .ثم معلوم أن المخالفة إذا بلغت منتهاها، فتزيد شقاوة المخالف يوما فيوما، فيكون حريصًا علٰى رد كل كلمة الحق والحكمة والصداقة التى أُعطيت لإمام الزمان، بل هذا هو النتيجة الضرورية اللازمة لكمال العناد، فإن العناد إذا بلغ كماله فيجترء المعاند لشدة عناده يومًا فيومًا على المخالَفة حتى يقع يومًا فى مخالفة عظيمة تُهلِكه وتسلب إيمانه، فيلحق بالمخذولين .ألا ترٰى أنك إذا اخترت طريقًا على وجه البصيرة وتعلم أنه طريق مستقيم يُوصلك إلى منزلك وداركَ سالما غانمًا، ومعك فى سفرك عدو شقى، فحمَله عداوتُك على أن يختار لنفسه طريقا آخر يُخالف طريقك مع أن فيه قطاعَ الطريق وسباع وأفاعى وآفات أخرٰى، فلا شك أنه ألقٰى نفسه إلى التهلكة، فإن هلك فما كان سبب هلاكه إلا مخالفتك، فتَدبَّرْ واتّق اللّٰه ولا تكن إلا مع الصادقين .ولا تؤذ صادقا ولا تُعِنِ الذى أبلٰى فى هيجائه، بل لا تكنْ من الذين هم نَظّارة ذلك الحرب، ورضوا بالطعن والضرب، وأفاضوا فى سماع كلمات فيها استخفافه، وتُبْ مع الذى تاب، فإن الصالحين قوم إذا أراد اللّٰه نصرهم فيخلُق مِن لدنه الأسباب ويُبدى العُجاب، ويأتى المعادين من حيث لا يعلمون، ولا يُخزى عباده المحبوبين .فأوصيك أن لا تُمارِهم، ولا تخالِفْ قولهم بفهمٍ أنحَلَ وعقلٍ أقحَلَ، ولن تبلغ أفهامَهم وعلومهم، ولو كان عندك جبل من الكتب، فإنهم يُؤتَون علمًا وفهمًا مِن لدن ربهم، وتُنوَّر أفهامهم، وتُصفَّى عقولهم، وتُوسَّع مَداركهم، ويعصمهم يدُالربّ من كل مزلّة، وربما تسمع من أفواههم كلماتٍ هى عندك كلمات ﴿ج﴾

الكفر وأقوال الارتداد، وأما إذا فكّرتَ أنت وأمثالك فى كلماتهم بقلب سليم ورأى حُرٍّ، ودعوتَ اللّٰه أن يفهّمك، فإذا هى معارف الحكمة ولآلي المعرفة، فإن كنت سعيدا فتقبَلها بعدما فهمتَها، وإن كنتَ شقيًّا فتبقى علىٰ إنكارك وتجحد وتختار التكذيب لنفسك، فتسفِك دمَ إيمانك بيديك، وتلحق بالذين هم ضيّعوا إيمانهم، وهم يعلمون وما كانوا مهتدين.

يا مسكين! لا تعجَلْ ولا تُكفِّرْ عبدًا اصطفاه اللّٰه وتراه يصلّى ويصوم ويستقبل القبلة، وتجد فيه سِمت الصلحاء واتباع السُنّة، ولا تعجَلْ على ما ادّعى من الكمالات والمعارف، فإن فى الإسلام قومًا يُؤتَون حكمةً روحانية من ربهم، لا يفهم أقوالهم كلُّ غبى وبليد .فراستهم قد أوتيت من الإصابة، وعقولهم فاقت عقول العصابة، وفهمُهم يُفصِح عن كلِّ مُعَمَّى، ولا يطيش سهمهم فى مرمٰى، وما يضرّهم شيطان فيتبَعه الشهابُ، وما يصل إليهم سهم وإن تخلو الجِعابُ .يُؤتَون من لطائف العرفان، ولهم يد طولٰى فى البيان، وتعريضهم أدلُّ من تصريحِ غيرهم، وكلامهم تتجلى فى الألوان، ويسمح خواطرهم للإفاضات، وهم أعمدة الدنيا وعُمَدُ الدّين، وللخَلق وجودُهم كروح الحياة، ومن عاداهم فقد بارزه اللّٰه للحرب، فتارةً يأخذه من غير إمهال، وتارة يؤجله أجلًا ويُرخى له طولًا، حتى إذا جاء وقته فيحرق كُثُبَته صاعقةُ العذاب، ويجعله كأن لم يكن من العائشين.

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿۱﴾

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِیْثُ

الحمد للّٰہ الذی علّم بالقلم، علّم الإنسانَ ما لم یعلم، وبلّغه إلی مراتب العرفان والیقین .والصّلاة والسلام علی رسوله نبیّ أمّی إمام المعلّمین من الأنبیاء والمرسلین، وإمام کل من نطق عن الوحی وکتب علم الحکمة ومعارف الدین؛ الذی ما بَرَی القلمَ قطُّ وما قَطَّ، وما احتجر اللوح وما خطَّ، وخلقه اللّٰہ فی أحسن تقویم ففاق خلق العالمین، وأصحابه الهادین المهتدین، وآله الطیبین الطاهرین.

أما بعد فإنه قد وصل إلیَّ مکتوب من مکة ..شرّفها اللّٰہ وعظّمها ..فلما قرأته علمتُ أنه مکتوب کتبه بعض أحبائی من المبایعین، وعرفت أنه یرید لِأُعَرِّف أهل مکة من بعض حالا تی .فما رضی قلبی بأن أکتب إلیهم الأمر المجمل المطویّ، بل أردت أن أُبین بیانا تطمئن به قلوبهم، وتحصل لهم معرفة ویتقوی به رأیهم ووجدانهم وفراستهم، فغلب هذا القصد علی قلبی، ونُفث فی روعی أسرارٌ لأهل مکة، حتی امتلأت نفسی ونسمتی بها، وکتبتُها فی مکتوب وأرسلت إلیهم، ثم بدا لی أن أرتبه بصورة رسالة وأشیعه فی الناس بعد طبعه لینتفع به خَلق، ولیکون کسراج منیر للطالبین .فالآن نشرع فی المقصود، ونکتب أوّلًا المکتوب الذی جاء من أهل مکة، ثم نکتب مکتوبا أرسلنا إلیهم، وما توفیقنا إلا باللّٰہ الذی یتولی عباده، وهو أرحم الرّاحمین.

المكتوبُ الّذى جاء من مكة شرّفها اللّٰه وأعزّ أهلها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم نحمده ونصلّى علىٰ رسوله الكريم

سلام اللّٰه تعالى ورحمته وبركاته وأزكى تحيته على حضرة جناب مولانا وهادينا ومسيح زماننا غلام أحمد، كان اللّٰه تعالى فى عونه، آمين يا رب العالمين. ﴿۲﴾

أما بعد، أُعرّفكم أنى وصلتُ مكة بخير وعافية، وكلما جلست فى مجلس أذكركم وأذكر قولكم، وجميع الذى ادعيتموه من الآيات والأحاديث، فصار الناس يتعجبون، والبعض منهم يُصدّقون ويقولون اللّٰهم أَرِنا وجهه فى خير. ولما فرغنا من شهر الحج وهلَّ علينا شهر عاشوراء ، مررت يومًا من الأيام على واحد من أصحابنا اسمه "**على طايع**"، فجلست عنده، فسألنى عن الهند وعن السفر وأحواله، فأخبرته بالذى حصل، وأخبرته عن دعواكم، وفهّمتُه على أحسن ما يكون، ففرح بذلك، وقلت له : هو رجل حليم عظيم إذا رآه المؤمن يُصدّق به . فالكلمات التى فهّمتها إياه طفق يذكرها عند كل أحدٍ من الناس، وقال لى :متى يجىء إلى مكة؟ قلت له :إذا أراد اللّٰه سبحانه وتعالى يجىء إلىٰ مكة شرّفها اللّٰه تعالى عن قريب . والآن ألّف كتبا عربية فى إثبات دعواه، يريد أن يرسلها إن شاء اللّٰه تعالى . هذا ما قلت لعلى طائع . ثم لما أن أردت إرسال هذا الكتاب، قلت له أنا أريد أن أرسل لمولانا كتابا . فقال لى :قل له فى الكتاب يُعجل بارسال الكتب التى ألّفها ويُعجل بالمجىء بنفسه إلى مكة . فقلت له :حتى يأذن اللّٰه . وقلت له لولا مخافة الفتن ما تركتُ الكتب الّتى ألّفها مولانا وجئت بها . فقال لى :لم خفتَ؟ لو جئتَ بها

لـكـان خيـرا ثـم قال لی اكتب لمولانا يُرسل الكتب على اسمی وأنا أقسمها وأُطلع عـليهـا شـريفَ مـكة والعلماءَ وجميع الناس ولا أبالی من أحد .وقال :أنا أعرف أن الـمؤمن إذا سمع ذكر هذا الرجل يفرح، والمنافق يغضب ۔ وهذا الرجل المذكور الذی اسمه على طائع ساكن فی شعب عامر، وهو رجل طيب من الأغنياء ، وصاحب بيوت وأملاک وتاجر عظيم .فأنتم أرسِلوا الكتب باسمه وبهذا العنوان يصل إن شاء الـلّٰـه تـعـالـی إلـی مـكة الـمشـرّفة، ويُسلَّم بيد على طايع تاجر الحشيش☆، فـی حارة الشعب، يعنی شعب عامر.

وسلِّمُ منّا على مولانا نور الدّين، وعلى مولانا السيد حكيم حسام الدين، وسلِّمُ منا على كافة إخواننا، كل واحد منهم باسمه ..صغيرهم وكبيرهم، وخصوصًا فـضل الدين وولد أخته مولانا عبد الكريم، وإنَّا لهم من الداعين فی بيت اللّٰه الحرام، وخُصَّ نفسک بألف سلام.

الراقم بذلک :أحقر عباد اللّٰه الصمد محمد بن أحمد، ساكن شعب عامر

۲۰ شهر عاشورا سنة ۱۳۱۱ھ

☆ أی العشب أو العلف للحيوانات.(الناشر)

﴿۳﴾

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمده ونُصَلّی علی رسولِهِ الكَرِيم

إلى المحب المخلص ..حبّی فی اللّٰه محمد بن أحمد المكّی

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته

أما بعد، فإنه قد وصلنی مكتوبک وقرأته من أوّله إلى آخره وسرّنی كلُّما ذكرته فی مكتوبک وشكرت اللّٰه على أنک وصلت وطنک وبيتک بالخير والعافية ولقيت الأحباب وعشيرتک الأقربين .وأما ما ذكرتَ طُرفًا من حسن أخلاق السيد الجليل الكريم على طائع وسيرته الحميدة وآثاره الجميلة ومودّته وحسن توجّهه عند سماع حالاتی، ومِن أنه سُرَّ بذٰلک، فأنا أشكرک علٰی هٰذا وأشكر ذلک الشريف السعيد الرشيد، وأسأل اللّٰه لک وله خيرًا وبركة وفضلًا ورحمةً إلى يوم الدين.

وقد **أُلْقِیَ** فی قلبی أنه رجل طيب صالح وعسى أن ينفعنا فی أمرنا ويُكمل اللّٰه لنا بعض شأننا بتوجهه وحسن إرادته وعلى يده واللّٰهُ يدبّر أمور دينه كيف يشاء ويجعل من يشاء وسيلة لتكميل مهمات الإسلام ويجعل من يشاء لدينه من الخادمين .وفطنتُ بفراستی أن ذلک السعيد الذی ذكرت محامده فی مكتوبک رجل شجاع فی سبيل اللّٰه لا يخاف لومة لائم عند إظهار الحق وإشاعته وتأييده وتشئيده، وقد جمع اللّٰه فيه سِيَرًا محمودة وأخلاقًا فاضلة مع الفتوة والشجاعة وانشراح الصدر وجود النفس والورع والتقوىٰ ومنَّ عليه بتوفيق الإخلاص والاجتهاد فی سبيل اللّٰه كما مَنَّ عليه بإعطاء

الثروة والغناء وجعله فی الدنیا والآخرة من المنعَمین.

وکذلک إذا أراد اللّٰه بعبد خیرا فیعطیه من لدنه قوة فی الخیرات، وطاقة فی الحسنات، ویجعل مِن سِیَرِه القیام بمهمات الدین والفکر لإحیاء الملّة وإشاعة کتبها، وتمزیق دساتیر الشیاطین الملعونین؛ فلا یخاف إلا اللّٰه، وإن یر خیر الدین فی أمرٍ مِن بذلِ روحه وإهراق دمه فیقوم مستبشرا للشهادة، فیعتصم بحبل اللّٰه جمیعًا من قوة بدنه وقلبه وجوارحه وعقله وفهمه، ویُنهِض کل ذراته لطاعة اللّٰه وانقیاد أوامره، ولا یغفل عن ربه طرفة عین، ویقف بالمرصاد فی کل حین .ویُشمّر الذیل لإفشاء أحکام اللّٰه وإعلائها وإن کان فیه خطر عظیم أو عذاب ألیم .ویبارز کالفحول ولا یقربه أثرُ الجبن والحؤُول، ولا یتأخّر لخَطْبٍ خَشَّی وخوفٍ غَشَّی، ویَنُصّ للدّین رِکاب السُّرٰی، ویجُبُّ لتأییده کلَّ وعور وجبالٍ عُلٰی، لیرضی اللّٰه المولٰی ویدخل فی المحبوبین .**وَإِنّی أرٰی** أن أذکر لهذا الفتی النجیب قلیلًا من حالاتی، ومما أنا علیه من هدایة ربی، وأکشف له عمّا منَّ اللّٰه به علیَّ، وأعرّفه من بعض سوانحی، لعله یزید معرفة فی أمری، ولعله یتفکر ویعلم ما أراد اللّٰه رب العالمین.فاعلموا یا إخواننا رحمکم اللّٰه وحماکم وحفظکم أن اللّٰه اطّلع علی الأرض فی هذا الزمان فوجدها مملوّة من الفسق والکفر والشرک والبدعات، وأنواع المعاصی ومکائد المتنصّرین .**ورأی** أن أرض قلوب الناس قد فسدت، وکلّ قریة عامرة ومزارع صلاحها تعطّلت، وغلبت الضلالة علی کل برّ وبحر، وأفواج الفتن من کل جهة ظهرت، وقلَّ أثر الصالحین.

ورأی الناسَ أنهم قد مالوا إلٰی اعتقادات ردیّة فاسدة، وعزوا ﴿۴﴾

أمورا إلى حضرة الوتر سُبحانه يجب تنزيهه عنها .ورأى أن النصارٰى جعلوا عبدا عاجزا إلهاً، وخرقوا لإثبات الألوهية دلائل من التوراة والإنجيل بتأويلات منحوتة من عند أنفسهم، وصاروا فى الأرض أئمة المفسدين.وقد أضلوا خلقا كثيرا، وارتبط بهم كل قلبٍ فاسد ارتباطَ ذرارى الشيطان بالشيطان، وجاءوا من لطائف حِيَلِهم بسحر مبين.

يستجلبون الناس إلى دينهم بأنواع من التدابير التى لا نهاية لها، فرغب إليهم كثير من عَبَدة الأوثان وجهلاء المسلمين المحجوبين، وأَذْعَن المرتدون لهم وصدّقوا مفترياتِهم، وآمنوا بتمويهاتهم، ودخلوا فى دينهم الباطل، ونزعوا عن أنفسهم ثياب دين الإسلام، وغشِيهم الغى كالسيل المنهمر، وأدركهم العطب كالوباء العام، فهلكوا مع الهالكين .وما بقى قوم فى الهند ولا قبيلة فى هذه الديار إلا دخل بعض منهم فى دين التنصّر إلّا ما شاء اللّٰه وكانت هذه بليّة عظمٰى على دين الإسلام ما سُمِعَ نظيرها من قبل وما وُجِدَ مثلها فى الأوّلين .ولو فصّلنا أنواع فتنتهم وأقسام مكائدهم لرأيتَ أمرًا يهولك الاطلاع عليه، ولَمُلئتَ خوفًا وحزنًا، ولبكيتَ على مصائب المسلمين.

وما كان دليلهم علىٰ أُلُوهيّة المسيح إلا أنهم زعموا أنه خلق الخَلق بقدرته، وَأحيا الأموات بألُوهيته، وهو حىٌّ بجسمه العنصرى على السماء ، قائم بنفسه مُقوِّمٌ لغيره، وهو عين الرب والرب عينه، وحمَل أحدهما على الآخر حمل المواطأة، وإنما التفاضل فى الأمور الاعتبارية، أزلىٌّ أبدىّ وما كان من الفانين . ويُجوِّزون للّٰه تنزّلاتٍ فى مظاهر الأكوان، ثم يختصونها بجسم المسيح جهلا وحمقا، وليس عندهم على هذا من دليل مبين.

ويسبّون رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ويشتمون وينحتون فى شأنه

بهتانات، ولا يتكلمون إلا بسبيل التعنيف والتهجين والتوهين. وألّفوا فى الردّ على الإسلام وتوهين رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ألوفا من الكتب وطبعوها وأشاعوها فى البلاد، وتبعوا آثار إبليس اللعين. فلما بلغتْ فتنُهم إلٰى هذا المبلغ وأضلّوا جِبِلًّا كثيرًا، اقتضتْ رحمة اللّٰه الرحيم الكريم أن يتدارك عبادَه ويُنجيهم من كيد الكافرين. فبعث عبدا من عباده ليؤيّد دينه، ويجدّد تلقينه، وينير براهينه، ويُنْغِرَ بساتينه، ويُنجِز وعده ويُعِزّ حبيبه وأمينه، ويجعل الأعداء من الخاسرين. وخصّنى بعناياته، وأمَرنى بإلْهاماته، وربّانى بتفضلاته، وأيّدنى بتأييدات متعالية عن طور العقل، وآتانى من لدنه العلومَ الإلٰهية والمعارفَ والنِّكات، وشفَعها الآيات، ليتعاطى الناس منى كأس البصيرة واليقين. ﴿۵﴾

فيا حسرة على قومى! إنهم ما عرفونى وكذّبونى، وسبّونى وكفّرونى، ولعنونى كما يُلعَن الكافِرون. فتصدَّى كل أحد منهم بالغلظة والفظاظة والغيظ والغضب والاستيشاط، ودرَأْنا بالحسنة السيئةَ، ولكنهم ما تجافَوا عن الاشتطاط، وما سمعوا قول ناصح، ونسوا وألغوا وعيد اللّٰه الذى أُعِدَّ لقوم مجرمين. وصدّوا خَلق اللّٰه عن سبيله، وأرادوا أن يُطفئوا نور الحق بأفواههم، وقاموا فى كل طريق عنيت، فلأجل شرورهم سئمتُ التكاليفَ وتعنّيتُ، ومع ذلك خاطبتُهم بألين القول وطريق الرفق والموعظة الحسنة، ومهّلتُهم وعفوت عنهم صبرًا منى، فإنهم لا يرون مَجالِيَ الحق وظهوراته، ولا يعرفون المعارف الدقيقة ومآخذها، ولا يقلِبون جنوبهم إلا كالنائمين.

ويُجادلوننى فى **أسرار** قبل أن ينظروا فيها ويُفتّشوا حقيقتها، وقد عجزوا أن يحتجّوا علىَّ بوجه المعقول والمنقول، وسقطوا علىّ كالجهلاء

والسفهاء ، وأرادوا أن يغلبوا بالسبّ والشتم والتكفير والبهتان، وقَفَوا ما لم يكن لهم به علم، وتركوا سبيل المتقين. وما تركوا شيئا من سوء الظن وتركِ الأدب والافتراء والقيام بمخالفة الحق، وما شهدوا إلا بِزُورٍ، وما جادلوا إلا بمكائد الشياطين. فلما اضطرمتُ نار الفساد بأيديهم، وانطلقتُ إلى دُخان الفتن أرجلُهم، سألتُ اللّٰه ربّى أن يُعيننى من لدنه ويؤيّدنى من عنده، وقلتُ ربنا افتَحْ بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين.

فأيّدنى ربى بآيات، وأنار أمرى ببركات، وأتمّ حُجّتى على الطالبين، ولكنهم ما خلّوا سبيلى وما كانوا مُنتهين. وجحدوا وقد تبين الرشد من الغى وحصحص الحق. فأعجبَنى إنكارُهم وقساوة قلوبهم، إنهم رأوا علامات صدقى وآيات قبوليتى، وما رجعوا إلى الحق وما كانوا راجعين. **يا حسرة** عليهم! إنهم لا يفهمون حقيقة الواقعات، ولا يقبلون الآيات، بل يحتالون عند رؤيتها ويتعامون مع وجود الأبصار، ويفترون علىّ أشياء ويريدون أن يُطفئوا نور الإسلام، وصاروا ظهيرا للكافرين. وكان **الحق** واضحًا صريحًا مشرقا كالشمس، ولكن أخذتُهم العزة والحسد والبخل، فطبَع اللّٰه على قلوبهم، وجعل على أبصارهم غشاوة، فما استطاعوا أن يروا الحقيقة كالمبصرين. إنهم شابهوا اليهود ونزلوا منازلهم بتوارد الأعمال والأفعال والنيات والخواطر، ووقع هذا التوارد كما يقع الحافر على الحافر، وما انتهوا بل يزيدون فى كلّ حين.

والذين مَنَّ اللّٰه عليهم بالهداية، وأراهم نهج الصدق والصواب، فأولئك الذين ينظرون إلىَّ بحسن الظن، ويفكّرون فى أمرى بنور القلب، فينبِّئُهم نورُهم بحقائق صدقى، ويقبَلون ما أقول لهم، ولا يشابهون تلك

﴿۶﴾ السفهاءَ الجهلاء ، ويسلكون مسلك الأتقياء ، ويتبعون سبل السعداء ، ويأخذون أدب الصلحاء ، وقد أنزل اللّٰه عليهم سكينة من عنده وجعلهم من المستيقنين. يتّقون اللّٰه ويخافون مقامه وليسوا كالذى يذَر الآخرةَ ويُلغيها، ويحب العاجلةَ ويبتغيها، ويظلم الفئةَ الصالحة ويؤذيها، ويسعٰى فى الأرض ليفسد فيها، ويُضل أهلها ويُكفّر قومًا مؤمنين.

إن أحبائى لَمتّقون جميعهم، ولكن أقواهم بصيرةً وأكثرهم علمًا، وأفضَلهم رفقًا وحلمًا، وأكمَلُهم إيمانًا وسِلمًا، وأشدّهم حبًّا ومعرفةً وخشيةً ويقينًا وثباتًا، رجلٌ مبارک كريم تقىّ، عالم صالح فقيه محدّث جليل القدر حكيم حاذق عظيم الشأن ، حاجّ الحرمين حافظ القرآن، القرشى قومًا والفاروقى نسبًا، واسمه الشريف مع لقبه اللطيف :المولوى الحكيم **نور الدين البهيروى**، أجزلَ اللّٰه مثوبته فى الدنيا والدين. وهو أول رجال بايعونى صدقًا وصفاء وإخلاصا ومحبة ووفاءً ، وهو رجل عجيب فى الانقطاع والإيثار وخدمات الدين. أنفق مالًا كثيرا لإعلاء كلمة الإسلام بوجوه شتّى، وإنى وجدتُه من المخلصين الذين يؤثرون رضى اللّٰه سبحانه على كل رضاء ونساء وبنات وبنين. ووجدته من قوم يبتغون مرضاة اللّٰه ويجتهدون لرضوانه ببذل أموالهم وأنفسهم، ويعيشون فى كل حال شاكرين. وإنه رجل رقيق القلب نقىُّ الطبع حليم كريم جامِعٌ لمآثر الخير، كثيرُ الانسلاخ عن البدن ولذّاته. لا يفوته موقع من مواقع البر، ولا موضع من مواضع الحسنات، ويُحبّ أن يَسكُب دمه كماء فى إعلاء دين رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ويتمنى أن تذهب نفسه فى تأييد سبيل خاتم النبيين، ويقفو اِثْرَ كل خير، وينغمس فى كل بحر لإجاحة فتن المتمردين.

فأشكر اللّٰه على ما أعطانى كمثل هذا الصديق الصدوق، الفاضل الجليل الباقر، دقيق النظر عميق الفكر، المجاهد للّٰه والمحب فى اللّٰه بكمالِ إخلاص ما سبقه أحد من المحبّين. وأشكر اللّٰه على ما أعطانى جماعة أخرى من الأصدقاء الأتقياء من العلماء والصلحاء العرفاء، الذين رُفعت الأستار عن عيونهم، ومُلئت الصدق فى قلوبهم. ينظرون الحق ويعرفونه، ويسعون فى سبيل اللّٰه ولا يمشون كالعمين. وقد خُصُّوا بإفاضة تَهُتان الحق ووابل العرفان، ورضعوا ثدى لبانه، وأُشرِبوا فى قلوبهم وجه اللّٰه وطرق غفرانه، وشرَح اللّٰه صدورهم وفتح أعينهم وآذانهم، وسقاهم كأس العارفين.

فمنهم الأخ المكرم العالم المحدّث الفقيه الجليل السيّد المولوى **محمد أَحْسَن**، كان اللّٰه معه فى كل موطن، ونصره فى الميادين. إنه رجل صالح تقىّ غيور للإسلام، هدَم هيكلَ جهالة العلماء المخالفين بتأليفات لطيفة، وأطفأ نارهم وجاء بنور مبين، وأطفأ الفتن المتطائرة بماء مَعين. ورزقه اللّٰه ذخيرة كثيرة من علوم الدين والآثار النبوية، وله بسطة عجيبة فى فن الأحاديث وتنقيدها وتمييز بعضها من بعض، والمخالفُ لا يمكث فى ميدانه طرفة عين، وهُمُ مع تحريكات غيظهم وغضبهم وكثرة إمعانهم وخوضهم وشدة حرصهم على المناضلة يفرّون منه كفرار الحمير من الأسد، وإنْ هذا إلّا تأييد اللّٰه الذى هو مؤيد الصادقين. ومع ذلك إنه زاهد متّق، كثير البكاء من خوف اللّٰه، يخاف مقام ربه ويعيش كالمساكين. ﴿۷﴾

هذا ما أردت أن أقصّ عليك قليلا من شمائل أحبّائى، وما هذا إلا فضل ربى ورحمته. إنه كان بى حَفِيًّا مذ كنتُ صغيرا ومُذ أيفَعتُ، وتولانى وكفلنى فى كل أمرى. وكذلك صرَف إلىَّ نفرًا من العرب العرباء، فبايَعونى

بالصدق والصفاء . ورأيت فيهم نور الإخلاص، وسمة الصدق، وحقيقة جامعة لأنواع السعادة، وكانوا متصفين بحسن المعرفة، بل بعضهم كانوا فائضين فى العلم والأدب، وفى القوم من المشهورين. وألّف بعضهم رسالةً☆ فى تصديقى وتأييدى، ورَدَّ على الذين كانوا من المنكرين. ورأيت أنهم يميلون إلىَّ بالتودد والتحبب ولا يُشابهون بعض علماء الهند، ولا يُصرّون على الإنكار بعدما فهموا، فهذا هو السبب الذى حملنى على تأليف بعض الرسائل العربية، وحثنى على دعوة تلك الشرفاء والمسعودين.

وكنت أريد أن أرسل إليكم تلك الرسائل، ولكنى سمعت أن بعض عَمَلة **السلطان** يفتشون فى الطريق ويقرأون الكتب، ويحرّفونها بأدنىٰ ظن. فأيها الأعزة! أنبئونى كيف أرسل، وبأى تدبير تصل إليكم، وأنا أجتهد فى مكانى لهذا المقصد وأشاور المجربين. وإنى معكم يا نُجباء **العرب** بالقلب والروح، وإن ربى قد بشّرنى فى العرب، وألهمَنى أن أمونهم وأُريهم طريقهم وأُصلح لهم شؤونهم، وستجدونى فى هذا الأمر إن شاء اللّٰه من الفائزين.

أيها الأعزة! إن الرّب تبارك وتعالى قد تجلّى علىّ لتأييد الإسلام وتجديده بأخصّ التجليات، ومنَح علىَّ وابلَ البركات، وأنعَمَ علىَّ بأنواع الإنعامات، وبشَّرنى فى وقتٍ عبوسٍ للإسلام، وعَيُشٍ بؤسٍ لأُمّة خير الأنام، بالتفضلات والفتوحات والتأييدات، فصبوتُ إلى إشراككم.

☆ تلك رسالة المسماة "إيقاظ الناس" ألّفها حبى فى اللّٰه أول المبايعين إخلاصا وصدقا من بلاد الشام. السيد العالم التقى. محمد سعيدى الطرابلسى الشامى النشّار الحميدانى، وقد ألحقتُها بمكتوبى هذا لينتفع بها كل فهيم من الناظرين. منه

یا معشرَ العرب. فی هذه النِّعَم، وکنتُ لهذا الیوم من المتشوقین. فهل ترغبون أن تلحقوا بی للّٰه رب العالمین؟

وإن بعض **علماء** هذه الدیار لم یزالوا یبتغون بی الغوائل، ویریدون بی السوء ویتربصون علیّ الدوائر، ویتطلبون لی العثرات، ویکتبون فتاوی التکفیرات. وکنت أقول فی نفسی :اللّٰهم فاطر السماوات والأرض، عالم الغیب والشهادة، أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیه یختلفون. **فألهمنی** ربی مبشِّرًا بفضلٍ من عنده وقال " :إنک من المنصورین. "وقال" :یَا أَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰهُ فِیکَ، مَا رَمَیتَ إِذْ رمیتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمَی، لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آباؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِینَ سَبِیل المجرِمینَ". **وقال**: "قُلْ إِنِ افْتَرَیْتُهُ فَعَلَیَّ إِجْرَامِی. هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَی وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ. لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّا کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَهْزِئِینَ". وقال" :أَنْتَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِنْ رَبِّکَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ وَمَا أَنْتَ بِفَضْلِهِ مِن مَجَانِینَ. وَیُخَوِّفُونَکَ مِنْ دُونِهِ. إِنَّکَ بِأَعْیُنِنَا. سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّلَ، یَحْمَدُکَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهِ. وَلَنْ تَرْضَی عَنْکَ الْیَهُودُ وَلا النَّصَارَی، وَیَمْکُرُونَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ واللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِینَ". فأدخل اللّٰه سبحانه فی لفظ الیهود معشرَ علماء الإسلام الذین تَشابهَ الأمر علیهم کالیهود، وتشابهت القلوب والعادات والجذبات والکلمات من نوع المکائد والبهتانات والافتراء ات، وإن تلک العلماء قد أثبتوا هذا التشابه علی النظّارة بأقوالهم وأعمالهم، وانصرافهم واعتسافهم، وفرارهم من دیانة الإسلام، ووصیة خیر الأنام صلی اللّٰه علیه و سلم وکونهم من المسرفین العادین. ﴿۸﴾

وکنت أظن بعد هذه التسمیة أن **المسیح الموعود** خارج، وما کنتُ

أظن أنه أنا، حتى ظهر السرّ المخفيّ الذى أخفاه اللّٰه على كثير من عباده ابتلاءً مِن عنده، وسمّانى ربى **عيسى ابن مريم** فى إلهام من عنده، وقال " :يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ، إِنَّا جَعَلْنَاكَ عِيسَى ابْن مَرْيَم، وأَنْتَ مِنِّى بِمَنْزِلَةٍ لا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ. وَأَنْتَ مِنِّى بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِى وَتَفْرِيدِى، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ".

فهذا هو الدعوى الذى يجادلنى قومى فيه ويحسبوننى من المرتدين. وتكلّموا جِهارًا، وما رجَوا لِمُلهِمِ الحق وقارًا، وقالوا إنه كافر كذّاب دجّال، وكادوا يقتلوننى لولا خوف سيف الحكام، وحثّوا كل صغير وكبير على إيذائى وإيذاء أصدقائى، واللّٰه يعلم تطاول المعتدين. وبعزّة اللّٰه وجلاله، إنى مؤمن مسلم، وأؤمن باللّٰه وكتبه ورُسله وملائكته والبعث بعد الموت، وبأن رسولنا محمدن المُصطفٰى صلى اللّٰه عليه وسلم أفضل الرسل وخاتم النبيّين. وإن هؤلاء قد افتروا علىَّ، وقالوا إن هذا الرجل يدّعى أنه نبىٌّ ويقول فى شأن عيسىٰ☆ ابن مريم كلمات الاستخفاف، ويقول إنه **تُوُفِّيَ** ودُفن فى أرض الشام، ولا يؤمن بمعجزاته، ولا يؤمن بأنه خالق الطيور ومحيى الأموات وعالم الغيب وحىٌّ قائم إلى الآن فى السماء، ولا يؤمن بأن اللّٰه ﴿۹﴾

☆**حاشيه:** وقالوا إن فى حديث مسلم وغيره من الصحاح. قد جاء ذكر عيسى عليه السلام وذكر الدجّال المعهود بنحو يظهر منه أن عيسى بن مريم ينزل لقتل الدجّال، والدجّالُ المعهود رجل أعورُ عينِ اليمنى كأن عينه عنبة طافية، ومكتوب بين عينيه **ك ف ر**، وإنه يجىء معه بمثل الجنة والنار، فالتى يقول إنها الجنة هى النار، وهو ممسوح العين عليها ظفرة غليظة، وإنّه شابّ قَطَطٌ خارِجٌ

قد خصّه وأُمَّه بالمعصومية التامّة من مَسِّ الشيطان ومِن كل ما هو من لوازم المسّ، ولا يُقرّ بأنّهما مخصوصان متفردان فى العصمة المذكورة لا شريک لهما فيها أحد من الرسل والنبيين.

ويقولون إن هذا الرجل لا يؤمن بالملائكة ونزولهم وصعودهم، ويحسب الشمس والقمر والنجوم أجسامَ الملائكة، ولا يعتقد بأن محمدًا صلى اللّٰه عليه وسلم خاتم الأنبياء ومنتهى المرسلين، لا نبىّ بعده وهو خاتم النبيين. فهذه كلها **مفتريات** وتحريفات، سبحان ربى ما تكلمتُ مثل هذا، إنْ هو إلا كذبٌ واللّٰهُ يعلم أنهم من **الدجّالين**. وقد سقطوا علىَّ وما أحاطوا معارف أقوالى، وما فهموا حقائق مقالى، وما بلغوا

بقية الحاشية

خَلّةً بين الشام والعراق، فعاثَ يمينا وعاث شمالا، ولَبْثُه فى الأرض أربعون يوما.. يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيام أهلِ الأرض، وإسراعه فى الأرض كغيث استدبرتُه الريحُ، ويَأْمُرُ السّمَاءَ فَتُمْطِرَ وَالأَرْضَ فَتُنْبِت، وتتبَعُه كنوزُ الأرض كيَعاسِيبِ النحْلِ، ويَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رميةَ الغرض، ثُمّ يَدْعُوهُ فيُقْبِلُ ويَتَهَلّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ. فَبَيْنَما هُوَ كَذَالِکَ إِذْ بعث اللّٰه المسيح ابن مَرْيَمَ، فينزل عِنْدَ المَنَارَةِ البَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كفّيه عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وإِذَا رَفَعَهُ تَحَدّرَ مِنْهُ مثلُ جُمانٍ كاللُّؤْلُؤ، فلا يحلّ لكافر يَجِدُ من رِيح نَفَسِهِ إِلّا مَاتَ، ونَفَسُه ينتهى حيث ينتهى طرفُه، فَيَطْلُبُهُ حَتّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدّ، فَيَقْتُلَهُ. ثم يأتى عيسٰى قوم قد عصمهم اللّٰه منه، فيمسح عن وجوبهم☆ ويحدّثهم بدرجاتهم فى الجنة. فبينما هو كذلک إذ أوحى اللّٰه إلٰى عيسٰى أنى قد أخرجتُ عبادًا لى لا يَدانِ لأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فحَرِّزْ عبادى إلى الطور. وَيَبْعَثُ اللّٰه يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلّ حَدَبٍ يَّنْسِلُون، فيَمُرّ أوائلهم على بُحَيْرَةِ طَبَرِيّة، فَيَشْرَبُون مَا فِيهَا، ويمرّ آخِرُهُمْ فيَقُولُ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ

﴿۹﴾

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے" وجوههم "ہونا چاہیے۔(ناشر)

مِعْشارَ ما قلنا، وخانوا وحرّفوا البيان، ونحتوا البهتان، ووقعوا فی حيص بيص، وظنّوا ظنَّ السوء، فتعسًا لتلک الظانّين اللّٰه يعلم أنی ما قلتُ إلا ما قال اللّٰه تعالی، ولم أقلْ كلمةً قطُّ يخالفه وما مَسَّها قلمی فی عمری وأما قولهم إن المسيح كان خالق الطيور وكان خَلْقه كخَلق اللّٰه تعالٰی بعينه وكان إحياؤه كإحياء اللّٰه تعالٰی بعينه بلا تفاوُت، وكان معصومًا تامًّا ومحفوظا من مسّ الشيطان، وليس كمثله فی هذه العصمة نبيُّنا صلی اللہ علیہ وسلم، فهذا عندی ظلمٌ و زُور، كبُرتْ كلمةً تخرُج من أفواههم، وإنهم فی هذه الكلمات من الكاذبين. وأما افتراؤهم علیَّ وظنُّهم كأنی لا أؤمن بالملائكة، فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التی لا أصل لها ولا أثر، غير أنی أبتهل فی حضرة اللّٰه سبحانه وأقول رَبِّ الْعَنِّی إنْ كنتُ قلت مثل هذا، وإلّا فَالْعَنِ ﴿۱۰﴾

بقیۃ الحاشیۃ

مَرّةً مَاء، ثُمّ يَسِيرُونَ حَتّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ الخمر، وهو جبل بَيْتِ المَقْدِسِ، فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السّمَاءِ. فَيَرْمُونَ بِنُشابِهِمْ إِلَى السّمَاءِ، فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشّابَهُمْ مخضوبةً دَمًا. وَيُحْصَرُ نبيُّ اللّٰه وَأَصْحَابُهُ حتى يكونَ رَأْسُ الثورِ لأحدهم خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ اليَوْمَ فَيَرْغَبُ نبيُّ اللّٰه عيسَى وَأَصْحَابُهُ إلى اللّٰه، فيُرْسِلُ عَلَيْهِم النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ. ثم يَهْبِطُ نبی اللّٰه عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إلى الأرض، فلا يَجِدُون فی الأرض مَوْضِعَ شِبْرٍ إلا مَلأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُم. فَيَرْغَبُ نبی اللّٰه عيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰه، فيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كأعْنَاقِ البُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حيث شاء اللّٰه. وَيَسْتَوقِدُ المسْلِمُونَ مِنْ قِسِيّهِمْ وَنُشّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سنِينَ. ثم يُرْسِلُ اللّٰه مَطَرًا لا يُكَنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ حتى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ. ثمّ يُقَالُ لِلأَرْضِ أنبتی ثَمَرَتَكِ وَرُدِّی بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ العِصَابَةُ من الرُّمّانَة، وَيَسْتَظِلّونَ بِقحْفِهَا، وَيُبَارِكُ فِی الرِّسْلِ حَتّى إنّ اللِّقْحَة مِنَ الإِبِل لتكفی الفِئَامَ مِنَ النّاسِ، واللِّقْحَة مِنَ الْبَقَرِ لتكفی القبيلةَ من الناس، واللِّقْحَة مِنَ الغَنَمِ لتكفی الْفَخِذَ من الناس . فَبَيْنَما هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰه ﴿۱۰﴾

المفترين الذين يفترون عليّ بغير علم، ويكفِّرون بغير الحق، ولا يتقون اللّٰه وما كانوا خائفين. والأمر الحق أنى ما قلت قولا يُخالف عقيدةَ أهل السُنّة حقيقة، وما جرى على لسانى مثل تلك الألفاظ، وما خطر فى قلبى شبيه هذه الافتراء ات، ولكنهم ما فهموا كلماتى من قلة التدبر، وسوء الفكر، وفساد القلب، وابتدرَ كل واحد منهم إلى التكفير عَجولًا بادى الرأى، فكيف أهدى قومًا حاسدين؟ نعم.. إنى قلت وأقول :إن عيسى ابن مريم عليه السلام قد تُوُفّى كما أخبرنا **القرآن العظيم** والرسول **الكريم**، فكيف نرتاب فى قول اللّٰه ورسوله؟ وكيف نؤثر عليه أقوالًا أخرٰى؟ أأختار الضلالة بعدما هدانى اللّٰه؟ والقرآن حَكَمٌ عَدْلٌ بينى وبين المخالفين، وبأىّ حديث بعد اللّٰه وآياته يؤمنون؟ ألم يكفِ لهم ما قال ربّ العالمين؟ ولكنهم ما يقبلون **شهادة** القرآن، ويتّكئون على أقاويل أخرى التى لَا يدرون حقيقتها ﴿۱۱﴾

بقية الحاشية

رِيحًا طيبة، فتأخذهم تحت اباطهم، فتقبض رُوحَ كُلّ مُؤْمِنٍ وكل مسلم، وَيَبْقَى شِرارُ النّاسِ يَتَهَارَجُونَ فيها تَهَارُجَ الْحُمر، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السّاعَةُ. وجاء فى حديث آخر أن المسيح الدجّال يأتى من قِبَلِ المشرقِ وهِمَّةُ☆ المدينةُ حتى ينزلَ دُبُرَ أُحُدٍ، ثم تَصرِفُ الملائكةُ وجهَه قِبَلَ الشَّامِ، وهنالك يَهْلِكُ ولا يدخل المدينة رعبُه، لها يومئذٍ سبعةُ أبوابٍ على كل باب ملَكانِ، ويمكث فى الأرض أربعين سنة، ويخرج على حمار أقمر ما بين أُذنَيه سبعون باعًا. وينزل عيسٰى حَكَمًا عَدْلًا، فليكسرّن الصليب ويقتلنّ الخنزير ويضع الحرب. ولْيَترَكُنَّ القِلاصُ فلا يُسعَى عليها. ولا تزال طائفة من المسلمين يُقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة. فينزل عيسى فيتزوج ويولد له. وجاء فى أحاديث أخرى أن الدجّال كان موجودًا حيًّا فى زمان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وقد رآه تميم الدارى. **وحدّث** رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه ركب فى سفينة بحرية مع ثلاثين رجلا من لخم وجذام، فلعب بهم الموج شهرا فى البحر، فأرفأوا إلى جزيرة حين تغرب الشمس، فجلسوا فى أقرب السفينة فدخلوا الجزيرة، فلقيتُهم دابّةٌ أهلَبُ كثيرُ الشعر لا يدرون ما قُبُله مِن دُبُره مِن كثرة الشعر. ﴿۱۱﴾

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے" ھمتہ "ہونا چاہیے۔(ناشر)

فليتَ شعرى.. إلى أى أمر يدعوننى؟ أيدعوننى إلى الجهل والعمٰى بعدما كنت من المتبصرين؟ واللّٰه إنى على بصيرة من ربّى، وعندى شهادات من اللّٰه وكتابه وإلهامه وكَشْفه، فهل من طالب يأخذ سهم رشده منى، ويأبى دواعىَ البخل والحسد، ويقبل الحق كالمسترشدين؟ ولا أظن أحدا من العاملين العالمين المتقين أن يُقدّم غيرَ القرآن على القرآن، أو يضَع القرآن تحت حديث مع وجود التعارُض بينهما، ويرضى له أن يتبع آحاد الآثار ويترک بيّنات القرآن، ويؤثر الشک على اليقين، ويختار الجهل بعدما كان من العارفين.

وإنّ المُسلمين وعلماء هم الرَّاسخين كانوا قد أمروا أن يتّبعوا البيّنات،

بقية الحاشية

قالوا ويلک ما أنت؟ قالت أنا الجسّاسة. انطلِقوا إلٰى هذا الرجل فى الدير، فإنه إلٰى خبركم بالأشواق. قال لما سمّتْ لنا رجلا فَرِقْنا منها أن تكون شيطانةً. قال فانطلقنا سراعًا حتى دخلنا الدير، فإذا فيه أعظمُ إنسان رأيناه قط خَلْقًا وأشدّه وثاقةً، مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد. قلنا ويلک ما أنت؟ قال قد قدرتم على خبرى، فأخبرونى ما أنتم؟ قالوا نحن أناس رَكِبنا فى سفينة بحرية، فلعب بنا البحر شهرًا، فدخلنا الجزيرة، فلقيتْنا دآبّةٌ أهلَبُ فقالت أنا الجسّاسة، اعمدوا إلى هذا فى الدير، فأقبلنا إليک سراعًا. فقال أخبِرونى عن نخل بيسان ۞

﴿۱۱﴾ ۞: هذه الأخبار الغيبية تدل على أن هذا الحديث ليس من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، لأنها يُعارض القرآن ويُخالف محكماته .وكيف يمكن أن يقدر الدجّال الخبيث على بيان الأنباء المستقبلة وقال اللّٰه تعالى فى كتابه المحكم : فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [1] فكيف أخبر الدجال عن الغيب خبرا واضحًا صحيحًا مطابقا للواقع؟ وكيف قال الدجّال أن الخير للناس أن يُطيعوا هذا النبى الأمى العربى فإنه صادق، مع أن الدجّال كافر لا يطيع اللّٰه، فكيف يأمر بإطاعة نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم؟ ومع ذٰلک هو ليس بقائل بزعم القوم بإلٰه من دون نفسه، فكيف قال :وإنى يوشک أن يؤذن لى فى الخروج فأخرج، بل إن هذا اللفظ يدل على أنه لا يخرج من الدير إلا بإلهام اللّٰه تعالى ووحيه، فيلزم من هذا أن يكون الدجّال أحدًا من الأنبياء ، وقد تقرر عندهم أنه من أكابر المفسدين .فتفكَّرْ ولا تكن من الغافلين .منه.

[1] الجن:۲۷،۲۸

ویجتنبوا الشبهات، وکانوا یعلمون أن البیّنات أحقُّ أن تُتَّبَعَ. وإنما البیّنات هی المعانی التی قد انکشفت وتبینت عند العقل السلیم، وتواترت فی القرآن العظیم، ووُجدتْ أقربَ من الفهم المستقیم، وأبعدَ عن آفات التناقض وأدخَلَ فی سُنّة اللّٰه والقانون القدیم، وأجلٰی وأظهر من معان أخرٰی. ثم ذهلت هذه الطائفةُ تلک الضابطةَ المبارکة کأنهم لا یعلمون شیئا وکأنهم من الجاهلین. **وَإنّی أرَٰی** أنهم لا یعتقدون بأن القرآن کلام حیٌّ، **وإمام صادق** ومهیمنٌ، ومعیارٌ کامل، بل یحقرونه ویضعونه تحت أقدام الأحادیث، ویجعلون الأحادیث قاضیة علیها من قبل أن یُفتّشوا الآثار حق تفتیشها، ویُثبِتوا موازنة القطعیات بالقطعیات. بل هم یأمرون تحکُّمًا ویقولون ظلمًا ان الأحادیث بجمیع صورها الظنّیّة والشکّیّة أحقُّ قبولًا من القرآن وحاکمةٌ علیه. وإن هو إلا ﴿۱۲﴾

بقیۃ الحاشیۃ

هل تثمر؟ قلنا نعم. قال أما إنها توشک أن لا تثمر. قال أخبِرونی عن بحیرة الطبریة. هل فیها ماء ؟ قلنا هی کثیرة الماء ، قال إن ماء ها یوشک أن یذهب. قال أخبِرونی عن عین زغر.. هل فی العین ماء ، وهل یزرع أهلها بماء العین؟ قلنا نعم هی کثیرة الماء وأهلها یزرعون. قال أخبِرونی عن نبی الأُمّیّین ما فعل؟ قلنا قد خرج من مکة ونزل یثرب. قال أقاتَلَه العرب؟ قلنا نعم. قال کیف صنَع بهم؟ فأخبرناه أنه قد ظهر علی من یلیه من العرب وأطاعوه. قال أما إن ذلک خیر لهم أن یطیعوه. وإنی مخبرکم عنی. إنی أنا المسیح، وإنی یوشک أن یؤذن لی فی الخروج، فأخرج فأسیر فی الأرض، فلا أدَع قریة إلا أهبطها فی أربعین لیلة غیر مکة وطیبة هما محرمتان علیّ کلتاهما، کلما أردت أن أدخل واحدا منهما استقبلَنی ملَکٌ بیده السیف صلتًا یصدّنی عنها، وإن علی کل نقب منها ملائکة یحرسونها. ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم ألا إنه فی بحر الشام أو بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما هو، وأومأ بیده إلی المشرق. **رواه مسلم.**

أقول هذا ما جاء فی الأحادیث مع اختلافات وتناقضات، فذهب وَهْلُ بعض الناس بل أکثرهم إلی أن تلک الأخبار والآثار محمولة علی ظواهرها، والحق أنهم

ظلم وزور تكاد السماوات يتفطرن منه. ولا يوجد فى القرآن وحديث رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إيماض إلٰى ذٰلك، ولا إيماء إلٰى هذه البهتانات، بل الصحابة كانوا يقدّمون القرآن فى كل حال ولا يتركونه لأثر من الآحاد ☆. ألا ترى إلى الصدّيقة **أُمّ المؤمنين** رضى اللّٰه عنها كيف أوّل الأحاديث للقرآن وما أوّل القرآن للأحاديث، وما التفتتُ إلى حديث بعد وجود المعارضة بينه وبين القرآن. وكانت فقيهة فاضلة موفَّقة، حبيبةَ نبينا صلى اللّٰه عليه و سلم وكانوا يرجعون إليها فى كل مسألة دقّتْ مآخذها. وإن كنت فى شك فاقرأ **البخارى** تدبرًا، فستجد تلك القصص فى أكثر مقاماته. فما حال هؤلاء أنهم لا يقرأون القرآن إلا كالغافلين النائمين، ولا يفهمونه حق فهمه، بل القرآن لا يجاوز حناجرهم، ولا يتبعونه ولا يبتغون نوره، بل يحملونه على هيئة الجنائز، ولا ينظرون إليه بنية الاستفادة وأخذِ العلوم والمعارف، كأنهم فى شك عظيم. ولا يرون ﴿۱۳﴾

بقية الحاشية

قد أخطأوا خطأ كبيرا، وكان هذا ابتلاءً من اللّٰه تعالى ليعلم الصابرين المؤمنين منهم والمكذبين المستعجلين. وأنت تعلم أن اللّٰه تعالى قد يُوحى إلى أنبيائه ورسله فى حُلل المجازات والاستعارات والتمثيلات، ونظائره كثيرة فىّ وحى خير الرسل صلى اللّٰه عليه وسلم منها ما جاء فى حديث **أنس** قال قال رسول اللّٰه صلعم رأيتُ ذاتَ ليلة فيما يرى النائم كأنّا فى دار عقبة بن رافع، فأتينا برُطب من رطب ابن طاب. فأوّلتُ أن الرفعة لنا فى الدنيا والعافية فى الآخرة، وأن ديننا قد طاب. **ومنها** ما جاء فى حديث **أبى موسى** قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم رأيتُ فى رؤياى أنى هززتُ سيفًا فانقطع صدره، فإذا هو ما أُصيبَ من المؤمنين يومَ أُحُد، ثم هززتُه أخرى فعادَ أحسنَ ما كان، فإذا هو ما جاء اللّٰه به من الفتح واجتماع المؤمنين. **فانظر** كيف رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الكيفيات الروحانية فى الصور الجسمانية. ولا يخفى عليك أن **رؤيا** الأنبياء وحىٌ، فثبت من ههنا أن وحى الأنبياء ﴿۱۳﴾

☆ انظروا حديث معاذ الذى فيه وصيّة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لمعاذ .منه.

حیاته وبرکاته وإشراقاته، ولا يُقدّرونه حق قدره، ولا يدرون ما شأنه وما برهانه، وينبذون صحف اللّٰه وراء ظهورهم، ويُكبّون على حديث ضعيف ولو يُعارض القرآن، وما كانوا من المنتهين.

ووالله ما قلتُ قولًا فی **وفاة المسيح وَعَدمِ نُزُولِه** وقيامی مقامه إلا بعد الإلهام المتواتر المتتابع النازل كالوابل، وبعدَ مكاشفات صريحة بيّنة منيرة كفلق الصبح، وبعد عرضِ الإلهام على القرآن الكريم والأحاديث الصحيحة النبوية، وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فی حضرة رب العالمين. ثم ما استعجلتُ فی أمری هذا، بل أخّرتُه إلى عشر سنة، بل زدتُ عليها وكنت لِحُكمٍ واضحٍ وأمرٍ صريحٍ من المنتظرين. وكنت صنّفتُ كتابًا فی تلك الأيام التی مضت عليها عشر سنة، وسميتُها **اَلْبَراهِين**، وكتبت فيها بعض إلهاماتی الّتی أُلهمت من ربی من قبل تأليف ذٰلك الكتاب، وكانت

بقیۃ الحاشیۃ

قد يكون من نوع المجاز والاستعارة، وقد أوّلَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم مثلَ ذلك الوحی، وتأويلاته كثيرة كما فی رؤية سِوار الذهب والقميص والبقر وغيرها من الرؤيا التی هی مشهورة فی القوم، فلا حاجة إلى أن نقصّ عليك. وقد رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فی رؤيا أخرى الدجّالَ المسيح واضعًا يديه على منكبَی رجلين يطوف بالبيت. فلو حملْنا تلك الوحی على الظاهر لوجب أن يكون الدجّال مسلما مؤمنا لأن الطواف من شعائر المسلمين. ثم إن هذه الأحاديث تدل على أن الدجّال كان موجودا فی زمان النبی صلى اللّٰه عليه وسلم وقد رآه تميم الدارى، وزعم القوم أنه يخرج فی آخر الزمان، ولا يدَع قرية إلا يدخلها، ويتملك ويتسلّط على البلاد كلها، ولا تبقى فی زمانه أرض إلا يأخذها غير مكة وطيبة. ولكن الأحاديث الأخرى تعارضها وتكذّب هذه القصص. فانظرْ أوّلا تدبرًا وإنصافا فی حديث **مسلم** عن جابر قال سمعت النبی صلى اللّٰه عليه وسلم يقول قبل أن يموت بشهر تَسْأَلُونِی عَنِ السّاعَةِ؟ وَإِنّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ. وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ يأْتِی عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وهی حيّةٌ يومئذ.

﴿۱۴﴾

من جملتها هذا الإلهام، أعنی" :يَا عِيسٰى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ القِيامَةِ". وإن اللّٰه قد سمّانی فی هذا **عیسٰی**، ومِن جملتها إلهام آخر خاطبنی ربی فیه وقال : إنی خلقتُک من جوهر عیسٰی، وإنک وعیسی من جوهر واحد، وکشیء واحد ومِن جملتها إلهام سمّی فیه کلَّ من خالفنی من العلماء الیهود والنصاری. ثم ما أُلهمتُ إلی عشر سنة بمثل هذه الإلهامات، وما کنت أدری أنی أُؤمر بعد هذه المدة الطویلة وأُسمَّی **مسیحا مَّوعودا** مَن اللّٰه تعالی، بل کنتُ خِلْتُ أن المسیح نازل من السماء کما هو مرکوز فی مدارک القوم، ولکنی کنت أقول فی نفسی تعجبا : إن اللّٰه لِم سمّانی عیسی ابن مریم فی إلهامه المتواتر المتتابع، ولِم قال إنک وإنه من جوهر واحد، ولِم سمَّی المخالفین الیهود والنصاری ؟ فظهرت علیَّ معانی تلک الإلهامات والإشارات بعد ﴿۱۴﴾

بقیة الحاشیة

وعن ابن مسعود لا یأتی مائة سنة وعلی الأرض نفسٌ منفوسة الیوم. رواه مسلم، وهکذا ذکر **البخاری** فی صحیحه، والمضمون واحد لا حاجة إلی الإعادة. فوجب من هذا علی کل مؤمن أن یؤمن بموت الدجّال بعد المائة من زمان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وإلا فکیف یمکن التخلف فیما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بوحی من اللّٰه تعالی مؤکّدًا بقَسمه؟ والقَسم یدل علی أن الخبر محمول علی الظاهر لا تأویل فیه ولا استثناء ، وإلا فأی فائدة کانت فی ذکر القَسم؟ فتدبَّرْ کالمفتّشین المحقّقین. وأما تطبیق هٰذین الحدیثین فلا یمکن إلا بعد تأویل حدیث الدجّال وجعلِه من قبیل الاستعارات، فنقول إن حدیث خروج الدجّال یدل علی خروج طائفة الکذّابین فی آخر الزمان من قوم النصاریٰ، وفی الحدیث إشارة إلی أنهم یُشابهون آباء هم المتقدمین فی مکرهم وخدیعتهم وأنواع فتنهم وحرصهم علی إضلال الناس کأنهم هم، إلّا أن آباء هم کانوا مقیَّدین بالسلاسل والأغلال، ولکن هؤلاء یخرجون من ذلک السجن، ویضع اللّٰه عنهم أغلالهم، فیعیثون یمینا وشمالا ویفسدون فی الأرض، ﴿۱۵﴾

عشر سنة، وبعد إشاعة البراهين في ألوف من الناس، وبعد إشاعة هذه الإلهامات في خَلق كثير من المسلمين والمشركين.

فاسألوا الذين يظنون أنه افتراء منحوت. أهذه علامات المفترين؟ وكانوا يقرأون من قبل كتابي البراهين ويجدون فيه مجملا كلَّ ما قلتُ في هذه الأيام مفصلا، وكانوا يحبّون ذلك الكتاب ويصدّقون إلهاماتٍ مذكورة ولا يُعرضون كالمنكرين. فلما جاء ميقات ربي، وأُمرتُ لأصدع بما سُمّيتُ في الكتاب المذكور انقلبوا منكرين مكفّرين، كأنهم سمعوا كلمة غريبة أو جاء هم ذكرٌ مُحدَثٌ وكأنهم ما كانوا مُطّلعين على ما كتبت في "البراهين". ولو كانوا عاقلين منصفين طالبين للحق مفتّشين للحقيقة لَتَفكَّروا في قول قد كُتِبَ من قبل وطُبع وأُشيع في زمان ما كان أثرُ هذه الدعاوى فيه، ولَتَفَكَّروا في سوانح عمري، ولقد لبثتُ فيهم عُمُرًا من قبل، ﴿۱۵﴾

بقیۃ الحاشیۃ

وكان خروجهم بلاءً عظيما لأهل الأرضين. فكما أن تميما رأى الدجّال في زمان النبي صلى الله عليه وسلم بالرؤية الكشفية الصادقة التي كانت من قبيل عالم المثال.. مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد في الدير، فكذلك كانت النصارىٰ في زمن إقبال الإسلام مقهورين مغلوبين غُلّت أيديهم قاعدين في الدير، ثم أُخرجوا بعد المائتين والألف ووضَع الله عنهم الأغلال والسلاسل، وخلع عليهم خلعة العلوم الأرضية ابتلاءً من عنده، فأشاعوا الفتن في الأرض بأيدي مبسوطةٍ، وكان قدرًا مقدورًا من ربّ العالمين. وإلى خروجهم إشارة في حديث الآيات بعد المائتين، يعني بعد المائة والألف، وإشارة إلى نزول المسيح الذي هو مفحِمُ المفسدين. ثم بعد ذلك إذا نظرنا إلى **كلام الله** تعالى فوجدناه أيضًا مخالفا لظواهرِ أحاديثِ خروج الدجّال، وما وجدنا فيه احتمالا ضعيفا وإشارةً وهميةً إلى ذلك، بل هو يجوح هذه الخيالاتِ بالاستيصال التام. ألم يكفِ لطالب قولُه تعالى وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1] ولا يخفى على المتدبر أن هذه الآية دليل قطعي على أن المسلمين والنصارىٰ يرِثون الأرض ويتملكون أهلها إلى يوم القيامة، لأن المسلمين اتبعوا المسيح

[1] آل عمران: ۵۶

ولتَفكّروا فی رأس المأة وضرورة المجدد بما وعد اللّٰه ورسوله، ولتفكّروا فی مفاسد الزمان وبدعاتها، ونَسْلِ النصارى مِن كل حدب. فيا حسرة عليهم! إنهم ظنوا ظن السوء بغير فكر وتحقيق وإمعان، وما كان لهم أن يتكلموا فی المؤمن إلا بحُسن الظن، وما كان لهم أن يُسارعوا علیَّ مجترئين. وما حمَلهم على الإنكار إلا استعجالهُم وسوء ظنهم وبخلهم وعنادهم وقلّة تدبرهم، فيا حسرةً على الحاسدين والمعاندين والظانين ظن السوء والسالقين! وأما ما قلتُ فی وفاة المسيح فما كان لی أن أقول من عند نفسی، بل اتبعتُ قول اللّٰه تعالى وآمنت بما قال اللّٰه تعالى عزّ وجلّ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1]. فانظرْ كيف شهد اللّٰه على وفاته فی كتابه المبين! ومعلوم أن الرفع وتطهير ذيل المسيح من إلزامات ﴿۱۶﴾

بقیۃ الحاشیۃ

اتّباعًا حقيقيا، والنصارى اتبعوه اتّباعًا ادّعائيا. وقد وقع فی الخارج كما قال اللّٰه تعالى، وكانت الكرّة الأولى للمسلمين فی غلبتهم على الأرض، ثم فی زماننا هذا غلبت النصارى ونسلوا من كل حدب. فوقع كما أُخبر عنه فی الآية الكريمة، فالآية تحكم أن التملّك والغلبة محدود فی المسلمين والنصارى إلى يوم القيامة، والدجّال المعهود المتصوَّر فی أذهان المسلمين لا يكون على عقيدة النصارى ولا على عقيدة أهل الإسلام، بل هو بزعمهم يخرج بادّعاء الألوهية ويقول إنی إله من دون اللّٰه، ويغلب أمره على الأرض كلها غير مكة وطيبة، فهذا يُخالف نص القرآن الكريم لأن القرآن كما ذكرت آنفا قد وعد لمتّبعی عيسى ابن مريم عليه السلام وعدًا مؤكّدًا بالدوام وقال وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[2]. ومعلوم أن الدجّال الذی ينتظره قومُنا هو بزعمهم ليس مِن متّبعی عيسى عليه السلام ولا يؤمن بالمسيح ولا بإنجيله، وما ذهب أحد من علماء المسلمين إلى أنه يؤمن بعيسى ابن مريم، بل يقولون إنه يقول إنی أنا اللّٰه، ولا يؤمن باللّٰه ولا بأحد من الأنبياء، فالقرآن لا يجوِّز له موضعَ ﴿۱۶﴾

[1] [2] ال عمران: ۵۶

اليهود وبهتاناتهم، وغلبةَ أهل الحق وضربِ الذلة على اليهود، وجعلهم مغلوبين مقهورين تحت النصارى والمسلمين. لقد وقعتْ هذه الأنباء والمواعيد كلها وتمت وظهرت، وما وقعت إلا على صورتها وترتيبها، وقد انقضت مدة طويلة على ظهورها ووقوعها، فكيف يعتقد عاقل بالغ ذو عقل سليم وفهم مستقيم بأن خبر التوفّى الذى قُدِّمَ على هذه الأخبار فى ترتيب الآية الموصوفة هو غير واقع إلى وقتنا هذا، وما مات عيسى بن مريم إلى هذا الزمان الذى فسد بضلالات أُمّته، بل يموت بعد نزوله فى وقت غير معلوم ولا يخفى سخافة هذا الرأى على المتفكرين.

والقائلون بحياة المسيح لما رأوا أن الآية الموصوفة تُبيّن وفاته بتصريح لا يُمكن إخفاء ه، جعلوا يؤوّلونها بتأويلات ركيكة واهية، وقالوا إن لفظ **التوفّى** فى آية يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ... كان مؤخَّرا فى الحقيقة

بقیۃ الحاشیۃ

قدم فى زمان من الأزمنة، بل يخبر عن غلبة المسلمين أو غلبة النصارى إلى يوم القيامة. فأىُّ دليل يكون أوضح من هذا على إبطال وجود الدجّال المفروض، وعلى ثبوت كذب قول القائلين؟ وأنت تعلم أن القرآن يقينى قطعى وليس كمثله حديث فى التواتر وحفظِ الحق وعصمتِه، فافهَمْ إن كنت من الطالبين.

وأما **قول** بعض العلماء أن الدجّال يكون من قوم اليهود.. فهذا القول أعجب من القول الأوّل[1]، لا يقرأون فى القرآن آية ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ﴿۱۷﴾ فالذين ضرب اللّٰه عليهم إلى يوم القيامة كل ذلة، وأخبر فى كتابه الكامل المحكم أن اليهود يعيشون دائما تحت ملِكٍ من الملوك صاغرين مقهورين ولا يكون لهم مُلك إلى الأبد، كيف يخرج منهم الدجّال ويملك الأرض كلها؟ ألا إن كلمات اللّٰه صادقة لا تبديل لها، ولكن القوم ما علموا معانى الأحاديث وما فهموها حق فهمها، واللّٰه يمنّ على من يشاء من عباده فيُفهّمه ما لم يُفهِّم أحدًا من العالمين.

[1] البقرة: ۶۲

من كل هذه الواقعات، يعنى مِن رفع عيسٰى وتطهيره من البهتانات ببعث النبى المصدِّق وغلبةِ المسلمين على اليهود وجعلِ اليهود من السافلين، ولكن اللّٰه قدَّم لفظَ "المتوفى "على لفظ "رافعك "وعلى لفظ "مطهّرك "وغيرها مع حذف بعض الفقرات الضرورية رعايةً لصفاء نظم الكلام كالمضطرين. وكان اللفظ المذكور.. يعنى ﴿إِنِّى مُتَوَفِّيكَ﴾ فى آخر ألفاظ الآية، فوضَعه اللّٰه فى أوّلها اضطرارًا لرعاية النظم المحكم، وكان اللّٰه فى هذا التأخير والتقديم من المعذورين، فلأجل هذا الاضطرار وضَع الألفاظ فى غير مواضعها وجعَل القرآن عضين. والآية بزعمهم كانت فى الأصل على هذه الصورة :يا عيسٰى إنى رافعك إلىَّ، ومطهّرك من الذين كفروا، وجاعلُ الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة ، ثم مُنزلك من السماء ثم متوفّيك. فانظرُ كيف يبدّلون كلام اللّٰه ﴿۱۷﴾

بقية الحاشية

وسمعتُ أن بعضهم ينظرون لفظ النزول فى قصة نزول المسيح، ويعجز عن درك هذه النكتة فَهُمُهم، وتضمحلّ طبائعهم وتلغب أفكارهم، فيحسبون بآرائهم السطحية أن عيسى ابن مريم ينزل من السماء ، ولا يرون أن القرآن قد اختار لفظ النزول فى مقامات شتى وقال اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ[1] وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ[2] قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا[3] .ومعلوم أن الحديد لا ينزل من السماء بل يتكوّن فى المعادن، وكذلك يتولد الحمير من الحمير والخيل من الخيل، وما رأى أحد من الناس أن هذه الحيوانات تنزل من السماء ، وكذلك الألبسة تُتّخذ من القطن والصوف والجلود والحرير، وهذه الأشياء كلها تكون فى الأرض ولكن بحكم ربّ السماوات، ولو اجتمع أهل الأرض جميعا على أن يخلقوا هذه الأشياء بقوتهم وتدبيرهم لم يستطيعوا أبدًا، فكأنها نزلت من السماء.وقد قال اللّٰه تعالٰى اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ[4] . فكل شىء منزَّل من السماء بقدر معلوم بتوسُّط علل وأسباب أرضية وسماوية اقتضتها حكمة اللّٰه تعالى، فتبارك اللّٰه أحسن الخالقين. ﴿۱۸﴾

وللنزول معنى آخر و هو الارتحال من مكان والنزول فى مكان آخر كما جاء

[1] الحديد:۲۶ [2] الزمر:۷ [3] الاعراف:۲۷ [4] الحجر : ۲۲

ویحرّفون الکلم عن مواضعها، ولیس عندهم من برهانٍ علٰی هٰذا.. إن یتّبعون إلا أهواء هم، وما کان لهم أن یتکلموا فی القرآن إلا خائفین. **وأنت تعلم** أن اللّٰه مُنزَّه عن هذه الاضطرارات، وکلامه کله مُرتَّب کالجواهرات، والتکلُّم فی شأنه بمثل ذلک جهالةٌ عظیمة، وسفاهة شنیعة، وما یقع فی هذه الوساوس إلا الذی نسی قدرة اللّٰه تعالی وقُوّته وحوله، واحتقره وما قدَره حقّ قدره، وما عرَف شأن کلامه، بل اجترأ وألحقَ کلام اللّٰه بکلام الشاعرین.

﴿۱۸﴾ وکیف یجوز لأحدٍ من المسلمین أن یتکلم بمثل هذا، ویبدّل کلام اللّٰه مِن تلقاء نفسه، ویُحرّفه عن موضعه من غیر سند من اللّٰه ورسوله؟ أَلیست لعنة اللّٰه علی المحرِّفین؟ ولو کانوا علی الحق فلِم لا یأتون ببرهان علی هذا التحریف من آیة أو حدیث أو قول صحابی أو رأی إمام مجتهد إن کانوا من الصادقین

بقیة الحاشیة

فی حدیث مسلم أن المسیح الدجال ینزل دُبُرَ أُحد، وعیسٰی ینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق. والعجب من القوم أنهم یفهمون من نزول عیسٰی نزوله من السماء ویزیدون لفظ "السماء "من عندهم، ولا تجد أثرا منه فی حدیث. وأما ما ذُکر فی قصة نزول عیسٰی أنه ینزل واضعًا کَفَّیْه علی جناحی الملائکة، فلیس هذا اللفظ دلیلا علی نزوله من السماء، وقد جاء مثل هذا اللفظ فی فضائل الذی یخرج مِن بیته لطلبِ علم الدین، وکذلک نظائره کثیرة فی الأحادیث، ولو لم یکن خوفُ طول المکتوب لذکرتُ کلها. بل الحق الذی کشف اللّٰه علیّ أمرٌ یقبَله کل مؤمن طالب الحق، ولا یأبٰی إلا الذی لا یتخذ سبیل المهتدین، وهو أن نزول المسیح عند المنارة البیضاء شرقیَّ دمشق واضعًا کَفَّیْه علی أجنحة ملَکینِ إشارةٌ إلی شیوع أمره فی بلاد الشام خالصًا من العلل السماویة، منزّهًا عن دخل الأسباب الأرضیة، وعن دخل سلطانها ودولتها وعساکرها وأفواجها ومسّ تدابیرها، بل یعلو أمره بحمایة اللّٰه وجنده السماویة، کأنه نزل علی أجنحة الملا ئکة وأمّا الدجّال فیخرج بالحِیَل الأرضیة

وكيف نقبل تحريفاتهم التى لا دليل عليها من الكتاب والسُّنّة ولا نجدها إلا كتحريف اليهود من تلبيس الشياطين. وأما السلف الصالح فما تكلموا فى هذه المسألة تفصيلا، بل آمنوا مجملا بأن المسيح عيسى بن مريم قد تُوُفّى كما ورد فى القرآن، وآمنوا بمجدّد يأتى من هذه الأمة فى آخر الزمان عند غلبة النصارى على وجه الأرض اسمه عيسى بن مريم، وفوَّضوا تفصيل هذه الحقيقة إلى اللّٰه تعالى، وما دخلوا فى تفاصيله قبل الوقوع، وكذلك كانت سيرتهم فى الأنباء المستقبلة كما هى سُنّة الصالحين. فخلَف مِن بعدهم خَلْفٌ أضاعوا سُنّتهم وتركوا سيرتهم، وأوَّلوا قول اللّٰه ورسوله إلى ما اشتهت أنفسهم، ثم أصرّوا عليه كأنهم عرفوا أسرار اللّٰه يقينا وكأنهم كانوا من المستيقنين. ألم يعلموا أن اللّٰه صرّح فى القرآن العظيم بأن المتنصرين ما أشركوا وما ضلّوا إلا بعد وفاة المسيح كما يُفهَم من آية ﴿ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنْتَ

بقیۃ الحاشیۃ

والتدابير المنحوتة من عند نفسه، والتلبيسات التى تجدد فى كل حين.

﴿۱۹﴾ وإنّى سمعت أن بعض علماء هذه الديار يقولون إن جملة:يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ مؤخَّرة من جملة وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ومقدَّمة من جملة ﴿ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ومن جملة ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ﴾ ولكن أنت تعلم يا أخى أن هذا التأويل باطل بالبداهة ومستنكر جدًّا، لأن الأمر لو كان كذلك لوجب أن يموت المسيح بعد الرفع وقبل هذه الواقعات التى ذكرها القرآن بعد ذكر الرفع.. يعنى قبل تطهير ذيله من بهتانات اليهود وقبل جعلِ متّبعيه الغالبين على الذين كفروا، وهم يعتقدون بأن المسيح ما مات إلى هذا الزمان، وقد تمت هذه المواعيد كلها ووقعت بأسرها. فالعجب من عقلهم لِمَ يقولون على خلاف ما يعتقدون، وقد اتفقوا على أن المسيح لا يموت بعد الرفع فقط بل بعد الرفع وبعد تطهير ذيله من بهتانات اليهود ببعث خاتم النبيين وبعد غلبة متّبعيه على الذين كفروا، فعلى هذا يلزمهم أن يعتقدوا بأن جملة يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ مؤخرة من جملة وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ

أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾[1]؟ فلو لم يُتَوَفَّ المسيحُ إلى هذا الزمان للزم من هذا أن يكون ﴿۱۹﴾
المتنصرون على الحق إلى هذا الوقت ويكونوا مؤمنين موحِّدين.

يا حسرة عليهم! لِم لا يتفكرون فى هذه الآيات؟ أليس فيهم رجل رشيد وفهيم وأمين؟ وأنت تعلم أن آية ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى﴾ قد دلّت بدلالة صريحة واضحة بيّنة على أن ضلالة النصارىٰ واتخاذهم العبد إلٰهًا مشروطةٌ بوفاة عيسٰى عليه السلام، ولا يُنكره إلا من عانَدَ الحق بسوء تميُّزه واستعمل المكابرةَ والتحكم بجهله وحُمقه، وأبى متعمدا مِن أن يكون من المهتدين. وإذا قيل لهم آمِنوا بما صرّح اللّٰه فى كتابه من وفاة المسيح وضلالة النصارى بعد وفاته لا فى زمن حياته، قالوا أنؤمن بمعانى تخالف الأحاديث؟ وقد كانوا يعلّمون الناسَ أن الخبر الواحد يُرَدُّ بمعارضة كتاب اللّٰه، فنسوا ما ذكّروا الناسَ وانقلبوا إلى الجهل بعدما كانوا عالمين. وما نجد

بقیۃ الحاشیۃ

فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ فلزمهم أن يقولوا إن ترتيب الآيات كان فى الأصل هكذا.. أعنى يا عيسٰى إنى رافعك إلىّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، ثم بعد القيامة منزلك من السماء ثم متوفيك. فلا سبيل لهم إلى تحريف هذه الآيات وتقديمها وتأخيرها من عند أنفسهم إلا أن يقولوا إن المسيح لا ينزل ولا يموت إلا بعد يوم القيامة وهذا خُلف. فيا حسرة عليهم! لِم يحرّفون كلم اللّٰه عن مواضعها مع عجزهم عن وضعها فى موضع آخر؟ وذلك من إعجازات القرآن أن مُحرِّف آياته لا يستطيع ﴿۲۰﴾
أن يُحرّف ويُبدّل ترتيبَه المحكم المرصّع الأبلغ، فينكشف كذبُه على النساء والصبيان فضلًا عن العلماء الراسخين، فسبحان من أنزل القرآن بإعجاز مبين. والعجب من قومنا أنهم كانوا يقرأون فى البخارى وغيره من الصحاح أن المسيح الموعود من هذه الأمة وإمامهم منهم، ولا يجىء نبى بعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو خاتم النبيين، وما كان لأحد أن ينسخ القرآن بعد تكميله، ثم نسوا كل ما علموا وعرفوا واعتقدوا وضلّوا وأضلّوا

[1] المائدة:۱۱۸

فی حدیثٍ ذِکْرَ رفع المسیح حیًّا بجسمه العنصری، بل نجد ذکر وفاة المسیح فی **البخاری** والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع إلی تلک الکتب من کان من المرتابین.

وأما ذکرُ **نزول عیسٰی** ابن مریم فما کان لمؤمن أن یحمل هذا الاسم المذکور فی الأحادیث علٰی ظاهرٖ معناه، لأنه یخالف قول اللّٰه عزوجل ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[1] ألا تعلم أن الربّ الرحیم المتفضّل سمّی نبیَّنا صلی اللّٰه علیه وسلم خاتَمَ الأنبیاء بغیر استثناء، وفسّره نبیُّنا فی قوله **لَا نَبِیَّ بَعْدِی** ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوّزْنا ظهورَ نبی بعد نبیّنا ﷺ لجوّزْنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها، وهذا خُلْفٌ کما لا یخفی علی المسلمین. وکیف یجیء نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللّٰه به النبیّین ـ أنعتقد ﴿۲۰﴾

بقیة الحاشیة

کثیرًا من الجاهلین.

وأما الاختلافات التی توجد فی هذه الأحادیث فلا یخفی علی مَهَرة الفن تفصیلها، وقد ذکرنا شطرًا منها فی رسالتنا "الإزالة"، فلیرجع الطالب إلیها. وقد جاء فی حدیث **أن المسیح والمهدی** یجیئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر **أنه لا مهدی** إلا عیسٰی، وجاء فی حدیث أن المسیح والمهدی یتلاقیان ویُشاور المهدی المسیح فی مهمات الخلافة، ویکون زمانهما زمانًا واحدًا. وفی حدیث آخر أن المهدی یُبعث فی وسط قرون هذه الأمة والمسیح ینزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری أن المسیح یجیء حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب.. یعنی یجیء فی وقت غلبة عبدة الصلیب فیکسر شوکة الصلیب ویقتل خنازیر النصاری. وفی حدیث آخر أنه یجیء فی وقت غلبة الدجّال علی وجه الأرض فیقتله بحربته. فاعلم أن هذا المقام مقام حیرة وتعجُّب للناظرین. وتفصیله أن مجیء المسیح لکسر صلیب النصاری وقتل خنازیرهم یشهد بصوت عال علی أن المسیح الموعود لا یجیء إلا فی وقت غلبة النصاری ﴿۲۱﴾

[1] الاحزاب: ۴۱

بـأن عيسى الذى أُنزِلَ عليه الإنجيل هو خاتم الأنبياء ، لا رسولُناصلى اللّٰه عليه وسـلّم أنعتقد أن ابن مريم يأتى وينسخ بعض أحكام القرآن ويزيد بعضا، فلا يقبَل الـجـزية ولا يـضـع الـحـرب، وقـد أمَر اللّٰه بأخذها وأمَر بوضع الحرب بعد أخذ الجزية؟ ألا تقرأ آية يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ[1] فكيف ينسخ المسيح مـحـكـمـاتِ الـفرقان؟ وكيف يتصرّف فى الكتاب العزيز ويطمِس بعض أحكامه بـعـد تـكـمـيـلـهـا؟ فأعجبنى أنهم يجعلون المسيح ناسخَ بعضِ أحكام الفرقان ولا ينظرون إلى آية اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ[2] ولا يتـفـكـرون أنـه لـو كانت لتكميل دين الإسلام حالةٌ منتظَرة يُرجىٰ ظهورها بعد انقضاء ألوف من السنوات، لفسد معنى إكمال الـديـن والـفـراغ من كماله بإنزال القرآن، ولكان قول اللّٰه عزّوجل اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ مِـن نـوع الـكـذب وخـلاف الـواقـعة، بـل كان الواجب فى هذه الصورة ﴿۲۱﴾

بقية الحاشية

على وجه الأرض وتسلُّطهم عليها وشيوع المذهب الصليبى فى جميع أقطار العالم بـالشوكة التامة والقوة الكاملة وحماية السلطنة والدولة. ثم إذا نظرنا إلى أحاديث خروج الدجّال فنجد فيها كأن المسيح لا ينـزل إلا فى وقت غلبة الدجّال على وجه الأرض، وإنّـا إذا صـدّقـنـا حـديـث مـجـىء المسيح عند تسلُّط النصارىٰ على وجه الأرض واعتـقـدنـا بـأنـه يـجىء لكسر صليب النصارىٰ واستيصال شوكة مذهبهم، فيلزم من ذلک أن نكذّب حديثًا آخر الذى يدلّ على أن المسيح يأتى لقتل الدجّال عـنـد غـلبتـه عـلـى وجه الأرض كلها غير مكة وطيبة، فإن تسلُّط الدجّال على وجه الأرض كـلـهـا وتسـلُّـط الـنـصـارى عـلـى وجه الأرض كلها فى زمان واحد نقيضانِ متـخـالـفـان، ومـعـلـوم أن الـنقيضين لا يجتمعان فى وقت واحد ولا يرتفعان، فثبت بـالـضرورة أن من هذين الخبرين خبر حق وخبر باطل ثـم إذا نظرنا إلى الواقعات الموجودة فوجدنا حكومة النصارى قد أحاطت كالدائرة على أهل الأرضين، ونرى أن السلاطين كلهم يـرتـعـدون مـن هـولهم، وقد ظهرت على قلوبهم خوف وانحجام واعتـقـدوا بأنهم عليهم

[1] التوبة :۲۹ [2] المائدة :۴

أن يقول الرب تبارک وتعالى إنى ما أنزلتُ هذا القرآن كاملًا على **محمّد** صلى الله عليه و سلم بل سأُنزِلُ بعضَ آياته على عيسى بن مريم فى آخر الزمان، فيومئذ يكمل القرآن وما كمل إلى هذا الحين.

وأنت تعلم أن هذا القول فاسد بالبداهة، ولا يظن كمثل هذا إلا الذى هو من أكابر المعتدين. نعمُ، يوجد فى بعض الأحاديث لفظ نزول عيسَى بن مريم، ولكن لن تجد فى حديثٍ ذِكر نزوله من السماء ، بل ذِكر وفاته موجود فى القرآن، وما جاز أن يكون هذا التوفّى بعد النزول، لأن الفتن التى أشير إليها فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنى إنما هاجت وظهرت على وجه الأرض من مدة طويلة، وتمتْ كلمة ربک كما قال، وترى النصارى ينحتون لهم إلٰها وابن إله، وكذلک تدل آية يَا عِيسٰى إِنِّى مُتَوَفِّيکَ على أن عيسٰى قد تُوُفِّى وكان اللّٰه خليفة له إلى يوم القيامة، فكيف يمكن نزوله بعد الموت وقد قال اللّٰه تعالى:

﴿۲۲﴾

بقیۃ الحاشیۃ

غالبون. ولكنا لا نرى من الدجّال الموهوم المتصوَّر فى خيالات القوم أثرا ولا علامة، **ونرٰى** أن فتن النصارٰى قد تكاثرت وامتلأت الأرض من مكائدهم، فهذا دليل واضح علٰى أنّ المعنى الصحيح نزول المسيح عند غلبة النصارٰى على أهل الأرض، ولا سبيل إلى تطبيق هذه الأحاديث المتعارضة إلا أن نقول أن قسّيسى النصارى هم الدجّال المعهود، ووجب علينا أن نفسر الأحاديث بنحوٍ ظهرت معانيها فى الخارج، فإن الأحاديث التى ذكرناها آنفًا كان بعضها قائدًا إلى أن المسيح ينزل عند شوكة النصارٰى وشوكة صليبهم وتسلُّطهم فى الأرض، وكان بعضها قائدًا إلى أنه لا ينزل إلا فى وقت خروج الدجّال وتسلُّطه على وجه الأرض كلها، فرأينا آثار القائد الأول ووجدناها واقعة فى زماننا، **ونرٰى** أن أخبار شوكة الصليب قد تمت ووقعت كلها كما أخبر عنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى رأيناها بأعيننا، وأما القائد الذى كان مخالفًا لها ومعارضًا لمعانيها، أعنى حديث خروج الدجّال فما ظهر أثر منه، فالذى ظهر من المعنيين هو الحق، والذى ما ظهر من المعنيين هو الباطل الذى أخطأ فيه نظر المتفكرين.

﴿۲۲﴾ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [۱] وقال: حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [۲]. ولا يوجد في حديثٍ أن عيسٰى يجيء بعد وفاته ويخرُج جسمه من القبر. والجسم الذى دُفن فى القبر كيف ينزل من السماء؟ فهذه القرائن دالة على أن للنزول معنى آخر، وإلا فكيف يمكن أن يُخبر اللّٰه أوَّلًا بوفاة المسيح ويخبر بأنه خليفته بعد وفاته، وبأنه متمِّمُ أغراضه بعده وجاعلُ أتباعه فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة بإرسال رسوله الكريم ﷺ وبإرسال عباد مُحدَّثين مُلهَمين الذين يُصدّقون المسيح، ثم يرجع فيناقض قولَه الأول ويقول إنه لم يمتْ بل هو نازل من السماء؟ فكأنه نسِي قوله السابق ونسي آياتولٰكنّك لن تجد اختلافًا فى كلامه، فلا تنسب إليه أقوالا قد وقعت فى غاية الضدّ والتناقض، ووجب علينا أن نصرف مثل هذه الكلمات عن الظاهر، ولو كانت موجودة فى

بقیۃ الحاشیۃ

ومن الاختلافات العظيمة فى أحاديث هذا الباب أن بعض الأحاديث يدل على أن المسيح لا يأتى إلا تابعا ومطيعا **للمهدى**، فإن الأئمة من قريش والمسيح ليس من قريش، فلا يجوز أن يستخلفه اللّٰه لهذه الأمة، وبعضها يدل على أن المسيح يأتى حَكَمًا عَدْلًا وإمامًا وخليفةً من اللّٰه تعالى، وكل الأمر يكون فى يديه، ولا يتبع أحدا إلا وحىَ اللّٰه الذى ﴿۲۳﴾ ينزل عليه إلى أربعين سنة، فينسِخ بوحيه بعضَ أحكام الفرقان ويزيد بعضًا ويختم اللّٰه به النبوة والوحى ويجعله خاتم النبيين. ومع هذا يقولون إن وحيه لا يُعارِض وحىَ القرآن، ويصلّى المسيحُ كما يصلّى المسلمون، ويصوم كما يصومون، ولكنهم عند هذا القول ينسون قولهم الأول الذى قد صُرِّحَ فيه أن المسيح ينسخ بعض أحكام الفرقان، فيضع الجزيةَ، وما وضَع القرآن الجزية قط حتى تم وكمل ونزل آية اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [۳] وكذلك قالوا إن المسيح يقتل الخنزير، وما نرى فى القرآن حُكمًا لقتل خنازيرِ أهل الأرض، بل منَع من تضييع أموال الذِّمّيين ونهبِ أملاكهم بعد أن أعطوا الجزية صاغرين.

والعجب أن هذه العلماء آمنوا بأن اللّٰه تعالى يُوحى إلى المسيح إلى

[۱] الزمر:۴۳ [۲] الانبياء:۹۵ [۳] المائدة:۴

حدیث بالفرض والتقدیر، ونرجع إلی تأویل یوافق القرآن. فانظرُ کیف بیَّن اللّٰہ تعالٰی وفاۃ المسیح فی کتابہ، ثم انظرُ ھل یکون من البیان والشرح والإیضاح والتصریح أکثر من ھذا؟ ثم انظر أنہ عزّ اسمہ ما قال رافعک إلی السماء، بل قال "رَافِعُکَ إِلَیَّ" وقولہ "رَافِعُکَ إِلَیَّ" یُشابہ قولَہ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً[1] وما معنی ھذا إلا الوفاۃ، فاستیقظْ وکُن من المتدبرین. ﴿۲۳﴾

أیھا العزیز! کیف نقبل عقیدۃ یخالف نصوص القرآن ویعارض بیانہ، ولا دلیل معہ ولا سبیل إلیہ، ولا یأتون بحجۃ علیہ ولا برھان ساطع، وأظن أنک تفھم إذا أنصفتَ وفکّرت، وقد کتبتُ کل ذلک فی کتبی مع الدلائل، وأکرہ التطویل فی مکتوبی ھذا فإنہ یوجب الملال، فاقتصرتُ علی ما کتبت. ومن یدرس کتاب اللّٰہ حق دراستہ فأتیقن أن یصل إلی أعلی مراتب الیقین

بقیۃ الحاشیہ

أربعین سنۃ، وکانوا یعتقدون من قبل بأن وحی النبوۃ قد انقطع. فیا حسرۃ علیھم! إنھم یعلمون مَضارَّ عقائد ھم ثم لا یترکونھا وأراھم کالنائمین. وأعجبنی أنھم یجمعون فی عقائدھم اختلافات عجیبۃ ولا ینظر أحد منھم إلی ھذہ التناقضات. یؤمنون بعقیدۃ.. ثم یرجعون ویؤمنون بعقیدۃ أخرٰی تخالف الأولٰی وتعارِضھا، مثلًا.. إنھم یؤمنون بالیقین التام أن المسیح یأتی حَکَمًا عَدْلا، والناسُ یحکّمونہ ویرفَعون إلیہ مشاجرا تھم، ویجعلہ اللّٰہ خلیفۃ فی الأرض، ثم یقولون إن عیسی ینزل تابعا للمھدی، والحَکَمُ العَدْلُ ھو المھدی لا عیسَی الذی لیس من قریشٍ. ویقولون إن ھذا الأمر من الواقعات الحقّۃ.. أن عیسٰی ینزل عند غلبۃ النصاری واستیلا ئھم علی وجہ الأرض، ونسلھم من کلّ حدب، فیکسر صلیبھم ویقتل خنازیرھم، ثم یرجعون ویقولون إن المسیح لا ینزل إلا عند خروج الدجّال، ویقولون إن الدجّال لیس من الذین اتبعوا أناجیل النصاری وآمنوا بأنبیائھم وکتبھم ودیانتھم، بل ھو رجل لا یتبع عیسٰی ولا یؤمن بنبی من الأنبیاء، بل یخرج بادّعاء الألوھیۃ، ویملک الأرض کلھا غیر مکۃ وطیبۃ، ویقول إنی أنا اللّٰہ رب العالمین. **فانظرْ** کیف یسلکون ﴿۲۴﴾

[1] الفجر:۲۹

فی هذه الأمر، ویتفق رأیه برأیی ویُکشَف بین یدیه کلُّ ما قلتُه. فتدبَّرْ، أنار اللّٰه عقلک وجعلک من المستیقنین. وینبغی لک رحمک اللّٰه .أن تُقدّم القرآن وتعظّم آیاته، فإنه یقینی، وکل آیة قطعیة متواترة، وما مسّتُه أیدی الناس، وما اختلطَ به شیء من أقوال بنی آدم، وإنه کلام ربانی لا شک فیه، وإنه آیات إلهیة لا ریب فیها. وأما الأحادیث فأنت تعلم أن کلها احاد إلا القدر القلیل الذی هو کالنادر، فتفکَّرْ فی هذا بطهارة النفس وصحة النیة وسلامة القلب، وأدعو أن یؤیّدک اللّٰه بإلهامه، ویهَب لک لُطْفَ النظر ودقّة الفکر، ویکون معک ویجعلک من العارفین.

﴿۲۴﴾ وأما إیمان قومنا وعلمائنا بالملائکة وغیرها من العقائد فلسنا نجادلهم فیه ولا نخطّئهم فی ذلک، ولیس فی هذه العقائد عندنا إلا التسلیم، وإنما

بقیة الحاشیہ

مسلک السکارٰی، ولا یثبتون علی قول، وما لهم علی عقیدة من قرار، ولا یتدبّرون کالعاقلین.وإنی أرٰی أن اللّٰه سلَب عنهم قوة الفیصلة، ونزَع منهم طاقة الآراء الصحیحة، وترَکهم فی ظلمات الغیّ هائمین. والسر فی ذلک أنه ما رآهم حرِیًّا بالأسرار الإلهیة، ورأی رؤوسهم خالیة من القوی المدرِکة الفاطنة، فنزَع منهم حُلل الإنسانیة، وردَّهم إلی صور البهائم والسباع والأفاعی، وألحقَهم بالسافلین.

والذین أُوتوا أُکُلَ المعارف غضًّا طرِیًّا، ورُزقوا من العلوم الصادقة حظًّا وافرًا، فما جهلوا الطریق، وما نسوا المشرب، وأصابوا فی فهم آیات اللّٰه، وما ضاع من أیدیهم علم الروحانیین. وذلک فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء ، یضل من یشاء ویهدی من یشاء إلی بحر لا ساحل له، واللّٰهُ یعلم حیث یجعل فضله، ولا یخفی علیه قلبٌ ولا شاکلة، وقد خلَق الناس وهو یعلم حقیقة العالمین.

﴿۲۵﴾ ولنرجِعْ إلی ذکر الأحادیث فنقول إنّ الذین حملوا أنباء ها المستقبلة علی معانیها الظاهرة مع تعارُضها بالقرآن، فقد أخطأوا خطأً کبیرًا، وکان سببُه استغراقَهم فی الآثار والذهولَ عن کلام اللّٰه تعالی، فصارت أنظارهم مغمورة فی الأخبار، وأفکارهم

نحن مناظرون فی أمر نزول المسیح من السماء ، ولا نُسلّم أنه ثابت من الکتاب والسُنّة، وإن کان ثابتا فلا ینبغی لنا ولا لأحد أن یأبی ویمتعض من قبوله، فإنه لا یفر من قبول الحق إلا ظالم مُعتد لا یُحب الصداقة، أو ضال جاهل لا یعرف قدرها. وأما إن کان غیر ثابت فلا ینبغی لصالح أن یختاره لنفسه، فکیف یدعو إلیه رجلا یمشی علی صراط مستقیم، وکیف یحسبه من الکافرین وإن أمر الدّین أمرٌ جلیل الخطب عظیم القدر، لا ینبغی لأحد أن یستعجل فیه، بل اللازم الواجب علی کل مسلم مؤمن أن یطرح من بینه البخلَ والشحناء ، ویدعو اللّٰه ویسأله بالتضرعات والابتهالات هدایتَه من لدنه، ومن یهدی إلا اللّٰه وهو أحسن الهادین؟ ومن نظَر فی القرآن، وفکّر فی الفرقان بالتدبر والإمعان، فیظهر علیه کل ما سَوّلتُ للعلماء أنفسهم وقد عتوا عُتُوّا کبیرا، وعاندوا الحق وأشاعوا کذبًا وزورًا، وإن الحق

بقیۃ الحاشیہ

مبذولة فی تنقیدها وتمییزها، وأنفدوا أعمارهم فیها، وأضلّوا أنفسهم فی سککها، وما التفتوا إلی صحف اللّٰه واستنباط مسائلها فبقِی الفرقانُ کالمستتر من أعینهم، وبقیتْ أسراره کالدُّرر المکنونة أو الخزائن المدفونة، ما عرفوها وما رعوها حق رعایتها، وأکبّوا علی کتب أخری کالمعرضین. ولو أنهم تَوجّهوا إلی القرآن لکشَف اللّٰه علیهم سِرَّ کل حقیقة ونجّاهم من برای الشبهات، ولکنهم ما شاؤوا أن یُنوَّروا واختاروا العَمٰی وعادَوا قومًا مُنوَّرین. **فمِن أعظم** خطیّاتهم أنهم لم یفهموا حقیقة المسیح الموعود الذی أُخبِروا عنه، وقالوا إن عیسی بن مریم علیه السلام ینزل من السماء ، وقد کانوا یقرأون فی القرآن **أنه تُوُفِّیَ ولحِق بإخوانه** الذین خلوا من قبله، فنسوا ما کانوا یعلمون واتبعوا ما قیل بعد المِئتین، ونبذوا آیاتِ اللّٰه وراء ظهورهم کأنهم ما وجدوا فی القرآن أثرا من أخبار وفاة المسیح وکأنهم کانوا من الغافلین. وإذا قیل لهم أن اللّٰه قد أخبر عن وفاة المسیح فی آیاته المحکمات وقال:

يعلو ولو دفنوه تحت الأرضين.

﴿۲۵﴾ ولنـدع الآن ذِكـر هٰؤلاء ونأخذ فى ذكر ادعائنا مكررا لينظر المنصفون هل يـجب عليهم قبولُ ذلـك أو ردُّه، فنقول إن ديننا هذا الذى اسمه الإسلام.. ما أراد الـلّٰه أن يتركه سُدىً، وما أراد أن يُبطله ويخرّبه من أيدى الأعداء، **بل** قال وهو أصدق الصادقين: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[۱] وقال: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔[۲] وقال: وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ[۳] وقال: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔[۴] فهـذه كـلها مواعيد صادقة لتأييد الإسلام عند ظهور الـفتن وغلبة المعاصى والآثام، وأىّ فتن أكبر من هذه الفتن التى ظهرت على وجه الأرض؟ وإن النصارى قد دخلوا على الناس من باب لطيف، وسحروا أعين الناس

يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ[۵] وقال حكاية عنه: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[۶] وقال وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔[۷] قـالوا نؤمن بقصص القرآن ﴿۲۶﴾ والأحـاديـثُ قاضيةٌ عليه وعلى قصصه. فـانـظرْ كيف يتركون القرآن مع كونهم من المسلمين.

بقية الحاشية

والـعجب منهم أنهم يظنون أن الأحاديث تشهد على نزول المسيح من السماء مع أن رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخبـر غيـر مرة عن وفاة المسيح، فقال فى حديث كـمـا جاء فى الطبرانى والمستدرک عن عـائشة قـالـت قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فـى مـرضه الذى تُوُفّىَ فيه لفاطمة إن جبرائيل كان يُعارضنى القرآن كل عام مرة، وإنه عارَضنى بـالقرآن العامَ مرتين، وأخبرَنى أنه لم يكن نبى إلّا عاش نصفَ الذى قبله، وأخبرنى أن عيسى ابـن مـريم عاش عشرين ومائة سنة، فلا أرانى إلّا ذاهبا على رأس الستين. واعلموا أيها الإخوان أن هـذا الحديث صحيح ورجاله ثقات وله طرق، وهو يدل بدلالة صريحة على

۱ النور:۵۶ ۲ الحجر:۱۰ ۳ الجمعة:۴ ۴ الواقعة:۴۰،۴۱ ۵ اٰل عمران:۵۶ ۶ المائدة:۱۱۸
۷ اٰل عمران:۱۴۵

وقلوبهم وآذانهم بالمكائد التى هى دقيقة المآخذ، وأضلّوا خلقًا كثيرًا وجاء وا بسحر مبين. ثم اعلم أن للمسيح الموعود كما جاء فى الأحاديث ثلاث علامات:

الأوّل :أنه يجيء عند غلبة النصارى وعند غلبة مكائدهم وشدة جهدهم لإشاعة مذهب التنصّر ، فيأتى وينزل فيهم ويكسر صليبهم ويقتل خنازيرهم، ولا يغزو ولا يحارب، بل كل ذلك يفعل بالقوة السماوية، والطاقة الروحانية، والأسلحة الفلكية، ويضع الحرب ويظهر كالمساكين. ﴿۲۶﴾

والثانى :أنه يتزوج، وذلك إيماء إلى آية يظهرعند تزوُّجه من يد القدرة وإرادة حضرة الوتر، وقد ذكرناها مفصلا فى كتابنا **التبليغ** والتُّحفة، وأثبتُنا فيهما أن هذه الآية سيظهر على يدى، ولولا هذه الآية لما كان سبب معقول لذِكر هذه العلامة، فإن التزوج ليس من أمور نادرة متعسرة، لكى يُقال إنه

بقية الحاشية

موت المسيح. ولا يُقال إن الرفع هو الموت، **فإن الموت** عبارة عن **خروج الروح** عن الجسم العنصرى، فإن كان المسيح رُفِع بجسمه العنصرى فهو حىٌّ إلى الآن، فلو فُرض حياة المسيح إلى هذه الأيام للزم أن يكون نبيّنا حيًّا إلى نصف هذه المدة، وهذا باطل فاسألِ العادّين. وكذلك أخبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن موت عيسٰى عليه السلام فى حديث آخر وقال إذا سألنى ربى عن فساد أُمّتى فأقول فى جوابه فلما تَوَفّيتَنى كنتَ أنت الرقيبَ عليهم، كما قال العبدُ الصالح مِن قبلى. يعنى عيسٰى عليه السلام. ﴿۲۷﴾ فانظرْ كيف أشار إلى وفاة المسيح بحيث استعمل لنفسه جملة فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنى كما استعمله المسيح لنفسه. وأنت تعلم أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد تُوُفّى وقبرُه المبارك موجود فى المدينة. فانكشف معنى التوفّى بجعل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم واقعةَ المسيح وواقعةَ نفسه واقعةً واحدة، وظهَر أن معنى التوفّى فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنى الإماتةُ لا غيرها من المعانى المنحوتة التى لا أصل لها فى لغة العرب، فإن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد مات، ولو كان معناه الرفع إلى السماء حيًّا مع الجسم العنصرى كما هو زعم القوم لرُفِعَ إذًا نبيُّنا إلى السماء حيًّا مع الجسم العنصرى، فإنه جعَل نفسه شريكَ

لا يقدر عليه كاذب إلا المسيح الصادق الذى جاء من رب العالمين، بل التزوج أمر عام يقدر عليه كل رجل ذى مال وثروة حتى الكافر والفاسق، فضلًا من أن يكون محدودًا فى نبىّ أو وليّ. فثبت أنه إشارة إلى آية عظيمة يظهر☆ عند تزوُّجه، وقد فصلناها فى كتابنا للناظرين.

الثالث: أنه يولد له، وهذا أيضًا كلام إيماضى كمثل قوله يتزوج، وفيه إشارة إلى أنه يولد له ولدٌ صالح يُضاهى كمالاتِه، وإلا فما التخصيص فى الأولاد فقط؟ أوجود الأولاد أمرٌ مستبعَد فىّ غير المسيح؟ بل يوجد فى كل قوم، وكاذب وصادق فهذه علامات للمسيح الصادق أنبأ بها خير المنبئين، وهى كلها صدقت فى نفسى، وهذه من علامات يُعرَف بها صدقى۔ ومن علامات أخرىٰ أن اللّٰه تعالٰى أظهر على يدى بعض آيات، وأنبأنى أخبارا قبل وقوعها، وقد استجاب كثيرا من أدعيتى، ونصرنى فى كل موطن، وقد فُتحتْ علىّ أبواب إلهاماته وأنا يومئذ ابن أربعين، فما تركنى، وما ودّعنى، وما ﴿۲۷﴾

بقیۃ الحاشیہ

عيسٰى عليه السلام لفظ التوفى الذى يوجد فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كما جاء فى حديث البخارى. ولو جعلنا من عند أنفسنا للمسيح معنًى خاصًا فى هذه الآية وقلنا إن التوفى فى حق رسولنا هو الوفاة، ولكن فى حق عيسٰى عليه السلام أُريدَ منه الرفع مع الجسم العنصرى لا شريك له فى هذا المعنى، فهذا ظلمٌ وزور وخيانة شنيعة، وترجيح بلا مرجّح، واستخفاف فى شأن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وادّعاء بلا دليل واضح وحجة ساطعة وبرهان مبين.

ويقولون **إن يأجوج ومأجوج** يخرجون فى زمن المسيح، وينسِلون مِن كل حَدَبٍ، ويملكون الأرض كلها كما ورد فى القرآن العظيم، فهذا حق لا نُجادِلهم فيه. ويقولون إن المسيح لا يُحاربهم بل يدعو عليهم، فيموتون كلهم بدعائه بدُودٍ تتولد فى رقابهم، وهذا أيضًا حق وليس عندنا إلا التسليم. ولكنهم أخطأوا فيما قالوا إن يأجوج ومأجوج يموتون فى زمن عيسٰى كلهم، فإن يأجوج ومأجوج هم النصارٰى ﴿۲۸﴾

أضاعنی، بل خصّصنی بالتحدیث والمکالمة، وأمرنی لأتمّ حجته علی المتنصرین. ولو کان عیسٰی حیًّا بجسده العنصریّ فی السماء الثانیة کما هو زعم قومی، فکان الواجب أن ینـــزل فی هذا الوقت، فإن الأمم قد هلکت بمکائد النصاریٰ، وبلغت المفاسد منتهاها، والقعودُ علی السماوات مع ضلالةِ أهل الأرض وفسادِ أُمّته شیءٌ عجیب، وما نعلم ما الفائدة فی هذا القعود وإضاعة العمر. وما کان اللّٰه لیضیع عمره فی زاویة السماوات وقد رأی أُمّته قد وقعت فی هوة الهلاک، وأفسدت فی الأرض أکثر مما أفسد الدجالون من قبل، ولا نظیر لهم فی إشاعة الکذب والشرک من آدم إلی هذا الوقت. ألا تری أن موسی علیه السلام لما کلّم ربّه علی طور سینین، واتخذت أُمّتُه مِن بعده عِجلًا جسدًا له خُوار، کیف أنبأ اللّٰه موسیٰ بهذه الواقعات کلها، وقال ارجِعْ إلی قومک بقدم العجلة، فإنهم قد هلکوا باتخاذ العِجل إلهًا، فرجع موسٰی غضبانَ أسفًا، وأخذ بلحیة أخیه، ووقع ما تقرأ فی القرآن، وما کان فتنةُ العجل أشدَّ من فتنة المتنصرین. ﴿۲۸﴾

بقیة الحاشیہ

من الروس والأقوام☆ البرطانیة وقد أخبر اللّٰه تعالی عن وجود النصاریٰ والیهود إلی یوم القیامة وقال: فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ [۱] فکیف یموتون کلهم قبل یوم القیامة؟ فلو أردنا من الإماتة الإماتةَ الجسمانیة لخالفَ الحدیثُ القرآنَ وعارَضَه، فإن القرآن یخبرنا عن بقائهم وبقاء نسلهم إلی یوم القیامة، بل یشیر إلی أن السماوات یتفطرن علیهم وتقوم القیامة علی أشرارهم الباقین. ومن ههنا ظهر أن الجملة "**یضَع الجزیةَ**" التی جاء فی بعض نسخ البخاری لیست بصحیحة، والصحیح أن

☆**حاشیہ**: لا یُقال إن هذا التفسیر خلاف الإجماع وأن القوم قد اتفقوا علی أنهم قوم لا یُشابهون خَلْق الإنسان، ولهم آذان طویلة، لأنهم قد اتفقوا علی أن یأجوج ومأجوج قوم محصورون فی الإقلیم الرابع، وهم أزیَدُ نسلاً وعددًا من کل قوم، وهذا باطل بالبداهة، لأنّا لا نریٰ فی الإقلیم الرابع أثرًا منهم ولا من بلادهم ومُدنهم وعساکرهم مع أن عمارات الأرض قد ظهرت کلها. فالروایات فی هذا الباب باطلة کلها، فقِسْ علیها روایاتٍ مثلها، وکُنْ من المحققین. **منه**

[۱] المائدة:۱۵

وأنت تعلم أن فتنة النصارٰی مع شدّة أهوالها وكثرة ضلالها وغلبتها على وجه الأرض كلها، قد امتدّتْ ومكثتْ إلى ألفَين من سَنةِ وفاة المسيح، ولكن ما نزل عيسٰیؑ إلى هذا الوقت الذى أخبر عنه أهل الكشف كلّهم، وما نرىٰ آثار نزوله، فهذه أمور لا نرى جوابها عند هذه العلماء . وقد رأوا منى آيات فلم يلتفتوا إلى ذلك، وقالوا استدراج أو رمل، وبُهتوا لشدة إعجابهم، وجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم ظلما وعلوّا، وكان لها من قلوبهم مكان، وفى أعينهم قدر، ولكنهم كذّبوا حسدا من عند أنفسهم، فنعوذ باللّٰه من الحاسدين. وتركوا الحق المبين، واعتصموا بأقاويل ضعيفة ألا يتدبّرون أن اللّٰه ما رأى واقعة من معظّمات الواقعات الآتية إلا ذكرها فى القرآن فكيف ترَك واقعة نزول المسيح مع عظمة شأنها وعُلوّ عجائبها ولِم ترَكها إن كانت حقًّا وقد ذكَر قصّة **يوسف** وقال : ﴿۲۹﴾

بقیۃ الحاشیہ

المسيح يضع الحربَ ولا يحارب النصارىٰ كما جاء فى نسخ أخرى. ووجهُ عدمِ صحتها ظاهرٌ، وهو أنّا لو فرضنا أن المسيح يحارب النصارىٰ على شرط قبول الإسلام ولا يقبل الجزية أصلًا بل يدعو إلى الإسلام، وإن قبلوا وإلا فيقتلهم، فلزم على تقدير صحة هذا المعنى استيصالُ النصارٰى بالكلية من وجه الأرض.. إما مِن سبب إسلامهم وإما من سبب قتلهم، وهذا المعنى يُعارض القرآن الكريم، فإنه أخبر عن بقاء وجودهم إلى يوم القيامة، فثبت من هذا التحقيق أن جملة "يضع الجزية "التى توجد فى بعض نسخ البخارى ليست بصحيحة، وقد فسدت وحُرّفت مِن نَسْخِ الناسخين. ﴿۲۹﴾

ومع ذٰلك ظهر من هذا التحقيق بطلان أحاديث يوجد فيها ذكرٌ كمثله من المحاربات والغزوات، فإن القرآن محفوظ بحفاظة اللّٰه وعصمته، فالحديث الذى يُعارض قصصَه لا يُقبَل أبدًا ولو كان ألفٌ كمثل تلك الأحاديث فى البخارى أو غيره من كتب المحدّثين. **وأمّا** قولنا إن يأجوج ومأجوج من النصارى لا قوم آخرون فثابتٌ بالنصوص القرآنية، لأن القرآن الكريم قد ذكر غلبتهم على وجه الأرض وقال

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ [1] وذكر قصة أصحاب الكهف قال: كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا [2]، ولكن لم يذكر شيئا من ذكر نزول عيسى من السماء من غير ذكر الوفاة، فلو كان النزول حقًّا لما ترَك القرآنُ هذه القصة، ولذَكَرَها فى سورة طويلة، ولجعَلها أحسن من كل قصة، لأن عجائبها مخصوصة بها، ولا نظير لها فى قصص أخرى، ولجعَلها آية لأُمّة آخر الزمان. فهذا هو الدليل الصريح على أن هذه الألفاظ غير محمولة على الحقيقة، والمراد منها فى الأحاديث مجدِّدٌ عظيم يأتى على قدم المسيح ويكون نظيره ومثيله، وأُطلقَ اسم المسيح عليه كما يُطلَق اسم البعض على البعض فى عالم الرؤيا، وهذه سُنّة جارية فى الوحى والرؤيا، وتجد نظيرها بكثرة فى كتب الأحاديث وكتب تأويل الرؤيا، فالمراد منه مثيلٌ يكون للمسيح كوجوده، وينزل بمنزلة ذاته من شدة المماثلة، ويخرج عند غلبة النصارى، ويتم على يده

بقیة الحاشیہ

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ [3] يعنى يملكون كلَّ رفعةٍ فى الأرض، ويجعلون أعزّةَ أهلها أذلّةً، ويبتلعون كلَّ حكومة ورياسة وسلطنة ودولة ابتلاعَ الحوت العظيم الصغارَ. وإنّا نرى بأعيننا أنهم كذلك يفعلون، واضمحلّت رياسات المسلمين، وتطرّقَ الضعف فى دولتهم وقوتهم وشوكتهم، ويرون سلاطينَ النصارىٰ كالسباع حولهم، ولا يبيتون إلا خائفين. وقد ثبت من النصوص القوية القطعية القرآنية أن كأس السلطنة والغلبة على وجه الأرض تدور بين النصارى والمسلمين، ولا تتجاوزهم أبدا إلى يوم القيامة، كما قال الله تعالى وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [4]. ومعلوم أن المتبعين للمسيح فى الحقيقة المسلمون، والمتبعين بالادعاء النصارى، والآية تشير إلى الاتّباع فقط حقيقيًّا كان أو ادّعائيًّا. والحق أن الاتّباع الحقيقى عسير جدا ولو كان مدّعى الاتّباع ملِكًا من المسلمين المؤمنين، فإن اتّباع الأنبياء على وجه الحقيقة والكمال ليس بهيّنٍ، فكلٌّ من الملوك يتّبع عيسٰى عليه السلام باتّباعٍ ادّعائى وإن كانت فيه رائحة من الحقيقة إلا ما شاء اللّٰه. نعم قد سبق المسلمون فى الاتّباع الاعتقادى وفهِموا تعليم المسيح كما هو هو،

﴿۳۰﴾

[1] يوسف:۴ [2] الكهف:۱۰ [3] الانبياء:۹۷ [4] ال عمران:۵۶

حجة اللّٰه، ويُعلى كلمة الإسلام، ويُظهِر الدين على الأديان كلها بالحجج والبراهين ومع ذلك نجد فى القرآن أن فى آخر الزمان تغلب النصارى على وجه الأرض، وينسلون من كل حدب، ويهيّجون الفتن، ويصولون على الإسلام بمكائدهم، ويجلبون عليه رَجِلَهم وخَيْلَهم، ولا يتركون من كيد فى إطفاء نور الإسلام، فعند ذلك ينظر الرب الكريم إلى هٰذه الأمة المرحومة الضعيفة التى لا حول لها ولا قوة، ﴿۳۰﴾ فينفخ فى الصور، ويُعلِّم أحدًا منهم من عنده علما وعقلا، ويُعطى له آيات، ويُنزله منزلةَ عيسى بن مريم، فينير الحق ويُبطل كيد الخائنين. وأما إقامته فى مقام عيسى وتسميته باسمه فله وجهين: **الأول** : أن المجدد لا يأتى إلا بمناسبة حال قوم يريد اللّٰه أن يتم حجته عليه، فلما كانت الأعداء قوم النصارى، اقتضت الحكمةُ الإلهية أن يُسمّى المجدّد مسيحًا. **والثانى** :أن المجدّد لا يأتى إلا على قدم نبى يشابه

بقیۃ الحاشیہ

وهُمُ ورثاءه فى عقائد التوحيد بعد وفاته، وأما النصارى فضلّوا ضلالًا كبيرًا، وليس فى يدهم إلا ادّعاء فقط. انظرْ إلى ضلالتهم وفسادهم.. أنهم قد آمنوا بأن عيسى عليه السلام كان يأكل الطعام ويشرب الماء، وربما ابتُلىَ بأمراض وأوجاع، وربما غلَب عليه الهمُّ والخوف والقلق والكرب والجوع والعطش، وكان لا يعلم الغيب، وكان يقول إنى عبد ليس فى نفسى خير إلا بتوفيق اللّٰه، وأنه أُخِذ وَصُلِبَ ومات، وهو مع ذالك فى زعمهم إلٰهٌ وابنُ إلٰه. قاتلَهم اللّٰه! إنهم يعتقدون بأنه إنسان ونبى، فيه سهوٌ وخطأ وضعف وجهل، وأخذه الموت، ولا يبرّئونه من ضعف وذهول ونسيان، ثم يقولون إنه هو اللّٰه، فتعسًا لقوم كافرين. ولكنهم ما قالوا إنّا نحن بريئون من عيسى ولا نتّبعه، بل آمنوا بنبوته وكتابه، وآمنوا بأنبياء بنى إسرائيل وكتبهم، وآمنوا بالملائكة والجنة والنار، فهذا هو السبب الذى أدخلهم اللّٰه فى المتّبعين الضالّين، وبشّرهم بغلبةٍ على الأرض كما بشّر المسلمين. فالحاصل أن هذه الآية.. يعنى وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1] دليل صريح وبرهان واضح

[1] اٰل عمران :۵۶

زمانُ المجدد زمانَه، فهنا قد شابَهَ زمانُ قومنا بزمان المسيح، فإن عيسى عليه السلام قد جاء فی وقت ما بقيت فيه رياسة اليهود، وتملكت السلطنةُ الرومية عليهم، ومع ذلک جاء فی وقت قد فسدت قلوب علماء اليهود، وزاغت آراؤهم، وكثرت فيهم المكائد والفسق والفجور وحبّ الدنيا والخسّة والسفاهة والنفاق والجدال، وغير ذلک من الأخلاق الرديّة، وكذلک كان حال قومنا فی هذا الوقت، فاقتضت حكمة إلهية أن تسمی المجدِّدَ عيسى ابن مريم، رعايةً لحالات المخالفين والموافقين.

وقالوا إن المسيح ينزل من السماء ويقتل الدجّال ويُحارب النصارىٰ، فهذه الآراء كلّها قد نشأت من سوء الفهم وقلة التدبر فی كلماتِ خاتم النبيين. ﴿۳۱﴾ وأما النزول من السماء فقد فهمتَ حقيقتَه، وقد بيّنتُ لک أن النزول من السماء لا يثبت من القرآن العظيم، ولا من حديث النبی الكريم. والعجب

بقیۃ الحاشیہ

﴿۳۱﴾ علی أن القوة والغلبة والشوكة والتسلط الكامل الفائق علیٰ وجه الأرض لا يُجاوز هذين القومين النصارى والمسلمين، وتَداولُ الحكومة التامة بينهم إلىٰ يوم القيامة، ولا يكون لغيرهم حظًّا منها، بل تُضرَب علىٰ أعدائهم الذلة والمسكنة، ويذوبون يومًا فيومًا حتى يكونوا كالفانين. فإذا كان الأمر كذلک فوجب أن تكون الحكومة والقوة متداولة بين هذين القومين إلى الدوام ومخصوصة بها، فلزم بناءً على هذا أن يكون يأجوج ومأجوج إما من المسلمين وإما من المتنصرين. ولكنهم قوم مفسدون بطّالون، فكيف يجوز أن يكونوا من أهل الإسلام؟ فتقرَّرَ بالقطع أنهم يكونون من النصارى وعلىٰ دين النصارىٰ. وقد جاء فی حديث مسلم أن المسيح لا يُحارب يأجوج ومأجوج، وجاء فی البخاری أنه يضع الحرب، يعنی لا يُحارب النصارىٰ. فثبت أن يأجوج ومأجوج هم النصارى، وثبت أن المسيح الموعود لا يُحاربهم، بل يسأل اللّٰهَ نُصرتَه فی ساعة العسر وهو خير الناصرين. وثبت من ههنا أن المسيح الموعود يأتی عند غلبة النصارى على وجه الأرض،

منهم أنهم يؤمنون بأن اللّٰه أنزل فى القرآن آيات فيها ذكرُ وفاة المسيح، ثم يظنون أنه حيّ جالس فى السماء الثانية مع ابن خالته يحيىٰ النبى الشهيد على نبيِّنا وعليهم السلام ولا يتفكرون ولا ينظرون إلى أن يحيىٰ قد قُتل ولحِق بالموتى، فكيف جمع اللّٰه الحى بالميت؟ وما للموتىٰ والأحياء ؟! فالعجب كل العجب أنهم يجمعون فى عقائدهم اختلافات كثيرة، ولا يتنبهون على ذلك، ولا يتقون الأقوال المتهافتة المتناقضة، ويتكلمون كالسكارى أو كالمجانين.

وما نجد فى أقوال المفسرين أنهم اتفقوا فى أمر حياة عيسٰى، بل لهم فى هذه المسألة اختلافات كثيرة. فذهب بعضهم أنه قد مات ثم أُحيِيَ، ولكن هذا قولهم بأفواههم، وما أتوا بدليل على الحياة بعد الموت من النصوص القرآنية أو الحديثية وبعضهم ذهب إلى أنه صعد بجسمه العنصرى إلى السماء قبل الموت، فخالفَ بيانَ القرآن فى قوله من غير حجة ولا برهان، ﴿۳۲﴾ ولا دليل شافٍ ولا سلطان مبين. فالحاصل أنّهم نطقوا فى أمره بحسب ظنهم كهائم واد، وما اتفقوا على رأى واحد فى أمر صعوده، وما استطاعوا أن يأتوا بآية أو حديثٍ أو قول صحابى على صحة عقيدة الصعود

بقیہ الحاشیہ

و يدخل مِن باب الرفق للإصلاح كما دخلوها للإفساد، ولا يرفع السيفَ عليهم لأنهم ما رفعوه للدين، ويُجادلهم بالحكمة والموعظة الحسنة، ولا يقتُل الغافلين المعتدين.

وأمّا ما جاء فى حديث مسلم أن نُشّاب يأجوج ومأجوج وقسيّهم تُحرَق كالوقود ويستوقدها المسلمون، فهذا تحريف آخر فى الحديث، فإن القسيّ والسهام قد انعدمت وذهَب وقتُها وقامت الأسلحة النارية مقامها، فتقبَّلْ إن شئتَ أو أعرِضْ كالمنكرين. **منه**

بالجسم العنصری. ثم انصرفوا قبل إثبات هذا الأصل العظیم إلی عقیدة النزول، وما عرفوا أن النزول فرع للصعود، وثبوته فرع لثبوته، وإذا ثبت أن القرآن لا یصدّق صعودَ عیسٰی بجسمه العنصری، بل یخالفه ویُبیّن وفاتَه فی کثیر من آیاته، فتارة یقول یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ [۱]، وتارة یشیر إلی وفاته بقوله : فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ [۲]، وتارة یقول : مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [۳] أی ماتوا کلّهم (ولو لم نختَرْ هذا المعنی فی هذه الآیة المؤخرة یبطُل الاستدلال المطلوب) فکیف نترک القرآن وشهاداته وأیّ شهادة أکبر من شهادة الکتاب العزیز الذی لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه؟ فهل ترید أصلحک اللّٰه دلیلًا أوضح من هذا فالأنسب والأولی أن یُعرَض غیرُ القرآن علی القرآن، ولو کان حدیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، أو کشف ولیّ، أو إلهام قُطب، فإنّ القرآن کتاب قد کفل اللّٰه صحّتَه، وقال : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [۴]، وإنه لا یتغیر بتغیُّرات الأزمنة ومرور القرون الکثیرة، ولا ینقص منه حرف ولا تزید علیه نقطة، ولا تمسّه أیدی المخلوق، ولا یُخالطه قول الآدمیّین.

ومع ذلک لا شک أن القرآن وحی متلوٌّ، وکله متواتر قطعی، حتی النقاط والحروف، وأنزله اللّٰه باهتمام شدید کامل بحراسة الملائکة. ثم ما ترَک النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دقیقة من الاهتمامات فی أمره، وداومَ علی أن یکتب أمام عینه آیةً آیةً کما کان ینزل حتی جمَع کله، ورتَّب الآیات وجمَعها بنفسه النفیسة، وکان یُداوم علی قراءته فی الصلاة وغیرها، حتی ارتحل من دار الدنیا ولحِق بالرفیق الأعلی، ولاقی محبوبه رب العالمین.

۱ اٰل عمران:۵۶ ۲ المائدة:۱۱۸ ۳ اٰل عمران:۱۴۵ ۴ الحجر:۱۰

ثم بعد ذلک قام الخليفة الأول **أبو بكر الصدّيق** رضى اللّٰه عنه لتعهُّد جميعِ سوره بترتيب سمع من النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم بعد الصدّيق الأكبر وفّق اللّٰه الخليفة الثالث فجمَع القرآن على قراء ة واحدة بحسب لغة قريشٍ وأشاعه فى البلاد ومع ذلک كان الصحابة كلهم يقرأون القرآن كالحفّاظ، وكان كثير منه فى صدور المؤمنين، وكانوا يقرأونه فى الصَّلاة وخارجها، بل كانوا بعضهم حافظ القرآن كله، وكانوا يتلونه فى آناء الليل والنهار، وكانوا على تلاوته مداومين.

فتفكَّرْ أيها العبد الصالح، أين حصل هذا المقام الأعلى والأسنٰى لحديث فى زمان من الأزمنة وإنّ الأحاديث كلها احاد☆ وما توجه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى جمعها وكتابتها، ولا صحابته الكرام، وما كفَلها اللّٰه وما ضمن وما وعَد لعصمتها وحفاظتها كوعده لحفاظة القرآن. ومع ذٰلک كُتبت الأحاديث بعد زمان طويل، وبعد قرون من وفاة نبينا صلى الله عليه وسلم. ومع ذلک يوجد فى بعضها اختلاف كثير وتناقض عسير، فهذا هو السبب الذى جعَل هذه الأُمّةَ فرقةً فرقة، فبعضهم **حنفى**، وبعضهم **شافعى**، وبعضهم **مالكى**، وبعضهم **حنبلى**. ولو كانت الأحاديث متفقة متوافقة، لما اختلف الناس فيها وما افترقوا، ﴿۳۳﴾

☆**حاشية** ـ اعلم.. أرشدک اللّٰه.. أن الإمام البخارى مع شد ة اهتمامه فى تصحيح الأحاديث وتوفيقها وتنقيدها وتفتيش رُواتها عجِز عن رفع التناقض الذى يوجد فى أحاديث صحيحهٖ حتى تُوُفِّىَ، ثم ما كان لأحد أن يتدارک ما فاته. ألا تنظر إلى أحاديث المعراج كيف يوجد فيها اختلافات عظيمة، حتى إن بعضهم ذهب إلى أن المعراج كان فى اليقظة، وبعضهم ذهب إلى أنه كانت رؤيا صالحة. فتدبَّرْ ولا تكن من النائمين. **منه**

ولـكـنهـم وجـدوا الأحـاديـث بـعـضهـا يُـخـالف بعضا، فأخذ كل واحد حديثًا بـاجتهـاد وفـوَّض الأمـر إلـى الـلّـــه، فـفـريـق ذهـب إلى رفع اليدين فى الصلاة والتأمين بالجهر وقراء ة الـفاتحة خلف الإمام، وفريق آخر خالفه فى اجتهاده، وكل منهما يستدل بحديث، فكذلک فى ألوف من الأحاديث يوجد اختلاف المذاهب. فـالأحـاديـث التى متنـزلة من مراتب التواتر والقطعية واليقين، ولا تـخـلـو مـن الاختلافات والتناقضات والأضداد.. كيف نـحسبهـا قاضية على القرآن أهذه علامات القُضاة فتفكّروا إن كنتم مُتفكّرين.

وإنّـا لا ننظر إلى الأحاديث بنظر الاستخفاف والتوهين، بل نحن نشكر أئـمّة المحدِّثين ونحمدهم على سعيهم، ولا شک أن للأحاديث شأنًا عظيمًا، وهـى حـاملة لتواريخ الإسلام ولأكثر مسائل الدّين وجزئياته، ونُعظّمها ونعزّها ونـقبَـلها بالرأس والعين، ولكنّا لا نقدّمها على كتاب اللّٰه الإمام المهيمن، وإذا تـخـالَفَ الـحـديث والفرقان فى أمر من القصص فنُشهِد الثَّقَلينِ أنَّا مع الفرقان ولا نبـالـى طـعن الطاعنين. ونـعـلـم أن الـخير كله والسلامة كلّها فى جَعْل الـقـرآن مـعيارًا لمثل هذه الأخبار، فالقانون الصحيح العاصم من الخطأ أن نـعـرِض كـل قـصّةٍ عـلـى الـقـرآن، فـإن كان ذكرُها فى القرآن أو ذكرُ أمر يُشـاكـلهـا ويُشـابهها فيُـقبَل ويُؤمَن به ويُعتقد عليه، وإن لم يوجد شبيه فى القرآن، لا فى هذه الأُمّة ولا فـى أمم أخرىٰ، بل يوجد فيه شىء يعارضه، فمن الـواجـب أن لا يُقبَل مثل هذه القصص إلا فى زىّ التأويل. فـانـظرُ اقتداءً لهٰذا القانون الـعـاصـم الـذى بـلَـغنا من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، هل تجد لـقصة صعود

المسیح مع جسمه العنصری ولقصة نزوله من السماء واضعًا کفّیه علی جناحی المـلَکین أصلًا أو أثرًا فی القرآن أو قصة مما یُشابه هذه القصة بل القرآن یُنزّه شأن اللّٰه عن مثل تلک الأفعال فی هذه الدُّنیا ویقول :قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [۱] وإنه خالفَ قصة النزول جهرًا بحیث ذکر بشاراتٍ بشّر بها المسیح فی کلامه المرتّب المرصّع، فبلغ الکلام من قوله :اِنِّی مُتَوَفِّیکَ ‘إلی قوله: یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، وما ذکَر فیه قصّة صعود المسیح ولا نزوله، ولو کانت صحیحة لذکرها فی ضمن هذه البشارات، فهذا دلیل واضح علی أن الفرقان ما صدّق تلکَ القصص، بل کذّبها لذِکره المواعید والتبشیرات للمسیح إلی یوم القیامة، وترکِه تلک القصة، وفی ذلک وجوه شافیة للطالبین. ﴿۳۴﴾

واعلم أن القرآن لا یجوِّز لأحد أن یرقی فی السماوات بجسمه العنصری ویبقی فیها حیًّا إلی یوم القیامة. وأنت تعلم أنّ طائفة من قریشٍ اقترحوا سؤالات من عند أنفسهم، فکان منها أنهم قالوا لرسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم : إنّا لا نؤمن بک حتی ترقی فی السماء ، فنزل فی جوابهم : قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [۲] وأنت تعلم أن رسولنا صلعم أفضل الرسل وخاتمهم وأحبُّهم إلی اللّٰه، فالأمر الذی لم یجُزْ له. فکیف یجوز لغیره فتدبر یا أخی.أیدک اللّٰه بإلهام مبین.

وأما **معراج** رسولنا ﷺ فکان أمرا **إعجازیًا** من عالم الیقظة الروحانیة اللطیفة الکاملة، فقد عرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بجسمه إلی السّمآء وهو یقظان **لا شک فیه** ولا ریب، ولکن مع ذلک ما فُقد جسمه من السریر کما شهد علیه بعض أزواجه رضی اللّٰه عنهن.

[۱]، [۲] بنی اسرائیل:۹۴

وكذلك كثير من الصحابة. فأنت تعلم وتفهم أنّ قصّة المعراج شيء آخر لا يضاهيه قصةُ **صعود** عيسى عليه السّلام إلى السّماء ، وإن كنت تشك فيه فارجع إلى **البخارى**، وما أظن أن تبقى بعده من المرتابين.

وأما قوله تعالى فى قصة **إدريس** :وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا [1] فاتفق المحققون من العلماء أن المراد من الرفع ههنا هو الإماتة بالإكرام ورفع الدرجات، والدليل على ذلك أن لكل إنسان موت مُقدّر لقوله تعالى :كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ [2] ولا يجوز الموت فى السماوات لقوله تعالى :**وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ**، ولا نجد فى القرآن ذِكر نزول إدريس وموته ودفنه فى الأرض، فثبت بالضرورة أن المراد من الرفع الموتُ. فحاصل الكلام أن كل ما يخالف القرآن ويعارض قصصه فهى أباطيل وأكاذيب، و إنما هو تقَوُّلُ المفترين.

ثم اعلم.. أيدك اللّٰه تعالٰى.. أن عقيدة نزول المسيح من السماء .. مع عدم ثبوته من النصوص القرآنية ومخالفة القرآن فيها، يضر عقائد التوحيد ويربى عقائد قوم أهلكوا الناس بمثل هذه القصص، فإنه إن كان هذا هو الأمر الحق. أن عيسٰى لم يمت كإخوانه من الأنبياء ، بل هو حىّ موجود فى السماء ، ومع ذلك كان يخلق الطيور كمثل خلق اللّٰه، ويُحيى الأموات كإحياء رب العالمين، فأىّ ابتلاء أعظم من هذا للذين يدُعون إلى ربوبية المسيح فى هذا الزمان الذى تتموج فيه فتن النصارىٰ من كل جهة، ويجاهدون بأموالهم وجميع مكائدهم ليضلوا الناس ويجعلوهم من المتنصّرين!

ثم اعلموا. أيها الأعزة. **أن حياة رسولنا** صلى الله عليه و سلم ثابت بالنصوص الحديثية، وقد قال رسَول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إنى لا أُترَك ميّتًا فى قبرى إلى ثلا ثة أيام أو أربعين باختلاف الرواية، بل أُحيا وأُرفَع إلى ﴿۳۵﴾

[1] مريم:۵۸ [2] الرحمن :۲۷

السماء . وأنت تعلم أن جسمه العنصری مدفون فی المدینة، فما معنی هذا الحدیث إلا الحیاة الروحانی والرفع الروحانی الذی هو **سُنّة اللّٰه** بأصفیائه بعدما توفاهم؟ کما قال عزّ و جل: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ [1]، وما معنی قول :اِرْجِعِیْ إِلٰی رَبِّکِ إلّا المعنی الذی یُفهم من قول : رَافِعُکَ إِلَیَّ ' فإن الرجوع إلی اللّٰه راضیة مرضیة والرفعُ إلی اللّٰه أمرٌ واحد، وقد جرت عادة اللّٰه تعالٰی أنه یرفع إلیه عباده الصالحین بعد موتهم، ویؤویهم فی السماوات بحسب مراتبهم، ولأجل ذلک لقی نبینا صلی الله علیه وسلم کل نبی خلا من قبله فی لیلة المعراج فی السماوات، فوجد آدم فی السماء الدنیا، ووجد عیسی وابن خالته یحیٰی فی السماء الثانیة، ووجد موسٰی فی السماء الخامسة. وهذه الأحادیث صحیحة تجدها فی البخاری وغیره من الصحاح، ثم الذین لا یریدون الحق یتعامون وینسون رفع الأنبیاء کلهم، ویصرون علی حیاة عیسٰی ورفعه، ویقرأون حدیث المعراج ثم ینسونه، ویضیعون أعمارهم غافلین.

أعیسٰی **حیٌّ ومات** المصطفٰی تلک إذًا قسمة ضیزی! اعدلوا هو أقرب للتقویٰ. وإذا ثبت أن الأنبیاء کلهم أحیاء فی السماوات، فأیّ خصوصیة ثابتة **لحیاة** المسیح أهو یأکل **ویشرب** وهم لا یأکلون ولا یشربون؟ بل حیاة **کلیم اللّٰه** ثابت بنصّ القرآن الکریم. ألا تقرأ فی القرآن ما قال اللّٰه تعالٰی عزّوجلّ: فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ [2]، وأنت تعلم أن هذه الآیة نزلت فی موسی، فهی دلیل صریح علی حیاة موسٰی علیه السلام، لأنه لقی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، والأموات لا یلاقون الأحیاء . ولا تجد مثل هذه الآیات فی شأن عیسی علیه السلام، نعمْ

[1] الفجر:۲۸، ۲۹ [2] السجدة:۲۴

جاء ذكر وفاته فى مقامات شتّى، فتدبر فإن اللّٰه يحب المتدبرين.

ولعلّک تقول :لِـم ذكَـر اللّٰه تعالى قصّة رفع عيسىٰ عليه السلام بالخصوصية، وكـذلک قـصة نـفـى صـلبـه فـى الـقرآن وأىّ سرّ ومصلحة فى ذِكرهما وأىّ حاجة اشتـدت لهذا البيان فاعلم أن علماء اليهود وفقهاء هم غضب اللّٰه عليهم كانوا ظانين ظـن الـسـوء فـى شـأن عيسٰـى عـلـيـه السلام، وكانوا يقولون إنه مفترٍى كذاب، وكان مكتوبًا فى التوراة أن الـمتنبّى الكاذب يُصلَب ويُلعَن ولا يُرفَع إلى اللّٰه تعالٰى كالأنبياء الصادقين. فـأرادوا أن يـصلبوا المسيح ليُثبِتوا كذبه بحسب أحكام التوراة، وليبيّنوا لـلناس أنه ملعون كذاب ولا يُرفَع إلى اللّٰه. قاتلهم اللّٰه ولعنهم. كيف احتالوا فى نبى من المقربين! فسعوا لصلبه، وبذلوا له كل كيد ومكرٍ لعله يُصلَب ويحصُل لهم حُجةٌ عـلى كذبه وعدمِ رفعه بكتاب اللّٰه التوراة، فبشّر اللّٰه عيسى عليه السلام قائلا :يَا عِيسَـى إِنِّى مُتَوَفِّيکَ يـعـنى مميتک حتف أنفک، وَرَافِعُکَ إِلَىَّ يعنى رافعک إلى حضرة الـقـرب كـالأنبيـاء الأصـدقـاء ، ولستَ بنعمة اللّٰه من الملعونين والكذابين. فهٰذه مـواعيدُ تسلية من الرب الكريم لعيسٰى عليه السلام وردٌّ على اليهود، وقولٌ مبشِّر بأن اللّٰه لا يهدى كيد الخائنين. والرفع. كما علمتَ آنفا. ليس مخصوصا بعيسٰى عليه الـسـلام، والأنبيـاء كـلهـم قـد رُفـعـوا وكـان مـقـعـدهـم عند مليک مقتدر، وقد وجد نبيـنـا صـلـى الـله عليه و سلم كل نبى مرفوعا إلى سماء من السماوات، بل وجد بعض الأنبيـاء أرفـع من عيسٰى عليه السلام.وفى آية :وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ [1] إشارة أخرى، وهـو أن الـنـصـارى زعموا أن عيسى صُلِب لأجل تطهيرهم من المعاصى، و ظنوا كأنه حمل بـعـد الـصـلـب جـمـيـع ذنـوبهـم عـلـى نـفـسـه ، و هو كفّارةٌ لهم و مطهِّرهم مـن جميع ﴿۳۶﴾

[1] النساء :۱۵۸

المعاصی والخطیئات، ففی نفی الصلب ردٌّ علی النصاری وهدمٌ لعقیدة الکفّارة، ومع ذلک ردٌّ علی الیهود واستیصال لکیدهم الذی احتالوا اعتصاما بالتوراة، وإظهارا لبریّة عیسی علیه السلام من بهتان تلک الأقوام. فهذا هو السبب الذی ذکَر اللّٰه قصةَ صلب عیسٰی فی القرآن وکَذَّبَه، وإلا فما کان فائدة فی ذکره، وکم من نبی قُتِلوا فی سبیل اللّٰه وما جاء ذِکر قتلهم فی القرآن فخُذْ منی هذه النکتة وکن من المصدقین.

وربما یختلج فی قلبک أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لم اختار لفظ النزول عند ذکر مجیء المسیح الموعود فی کل مقام، وترَک لفظ البعث والإرسال وغیر ذلک. فاعلم أن فیه سر عظیم قد أشار إلیه القرآن فی مقامات شتی، وهو أن أنبیاء اللّٰه علیهم السلام یُرفعون إلی اللّٰه بعد وفاتهم منقطعین من هذا العالم، لا یکون لهم اهتمام ولا فکر لعالم ترکوه، بل یصلون ربهم فرحین، ویقعدون عند ملیک مقتدر بطیب العیش والحبور والسرور، ویلحَقون بالواصلین. وقد یتفق أن أمّةَ أحد منهم تُفسد إفسادًا عظیمًا فی الأرض ویرجعون إلی جاهلیةٍ أولی بل إلی أقبح وأشنع منها، فیرتعد النبی المتبوع بسماع هذا الخبر عن اللّٰه تعالی، ویدرکه همٌّ وغمّ واضطراب، ویقصد أن ینزل إلی الأرض ویُصلح أُمّته، فلا یجد سبیلا إلیه لِما سبَق قول اللّٰه تعالی : اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ[1] فاللّٰه یجعل له مثیلا فی الأرض ویجعل إراداته فی إراداته، وتوجهاته فی توجهاته، ویجعلهما کشیء واحد کأنهما من جوهر واحد، ویُنزِل روحانیته علی روحانیته، فیظهر **المثیلُ** بشأن وأخلاق وصفات کان الممثَّل به یوصف بها. فهذا هو الوجه الذی اُختیر له لفظ النزول لیدل علی أن المسیح الموعود یجیء علی قدم المسیح الأصلی کأنه هو، فمعنی لفظ النزول الذی

[1] الانبیاء : ۹۶

جاء فی البخاری أن المسیح الآتی ینزل منزلةَ المسیح الحقیقی. ومع ذلک لما کان الدجّال المفسد المضل خارجا من الأرض بأنواع المکائد والحیل والفنون الأرضیة السفلیة أُختیرَ لفظ النزول للمسیح الموعود مناسبةً ومحاذاة للخارج الأرضی، وإشارةً إلی أن الدجّال یُهیِّج فتنته من الحِیَل الأرضیة والمکائد السفلیة، والمسیح الموعود لا یأتی بشیء من الأرض من سیف أو سهم أو رمح بل یأتی بالأسلحة الفلکیة، وینزل علی أجنحة الملا ئکة، لایکون معه شیء من الأسباب الأرضیة، ویؤیَّدُ بآیات السماء وبرکاتها، فکأنه ﴿۳۷﴾ ملَکٌ نزل من السماء لإهلاک العفریت الأرضی☆ وإطفاءِ شعلة شروره. واعلم أن لفظ النزول تبشیر سماوی للمسلمین لئلا ینقطع رجاؤهم فی زمان تُصبّ علیهم المصائب، وتقل الحیَل الأرضیة والوسائل السفلیة، وترتعد قلوبهم برؤیة غلبة النصاری ودولتهم وشدة قوتهم، و قوة مکائد أئمة دینهم الذین هم الدجّال الأکبر المعهود، والمظهر الأتمّ للشیطان، لم یُرَ مثلهم ومثل مکائدهم فی العالمین.

فبشّر اللّٰه المسلمین المستضعفین فی آخر الزمان و قال إنکم إذا رأیتم أن أئمة دین النصاری قد غلبوا علی وجه الأرض، وأهلکوا أهلها بأنواع مکائدهم وحیلهم وعلومهم، وجذبِهم قلوب الناس إلیهم، ورفقِهم ولین قولهم، ومداراتِهم التی بطریق النفاق، واستعمالِهم ضروبا من الحیل، وتألیفِ القلوب بالتعلیم والأموال والنساء والمناصب والمداواة والتشویقات

☆**الحاشیة** . قد جاء فی بعض الأحادیث أن الدجّال لا یکون من نوع الإنس بل إنما هو شیطان یوسوس فی صدور تابعیه فی آخر الزمان، فتوابعه یکونون مظاهره ومظهر إرادته. منه.

والأمانی والخداع، وإراءةِ حکومة الدنیا وسلطانها، ومواعیدِ القرب من دولتهم والتعزز عند أمرائهم، ووجدتم أنهم قد أحاطوا علی البلاد کلها وأفسدوا فسادًا کبیر بسحر کلماتهم وعجائب تلبیساتهم، وفنونهم الأرضیة التی بلغت منتهاها، فلا تخافوا ولا تحزنوا، فإنّا نری ضعفکم وکسلکم فی دینکم، وقلةَ علمکم وعقلکم وهمتکم ومالکم، وقلةَ حیلکم فی تلک الأیام، ونری أنکم صرتم قوما مستضعَفین، فنُنزِل فی تلک الأیام نصرةً من عندنا من السماء ، وعبدًا من لدُنّا، ویأتیکم مددنا من العرش خالصًا من أیدینا ومن نفخنا، لا یُخالطه سبب من أسباب الأرض، فنُتِمُّ حجة دِیننا علی الظالمین.

وقد أشیر فی بعض الأحادیث أن المسیح الموعود والدجّال المعهود یظهران فی بعض البلاد المشرقیة، یعنی فی ملک **الهند**، ثم یُسافر المسیح الموعود أو خلیفة من خلفائه إلی أرض دمشق، فهذا معنی القول الذی جاء فی حدیث مسلم أن عیسی ینزل عند منارة دمشق، فإن النزیل هو المسافر الوارد من مُلک آخر **وفی** الحدیث.. یعنی لفظ المشرق.. إشارة إلی أنه یسیر إلی مدینة دمشق من بعض البلاد المشرقیة وهو مُلک الهند وقد أُلقِیَ فی قلبی أن قول عیسٰی عند المنارة دمشق، إشارةٌ إلی زمان ظهوره، فإن أعداد حروفه تدل علی السنة الهجریة التی بعثنی اللّٰه فیه واختار ذکر لفظ المنارة إشارةً إلی أن أرض دمشق تنیر وتشرق بدعوات المسیح الموعود بعدما أظلمت بأنواع البدعات، وأنت تعلم أن أرض دمشق کانت منبع فتن المتنصرین.

وتفصیله کما رأیناه فی أناجیل النصاریٰ أن **بُولُص** الذی کان أول رجل أفسد دین النصاری وأضلهم، وأجاح أصولهم، ومکر مکرًا کُبّارًا، وسار إلٰی دمشق وافتریٰ من عند نفسه قصة طویلة لیعرضها

علی بعض سادات النصاریٰ الذین کانوا غافلین من مکائده، وکانوا سفهاء بادی الرأی، ذوی الآراء السطحیة والعقول الناقصة الضعیفة، سریع الإیمان بالخرافات ﴿۳۸﴾ المنقولة والعجائبات المرویة، ولو کان ناقلها وراویها امرأً کذّابا مفسدًا، فلقی بولص فی دمشق رجلا منهم الذی کان اسمه أنانیا، وکان أولهم غباوة وسریع المیل إلی مثل هذه المزخرفات، فقال یا سیدی إنی رأیت کشفًا عجیبا.. أنی کنت أسیر مع جملة فرسان إلی جهة من الجهات، وکنت من أشد الأعداء لدین المسیح، أروح وأغدو فی هذا الفکر، فنزل علیّ المسیح وناداني من الضوء، وسمعت صوته وعرفته، فقال لم تؤذینی یا بولص؟ أتطیق أن تضرب یدک علی رمح الحدید فزجرنی وخوّفنی حتی خفت وارتعدت، فقلت :یا ربّی إنّی تبت ممّا فعلت، فأْمُرْ ما أفعل بعد ذلک. فأمرنی وقال :سِرْ إلٰی مدینة دمشق، وابحثْ فیها عن رجل اسمه أنانیا، واقصصْ علیه هذه القصة، فهو یعرّفک ما یکون عملک فالحمد للّٰه أنی وجدتک ورأیتک علی صفات عرّفنی بها ربّی المسیحُ ثم قال بعد تمهید هذه المکائد یا سیدی إنی بریء من دین الیهود، فأدخِلْنی فی الملّة المقدسة النصرانیة، فإنّی جئتک مؤمنا ومبشرا من المسیح فتنصّرَ علی ید أنانیا، وأجابه أنانیا فی کل ما طلبه وعظّمه وأشاع هذه القصة فی مدینة دمشق. فأوّلُ أرضٍ غُرِسَ فیه شجرة ربوبیة المسیح هی مدینة دمشق، وغرَس بولص فیها هٰذه الأشجار الخبیثة وأهلک أهلها، فالنصاریٰ کلهم أشجار بذر بولص الذی بذره فی دمشق، فأراد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أن یذکر مدینة دمشق فی نبأ المسیح الموعود تنبیهًا إلی أن تلک الأرض کانت مبدأً للفساد، ومنبعًا أولًا لفتن التنصّر ولجعلِ العبد إلهًا. ثم سیصل عبدٌ مُوَحّدٌ إلیه فی آخر الزمان لإشاعة التوحید کما وصل بولص لإشاعة الشرک والکفر والخبث، تلبیسًا من عند نفسه، لیکون له

مكانًا فی أعين النصارىٰ فالحاصل أن دمشق كان أصلًا ومنبعا لفتن المتنصّرين، وكان مبدأ الفساد ومبدأ كيد الكائدين. فبشّر اللّٰه لعباده أن فتنة ألوهيّة المسيح تُجاح وتُزال من وجه الأرض كلها حتى من دمشق الذى كان مبدؤها ومنبعها، وينتهى كمال التوحيد إليه كما ابتدأت الفتن منه وهذا فعل اللّٰه وعجيب فى أعين الذين لا يؤمنون بعجائب رحمة أرحم الراحمين.

وأما قتل الدجّال الذى هو من **علامات** المسيح.. فاعلموا أيها الأعزة أيدكم اللّٰه.. أن لفظ الدجّال ليس اسم أحد سماه أبواه به، بل هو فى اللغة فئة عظيمة يقطعون نواحى الأرض سيرًا، ويُغطّون الحق على الباطل ويرونه كالحق الخالص المحض، وينجّسون وجه الأرض بالتمويهات والتلبيسات، ويفُوقون مكرًا وكيدًا كلّ مكّار وكائد، وتعمّ الأرضَ كلها بليّاتُهم وآفاتهم. ولو كان المراد من لفظ الدجّال رجلًا خاصًّا لبيّن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم اسم ذلك الرجل الذى لُقّب بالدجّال، أعنى الاسم الذى سماه والداه، وبيّن اسم والديه، ولكن لم يُبين ولم يصرّح اسم أبيه وأمه. فوجب علينا أن لا ننحت من عند أنفسنا رجلا خاصًّا، بل ننظر فى لسان العرب، ونقدم معنى يهدى إليه لغة قريش، فإذا ثبت معناه أنه فئة الكائدين ﴿۳۹﴾ فوجب بضرورة التزام معنى اللفظ أن نقر بأنه فئة عظيمة فاقوا مكرا وكيدا وتلبيسا أهلَ زمانهم، ونجّسوا الأرض كلها بخيالاتهم الفاسدة ثم إذا رجعنا إلى القرآن ونظرنا فيه.. هل هو يبين ذكر رجل خاص مسمى دجّالا، فلا نجد فيه منه أثرًا ولا إليه إشارة، مع أنه كفَل ذِكْرَ واقعات عظيمة لها دخلٌ فى الدين، وقال : مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[1]، وقال فى مقامات كثيرة إن فى القرآن تفصيل كلّ شيءٍ، ولكن لا نجد فى القرآن ذكر الدجّال الذى هو فرد خاص بزعم القوم إجمالا، فضلا عن التفصيلات. نعم إنّا نرى أن القرآن قد ذكر صريحا فئة مفسدة

[1] الانعام:۳۹

فی الدین، وذکر أن فی آخر الزمان یکون قومًا مکّارین مفسدین، ینسلون من کلّ حدب، ویهیّجون الفتن فی الأرض کأمواج البحار، فتلک هی الفئة التی سُمّیت فی الأحادیث دجّالًا. واللّٰه یعلم أن هذا الأمر حق وظهرت العلامات کلها. ألا تری أنهم أشاعوا الکفر والشرک أکثر مما أشاع الکفار کلهم من وقت آدم إلی هذا الوقت والأماکن الّتی مرّوا بها وتسلّطوا علیها فقد بذروا فیها بذر الکذب والفتنة والفساد والتنازعات علی جیفة الدّنیا وأموالها وأراضیها وعماراتها وإماراتها. وقد هیّجوا بعض الناس علی بعض بلطائف الحِیَل والتدابیر المُوقِعة فی المجادلات، وقد أشاعوا الفسق والإلحاد والزندقة، وعلّموا أهل الدنیا سِیَرًا دجّالیة وفتنًا لطیفة، وما بقیت الأمانة فی هذه الدیار ولا الدیانة ولا الصدق ولا الوفاء ولا العهد ولا الحیاء ولا فِکر الآخرة إلا ما شاء ربّ العالمین.

یتوادّون لِلدُّنیا، ویتباغضون لِلدُّنیا، ویُلاقون لِلدّنیا، ویفارقون لِلدُّنیا، ولا یستبشرون إلا بذکر الدنیا وزخارفها وفیهم لُصوص وخدّاعون وغاصبون یتمنون موت الشرکاء بل موت الآباء لمتاع قلیل من الدنیا وعرضها، وأراهم من موتهم غافلین. والحاصل أن قوم النصاری قومٌ قویُّ الهمّة فی إشاعة الفتن والضلالات، وإلقاء التفرقة فی الأقوام والقبائل، شدیدُ الهیبة صاحب البطش وصاحب الدولة والمال الجزیل، مبدأ الفتن کلها، لا یأمنهم قریب ولا بعید وجدوا أهل هذه الدیار کعصفور، فنتفوا من ریشهم وأکلوا من لحمهم، وترکوهم فی مَکاره الدنیا وشدائدها، وجعلوهم کأنفسهم ضالّین ومضلّین.

وقد تعسّرت علیهم تجاراتهم وسوقهم وکسبهم، ونهبتْ إیمانَهم ریاحُ الضلالات، وقد ضلّ أحداثهم ونساؤهم وذراریهم من هذه الفتن الهائجة کالطوفان العظیم. وتنصّرَ خلق کثیر من سادات القوم

ومن أولاد مشائخهم وعلمائهم وأمرائهم، فبعضهم ارتدوا طمعًا فی أموالهم، وبعضهم طمعًا فی نسائهم، وبعضهم طمعًا فی الخمر وطرق الفسق والحرية النصرانية التی قد بلغت إلی الغاية، وبعضهم من الترغيب فی حكومة الدنيا وسلطانها ومناصبها ولذاتها وشهواتها. وأمّا الذين حماهم فضل اللّٰه وعنايته فأبرياء منهم، وقليل ما هم. فهذه مصيبة عظيمة علی الإسلام، وداهية يرتعد منه روح الكرام، ولا تخَلُّصَ منها إلا بعنآية تنزل من السماء ، لأن همم المسلمين قد تقاصرت، والمصائب عليهم قد نزلت، والمعاصی قد كثرت، أكبّوا علی الدنيا وزخارفها، وأكثرهم هلكوا مع الهالكين. فلا تكن من الممترين فی كون النصاری دجّالا معهودًا ومظهرًا عظيمًا للشيطان. وانظرْ إلٰی فتنتهم وسحرهم وتسخيرهم المياهَ والأدخنة والجبال والبحار والأنهار، وإخراجِهم خزائن الأرض ومكائدهم وإضلالاتهم، هل تجد نظيرهم فی الأولين والآخرين. ﴿۴۰﴾

وأمّا قول بعض علماء الإسلام إن المسيح الموعود يُحارب النصاری، ولا يرضی إلا بقتلهم أو إسلامهم، فهذا افتراء علی كتاب اللّٰه ورسوله. فإنّا إذا نظرنا الصحاح بنظر الإمعان فما وجدنا أثره فيها، ونعلم مستيقنًا أن العلماء قد اخطأوا فی فهم تلك الأحاديث، ووضعوا الألفاظ فی غير موضعها. ألم يعلموا أن القرآن لا يصدّق هذا البيان.. والبخاری الذی هو أصحّ الكتب بعد كتاب اللّٰه يكذّبه بالبيان الصريح؟ وقد جاء فيه حديثٌ ذُكِر فيه أن عيسٰی يضع الحرب، فهذه إشارة صريحة إلی أنه لا يحارب بالسيف والسنان. ثم أَنصِفوا رحمكم اللّٰه أن النصاری لا يحاربون المسلمين لإشاعة دينهم فی زماننا هذا، ولا يصُدّونهم عن دين اللّٰه بأيديهم، فكيف يجوز للمسلمين أن يحاربوهم مع كونهم ممنوعين؟

بل الدولة **البرطانية** محسنةٌ إلی المسلمين، والملكة المكرّمة التی

نحن رعايا لها يرجَح الإسلامُ في باطنها على ملل أُخرى، بل سمعنا أزيد من هذا، ولكن لا نرى أن نذكرها فالحاصل أنها كريمة، وألقى اللّٰه في قلبها حب الإسلام، فلهذا السبب جعلها اللّٰه مواسية للمسلمين، حتى إنها تحب أن يُشاع الإسلام في بلادها، وتقرأُ بعض كتب لساننا من مسلم آواه عندها، وسُرّتْ بشيوع ديننا في بلادها المغربية، بل أسلمت طائفةٌ من قومها في بلدة قريبة من دار دولتها، فرحمتُهم وأحسنت إليهم، وأشاعت كتبهم في أقاربها، وتريد أن تؤوى بعضهم في أعزة أمرائها، وأمرتُهم أن **يعمّروا مساجد** لعبادتهم ويعبدوا ربهم آمنين.

ونحن نعيش تحت ظلها بالأمن والعافية والحرية التامة نصلي ونصوم، ونأمر بالمعروف وننهى عن المنكر، ونردّ على النصارىٰ كيف نشاء، ولا مانع ولا حارج ولا مزاحم، وهذا كله من حسن نيتها وصفاء قلبها وكمال عدلها ووالله لو هاجرنا إلى بلاد ملوك الإسلام لما رأينا أمنًا وراحةً أزيدَ من هذا. وقد أحسنتْ إلينا وإلىٰ آبائنا بآلاء لا نستطيع شكرها ومن أعظم الإحسانات أنها وأمراءها لا يُداخلون في ديننا مثقال ذرّة، ولا يمنعنا أحد منهم من فرائضنا وسُنننا ونوافلنا وردِّنا على مذهب قومهم، ولا يبخلون في النعماء الدنيوية، وإنهم لمن العادلين.

فلا يجوز عندي أن يسلك رعايا الهند من المسلمين مسلك البغاوة، وأن يرفعوا على هذه الدولة المحسنة سيوفهم، أو يعينوا أحدًا في هذا الأمر، ويعاونوا على شر أحد من المخالفين بالقول أو الفعل أو الإشارة أو المال أو التدابير المفسدة، بل هذه الأمور حرام قطعي، ومن أرادها فقد عصى اللّٰه ورسوله وضل ضلالا مبينا. بل الشكر واجب.. ومن لم يشكر الناس لم يشكر اللّٰه. وإيذاء المحسن شر وخبث وخروج من طريق الإنصاف والدّيانة الإسلامية، واللّٰه لا يُحب المعتدين. نعم ﴿۴۱﴾

إن علماء النصارى يفسدون فى الأرض باتخاذهم العبد إلهًا ودعوتِهم إلى طاغوتهم وإشاعتهم مذهب التنصر فى الأكناف والأقطار والقريب والبعيد، ولكن لا شك أن ذيل هذه الدولة منزه عن مثل هذه الأمور وتحريكاتها، وما أظن أن أحدا من عقلائهم يعتقد بأن عيسى إله فى الحقيقة، بل يضحكون على مثل هذه الاعتقادات ويميلون إلى الإسلام يومًا فيومًا. بل إنّا نرى أنّ فى دار دولة الملكة المكرّمة قد هبت رياح نفحات الإسلام، ونرى الناس يدخلون فيه أفواجًا فى كل سنة، ويردّون على النصارى بالحرية التامة. وأن أمراء ها الذين أُرسِلوا إلى ديار الهند لنظمها ونسقها لا يظلمون الناس كظلم الجبارين، ولا يستعجلون فى فصل القضايا، وينظرون إلى رعاياهم بعين واحدة، ولا يظلمون الناس، ويعيش كل قوم تحتهم آمنين.

والذين من القسّيسين يدعون إلى الإنجيل وتعاليمه الباطلة المحرفة، فهم لا يظلموننا بأيدينا☆، ولا يرفعون السيف علينا، ولا يقتلون لمذهبهم قومنا، ولا يسُبون ذرارينا، ولا ينهبون أموالنا، بل يصل شرهم إلينا من طريق التأليفات المفسدة، والتقريرات المضلّة، وتوهين سيّدنا ونبيّنا صلى الله عليه وسلم، والردِّ على الفرقان الكريم وتعليمه. والدولة البرطانية لا تعينهم فى أمر من الأمور، ولا ترجحهم على المسلمين، بل نرى أن هذه الدولة العادلة قد أعطت كل قوم حرية تامة، وأجازتهم إلى حد القانون، فيفعل الناس برعاية قانونهم ما يشاءون، ويرد كل مذهب على مذهب آخر، وتجرى المناظرات فى هذه الديار كأمواج البحار، والدولة لا تداخل فيهم وتتركهم مجادلين. ثم لم أزلْ أتحدق فى هذا السر الغامض.. أعنى فى أنّ اللّٰه تعالٰى لِمَ لَمْ يُرسل المسيح الموعود بالسيف والسنان، بل أمره للرفق والغربة والتواضع ولين القول والمجادلة بالحكمة والمداراة وحسن البيان، بل منعه أن يزيد على ذٰلك،

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے" بایدیھم "ہونا چاہیے۔(ناشر)

فكنتُ أُفكر فى هذا حتى كشف اللّٰه علىّ هذا السرّ، فعلمت أن اللّٰه تبارك وتعالى لا يُرسل مصلحًا.. رسولًا كان أو مجدّدًا.. إلّا بإصلاحات اقتضتْها كوائفُ مفاسد الزمان وأهل الأرضين.

فقد يتفق أن الناس مع شِركهم وفساد عقيدتهم يكونون قومًا جبّارين معتدين فاسقين، يظلمون الضعفاء ويُعادون أهل الحق عداوة منجرّة إلى القتل والنهب والسبى، ويسفكون دماء هم، وينهبون أموالهم، ويسُبون ذراريهم، ويعثون فى الأرض مفسدين. ويعطيهم اللّٰه ابتلاءً من عنده قوةً فى الجسم، وكثرة فى المال، وإمارة فى الأرض، فيكفُرون نعم اللّٰه، ولا يتوجّهون إلى وعظٍ واعظٍ، ولا نداءِ مناد، ولا إلى أسرارِ حكمة تخرج من أفواه الحكماء، بل عندهم جوابُ كلِّها السيفُ أو الرمح. ويعيشون كالأنعام أو كالسكارى، ولهم قلوب لا يفقهون بها، ولهم آذان لا يسمعون بها، ولهم أعيُن لا يُبصرون بها، ويتكبرون بما أعطاهم اللّٰه من مُلكٍ ﴿۴۲﴾ ورياسة ومال وثروة، ويؤذون الذين يدخلون فى دين اللّٰه وكادوا يقتلونهم، ويصدّون عن سبيل اللّٰه مستكبرين. ويتعامون بعد رؤية الآيات ومشاهدة البينات، وقد تمّت عليهم حُجّة اللّٰه فلا يبالونها، بل يزيدون فى الظلم والعصبية وحمية الجاهلية والقساوة وإيذاء المبلّغين.

فيغضب اللّٰه غضبا شديدًا على تلك الأقوام، ويريد أن يفكّ نظامهم، ويجعل أعزّتَهم أذلّةً، ويُنزل عليهم عذابًا من الأرض أو من السماء، أو يجعلهم شِيَعًا ليذيق بعضَهم بأسَ بعض، ويأمرُ رسولَه ليؤدّبهم بالسيف والسنان، ويستخلص المسلمين منهم ويكسر هامة الظالمين. فيقتل الرسولُ المأمور قتلًا مهيبا، ويُثخن فى الأرض إثخانا عجيبا، حتى يضعف المستكبرون ويتقوّى المستضعفون، ويُبدّلهم اللّٰه من بعد خوفهم أمنًا، فيعبدونه مطمئنين، ويدخلون فى دينه آمنين. وإن تطلب نظير هذا

النوع من الفساد فتجد فی زمان کلیم اللّٰہ وخاتم النبیین.

وقد یتفق أن الناس یضیّعون دینهم ودیانتهم، ولکنهم لا یقاتلون أنبیاء اللّٰہ ومرسلیه للدین، ولا یفسدون فی الأرض بالسیف والسّنان، بل بتقاریر المُضلّةِ وزیغ البیان، ولا یریدون أن یُبطلوا شعائر الإسلام بالرماح والسهام، بل بالمکائد وسحر الکلام، ولا یؤذون طالب الحق إذا أراد أن یقبل الحق، وکذلک یفعلون لوجه من الوجهین :**أحدهما** إذا کانت تلک الأقوام الذین أُرسل إلیهم رسول أو مُحدَّثٌ ضعفاء غیر قادرین علی إیذاء أحد، فلا یظلمون المرسلین لعدم قدرة الظلم وفقدان أسباب البطش والقتل والسفک، ویری اللّٰہ أنهم مع خبث نفسهم وکثرة مکائدهم، لا یستطیعون أن یؤذوا أحدًا ویظلموا مُصلحا، ویری أنهم مستضعفون مغلوبون وقد یکون سبب هذا الضعف مشاجرات وقعت بینهم وسلبت طاقتهم، وقد یکون سببه استیلاء قوم آخرین، وقد یجتمعان فیزیدان عجزا وضعفا. **وثانیهما** :إذا کانت تلک الأقوام مُهذّبین مع کونهم ملوکا وسلاطین، فلا یمنعون رُسُلَ اللّٰہ من دعواتهم ولا یظلمون ولا یؤذون، بل تکون حکومتهم حکومة الأمن ولا یعثون فی الأرض ظالمین سفّاکین، صادّین عن سُبل اللّٰہ، ولا یسلّون السیوف لإشاعة الباطل کالمعتدین، بل یکیدون ویمکرون، ویدعون الناس إلی دینهم بلطائف الحِیل، ویفسدون النفوس ولا یؤذون الأجسام، بل یترکون الناس منعمین.

وإن تطلب نظیر هذا النوع من الأقوام فتجد فی زمان عیسٰی علیه السلام لأن عیسٰیؑ أُرسل إلی قوم قد مُزّقوا کلّ ممزّق من قبل مجیئه، وضُربت علیهم الذلّة والمسکنة، واضمحلت ریاساتهم وبطلت إماراتهم، وکانت الدولة الرومیة لا تداخل فی دین الیهود، فما رأی عیسٰی علیه السلام أن یُقاتلهم، لأن المرسلین یدعون بالرفق والحلم والرحمة، ولا یرفعون السیف إلا علی الذین یرفعون علیهم، ویصلحون فساد العقل بالعقل،

﴿۴۳﴾ وفساد السيف بالسيف، ويداوون كل مرض كما يليق وينبغى :السيف بالسيف والكلام بالكلام، ولا يحبّون أن يكونوا من المعتدين.

وكذلك أُرسلتُ مجدِّدًا محدَّثًا لآخر الزمان، ووجدتُ أعداء دين الإسلام لا يقاتلون المسلمين للدّين، وما سلّوا سيوفا وما قوَّموا رماحا لإشاعة دينهم، بل يُشيعون دينهم بالمكائد والحِيل العقلية، وتأليفِ الكتب المضلِّة المغلِّطة، ويمكرون ويمكر اللّٰه واللّٰه خير الماكرين. فما كان اللّٰه أن يسلّ عليهم السيف، وكيف يقتل اللّٰه قومًا لا يبارزون بالسيوف، بل يطلبون الدلائل كالفيلسوف؟ ومع ذٰلك إنهم قوم غافلون، جاءوا من أقصى البلاد لا يعرفون شيئًا من حقائق القرآن وأنواره ولطائفه ودقائقه، وقد نشأوا فى الديار البعيدة من الإسلام، فلما لاقوا المسلمين ووردوا فى ديارنا وجدوا المسلمين فى أنواع الظلام من الآثام، فقست قلوبهم برؤية المبتدعين، وكانوا من كلام اللّٰه غافلين. وما آذونا وما قتلونا وما سعوا فى الأرض سفّاكين. فلا يرضى عقل سليم وفهم مستقيم، أن ندفع الحسنة بالسيئة، ونؤذى قوما أحسنوا إلينا، ونرفع السيف على أعناقهم قبل أن نتمّ الحجة على قلوبهم، وقبل أن نسكّتهم بالبراهين العقلية والآيات السماوية، وقبل أن يظهَر أنهم عصوا عمدًا بعدما رأوا الآيات وبعدما تبين الرشد من الغى فلو نترك الرحم والرفق والمدارات ونقوم عليهم سفّاكين جبّارين، فلا يكون ذنب أكبر منه، وإذًا كنّا أخبث الظالمين.

فهذا هو السبب الذى أرسلنى اللّٰه تعالٰى على قدم المسيح. فإنه رأى زمانى كزمانه، وقوما كقومه، ورأى النعلَ طابَقَ بالنعل، فأرسلَنى قبل عذاب من السماء لأنذر قوما ما أُنذرَ آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين. وأنت ترى أن أكثر المسلمين اتبعوا شهواتهم، وأضاعوا الصوم

والصلاة، وقست قلوبهم، وفسدت طبائعهم، وما بقى فيهم إلا اسم الإسلام ورسمُ الدخول فى المساجد، ولا يعلمون ما الإخلاص وما الذوق وما الشوق، وكثير منهم يزنون ويشربون الخمر ويكذبون، ويحبون المال حبا جما، ويعملون السيئات، ويؤثرون البدعات على هدى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فكيف الكافرون الغافلون الذين لا يعلمون شيئا ولا يعقلون، ولا يتكلمون إلا كغطيط النائم، وما يدرون ما سبل الإسلام وما البراهين! فظهر من ههنا أن العقيدة التى استحكمت فى قلوب العوام أن **المهدى والمسيح** يظهران فى آخر الزمان ويقتلان كل من لم يسلم، ليس بشىء ، و بل إنه لخطأ مبين.

أيُفتى العقل السليم أن اللّٰه الذى هو الرحيم والكريم، يأخذ الغافلين فى غفلتهم، ويُهلكهم بالسيف أو عذاب السماء ، ولَمَّا يفهموا حقيقة الإسلام وبراهينه ولم يعلموا ما الإيمان ولا الدّين؟ ثم إذا كان مدار الرحم والشفقة إزالةَ آفة قد أحاطت وكثرت، فكيف يجوز علاج مفاسد الأقلام بالسيوف والسهام بل هٰذا إقرار صريح بأننا لا نقدِر على الجواب، وليس عندنا جواب الأدلّة المضلّة إلا ضرب السيف البتّار وقتل الكفّار. وكيف يطمئن قلب المعترض الشاكّ الغافل بضرب من السيف أو السوط أو جرح من الرمح والسهم، بل هذه الأفعال كلها تزيد ريب المرتابين. ﴿۴۴﴾

ثم اعلم أن غضب اللّٰه ليس كغضب الإنسان، وهو لا يتوجّه إلا إلى قوم قد تمّت الحجّة عليهم، وأزيلت شكوكهم، ودُفعت شبهاتهم، ورأوا الآيات ثم جحدوا مع استيقان القلب، وقاموا على ضلالا تهم مبصرين. والعجب من إخواننا أنهم يعلمون أن عذاب اللّٰه لا ينزل على قوم إلا بعد إتمام الحجّة، ثم يتكلمون بمثل هذه الكلمات. والعجب الآخر أنهم ينتظرون المهدى مع أنهم يقرأون فى صحيح ابن ماجه والمستدرک حديث:

"لا مهدی إلا عیسٰی "، ویعلمون أن الصحیحین قد ترکا ذِکرہ لضعفِ أحادیث سُمعت فی أمرہ، ویعلمون أن أحادیث ظهور المهدی کلها ضعیفة مجروحة، بل بعضها موضوعة، ما ثبت منها شیء ، ثم یُصرّون علی مجیئه کأنهم لیسوا بعالمین.

وأما الاختلافات التی وقعت فی خبر نزول المسیح، فالأصل فی هذا الباب أن الأخبار المستقبلة المتعلقة بالدنیا لا تخلو عن الابتلاء ، وکذلک یرید اللّٰه منها فتنةَ قوم واصطفاء قوم، فیجعل فی مثل هذه الأخبار استعاراتٍ ومجازات، ویُدقّق مأخذها ویجعلها غامضة دقیقة فتنةً للذین یُکذّبون المرسلین، ویظنون ظن السوء کالمستعجلین. ألا تری إلی الیهود کیف شَقُوا فی ردِّ الرسول الصادق الذی جاء کطلوع الشمس مع وجود خبر مجیئه فی کتبهم. ولو شاء اللّٰه لکتب فی التوراة کل ما یهدیهم إلی صراط مستقیم، ولأخبرهم عن اسم خاتم الأنبیاء صلی الله علیه و سلم وعن اسم والده واسم بلدته وزمان ظهوره واسم صحابته واسم دار هجرته، ولکتب صریحًا أنه یأتی من بنی إسماعیل، ولکن ما فعل اللّٰه کذلک بل کتب فی التوراة أنه یکون منکم من إخوانکم، فمالت آراء الیهود إلی أن نبی آخر الزمان یکون من بنی إسرائیل، ووقعوا من هذا اللفظ المجمل فی ابتلاء عظیم، فهلک الذین ما نظروا حق النظر، وظنوا أن یخرج النبی من قومهم ومن بلادهم، وکذّبوا خاتم النبیین.

واعلم أن هذه السُنّة لیست من قبیل الظلم بل من جمیل إحسانات اللّٰه علی عباده الصالحین، لأنهم یُبتلون عند الأنباء النظریة الدقیقة بابتلاء دقیق من ربهم، ثم یعرفون بنور عقلهم ولطافة فراستهم الصراطَ المستقیم، فیتحقق لهم الأجر عند ربهم، ویرفع اللّٰه درجاتهم، ویمیّزهم من غیرهم ویُلحقهم بالواصلین. ولو کان الخبر مشتملًا علی انکشاف تام وعلامات بدیهة واضحة لجاوز الأمر من حدّ الإیمان، ولأقرّ به المفسد

المعاند كما أقرّ به المؤمن المطيع، وما بقى على وجه الأرض أحد من المنكرين. ألا تـرىٰ أن أهـل الـمِـلل والنِّحل كلهم مع اختلافاتهم الكثيرة لا يـختلفون فى أن الليل ﴿۴۵﴾ مـظلم والنهار منير، وأن الواحد نصف الاثنين، وأن لكل إنسان لسان وأذنين، وأنف وعيـنين، ولكن اللّٰه ما جعل الإيمانيات من البديهيات، ولو جعل لضاع الثواب وبطل الـعمل، فتَفكّرْ فإن اللّٰه يهدى المتفكرين. ومـن كان عالما صالحًا مجتهدا فى طلب الـحق يـنوِّر الـلّٰـه قلبَه، ويُريه طريقه، ويعطيه فراسة من عنده، وإن اللّٰه لا يضيع أجر المحسنين. والذين كفرونى ولعنونى ما تدبّروا فى كتاب اللّٰه حق التدبر، وظنوا ظن الـسـوء، ومـا تـفـكـروا فـى أنـفسهـم أن العاقل لا يختار السوء والضلالة لنفسه، ولا يـفتـرى عـلـى الـلّٰـه، وكيف يـختار طريقا ويعلم أن فيه هلاكه وأى شىء يحمله على ذلك الـوبال مع علمه أنه طريق الخسران فى الدنيا والآخرة ولا يخفى على أعدائى أنى امرؤ قد نفد عمرى فى تأييد الدين حتى جاء نى الشيب من الشباب، فكيف يظن عـاقـل أن أختـار الكفرَ والإلحاد فى كبر سنّى ووهن جسمى وقربى من القبر سبحان ربّى! إن هٰذا إلا ظلم مبين. وها أنا برىء من بهتانهم، وما أجد عند النظر فى عقائدى مـن سـريـان الـوهـم بهذا، واللّٰه يعلم ما فى قلبى وقلوبهم، وتوكلت عليه. وما حمل عـقلاء هـم على مخالفتى إلا حبُّ الدنيا وناموسها، والحسدُ الذى لا ينفكّ من أكثر الـعلماء إلا من حفظه اللّٰه برحمته. وقـد جرت عادة أكثر العلماء هكذا أنهم إذا رأوا رجلًا يقول قولا فوق أفهامهم فلا يتفكرون فيه، ولا يسألون القائل ليبين لهم حقيقته، بـل يشتـعلون بمجرد السماع، ويكفرونه فى أول مجلس، ويلعنونه ويُكثرون القول فيه، وكادوا أن يقتلوه مشتعلين. وقال اللّٰه: يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ [1].

والأمر الحق الذى يعلمه اللّٰه أن المسلمين كانوا فى هذا الزمان كأفراخ العصافير

[1] يٰس:۳۱

ما بلغوا أشُدَّهم الروحانية، وسقطوا من أكنانهم وأوكارهم وأعشاشهم، فأراد اللّٰه أن يجمعهم تحت جناحي، ويذيقهم حلاوة الإيمان، ولذة أُنس الرحمٰن، ويجعلهم من العارفين. فمن كان عاقلًا طالبًا للنجاة فليبادرُ إليّ، ولا يُبادرُ إليّ إلا الذى يخاف اللّٰه وينبذ الدنيا من أيديه وعِرضها وناموسها، ويبادر إلى الآخرة، ويرتضى لنفسه كل لعن وطعن، وأقوال الأعداء وهجر الأحباء، وسبّ السّابّين.

التنبيه

اعلم يا أخي.. أراك اللّٰه من عنده طرق الصواب.. ان الذين يعتقدون نزول عيسى عليه السلام وصعوده بجسمه العنصرى إلى السماء قد يستدلّون على حياته بقوله تعالى: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ [1] واللّٰه يعلم أنهم خاطئون فى هذا الاستدلال وإن هم إلّا يظنون، ويُضلّون الناس بغير علم، ثم ينهضون لإيذاء أهل الحق بألسنة حداد، ولا يخافون اللّٰه ويسمّون المؤمنين كافرين. إنما مثلهم كمثل قوم اتخذوا مسجدًا ضِرارًا وكفرًا وتفريقًا بين المؤمنين. وأنت تعلم أنّا لو ﴿۴۶﴾ فرضنا أن اليهود كلهم يؤمنون بعيسى عليه السلام قبل موته كما فهموا من هذه الآية للزم المحال الصريح من هذا المعنى، وللزم أن يبقى بنى إسرائيل كلهم إلى نزول عيسى عليه السلام أحياء سالمين. لأن أمر إيمان اليهود كلهم لا يتم بحياة المسيح فقط، بل يجب لإتمامه حياةُ كفّار بنى إسرائيل كلهم من أول الزمان إلى يوم القيامة، ومع ذلك يجب حياة المسيح إلى يوم الدين. ومعلوم أن كثيرا من اليهود قد ماتوا ودفنوا ولم يؤمنوا بعيسٰى عليه السلام، فكيف يستقيم أن يُقال أن اليهود كلهم يؤمنون بالمسيح قبل موته؟ فلا شك

[1] النساء: ۱۶۰

أن هـذا الـمـعنى بديهى البطلان وظاهر الفساد ولا سبيل إلى صحته، فتفكر إن كنت من المتفكرين. ثـم إذا نـظرنا نظرا آخر وتأمّلنا فى قولهم وعقيدتهم واتفاق ندوتهم عـلى أن الموجودين فى زمان نزول المسيح يدخلون فى دين الإسلام كلهم ولا تبقى نـفس واحدة منهم منكرةً للإسلام، وتهلك المِلل كلها إلّا الإسلام، فما وجدنا هذه الـعـقيـدة موافقةً لتعليم القرآن، بل وجدناها مخالفة لقول رب العالمين؛ فإن القرآن يـعـلّـم بتـعـليـم واضح، ويشهد بصوتٍ عال على أنّ اليهود والنصارىٰ يبقون إلى يوم القيامة كما قال عزّ و جلّ: فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [1]. ومعلوم أن وجـود الـعداوة والبغضاء فرعٌ لوجود المعاندين والمباغضين، ولا يتحقق إلا بعد وجودهم. ولـقـد وصّـلْـنـا لهـم الـقول وقلنا غير مرة لعلهم يتذكرون أو يكونون من الـخـائـفيـن. فـكيف نـؤمـن بأن أهل الملل كلّها تهلك فى وقتٍ من الأوقات أنكفر بآيات كتاب مبين وقد قال الله تعالى: وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [2]، وقـال: وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [3]. ومـعـلـوم أن كـون اليهـود مـغـلـوبيـن إلى يوم القيامة يقتضى وجودهم وبقاء هم وكفرهم إلى يوم الدّين. ومعلوم أن كل ما يُعارض أخبارَ القرآن ويُخالفه فهو كذب صريح وليس من أحـاديـث أصـدق الـصـادقين. بل المراد من هلاك الملل كلها هلاكهم بالبيّنة، ولا شك أنـه مـن هـلـك مـن البيـنة فـقد هلك، ومن أتم الحجّة علىٰ أحد فقد أهلكه، فتفكر كالمتوسّمين.

واعـلـم أن حـديـث هـلاك المِلل صحيح، ولكن أخطأ العلماء فى فهمه، ومـا فهـموا من هلاك أهل الأديان فهو ليس بصحيح، بل المعنى الصحيح هو الـذى يشيـر إليـه القـرآن فـى آية: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [4] فـقـد أشـار فـى هـذه الآية إلـى غـلبة دين الإسلام

[1] المائدة: ۱۵ [2] المائدة: ۶۵ [3] ال عمران: ۵۶ [4] الصف: ۱۰

علٰی کل مذهب ودین. وأنت تعلم أن دینًا إذا صار مغلوبًا مقهورًا فهو نوع من هلاک أهله بسلطان مبین. فثبت من هذا التحقیق أن تأویل آیة قَبْلَ مَوْتِهِ بنحوٍ ذَکَرَه العلماءُ تأویلٌ فاسد، وقد بلغک کلام رب العالمین.

﴿۴۷﴾ وأمّا ما رُوِیَ فی البخاری عن **أبی هریرة** رضی اللّٰه عنه فی هذا الباب، فلا تحسبه شیئا یُتوَجّه إلیه، وعندنا کتاب اللّٰه فلا تطلب الهدی من غیره، فترجع بالخیبة ولن تکون من المهتدین. قال صاحب التفسیر **المظهری** إن أبا هریرة صحابی جلیل القدر، ولکنه أخطأ فی هذا التأویل، ولا یوجد فی حدیث ما یؤید زعمه، ولا نری مستفادًا من الآیة ما فهمه، فلا شک أنه خالفَ الحق المبین.

وما ثبت أنّ مأخذ قوله من مشکاة النبوة والسُّنّةِ المطهرة، بل هو رأی سطحی، وکان رضی الله عنه کثیر الخطأ فی بعض اجتهاداته کما ثبت خطأُهٗ فی حدیثٍ ذکره البخاری فی صحیحه، قال حدثنی **عبد اللّٰه** بن محمد قال **حدثنا** عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهری عن سعید بن مسیب عن أبی هریرة قال ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال :ما من مولود یولد إلّا والشیطان یمسّه حین یولد، فیستهلّ صارخا من مس الشیطان إیاه إلا مریم وابنها، یقول أبو هریرة :واقرأوا إن شئتم: وإنی أعیذها بک وذریتها من الشیطان الرجیم. هذا ما زعم أبو هریرة، ولکن الذی اغترف شیئا من بحر کلام اللّٰه فیعلم بالبداهة أن هذا الزعم فاسد، ویعلم أن أبا هریرة استعجل فی هذا الرأی، وما أرصد نفسه لشهادة بینات القرآن ألم یعلم أن اللّٰه تعالی جعل نبیّنا أول المعصومین وقد طعَن **الزمخشری** فی معنی هذا الحدیث وتوقف فی صحّته، وکیف یجوز أن نخص ابن مریم وأُمَّه فی العصمة من مسّ الشیطان وقد قال اللّٰه تعالی: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ[1] وقال :وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ

[1] الحجر:۴۳

حَيًّا [1] وما معنى السلام إلا الحفظ والعصمة؟ وقال: إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ [2] فلا يصحّ هذا الحديث إلا أن نريد من ابن مريم وأُمّه معنى عاما، ونقول إن كل تقيّ ونقيّ كان فى صفتهما فهو ابن مريم وأمه، وإليه أشار الزمخشرى رحمه اللّٰه. ولا يُستبعد هذا التأويل، فإن الأنبياء قد يتكلمون فى حُلل المجازات والاستعارات، ومثل ذلك كثير فى كلام سيدنا ومولانا خاتم النبيين، ومن هذا الباب قوله إن عيسى ابن مريم لينـــزلن فيكم، يعنى يُبعث رجل منكم على صفته فينزل منزلة عيسى. فما فهِم أكثر الناس معنى هٰذين الحديثين، واعتقدوا أن عيسَى الذى كان نبيًّا من بنى إسرائيل ينزل من السماء، وإنْ هذا إلا خطأ مبين.

ثم القرينة الثانية على خطأ أبى هريرة فى آية: "قَبْلَ مَوْتِهِ" ما جاء فى قراءة أُبَيّ بن كعب.. أعنى: **موتهم**، فإنه يقرأ هكذا" :وإنْ من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موتهم"، فثبت من هذه القراءة أن ضمير لفظ موته لا يرجع إلى عيسى عليه السلام، بل يرجع إلى أهل الكتاب. فإلى أى ثبوتٍ حاجةٌ بعد قراءة أُبَيّ بن كعب لقوم طالبين.

ثم مع ذلك قد اختلف أهل التفسير فى مرجع ضمير بِهِ، فقال بعضهم إن هذا الضمير الذى يوجد فى آية لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ راجع إلى نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم، وهذا ﴿۴۸﴾ أرجح الأقوال. وقال بعضهم إنه راجع إلى الفرقان، وقال بعضهم إنه راجع إلى اللّٰه تعالى، وقيل إنه راجع إلى عيسى، وهذا قول ضعيف ما التفت إليه أحد من المحققين. فيا حسرة على أعدائنا المخالفين! إنهم يتركون القرآن وبيّناته، بل قلوبهم فى غمرة من هذا ويقولون بإخوانهم إنّا نتبع أخبار رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وليسوا بمتّبعين، بل يتركون أقوالا ثابتة من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ويبدّلون الخبيث بالطيب، ويكتمون الحق وكانوا عارفين.

[1] مریم:۱۶ [2] الحجر: ۴۱

إنما مثلهم كمثل سَبُعٍ اعتاد أكل الميتة، فلا يتوجه إلى الأغذية اللطيفة النظيفة من الثمرات وسواها، ويسعى فى البرارى لها ويحتفر القبور ويطلب كل جيفة من حمار أو كلب أو خنزير، فإن وجدها فيكون بها أصفى فرحًا، وأوفى مرحًا، ولا يفارقها بطرد الطاردين. ألا يعلمون أن لفظ التوفّى الذى يوجد فى القرآن قد استعمله اللّٰه للموتى الذين خلوا من قبله أو ماتوا من بعده أو لم يكفِ شهادةُ رب العالمين؟ أو لم يكفِ لهم ما اعتاده العرب إلى هذا الوقت وإذا قيل لجاهل أُمِّىّ من العرب أن الفلانى تُوفى فيعرف أنه مات. فانظرُ، أما ترىٰ هذه المحاورة جارية فيهم ثم انظرُ أنهم كيف فرّوا معرضين.

وقال بعضهم أن آية: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى حقٌّ ولا شک أنها يدلّ على وفاة عيسٰى عليه السلام بدلالةٍ قطعيةٍ، وإنه مات وإنّا نؤمن به، وكتبُ التفسير مملوّة من هذا البيان، ولكنه عليه السلام ما بقى ميتًا بل بُعِثَ حيًّا بعد ثلاثة أيام أو سبع ساعات، ثم رُفع إلى السماء بجسده العنصرى، ثم ينزل فى آخر الزمان على الأرضِ ويمكث أربعين سنة، ثم يموت مرة ثانيةً ويُدفن فى أرض المدينة فى قبر رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم. فحاصل كلامهم أن للخَلق كلهم موت واحدٌ ☆ وللمسيح موتين. ولكنّا إذا نظرنا فى كتاب اللّٰه سُبحانه فوجدنا هذا القول مخالفا لنصوصه البيّنة. ألا ترى أن اللّٰه تبارک وتعالى قال فى كتابه المحكم حكايةً عن مؤمن مُغبِطًا نفسه بما أعطاه اللّٰه من الخُلد فى الجنة والإقامة فى دار الكرامة بلا موت : اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ۔ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔[1]

فانظر أيها العزيز.. كيف أشار اللّٰه تعالى إلى امتناع الموت الثانى بعد الموتة الأولى، وبشّرَنا بالخلود فى العالم الثانى بعد الموت، فلا تكن من المنكرين. وأنت تعلم أن الهمزة فى جملة :أَ فَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے" موتًا واحدًا "ہونا چاہیے۔(ناشر) [1] الصّٰفّٰت:۵۹تا۶۱

لـلاستـفهام التقريرى، وفيها معنى التعجب، والفاء هٰهنا للعطفِ على محذوفٍ، أى: أَنحنُ مخلّدون مُنعَمون مع قلة أعمالنا وما نحن بميتين. واعـلم أن هذا سؤال من أهل الـجـنة حيـن يسـمـعون قول اللّٰه تعالى: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[1]، كما رُوِىَ عـن ابـن عبـاس فـى تفسير قوله تعالى :هَـنِيـئًـا، فـعند ذلـک يقولون أفما نحن بميتين إلا موتتنا الأولى. واعلَم أن قولهم هذا يكون على طريقة الابتهاج والسرور. ﴿۴۹﴾

ثـم اعـلـم أن الاستثـنـاء ههـنا مُفرَغ، وقيل منقطع بمعنى لكن. وفـى كل حالٍ يثبت من هذه الآية أن أهل الجنة يُبشَّرون بالدوام والخلد ويُبشَّرون بأن لهم **لا موت** إلا موتتهم الأولى. وهـذا دليـل صـريـح على أنّ اللّٰه ما جعل لأهل الجنة موتين، بل بشّرهم بالحياة الأبديّة بعد الموت الذى قد قُدّرَ لكلّ رجل. **وقـال** فـى آخـر هـذه الآية: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ[2] فـأشـار إلـى أن دوام الـحياة وعدم الموت مع نـعيم وسرورٍ وحبورٍ من التفضلات العظيمة. فـإذا تقرر هذا فكيف يُتصَوَّر ويُظَنُّ أن نبيًّا كمثل عيسى. مـع كـونـه من المقرّبين. محروم من هذا التفضل العظيم؟ وكيف يُتـصَـوَّرُ أن الـلّٰـه يُخلِف وعده ويردّه إلى الدُّنيا وآلامها وآفاتها ومصائبها وشدائدها ومراراتها، ثم يُميته مرةً ثانية، سبحانه هذا بهتان عظيم. وما كان لأحد أن يعود لمثله بعدما اطّلع على خطاءه إن كان من المؤمنين.

وإن الأنبيـاء لا يُنقَلون من هذه الدنيا إلى دار الآخرة إلا بعد تكميل رسالات قد أُرسِـلـوا لتبـليـغها، ولكل بُرهةٍ من الزمان مناسبة بوجود نبىّ، فيُرسَل كل نبىّ برعاية الـمناسبات، وإلى هذا إشارة فى قوله تعالى: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[3]. فـلو لـم يكن لرسولنا ﷺ وكتـاب الـلّٰـه القرآن مناسبة لجميع الأزمنة الآتية وأهلها علاجًا ومداواةً. لما أُرسِل ذلک النبىّ العظيم الكريم لإصلاحهم ومداواتهم للدوام

[1] المرسلٰت: ۴۴ [2] الصّٰفّٰت: ۶۱ [3] الاحزاب: ۴۱

إلٰی یوم القیامة. فلا حاجة لنا إلی نبیّ بعد محمد صلی الله علیه و سلم ، وقد أحاطت برکاته کلَّ أزمنة، وفیوضُه واردةٌ علی قلوب الأولیاء والأقطاب والمحدَّثین، بل علی الخَلق کلهم، وإن لم یعلموا أنها فائضة منه، فله المنّة العظمٰی علی الناس أجمعین.

والذین کثر علیهم فیضان العلوم والمعارف من هذا النبی الرسول الأُمّیّ، فمنهم قوم توجّهوا إلی کتاب اللّٰه والتدبر فیه واستنباطِ دقائقه، وقوم آخرون کانت همّتهم أَخْذَ العلوم من اللّٰه تبارک وتعالی، فهم الحکماء المحدَّثون أهلُ الحکمة الربّانیة. وکل یأخذون من تلک العین المبارکة، ویُرَبّون من فیوضه إلی یوم الدین. وإلی هذا أشار اللّٰه عزّ و جلّ فی قوله وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] یعنی یُزکّی النبیُّ الکریم آخرین من أمته بتوجّهاته الباطنیة کما کان یُزکّی صحابته، فتفکرْ فی هذه الآیة واستعذ باللّٰه من شر کل مستعجل ولو کان عندک له کرامة وعزازة أو کان من عشیرتک الأقربین. ولن تجد فی الأرض أحدا من الصالحین أن یتبدّی مُرشدًا وما تفوّقَ من کأس النبی صلی الله علیه و سلم. فدَعْ عنک الالتفاتِ إلی غیره نبیًّا کان أو من المرسلین. وعلیک أن تقبل ما قیل، وتتحامی القال والقیل، واعلم أنه خاتم الأنبیاء ، ولا یطلع بعد شمسه إلا نجم التابعین الذین یستفیضون من نوره. هو منبع الأنوار، وکاد یحل نوره بساحة قوم منکرین.

﴿۵۰﴾ ثم نرجع إلی کلماتنا الأولی ونقول إن الآیة التی ذکرناها آنفا. أعنی قوله تعالی إِلّا مَوْتَتَنَا الْأُولَی، قد استدل بها الخلیفةُ الأول أبو بکر الصدّیق رضی الله عنه إذا تُوفّیَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واختلف الناس فی وفاته، وقال عمر ما مات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بموت حقیقی، بل یأتی مرة ثانیة فی الدنیا ویقطع أنوف المنافقین وأیدیهم وآذانهم، فأنکره الصدّیق ومنَعه من ذلک، ثم بادرَ إلی بیت عائشة رضی اللّٰه عنها وأتی رسولَ اللّٰه

[1] الجمعة: ۴

صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وکان میتًا علی الفراشِ، فنزَع عن وجھہ الرداء وقبّلہ وبکی، وقال :إنک طیب حیّا ومیتا، لن یجمع اللّٰہ علیک الموتین إلا موتتک الأولی. فرد بذلک القول قولَ عمر، وکان مأخذُ قولِہ قولَہ تعالی إلا مَوْتَتَنَا الْأُولٰی. وکانت لأبی بکررضی اللہ عنہ مناسبة عجیبة بدقائق القرآن ورموزہ وأسرارہ ومعارفہ، وکان لہ ملکة کاملة فی استنباط المسائل من القرآن الکریم، فلذلک ھُدِیَ قلبہ إلی الحق وفھِم أن الرجوع إلی الدنیا موتة ثانیة، وھی لا یجوز علی أھل الجنة بدلیل قولہ تعالٰی حکایةً عن أھلھا "اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ"[1]. فإن رجوع أھل الجنة إلی الدنیا ثم موتھم وورود آلامِ السکرات والأمراض علیھم نوعٌ من التعذیب، وقد نجّی اللّٰہ إیاھم من کل عذاب، وآواھم عندہ بإعطاء کل حبور وسرور من یوم انتقالھم إلی الدار الآخرة، فکیف یمکن أن یرجعوا إلی دار التعذیبات مرة ثانیة فھذا معنی قول أھل الجنة "وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ".

فحاصل الکلام.أن أبا بکر الصدّیق ردَّ بھذہ الآیة قولَ عمر رضی اللہ عنہ. ثم ما اکتفی علی ذلک بل قصد المسجد وانطلق معہ رھط من الصحابة، فجاء وصعد المنبر، وجمَع حولہ کلَّ من کان موجودا من أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ثم أثنی علی اللّٰہ وصلی علی رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال أیھا الناس. اعلموا أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد تُوفّیَ، فمن کان یعبد محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلیعلم أنہ قد مات، ومن کان یعبد اللّٰہ فإنہ حیّ لا یموت، ثم قرأ :وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ[2].

فاستدل بھذہ الآیة علی موت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بناءً علی أن الأنبیاء کلھم قد ماتوا. فلما سمع الصحابة قول الصدّیق رضی اللہ عنہ ما ردَّ أحد علی قولہ، وما قال أحد لہ :أیھا الرجل. إنک کذبت أو أخطأت فی استدلالک أو

[1] الصّٰفّٰت:۶۰ [2] اٰل عمران:۱۴۵

ذكرت استدلالًا ناقصًا وما كنت من المصيبين.

فلو كانوا معتقدين بأن عيسٰى حيّ إلى ذلك الزمان لردّوا علٰى أبى بكر، وقالوا كيف تفهم من هذه الآية موت الأنبياء كلهم ألا تعلم أن عيسٰى قد رُفع إلى السماء حيًّا ويأتى فى آخر الزمان؟ فإذا كان عيسٰى راجعا إلى الدنيا مرة ثانية وأنت تؤمن به، فأى حرج ومضايقة فى أن يأتينا رسولنا صلى الله عليه و سلم أيضًا كما زعمه عمر.. الذى يجرى الحق على لسانه، وله شأن عظيم فى الرأى الصائب، ولرأيه موافقة بأحكام القرآن فى مواضع، ومع ذلك هو مُلهَم ومن المحدَّثين وإن وفاة نبيناصلى الله عليه و سلم للمسلمين مصيبة ما أصيبوا بمثله.. فليس من العجب أن يرجع نبيناصلى الله عليه و سلم إلى الدنيا، بل رجوعه إلى الدنيا أحق وأولى وأنفع من رجوع المسيح، وحاجة المسلمين إلى وجوده المبارك أشدّ وأزيَد من حاجتهم إلى وجود المسيح. لكنهم ما ردّوا على الصدّيقؓ بهذه الكلمات، بل سكتوا كلهم ونبذوا من أيديهم سهام الإنكار، وقبِلوا قوله، وبكوا وقالوا إنّا للّٰه وإنّا إليه راجعون. ونظروا إلٰى موت الأنبياء كلهم واطمأنوا بها، فإنهم ماتوا كلهم وما كان أحد منهم من الخالدين. ﴿۵۱﴾

وإذا ثبت أن رجوع أهل الجنة والذين قعدوا عند مليك مقتدر بحبور وسرور ممنوعٌ، وخروجهم من نعيمهم ولذّاتهم يُخالف وعد اللّٰه، فكيف يجوِّز العاقل المؤمن أن المسيح عليه السلام محروم من هذا الفوز العظيم، ولكل بشر موت وله موتان؟ أليس هذا ممّا يخالف نصوص القرآن؟ فتدبّرْ وسَلِ اللّٰهَ يهَبُ لك فهم المتدبرين. وقد قال اللّٰه تعالى فى مقاماتٍ أخرىٰ وَ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ [1] وقال: فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [2]، وقال: حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [3].

فانظر أيها العزيز! كيف نترك هذا الحق الصريح بناءً على خيالات واهية

[1] الحجر: ۴۹ [2] الزمر: ۴۳ [3] الانبياء: ۹۶

و تحكّماتٍ فاسدة فتفكرْ و اتق اللّٰه، إن اللّٰه يحب المتقين.

وربما يختلج فى قلبك أن رجوع الموتٰى إلى الدنيا بعد دخولهم فى الجنة ممنوع، ولكن أىّ حرج فى رجوعٍ كان قبل دخول الجنة فاعلم أنّ آيات القرآن كلها تدل على أن الميت لا يرجع إلى الدنيا أصلًا، سواء كان فى الجنة أو فى جهنم أو خارجًا منهما، وقد قرأنا عليك آنفا آية فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [1] و اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [2]. ولا شك أن هذه الآيات تدل بدلالة صريحة على أن الذاهبين من هذه الدنيا لا يرجعون إليها أبدًا بالرجوع الحقيقى. وأعنى من الرجوع الحقيقى رجوع الموتٰى إلى الدنيا بجميع شهواتها ولوازمها، ومع كسب الأعمال من خير وشر، ومع استحقاق الأجر على ما كسبوا، ومع ذلك أعنى من الرجوع الحقيقى لُحوقَ الموتٰى بالذين فارقوهم من الآباء والأبناء والإخوان والأزواج والعشيرة الذين هم موجودون فى الدنيا، وكذلك رجوعهم إلى أموالهم التى كانوا اقترفواها، ومساكنهم التى كانوا بنَوها، وزروعهم التى كانوا زرعوها، وخزائنهم التى كانوا جمعوها. ثم من شرائط الرجوع الحقيقى أن يعيشوا فى الدنيا كما كانوا يعيشون من قبل، ويتزوجوا إن كانوا إلى النكاح محتاجين، وأن يؤمنوا باللّٰه ورسوله فيُقبَل إيمانهم ولا يُنظَر إلى كفرهم الذى ماتوا عليه، بل ينفعهم إيمانهم بعد رجوعهم إلى الدنيا وكونهم من المؤمنين. ولكنا لا نجد فى القرآن شيئا من هذه المواعيد، ولاسورةً ذُكرتْ فيها هذه المسائل، بل نجد ما يخالفه كما قال اللّٰه تعالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا [3]. فانظر كيف وعد اللّٰه للكافرين لعنة أبدية، فلو رجعوا إلى الدنيا وآمنوا بكتبه ورسله لوجب أن لا يُقبَل عنهم إيمانهم، ولا يُنزَع عنهم اللعنة الموعودة إلى الأبد كما هو منطوق الآية. وأنت تعلم أن هذا الأمر ﴿۵۲﴾

[1] الزمر:۴۳ [2] الانبياء: ۹۶ [3] البقرة: ۱۶۲، ۱۶۳

یُخالف هدایات القرآن کما لا یخفی علی المتفقهین.

وأما إحیاء الموتٰی من دون هذه اللوازم التی ذکرناها، أو إماتة الأحیاء لساعة واحدة ثم إحیاؤهم من غیر توقف کما نجد بیانه فی قصص القرآن الکریم فهو أمر آخر، وسرٌّ من أسرار اللّٰه تعالٰی، ولا توجد فیه آثار الحیاة الحقیقی ولا علامات الموت الحقیقی، بل هو من آیات اللّٰه تعالی وإعجازات بعض أنبیائه، نؤمن به وإن لم نعلم حقیقته، ولکنا لا نسمّیه إحیاءً حقیقیا ولا إمتلة حقیقیة. فإن رجلًا مثلًا أُحیِیَ بعد ألف سنة بإعجاز نبی ثم أُمیت بلا توقف، وما رجع إلی بیته، وما عاد إلی أهله وإلی شهوات الدنیا ولذّاتها، وما کان له خِیَرةٌ مِن أن تُرَدّ إلیه زوجه وأمواله وکل ما ملکت یمینه من ورثاء آخرین، بل ما مَسَّ شیئا منها ومات بلا مکث ولحق بالمیّتین، فلا نسمی مثل هذا الإحیاء إحیاءً حقیقیا، بل نسمیه آیة من آیات اللّٰه تعالی ونفوّض حقیقته إلٰی رب العالمین.

ولا شک أن إحیاء الموتی وإرسالهم إلی الدنیا یقلِّب کتاب اللّٰه بل یُثبت أنه ناقص، ویوجب فتنًا کثیرة فی دین الناس ودنیاهم، وأکبرها فتن الدّین. مثلًا کانت امرأة نکحتْ زوجًا فتُوفّیَ، فنکحت زوجا آخر فتُوفّیَ، فنکحت ثالثا فتُوفّیَ، فأحیاهم اللّٰه تعالی فی وقت واحد، فاختصموا فیها بعولَتُها، وادّعی کل واحدٍ منهم أنها زوجته، فمَن أحقُّ منهم فی کتاب اللّٰه الذی أکمل أحکامه وحدوده؟ وکیف یحکم فیهم القاضی؟ وکیف یحکم فی أموالهم وأملاکهم وبیوتهم من کتاب اللّٰه أتؤخذ من الورثاء وترد إلی الموتی الذین صاروا من الأحیاء بیِّنُوا توجَروا، إن کنتم علی قول اللّٰه ورسوله مطّلعین.

وکذلک الإماتة التی کانت لساعةٍ أو ساعتین ثم أُحیِیَ المیت، فلیست إماتةً حقیقیة بل آیة من آیات اللّٰه تعالٰی، ولا یعلم حقیقته إلا هو. وأنت تعلم أن اللّٰه ما وعد بحشر الموتٰی فی القرآن إلّا وعدًا واحدًا وهو الذی

یظهر عند یوم القیامة، وأخبر عن عدم رجوع الموتی قبل یوم القیامة، فنحن نؤمن بما أخبر وننزه القرآن عن الاختلافات والتناقضات، ونؤمن بآیة فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ[۱] ونؤمن بآیة وَ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ.[۲]

وإنّا لا نقول أن أهل الجنّة بعد انتقالهم إلی دار الآخرة یُحبَسون فی مکان بعید من الجنة إلی یوم القیامة، ولا یدخل الجنة قبل القیامة إلا الشهداء، کلّا. بل الأنبیاء عندنا أول الداخلین. أیظن المؤمن الذی یُحب اللّٰه ورسوله أن النبیین والصدّیقین یُبعَدون عن الجنة إلی یوم البعث و لا یجدون منها رائحة، و أما الشهداء فیدخلونها من غیر مکثٍ خالدین ﴿۵۳﴾

فاعلم یا أخی أن هذه العقیدة ردیئة فاسدة، ومملوءة من سوء الأدب. أما قرأت ما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إن الجنة تحت قبری وقال إن قبر المؤمن روضة من روضات الجنة، وقال عزّوجل فی کتابه المحکم یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ. ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ.[۳] وقال فی مقام آخر :قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۔[۴] وقصَّ علینا قصة رجل مات ودخل الجنة، وکان له صاحب فی الدنیا فاسق، فمات صاحبه أیضا ودخل النار، فذکَر الذی دخل الجنة قصةَ صاحبه عند أصحاب الجنة و قَالَ:هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ. فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ. قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ. وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۔[۵]

وأنت تعلم أن هذه القصة تدل بدلالة صریحة علی أن المؤمنین یدخلون الجنة بعد موتهم من غیر مکث، ثم لا یُخرَجون منها ویتنعّمون فیها خالدین. وکذلک یثبت من القرآن أن أهل جهنم یدخلونها بعد الموت من غیر مکث، کما لا یخفی علی الذین یتدبرون فی آیة فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ[۶]، وکما قال اللّٰه تعالی مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا[۷]. وإن کنت تطلب شاهدا من الحدیث فانظر إلی أحادیث المعراج، فإن

۱ الزمر: ۴۳ ۲ الحجر: ۴۹ ۳ الفجر: ۲۸تا۳۱ ۴ یٰسٓ: ۲۷ ۵ الصافات: ۵۵تا۵۸ ۶ الصافات: ۵۶ ۷ نوح: ۲۶

النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأی جھنم فی لیلۃ المعراج، وکذلک رأی الجنۃ، فرأی فی الجنۃ أھلھا، وفی جھنم أھلھا، فریقًا فی النعیم وفریقا من المعذّبین.

وإن قلتَ إن کتاب اللّٰہ والأخبار الصحیحۃ شاھدۃً علی أن البعث حق، والمیزان حق، وسؤال اللّٰہ عن عبادہ حق واقع لا شبھۃ فیہ، ثم بعد کل ھذہ الواقعات.. یعنی بعد حشر الأجساد والحساب ووزن الأعمال یدخلون أھلُ الجنۃ مقامَ جنتھم، ویدخلون أھلُ النار مقام نارھم، وإن کان ھذا ھو الحق فکیف یمکن دخول أھل الجنۃ وأھل جھنم فی مقامھم إلا بعد حشر الأجساد ووزن الأعمال وغیرھا کما تقرر فی عقائد المسلمین قلنا لو حملنا ألفاظ تلک الآیات علی ظواھرھا لاختلّ نظام کتاب اللّٰہ وما بقی توافُقُ آیات اللّٰہ، بل وجب فی ھذہ الصورۃ أن نُقرّ بأن القرآن مملوء من الاختلافات والتناقضات وبعض آیاتہ یُعارض بعضا. ألا تری الآیات التی تدل علٰی دخول أھل الجنۃ وأھل جھنم فی ریاض الخلد ونیران السعیر من غیر مکث وتوقف فاعلم أن فی ھذہ الآیات لیست مُخالفَۃ، ولیس المراد من الحساب ووزن الأعمال وحشر الأجساد أن یخرج أھل الجنۃ من جنتھم ومقام عزتھم، وأنھم یؤخذون ویُحاسَبون لعلھم کانوا من أھل النار، ویُخرَج أھل النار من نارھم، ویُنظَر فی أمرھم لعلھم کانوا من أھل الجنۃ، لأن اللّٰہ تعالی یعلم الغیب ویعلم إیمان الناس وکفرھم قبل أن یُخلَقوا، ولا یعجز علمہ عن درک المغیبات، بل الحساب والمیزان لإظھار مکارم المکرمین وإراء ۃ مفاسد المفسدین. ولا شک أن أھل الصلاح وأھل المعصیۃ یرون ثمرات أعمالھم بعد الموت بغیر مکثِ طرفۃِ عین، وجنّتُھم ونارھم معھم حیثما کانوا، ولا تفارقانھما فی آن. ألا تنظر إلی ما قال ﴿۵۴﴾

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إن القبر روضة من روضات الجنة أو حفرة من حفر النار والميت قد يُدفن وقد يُحرق وقد يأكله الذئب وقد يغرق فی البحر، وفی كل صورة لا يفارقه روضةُ جنته أو حفرةُ ناره. وقد ثبت أن كل مؤمن وكافر يُعطى من جسم بعد موته، ويوضع جنته أو جهنمه فی قبره، ثم إذا كان يوم القيامة فيبعث كل ميت ببعث جديد، ويحضرون لوزن أعمالهم، وتمشی معهم جنتهم ونارهم ونورهم وغبارهم، ثم بعد حساب الأعمال والسؤال بطريق إظهار العزة أو إراء ة الذلة والوبال، وبعد الوزن وغيرها من الأمور التی نؤمن بها، تقتضی رحمة اللّٰہ تعالی وغضبه تجليات جديدة، فيُمثّل اللّٰہ الجنةَ فی أعين أهلها بصورة ما رأتها أعينهم قط كما وعد فی كتابه للمسلمين، فيكون لهم ذلک اليوم يومَ المسرّة العظمٰی والسعادة الكبریٰ، فيدخلونها فرحين آمنين.

وكذلک تُمثَّل جهنم فی أعين أهلها، ويُريها فی صورة يفجعهم رؤيتُها، ويسمعون تغيُّظَها وزفيرها وشهيقها، ويحسبون أنهم ما رأوا مثلها من قبل وما دخلوها، فيكون لهم ذلک اليوم يوم الفزع الأكبر. وللّٰہ مَجالی كثيرة فی أقداره وأسراره وحِكمه، فلا تعجبوا من مَجالی اللّٰہ، وادعوا اللّٰہ يلهمكم طرق المهتدين. وكلّ ذلک مكتوب فی كلام اللّٰہ، وما كتبنا حرفًا من عندنا، وما حرّفنا وما افترينا. ومن كذّب القرآن فهو هالک، ومن اختار سبيلًا غيره فيُتَبّ وتأكله السماء بأنيابها. فاستمسکْ بكتاب اللّٰہ ولا تركنْ إلی غيره فتضلّ، وحسبُنا كتاب اللّٰہ إن كنا مؤمنين.

ويكفی لک فی شأن كتاب اللّٰہ ما أثنی اللّٰہ عليه وقال: مَا فَرَّطْنَا فی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ، فيه تفصيل كلّ شیء، وما جاء فی حديث مسلم عن زيد بن أرقم قال :قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم يومًا فينا خطيبًا بماء يُدعٰی خُمًّا بين مكّة والمدينة، فحمد اللّٰہ وأثنی عليه، ووعظ وذكّر، ثم قال :أمّا بعد.ألا يا أيها الناس! إنّما أنا بشرٌ يوشک أن يأتينی رسول ربّی

فأجيب، وأنا تاركٌ فيكم الثَّقَلينِ، أوّلها كتابُ اللّٰه فيه الهدىٰ والنور، فخذوا بكتاب اللّٰه واستمسِكوا به. فحثّ علىٰ كتاب اللّٰه ورغّب فيه، ثم قال :وأهل بيتى، أذكّركم اللّٰه فى أهل بيتى. وكتاب اللّٰه هو حبل اللّٰه، من اتّبعه كان على الهدى، ومن تركه كان على الضلالة. فانظر كيف رغّب فيه وخوّف مَن تركه مُعرضا عنه بحيث أخذ غيره الذى يعارضه. فاعلم أن القرآن إمامٌ ونورٌ، ويهدى إلى الحق، وأنه تنزيل رب العالمين.

والذين يؤثرون الأحاديث على كتاب اللّٰه هم ينسون عظمة كتاب اللّٰه ولا يتبعونه إلا قليلا، ويريدون أن يجعلوا مقام الأحاديث أرفع من مقام كتاب اللّٰه، ولا يخافون اللّٰه ولا يبالون ولا يتقون. ويقولون إنّا ألفينا على هذا آباء نا، ولو كانوا آباؤهم من الغافلين المتعصبين. لا يخفى على اللّٰه المعوّقون منهم والخادعون الذين يقولون للغافلين الأُمّيّين هَلُمَّ إلينا إنّا كنا مهتدين، وإن هؤلاء لمن الكافرين. أيجعلون قصص الأحاديث كقصص كتاب اللّٰه؟ لا يستوون عند اللّٰه، وبأىّ حديث بعد اللّٰه وآياته يؤمنون إن كانوا مؤمنين أم حسبوا أن يرضى عنهم ربهم بالأحاديث وما يُسألون عن ترك كلام اللّٰه كلا بل إنهم من المسؤولين. ﴿۵۵﴾

وكم من دلائل أقمتُ على هذه المسألة فى كتبى، وأسرّوا الندامة لما رأوا أنها الحق، ولكن ما رجعوا وما كانوا راجعين. اعلم أيها العزيز أن مدار النجاة تعليم القرآن، ولا يدخل أحد الجنة أو النار إلا من أدخله القرآن، ولا يبقى فى النار إلا من قد حبسه كتاب اللّٰه، فاعتصموا بكتاب فيه نجاتكم وقوموا للّٰه قانتين. وقد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى آخر وصاياه التى تُوفى بعدها :خذوا بكتاب اللّٰه واستمسِكوا به، وأوصى بكتاب اللّٰه. وهذا الكتاب الذى هدى اللّٰه به رسولكم فخُذوا به تهتدوا. ما عندنا شىء إلا كتاب اللّٰه، فخذوا بكتاب اللّٰه. حسبكم القرآن. ما كان من شرط ليس

فی کتاب اللّٰہ فھو باطل. قضاء اللّٰہ أحق. حسبنا کتاب اللّٰہ. انظروا صحیح البخاری ومسلم، فإن ھذہ الأحادیث کلھا موجودة فیھما، وقال صاحب "التلویح": إنما خبر الواحد یُرَدّ مِن معارضة الکتاب. واتفق أھل الحق علی أن کتاب اللّٰہ مقدَّم علی کل قول، فإنہ کتاب أُحکمت آیاتہ، لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ، وقد حفظہ اللّٰہ وعصمہ، وما مسّہ أیدی الناس، وما اختلط فیہ شیء من أقوال المخلوقین.

ولنرجعُ إلی بیاننا الأول فنقول إن القرآن کما منع من رجوع أھل الجنة إلی الدنیا، کذلک منع من رجوع أھل النار إلیھا، فقال وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ ؕ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ [۱]. ثم قال فی مقام آخر لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا [۲]. ثم قال فی مقام آخر یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا [۳]. ثم قال فی مقام آخر فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَا اِلٰٓی اَھْلِھِمْ یَرْجِعُوْنَ [۴]۔وقد علمتَ آنفا أن أھل الجنة والسعیر یدخلون مقامیھما بعد موتھم من غیر مُکث ولا ینظرون القیامة، وقال رسول اللّٰہ ﷺ: من مات فقد قامت قیامتہ. ولولا کان الإنعام والإیلام واصلا إلی المیت بمجرد موتہ، فما معنی قیام القیامة فی حقہ؟ وإذا أقررنا بأن المیّت یُعذَّب أو یُنعَم علیہ بعد الموتِ من غیر توقف، فقد لزمنا أن نُقرّ بأن عذاب جھنم وإنعام الجنة یبدو بمجرد واقعة الموتِ من غیر مکث، ولأجل ذلک جاء فی الأحادیث أن أدنی نعیم المؤمنین فی القبر أن الجنة تُزلَف لھم، وتُفتَح لہ غرفة من غرفاتھا، فیأتیھم فی کلّ وقتٍ رَوحُ الجنة وریحانھا مِن ھذہ الغرفة، وأن أدنیٰ عذاب الکافر فی القبر أن تُبرَز الجحیم لہ وتُفتَح لہ حفرة منھا، فیأتیہ فی کل وقت لظی النار من تلک الحفرة ویوسع اللّٰہ للمؤمنین بفضلہ ورحمتہ الوسیعة غرفة الجنة من خیرات جاریة وباقیات صالحات ترکھا ﴿۵۶﴾

۱ البقرة:۱۶۸ ۲ الکھف:۱۰۹ ۳ المائدة:۳۸ ۴ یٰسٓ:۵۱

المؤمن لنفسه فی الدنیا، أو من دعاء أبنائه وإخوانه الصالحین، فیزید الغرفة یومًا فیومًا حتی یصیر قبر المؤمن روضة من روضات الجنة. فانظر إلی هذه الأحادیث کیف یبین رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ثم انظر إلی الذین یقولون لإخوانهم إنّا نحن المؤمنون بالقرآن وأحادیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ومع ذلک یُصرّون علی أن الدخول فی الجنة مخصوص بالشهداء ، والذین هم غیرُهم من الأنبیاء والصدّیقین حتی سیدنا المصطفٰی صلی اللّٰه علیه وسلم فهم مُبعَدون عن الجنة لا یصل إلیهم رَوحها وریحانها، وما کان لهم أن یدخلوها إلا بعد یوم القیامة. فتَعْسًا لهم ولأقوالهم! ما اتقوا اللّٰه وفضّلوا الشهداء علی خاتم النبیین. ثم لا یخفی علیک أن الموتی بعد وفاتهم لا یُحبَسون معطّلین، بل یکونون إما فی نعیم وإما فی عذاب، وما هذا إلا الجنّة والنار، فتدبر مع المتدبرین☆.

☆ اعلَم أن وفاة عیسٰی علیه السلام ثابت بالنصوص القطعیة الیقینیة، وإن تطلب الثبوت من القرآن☆ فتجد فیه آیة یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ [1]، وآیة فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ [2]، وآیة

☆ **الحاشیة تحت الحاشیة** : وأمّا ثبوت وفاة عیسی علیه السلام من قول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فینکشف علیک إذا تدبّرت فی حدیث البخاری الذی جاء فی تفسیر آیة فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ. والبخاری ذکر هذا الحدیث فی کتاب التفسیر لیشیر إلی أن قول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واستعماله آیة فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنی لنفسه کما استعمل عیسی لنفسه نوعٌ من التفسیر، ولأجل ذلک أیّد البخاری هذا التفسیرَ بقول ابن عباس مُتَوَفِّیْکَ مُمِیْتُکَ. والبخاری أشار إلی مذهبه المختار بهذا الاجتهاد. فالحاصل أن لفظ "توفی" لیس کلفظ یُفسّره أحد برأیه، بل أوّل مفسِّرِه القرآنُ من حیث إنه ذکر هذا اللفظ فی کل مقامه بمعنی الإماتة وقبض الروح، والمفسر الثانی رسولُ اللّٰه صلعم، والمفسر الثالث أبو بکر الصدّیقُ رضی الله عنه، والمفسر الرابع ابن عباس رضی الله عنه، والمفسر الخامس جماعة من التابعین، والمفسر السادس الإمام البخاری فی صحیحه، والمفسر السابع إمام المحدّثین ابن القیّم، بل إنه کتب فی کتابه مدارج السالکین: لو کان موسی وعیسٰی حیّین لکانا من أتباع نبینا صلی الله علیه وسلم وأشار إلی الحدیث النبوی، والمفسر الثامن محدّثُ وقته ولیّ اللّٰه الدهلوی، فإنه فسّر معنی یَا عِیسٰی

[1] اٰل عمران:۵۶ [2] المائدة:۱۱۸

هذا ما ذكرنا من نصوص القرآن على وفاة المسيح وعلى نفى صعوده مع الجسم العنصرى، ونفيِ رجوعه إلى الدنيا ☆. وأما الأحاديث النبوية

بقية الحاشية: كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ[1]، وآية مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[2]، وآية فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ[3]. وهذه الآية الأخيرة تدل بمنطوقها على أن بنى آدم يحيون

﴿۵۶﴾ ☆حاشيه: قال بعض الناس الذى لا علم عنده إن آية وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ[4] وآية بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ[5] دليل على أن المسيح رُفع حيًّا بجسمه العنصرى. هذا قوله واستدلاله، ولكن لو كان هذا الرجل مطلعًا على شأن نزول هذه الآية لرجع من قوله، بل ما التفتَ إلى معنى يخالف طريق المعقول والمنقول، وما تكلَّمَ بالفضول، وكان من المتندمين. فاسمع أيها العزيز! إن اليهود كانوا يقرأون فى التوراة أن الكاذب فى دعوى النبوة يُقتَل، وإن الذى صُلِبَ فهو ملعون لا يُرفَع إلى اللّٰه. وكانت عقيدتهم مستحكمة على ذلك، ثم شُبّه لهم ابتلاءً من عند اللّٰه كأنهم صلبوا المسيح ابن مريم وقتلوه، فحسبوه ملعونًا غير مرفوع، ورتبوا الشكل هكذا المسيح ابن مريم مصلوب، وكل مصلوب ملعون وليس بمرفوع، فثبت عندهم من الشكل الأول الذى هو بيّنُ الإنتاج أن عيسى (نعوذ باللّٰه) ملعون وليس بمرفوع. فأراد اللّٰه أن يزيل هذا الوهم ويبرّء عيسٰى من هذا البهتان فقال ما قتلوه وما صلبوه ولكن شُبّه لهم... بل رفعه اللّٰه. وحاصل كلام تعالى أن شأن عيسى منزه عن الصلب والنتيجةِ التى هى الملعونيةُ وعدمُ الرفع، بل هو مات حتف أنفه، ورُفع إلى اللّٰه كما يُرفَع المقرّبون وما كان من الملعونين. وهذا هو السبب الذى ذكر اللّٰه تعالى لأجله قصة عدم صلب عيسى، وبرّأه مما قالوا، وإلا فأىّ ضرورة كانت داعية إلى ذكر هذه القصة، وما كان موت القتل نقصًا لأنبيائه وكسرًا لشأنهم وعزّتهم، وكأين من النبيّين قُتلوا فى سبيل اللّٰه كيحيٰى عليه السلام وأبيه، فتفكرْ واطلبْ صراط المهتدين ولا تجلس مع الغاوين. منه

بقية الحاشية تحت الحاشية: إِنِّى مُتَوَفِّيكَ فى كتابه "الفوز الكبير" وقال متوفيك مميتك. ومع ذلك قد ذهب حزب كثير من الأولين والآخرين إلى هذا المعنى، وقد اتفقوا على أن معنى التوفى فى هذه الآية هو الإماتة لا غير. ثم الذين فى قلوبهم مرض لا يُبالون قول اللّٰه ولا تفسير رسوله ولا ما فسره صحابته ولا أقوال التابعين والأئمة والمحدّثين. فلا نعلم كيف نقبل معناهم الذى لا دليل عليه من بيان اللّٰه وتفسير رسوله، وأين نفرّ من الرشد الذى قد تبيّن؟ أنترك اللّٰه ورسوله لقول قوم ضالين؟ منه.

[1] المائدة:۷۶ [2] ال عمران:۱۴۵ [3] الاعراف:۲۶ [4] النساء:۱۵۸ [5] النساء:۱۵۹

فلن تجد فيها أثرًا من رفع المسيح بجسمه العنصرى، وتجد فى كل مقامٍ ذِكْرَ وفاته كما ذكرنا قليلا منها ولا حاجة إلى الإعادة. وما نجد فى حديثٍ معنى التوفى رَفْعُ رجلٍ إلى السماء مع جسمه، بل جاء فى البخارى عن ابن عباس فى تفسير آية يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ' مُمِيتُكَ، وما خالفه فى هذا التفسير أحد من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. فإذا تحقق

بقية الحاشية : فى الأرض خاصة ولا يصعدون إلى السماء بجسمهم العنصرى، لأن لفظ فِيهَا الذى هو مقدّم على لفظ تَحْيَوْنَ يوجب تخصيص الحياة بالأرض ويُقيّد بها، وفيه ردٌّ على الذين يقولون لِم لا يجوز أن يُرفَع أحد بجسمه العنصرى إلى السماء ويحيا فيها إلى مدة أرادها اللّٰه؟ والعجب منهم أنهم يفترون علينا ويحسبون كأنّا تركنا النصوص القرآنية فى رفع المسيح بجسمه العنصرى، فليتدبر العاقل هٰهنا. أنحن تركنا القرآن ونصوصه فى هذه العقيدة أم هم كانوا تاركين؟ وقالوا إن اللّٰه عزّوجل قال بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ، ويحتجّون بهذه الآية على رفع جسم المسيح، ولا يتدبرون أن الأمر لو كان كذالک لتعارضَ الآيتان.. أعنى آية بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ[1] وآية فِيْهَا تَحْيَوْنَ[2]. وأنت تعلم أن القرآن منزّه عن التعارض والتخالف، وقال اللّٰه تعالى وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا[3]، فأشار فى هذه الآية أن الاختلاف لا يوجد فى القرآن، وهو كتاب اللّٰه وشأنه أرفع من هذا، وإذا ثبت أن كتاب اللّٰه منزّه عن الاختلافات فوجب علينا أن لا نختار فى تفسيره طريقا يوجب التعارض والتناقض، وما كان لليهود غرض وبحث فى رفع جسمه أو عدم رفعه، فلا بد من أن نفسر الرفع فى آية بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ بالرفع الروحانى كما هو مفهوم آية اِرْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً،[4] فإن الرجوع إلى اللّٰه تعالى راضية مرضية والرفع إليه أمر واحد لا فرق بينهما معنىً.ثم انظرْ وتدبّرْ.. وهبک اللّٰه من عنده قوة الفيصلة.. إن النزاع كان فى الرفع الروحانى لا فى الرفع الجسمانى، فإن اليهود كانوا منكرين من رفع عيسىٰؑ إلى اللّٰه كما يُرفَعُ المطهَّرون المقرَّبون من النبيين، وكانوا يصرّون (لعنهم اللّٰه)على أن عيسٰى عليه السلام من الملعونين لا من المرفوعين، كما أنهم يقولون إلى هذه الأيام. وكانوا يستدلون (غضب اللّٰه عليهم)على ملعونيته عليه السلام من مصلوبيته، فإن المصلوب ملعون غير ﴿ب﴾

[1] النساء:۱۵۹ [2] الاعراف:۲۶ [3] النساء:۸۳ [4] الفجر:۲۹

أن معنى التوفّى الوفاةُ لا غيره فلا يُقال إن إماتة المسيح التى رُوِيَت عن ابن عباس وعدٌ غير واقع إلى هذا الوقت بل يقع فى آخر الزمان، لأن المواعيد التى ذُكرتْ فى هذه الآية بالترتيب قد وقعت وتمت كلها على ترتيبها الذى يوجد فى تلك الآية، ووعدُ التوفّى مقدَّم عليها فى الترتيب. وأنت تعلم أن وعد رَافِعُكَ إِلَيَّ قد وقع، وهكذا وعدُ:

بقية الحاشية : مرفوع فى دينهم كما جاء فى التوراة فى كتاب الاستثناء . فأراد اللّٰه تعالى أن يُبرّء نبيَّه عيسٰىؑ من هذا البهتان الذى بُنى على آية التوراة وواقعة الصلب، فإن التوراة يجعل المصلوب ملعونا غير مرفوع إذا كان يدّعى النبوة ثم مع ذلك كان قُتل وصُلب، فقال عزّ وجل لذبّ بهتانهم عن عيسٰى مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ..... بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ [1] يعنى الصلب الذى يستلزم الملعونيةَ وعَدَمَ الرفع من حكم التوراة ليس بصحيح، بل رفعَ اللّٰه عيسى إليه، يعنى إذا لم يثبت الصلب والقتل لم يثبت الملعونية وعدم الرفع، فثبت الرفع الروحانى كالأنبياء الصادقين وهو المطلوب.هذه حقيقة هذه القصة، وما كان ههٰنا جدال ونزاع فى الرفع الجسمانى، وما كان هذا الأمر تحت بحث اليهود أصلا، وما كان غرضهم متعلقا به، بل علماء اليهود كانوا يمكرون لتكذيب المسيح وتكفيره، ويُفتّشون لتكذيبه وتكفيره حيلةً شرعية، فبدا لهم أن يصلبوه ليُثبتوا ملعونيته وعدم رفعه الروحانى كالأنبياء الصادقين بنص التوراة لئلا يكون حجّة لأحد بعد كتاب اللّٰه، فصلبوه بزعمهم، وفرحوا بأنّهم أثبتوا ملعونيته وعدم رفعه بالتوراة، ولكن اللّٰه نجّاه من حيلهم وقتلهم، فأخبر عن هذه القصة فى كتابه الذى أنزل بعد الإنجيل حَكَمًا عَدْلًا ومُبيِّنًا لظلمِ كلِّ قوم وإيذائهم وكيدهم ومُكذِّبًا للكافرين. فكأنه يقول يا حزب الماكرين! يا أعداء الصدق والصادقين! لم تقولون إنّا قتلنا المسيح ابن مريم وصلبنا وأثبتنا أنه ملعون غير مرفوع؟ فأُخبرُكم أيها القوم الخبيثون، أنكم ما قتلتموه وما صلبتموه ولكن شُبّه لكم، وأنتم تعلمون فى أنفسكم أنكم ما قتلتموه يقينًا، بل نجّاه اللّٰه من مكركم ورزَقه الرفعَ الروحانى الذى كنتم لا تريدون له وتمكرون لئلا يحصل له ذلك المقام، فقد حصل له ورفعه اللّٰه وكان اللّٰه عزيزا حكيما. وهذا القول.. يعنى قوله تعالى عَزِيزًا حَكِيمًا.. إشارةٌ إلى أن اللّٰه يُعزّ من

[1] النساء:۱۵۸، ۱۵۹

مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [۱] وقع وتم ببعث نبينا صلى الله عليه و سلم ، وقد شهد القرآن على أن المسيح وأمّه مبرَّء ان مما قالت اليهود، فقال مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ [۲]، وقال وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ [۳]، وكذا تم وعد وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [۴]، وقد وقع كما وعد، وما نرى اليهود إلا مغلوبين ومقهورين.

وأنت تعلم أن في ترتيب هذه الآية كانت هذه المواعيد كلها

بقية الحاشية : يشاء ، ويحفظ عزة أصفيائه بحكمته الدقيقة البالغة اللطيفة، لا يضرها مكرُ ماكر كما ما أضرّ عزّةَ عيسى مكرُ اليهود، بل أعزّه ورفعه ودمّر الماكرين.

فاعلم أيها العزيز! هذا تفسير قوله تعالى بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، ولكن لا يقبله قومنا ويُحرّفون كلام اللّٰه ولا يتدبرون في شأن نزوله، ويمشون على الأرض مستكبرين. وإذا قيل لهم إن اللّٰه ورسوله قد شهدا على وفاة المسيح وكذلك شهدوا عليه أكابر المؤمنين من الصحابة والتابعين وأئمة المحدثين، فكان آخر جوابهم أن اللّٰه قادر على أن يحييه بعد وفاته مرة أخرى، ولا يتفكّرون أن قُدرة اللّٰه تعالى لا يتعلق بما يُخالف مواعيده الصادقة، وقد قال فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [۵]، وقال وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ [۶]، وقال لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى [۷]، ولا شك أنه من مات من الصلحاء فإنه نال حظًا من الجنة وحُرّم عليه الموتة الثانية، فكيف يجوز أن يُرَدّ عيسى إلى الدنيا ويُخرَج من حظ الجنّة ونعيمها أو يُسَدّ عليه غرفتُها ثم يُتوَفّى مرة ثانية؟ مع أن الآية المتقدمة.. أعني لا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى تدل على دوام الحياة وعدمِ ذوق الموت. وإلى هذا يُشير الاستثناء المنقطع، فإنه جرىٰ مجرى التأكيد والتنصيص على حفظ العموم وجعَل النفي الأول العام بمنزلة النص الذى لا يتطرق إليه استثناء البتة، إذ لو تطرّق إليه استثناء فردٍ من أفراد لكان أولى بذكره من العدول عنه إلى الاستثناء المنقطع، فاحفظْه فإنه من أسرار مفيدة للمحققين. منه

[۱] ال عمران:۵۶ [۲] المائدة:۷۶ [۳] ال عمران:۴۶ [۴] ال عمران: ۵۶ [۵] الزمر:۴۳ [۶] الحجر:۴۹ [۷] الدخان:۵۷

بعد وعد التوفی، وکان وعد التوفی مقدَّمًا علی کلها، وقد اتفق القوم علی أنها وقعت بترتیب یوجد فی الآیة، فلو فرضنا أن لفظ التوفی مؤخر من لفظ الرفع، للزمنا أن نقر بأن عیسی علیه السلام قد توفی بعد الرفع وقبل وقوع المواعید الباقیة، وهذا مما لا یعتقد به أحد من المخالفین. ولو قلنا إن لفظ التوفی مؤخر من جملة وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِینَ کَفَرُوا ومقدَّم من وعد وقع فی ترتیب الآیة بعدها، للزمنا أن نقر بأن وفاة عیسی علیه السلام کان بعد نبینا صلی الله علیه و سلم من غیر مکث قبل غلبة أتباعه علی أعدائهم، وهذا باطل أیضا بزعم القوم، فإنهم قد اعتقدوا أن المسیح لا یموت إلا بعد هلاک الملل کلهافلو رجعنا من هذه الأقوال کلها وقلنا إن المسیح لا یموت إلا بعد تکمیل وعد الغلبة الممتدة إلی یوم القیامة کما صرحت آیة وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ [1] للزمنا أن نقر بأن المسیح لا یموت إلا بعد یوم القیامة، فإن الوعد قد امتدّ إلی یوم القیامة، ولا یمکن نزول المسیح إلا بعد وقوعه علی الوجه الأتم والأکمل، فما نجد له موضعَ قدم فی کتاب اللّٰه إلا بعد یوم الحشر علی طریق فرض المحال. ولیت شعری.. إن أعداء نا یقولون بأفواههم إن لفظ مُتَوَفِّیکَ فی آیة یَا عِیسٰی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ مؤخر فی الحقیقة، ولیس هذا الموضع موضعه، ولکنهم لا یُنبئوننا بأن لو نرفع هذا اللفظ من هذا المقام فأین نضعه، أ نسقطه من کتاب اللّٰه کالمحرّفین ﴿۵۷﴾

والذین یقولون إن لفظ التوفی مؤخر من لفظ الرفع ومقدم علی مواعید أخری، فیضحک العاقل من قولهم، ویتعجب من حمقهم.

[1] ال عمران : ۵۶

ألا يعلمون أن هذا القول خلاف ما يعتقدون فی وقت وفاة المسيح بزعمهم؟ وإنّا ذكرنا آنفًا أنهم يعتقدون أن وعد التوفی لا يظهر ولا يقع إلا بعد هلاک أهل الملل كلها، فلزمهم أن يعتقدوا أن لفظ التوفی مؤخر من هذا الوعد الآخر لا من الرفع فقط، فإن التأخّر الوضعی يتبع التأخّر الطبعی، كما لا يخفٰی علی المتفكرين. ثم ما كان لنا أن نؤخر من عند أنفسنا ما قدّم اللّٰه تعالی فی كتابه المحكم من غير سند من اللّٰه ورسوله، وما هذا إلا التحريف الذی لعن اللّٰه لأجله اليهود؛ فاتقوه ولا تقلِبوا آيات اللّٰه بعد ترتيبها إن كنتم خائفين. وقد علمتم أن آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنی شاهدة أخری علی وفاة عيسٰی عليه السلام، فإن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم استعمل لنفسه جملة فلما توفيتنی من غير تغيير وتبديل ومن غير تفسير يُخالف أصل التفسير، وكان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم أعلمَ الناس بمعانی القرآن ورموزه وأسراره. فلو كان معنی التوفی فی هذه الآية رَفْعَ الجسم حيًّا إلی السماء ، لما جعل نفسه مصداقَ هذه الآية، ولكنه نسب هذه الآية إلی نفسه كما هی نُسبت إلی المسيح، فهذا أول دليل علی أن لفظ تَوَفَّيْتَنی فی هذه الآية بمعنی أَمَتَّنی. فهذا هو السبب الذی استدل البخاری فی صحيحه علی وفاة المسيح بهذه الآية، وأكّد هذا المعنی بقول ابن عباس متوفيک مميتک. فأی دليل أوضح من هذا علی موت عيسی عليه السلام لقوم طالبين؟ وقد بيّن اللّٰه فی هذه الآية وقت وفاة المسيح فكأنه قال أيها الناس، إذا رأيتم أن النصاری اتخذوا عيسی إلها، وأفسدوا مذهبهم، فاعلموا أنّ عيسٰی قد مات. فانظر كيف

﴿۵۸﴾ اتضح وانكشف معنى التوفى بتفسير رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم بتفسير ابن عباس، وانظر كيف ثبت وقوع موته من قبل فساد مذهب النصارى واتخاذهم عيسٰى إلهًا وأنت تعلم أنّا إذا فرضنا أن عيسٰى حيّ إلٰى هٰذا الوقت فلزمنا أن نقر بأن مذهب النصارىٰ صحيح خالص إلٰى هذا الزمان، ما اختلط به شيء من الشرك، فتفكرْ وسَلِ المتفكرين.

قال بعض المستعجلين إن لفظ "التوفى "قد جاء فى القرآن بمعنى الإنامة أيضًا، كما قال الله تعالى اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا [۱]، وكما قال الله تعالى وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى [۲]. فاعلم أن الله تعالٰى ما أراد فى هذه الآيات من لفظ التوفى إلا الإماتة وقبض الروح، فلأجل ذلك أقام القرائن، وقال وَالَّتِى لَمْ تَمُتْ فى مَنَامِهَا، يعنى والتى لم تمت بموت حقيقى يتوفاه الله فى منامها بموتٍ مجازى. فانظر كيف أشار فى هذه الآية إلٰى أن قبض الروح فى النوم موت مجازى. فذكَر لفظ التوفى ههنا بإقامة قرينة المنام تنبيهًا على أن لفظ التوفى هٰهنا قد نُقل من المعنى الحقيقى إلى المعنى المجازى، وإشارةً إلٰى أن معنى لفظ التوفى حقيقةً هو الموت لا غيره. وكذلك أقام قرينةَ قولِه ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ وقرينةَ الليل فى آية أخرى.. أعنى آية هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ.. الخ، تنبيهًا على أن لفظ التوفى ههنا ليس بمعنى الإنامة بل المقصود الإماتة، والبعث بعد الإماتة ليكون دليلًا على بعث يوم الدين.

فلأجل ذلك ذكر بعث يوم القيامة بعد هذه الآية وقال ثُمَّ إِلَيْهِ

[۱] الزمر:۴۳ [۲] الانعام:۶۱

مَرْجِعِكُم، ليجعل هذا الموت المجازى والبعث المجازى دليلا على الموت الحقيقى والبعث الحقيقى. فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين. ألا تنظر كيف ذكر لفظ البعث بعد ذكر التوفى وقال ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ ومعلوم أن للنائمين يُستعمل لفظ **الإيقاظ** لا لفظ **البعث**، فلو كان مرادًا من لفظ التوفى ههنا **الإنامة** لقال هو الذى يتوفاكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم **يوقظكم** فيه، ولكنه تعالٰى ما قال ثم يوقظكم فيه، بل قال ثُمَّ **يَبْعَثُكُمْ** فِيهِ. فأى دليل أوضح من هذا فإن البعث يتعلّق بالموتى لا بالنائمين.

ومثل هذه الاستعارة كثير **فى القرآن** كما قال عزّوجل اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا[1]، فلا يُقال إن لفظ يُحيِى ههنا بمعنى يُنبت من حيث اللغة، بل هو استعارة، والمقصود منه تشبيه الإنبات بالإحياء، ليُستَدَلَّ به على بعث الموتى. وكما قال: فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ[2]، فلا يُقال إن لفظ أَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى بمعنى أضلهم من حيث اللغة، بل هى استعارة، والمقصود منها تشبيه الضالين المعرضين بالصم والعمى. فلا تطمَعْ ولا تُتعِبْ نفسك فى أن تجعل معنى التوفى الإنامةَ من حيث اللغة، فإنه إن كان ذلك هو الحق فلزمك أن تقرّ بأن لفظ يُحيى فى آية يُحْيِ الْاَرْضَ بمعنى يُنبت، ثم تثبتها من كتب اللغة، وكذلك إن أصررت على هذا فلزمك أن تقر بأن لفظ فَأَصَمَّهُمْ ولفظ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ بمعنى أضلهم وأبعدهم عن الحق وأزاغ قلوبهم، ثم تُرِيَنا من كتب لغة العرب هذه المعنى، وأين لك هذا؟ فلا تتّبع الفكرَ المشوب بالوهم، ولا بد أن تقبل ما ثبت وتلحق بقوم صادقين. ﴿۵۹﴾

[1] الحديد: ۱۸ [2] محمد: ۲۴

واعلم أنک لن تجد أثرا من هذه المعانی التی تتخیل فی بادی النظر فی الآیات المتقدمة فی کتاب من کتب لسان العرب علی وجه الحقیقة، والقرآن مملوء من هذه النظائر إن کنت من الناظرین. وقد تقرر عند القوم أن المعنی الحقیقی هو الذی کثرت استعماله فی موضع من غیر أن یُقام القرینة علیه، فعلیک أن تنظر القرآن تدبّرًا لیتبین لک أن استعمال لفظ التوفی مطلقا من غیر إقامة قرینة.. ما جاء فی القرآن إلا فی معنی الإماتة، ولن تجد فی حدیث أو فی شعر شاعر.. إذا نُسب التوفی إلی اللّٰه تعالی وکان الإنسان مفعولا به.. معنی آخر من غیر الإماتة، فأخرِجْ لنا وخُذْ منّا ما وعدنا من الإنعام إن کنت من الصادقین.

والذین قالوا إن لفظ مُتَوَفِّیکَ فی آیة یَا عِیسَی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ بمعنی إنی مُنیمک، ما کان خطؤهم خطأ واحدا، بل جمعوا أنواع العثرات فی قولهم وترکوا تفسیر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وهو خیر البشر وکان تکلُّمُه بالروح الرحمانی، وکان قوله خیرا من أقوال کلها، وقد أحاطت کلماته طرق الذوق والوجدان والعلم والعرفان والنور الذی أُعطی له من الرحمن، وترکوا ما قال ابن عباس فی معنی مُتَوَفِّیکَ، وما نظروا إلی القرآن وطریق استعماله فی هذا اللفظ، و ورودِه فیه بمعنی الإماتة بالتواتر والتتابع، فضلوا وأضلوا وما کانوا من المهتدین.

ثم إذا فرضنا أن التوفی بمعنی الإنامة، فما نری أن ینفعهم هذا المعنی مثقال ذرّة، فإن النوم مراد مِن قبض الروح وتعطُّلِ حواس الجسم مع بقاء تعلُّقٍ بین الروح والجسد، فمن أین یثبت من هذا أن اللّٰه قبض جسم المسیح؟ ألا تنظر إلی سُنّة اللّٰه القدیمة.... فإنه یقبض

الأرواح فی حالة النوم ویترک الأجسام علی الأرض. فمن أین علمت أن لفظ مُتَوَفِّیکَ مُشْعِرٌ برفع الجسد؟ والخَلق ینامون کلهم ولکن لا یقبض اللّٰه جسم أحد منهم. فاترُک التحکّمَ والمکابرة، وانظر إیمانا ودیانة لینفخ اللّٰه فی روعک ویجعلک من العارفین.

وعلی تقدیر فرض هذا المعنی یلزم فساد آخر، وهو أن لفظ التوفی فی هذه الآیة وعدٌ مُحدَثٌ من اللّٰه تعالی کمواعید أخری التی ذکرها اللّٰه فیها، ولو کان هذا المعنی هو الحق فیلزم منه أن یکون نوم المسیح عند الرفع أول أمر ورد علیه فی عمره، ویلزمهم أن یعتقدوا أن عیسی علیه السلام کان لا ینام قبل الرفع قط، فإن الأمر الذی قد وقع علیه فی حیاته غیر مرة. کیف یمکن أن یذکره اللّٰه فی مواعید جدیدة محدثة فإن وعد الشیء یدل علی عدم وجود الشیء قبل الوعد، وإلا فیلزم ﴿۲۰﴾ تحصیل حاصل، وهو فعل لغو لا یلیق بشأن اللّٰه تعالی، ووجب أن یُنزَّه عنه وعدُ رب العالمین. ثم لو کان هذا المعنی هو الصحیح.. فما تقول فی آیة فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ [1] أتظن أن النصاری اتخذوا المسیح إلها بعد نومه لا بعد وفاته وتظن أن المسیح ما نام قط فی عمره إلا فی وقت ضلالة النصاری.. ولم تذق عینه طعم النوم قط إلا عند الرفع وکان قبل الرفع مستیقظا دائما؟ فانظر منصِفًا.. أیستقیم هذا المعنی فی هذا الموضع ویحصل منه ثلج القلب وسکینة الروح واطمئنان الباطن؟ وأنت تعلم أنه مستبعَد جدا وفاسد بالبداهة، وما کان أن یُصلِحه تأویل المؤولین. فهذه غفلة شدیدة من العلماء المکفّرین حیث حکموا علی المعنی الفاسد بالصلاح، فاسمعوا إن کنتم سامعین.

[1] المائدة: ۱۱۸

ثم مع ذلک قد جاء فی البخاری عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ فی معنی التوفی شرح واضح فقال متوفیک ممیتک، وتبِعہ سائر الصحابة والتابعین ومن تبعھم، ولم یشذّ أحد منھم بخلاف، فأی دلیل یکون أوضح من ھذا إن کان رجل من الطالبین؟

وقد ذکرت آنفا أنّا لو فرضنا علی سبیل التنزل وقلنا إن التوفی ھھنا. أعنی فی آیة یَا عِیسَی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ بمعنی الإنامة. لکانت ھذہ الواقعة واقعة أخری، ولا ینفع الاستدلال بھا قوما مخالفین. فإن مطلوب المخالفین من خبطھم أن یُثبتوا رفع المسیح مع جسمہ العنصری، ولکن لا یحصل ھذا المطلوب من ھذا المعنی، بل یحصل ما یُخالفہ؛ فإن معنی الآیة فی ھذہ الصورة یکون ھکذا یا عیسی إنی قابض روحک وتارک جسدک علی الأرض مع بقاء علاقة بین الجسد والروح، فإن النوم عبارة عن قبض الروح وترک الجسد مع بقاء علاقتھما علی وجہٍ تامٍ فانظر. أنّی یحصل مطلوب المخالفین من ھذا المعنی؟ وأین یثبت منہ رفع جسد عیسی علیہ السلام إلی السماء ، بل الأمر بقِی علی حالہ مع حمل معنی التوفی علی غیر محلہ. ولا شک أن کل منصف یفھم قولنا ھذا وینتفع بہ إلا الذی لم یبق إنصافہ علی صرافتہ، واختلطت بہ ظلمة التعصب ودخان الحقد، فلا ینفع الدلائل والبراھین قوما مُتعصبین.

ثم إن دقّقتَ النظر فی ھذہ الآیة، وتحملھا علی أحسن وجوھھا ومعانیھا، فلا یخفی علیک أن مفھومھا وسیاق عبارتھا یدل علی وفاة المسیح کما یدل علیہ منطوقھا، فإن اللّٰہ قد ذکر بعد قولہ یَا عِیسَی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ إِلَیَّ کلماتٍ فیھا تسلیة للمسیح وتبشیر لہ وإخبار عن أیامِ

فتحِ متّبعیه وغلبتِهم علی أعدائهم بعد وفاته؛ وهذا دلیل واضح علی أن موت عیسی علیه السلام کان قبل نصر من اللّٰه وقبل غلبة کان ینتظرها ویسأل اللّٰه فتحه والأصل فی هذا الباب أن اللّٰه قد فطر أنبیاءه علی أنهم یحبّون أن تُعلٰی کلمة الحق علی أیدیهم، ویُجمَع شمل أمتهم بهم أمام أعینهم، ویریدون أن تهلک الملل کلها إلا الحق، وکذلک جرت عادة اللّٰه تعالی بهم، فإنه قد یُریهم غلبتهم وفتحهم وذلة أعدائهم ولا یتوفاهم إلا بعد الفتح المبین. ونظیر ذلک سوانح رسولنا صلی الله علیه وسلم، فإن اللّٰه لما رأی أن الکفار یکذّبون رسوله ویتلاعبون بوحی اللّٰه ویستهزءون ویؤذون. فأیّد نبیّه ونصره وأخزی کل من عاداه وأهلکه حتی ماز الخبیثَ من الطیب، وأری نبیَّه أن الناس یدخلون فی دین اللّٰه أفواجا، وأراه أن الحق قد حق وأن الباطل قد بطل، وتبین الرشد من الغی وظهرت ذلة المفسدین. ﴿۶۱﴾

وقد تقتضی حکمة اللّٰه تعالی ودقائق مصالحه أنه یتوفی نبیًا قبل مجیء أیام فتحه وإقباله، فلا یتوفاه حزینا یائسا، بل یبشّره بتبشیرات متوالیة متتابعة بغلبة متّبعیه بعد وفاته، لیطمئن بها قلبه، ولکی لا یحزن ولکی لا یرجع إلی ربه بقلب ألیم، بل ینتقل من هذا العالم بسکینة وسرور وحبور وقرة عین، ولا یبقی له همٌّ بعد تبشیر اللّٰه ومواعیده الصادقة، ویذهب إلی ربه فرحان غیر حزین. فکذلک کان أمر عیسی علیه السلام فإنه ما رأی غلبة فی زمن حیاته، واقترب یوم وفاته فبشره اللّٰه تعالی بغلبة متّبِعیه بعد موته، وما بشره بغلبة فی أیام حیاته، فارجِعْ إلی الآیة المتقدمة ودقّق النظر فیها. هل تری فی هذا المعنی من فتور؟ فکأنه قال فی

هـذه الآية يـا عيسـى إنى متوفيک قبل أن ترى ظفرک وفتحک وغلبتک، وإنى معطيک مقام العزة والرفع والقرب على خلاف زعم اليهود، فلا تبتئس بما تموت قبـل رؤية غـلبتک، ولا تـخـش عـلـى ضـعف متبـعيک وكثـرة أعدائک، فـإنى خليفتک بعدک، فأمزق أعداء ک كل ممزق، وأستأصلهم للأبد، وأجعل الذين اتبـعوک وتصدوا لخلافتک فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، هذا تفسير ما قال أحسن القائلين.

ولـو كـان عيسٰـى نازلًا من السماء فى وقت من الأوقات لما قال كذلک، بل قـال يا عيسىٰ لا تخف ولا تحزن، فإنّا لا نميتک بل نرفعک حيا إلى السماء ، ثـم إنّـا نُـنـــزلک إلـى الأرض ونـردک إلـى أمتک، ونـجعلک غـالبًـا على أعـدائک، ثـم نـجـعـل متّبـعيک غـالبيـن عـليهـم إلى يوم القيامة، فلا تحسب نفسک من المغلوبين. ولـكـن الـلّٰه ما وعد له أن يُنـزله من السماء ، ثم يجعله غـالبًـا عـلـى أعـدائـه، بـل وعد له أن يجعل متبعيه غالبين على الكافرين إلى يوم الـقيامة، ففعل كما وعد ومضى عليه قرون كثيرة. وأما النـزول فشىء لا ترى أثـره إلـى هـذا الوقت، فتفكر. لِـم مـا نـزل مـع أن عـمر الدنيا قد بلغ إلى آخر الـزمـان فالسر الكاشف لهذا الإشكال هو أن النـزول ما كان داخلا فى مواعيد اللّٰه بل كان من مفتريات الطبائع الزائغة والأفكار المخطئة، فما خرج من زاوية الـعـدم لأنـه مـا كان من اللّٰه تعالى، والمواعيد التى كانت من اللّٰه تعالى ظهرت كلها وتمت. ألا تـرى أن الـلّٰـه تعالى كيف بعث رسولا أُمّيًّا بعد عيسٰى ليُصدق وعده، أعـنـى قوله وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ثم كيف جعل متّبعى عيسٰى عليه السلام غالبين عـلـى اليهـود ليـصـدق وعـده وَجَـاعِـلُ الَّـذِيـنَ اتَّبَـعُـوکَ . الـخ. فـلـو كـان وعـد ﴿۶۲﴾

النزول جزء ا من هذه المواعيد لظهر معها، فانظرُ أين غاب وانعدم وعدُ النزول مع ظهور أجزاء أخرى. فوالذى نفسى بيده ان هذا الذى قلت هو الحق، وأما عقيدة النـــزول فليس من أجزاء هذه المواعيد، وما ذُكِر معها فى القرآن، بل لا يوجد أثر منه فى كتاب اللّٰه وإن هو إلا وهم المتوهمين. فلما تبيّن الحق فلا تَرَ الحق بعين الاحتقار والازدراء ، واتق اللّٰه وكن من المتورعين. ولا تجدُ فى القرآن إشارة إلى حياته بل القرآن يخبر عن وفاته بعدما ترعرع وتكلّمَ كهلًا، وبُعث وبلّغ رسالات اللّٰه وأتم حجته على المنكرين.

فأيها الناس! لا تكتموا شهادات الحق فى وقت تبيينها، ولا تفسدوا فى الأرض، وتَوادّوا ولا تَباغضوا، وأْتَمِروا بينكم فى المعروف ولا تعاصوا، واتّبعوا الحق ولا تعتدوا، وفكّروا فى أنفسكم ولا تعجلوا، وإنى أذكّركم اللّٰه ربكم فاتقوه إن كنتم مؤمنين. واعلموا أن اللّٰه يعلم ما تكتمون وما تقولون، ولا يخفى عليه خافية، فالذى عتا عن أمر ربه وعصاه فسوف يُريه عذابا نُكرًا، ويحاسبه حسابًا شديدًا، و يذيقه و بال أمره، و يُدخله فى الهالكين.

لا يقال إن الجملة الآتية فى الآية المتقدمة. يعنى وَرَافِعُكَ إِلَيَّ يدل على رفع الجسد بعد الإنامة، فإنه لما ثبت وتحقّق أن معنى التوفى قبض الروح فقط لا قبض الجسم، ثبت من هٰهنا أن الرفع يتعلق بالروح لا بالجسم، فإن اللّٰه لا يرفع إلا الشىء الذى قبضه، ومعلوم أن اللّٰه لا يقبض الأجسام بل يقبض الأرواح فقط. وأنت تعلم أن القرآن يشهد على هذا فى كل مواضعه، ولن تجد فى القرآن لفظًا من ألفاظ التوفى الذى كان معناه رفع الجسم مع الروح، وكذلك جرت عادة اللّٰه تعالٰى من يومِ خلقِ آدم

إلى هذا اليوم، فإنه يقبض الأرواح ويترک الأجسام مطروحة على الأرض أو السرر أو الفُرش. فالشيء الذى ما قبضه اللّٰه تعالى. كيف يُرفع إليه؟ فإن القبض شرط ضرورى للرفع. ثم إذا تفحصنا عن ألفاظ التوفى فى القرآن فوجدناها فى خمسة وعشرين موضعا من مواضعه، ولكن اللّٰه لم يستعمله فى موضع إلا بمعنى قبض الروح. فانظر القرآن من أوله إلى آخره. هل تجد فيه معنى يُخالف هذا البيان؟ وانظر فى قوله تعالى رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ [1]، وفى قوله تعالى تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ [2]، وفى قوله تعالى وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ [3]، وفى قوله تعالى وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ [4]، وفى قوله تعالى حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ [5]، وفى قوله تعالى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ [6]، وفى أقوال أخرى. وتأمّلْ فى هذه الألفاظ.. أعنى التوفى. هل تجد معناه الإماتة فى هذه الآيات أو معانى أخرى؟ وأما نظائره فى الصحاح الستّة وأحاديث أخرى وكلام الشعراء فلا تُحصى كثرةً، ففكّرْ ولا تكن من المستنكرين. وينبغى أن تحتاط فى فكرك ولا تجيب كالمستعجلين. واعلموا أن الذين خالفوا بياننا هذا وقالوا إن التوفى فى آية يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ [7] وفى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ [8] إنما جاء بمعنى الرفع مع الجسد، فهو قول لا دليل عليه، وما نصّوا على ذلک، وما استدلوا بمحاورة كلام اللّٰه وتفسير رسوله أو أصحابه أو شهادة أحد من أهل اللسان، فلا شک أنه تحكُّمٌ محضٌ كما هو عادة المتعصبين. ﴿۶۳﴾

وإذا ثبت أن لفظ التوفى فى القرآن فى كل مواضعها ما جاء إلا للإماتة وقبض الروح، فما ظنک فى هذا اللفظ التوفى الذى جاء فى آية:

[1] الاعراف:۱۲۷ [2] یوسف:۱۰۲ [3] یونس:۴۷ [4] یونس:۱۰۵ [5] النساء:۱۶
[6] الاعراف:۳۸ [7] اٰل عمران:۵۶ [8] المائدة:۱۱۸

یَا عِیسَی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ أهو عندک مثل هذه الألفاظ التی تجدها فی القرآن بمعنی الإماتة وقبض الروح بالتواتر والتتابع فی کل موضع من مواضعه؟ أم له معنی مخصوص الذی لا یوجد فی القرآن مثله ولا فی حدیث ولا فی قول صحابی، ولا فی کلمات بلغاء العرب وشعرائهم من الأولین الی الآخرین؟ فإن کنت تظن أن لهذا المعنی الذی نحته العلماء فی لفظ مُتَوَفِّیکَ بالتکلفات الباردة الرکیکة أمثالا أخری فی لسان العرب والقرآن المجید وأحادیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فأْتِ بها إن کنت من الصادقین. وإن لم تأتوا بها. ولن تأتوا بها. فاتقوا اللّٰه الذی إلیه تُرجَعون ثم تُسألون عما تعلمون وتعملون، واللّٰه یعلم ما فی صدور العالمین.

وبوجه اللّٰه وعزّته. إنی قرأت کتاب اللّٰه آیةً آیةً وتدبرت فیه، ثم قرأت کتب الحدیث بنظر عمیق وتدبرت فیها، فما وجدت لفظ التوفی فی القرآن ولا فی الأحادیث (إذا کان اللّٰه فاعله وأحد من الناس مفعولا به) إلا بمعنی الإماتة وقبض الروح. ومن یُثبت خلاف تحقیقی هذا فله ألف من الدارهم المروَّجة إنعاما منی، کذلک وعدتُ فی کتبی التی طبعتها وأشعتها للمنکرین وللذین یظنون أن لفظ التوفی لا یختص بقبض الروح والإماتة عند استعمال اللّٰه لعبد من عباده بل جاء بمعنی عام فی الأحادیث وکتاب رب العالمین.

والحق أن لفظ التوفی إذا جاء فی کلام وکان فاعله اللّٰه، والمفعول به أحد من بنی آدم صریحًا أو إشارة، مثلا إذا کان الکلام هٰکذا توفی اللّٰه زیدا، أو توفی اللّٰه بکرا، أو تُوُفی خالد، فلا یکون معناه فی لسان العرب إلا الإماتة والإهلاک، ولن تجد ما یُخالفه فی کلام اللّٰه ولا فی کلام رسوله ولا فی کلام أحد

من شعراء العرب ونوابغهم. فانظرُ إلى كل جهة هل صدقنا فى قولنا هذا أم كنا من الكاذبين. وقد أطنبنا فى تقريرنا هذا ليتدبّر من كان من المتدبّرين.

والعجب من بعض الجهلاء أنهم إذا سمعوا منا هذه الحجة فما قبلوها كالمسترشدين، بل نهضوا معارضين، وقرأوا آية ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ ونحوها نقضًا منهم، ولم يعلموا مِن حمقهم وشدة جهلهم أن هذه الآيات التى يقرأون ردًّا علينا هى كلها من باب التفعيل لا من باب التفعل الذى هو محل النزاع. فانظر كيف يسعون هؤلاء إلى كل جهة ليطفئوا نور الحق، ثم انظر كيف ينقلبون خائبين. وكأيّن من آيةٍ ﴿٦٤﴾ فى القرآن يقرأونها ثم يمرّون عليها غافلين، وأبطرَهم كثرتُهم فيظلمون الضعفاء متكبّرين.

واعلم.. حماك اللّٰه وحفظك ورَحَضَ درن أوزارك.. أن للمخالفين اعتراضات أخرى قد نشأت من سوء فهمهم وقلة تدبرهم، فأردنا أن نكتبها فى كتابنا هذا مع جوابها لينتفع بها كل من كان رشيدا من الناس، مُصطفى مُبرَّأ من دنس التعصب وكان من الطالبين.

فمنها أنهم يقولون إن الملا ئكة ينزلون إلى الأرض كنزول الإنسان من جبل إلى حضيض، فيبعُدون عن مقرهم، ويتركون مقاماتهم خالية إلى أن يرجعوا إليها صاعدين. هذه عقيدتهم التى يبيّنون، وإنّا لا نقبلها ونقول إنهم ليسوا فيها على الحق فاشتد غيظهم وقالوا إن هؤلاء خرجوا من عقائد أهل السُنّة والجماعة، بل كفروا وارتدوا، فقاموا علينا معترضين.

وأما الجواب فاعلم أنهم قد أخطأوا إذ قاسوا الملا ئكة بالناس، ولا يخفى على الذى خُلق من طينة الحرية، وتفوَّقَ دَرَّ الدراية اليقينية، أن الملائكة لا يشابهون الناس فى صفة من الصفات أصلا، ولم يقم

دلیل من الکتاب ولا السُنّة ولا الإجماع علی أنهم إذا نزلوا إلی الأرض فیترکون السماوات خالیة کبلدة خرجت أهلها منها ویقصدون الناس بشقّ الأنفس، ویصلون الأرض بعد مکابدة الأسفار وآلامِ بُعدِ الشُقّة ومتاعبها وشدائدها، ومعاناةِ کل مشقةٍ وجهد، بل القرآن الکریم یبیّن أن الملائکة یشابهون بصفاتهم صفاتِ اللّٰه تعالی کما قال عزّ و جلّ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا [1]، فانظر. رزقک اللّٰه دقائق المعرفة. أنه تعالٰی کیف أشار فی هذه الآیة إلی أن مجیئه ومجیء الملائکة ونزوله ونزول الملائکة متحد فی الحقیقة والکیفیة. ولا حاجة إلی أن نذکّرک ما ثبت من نزول اللّٰه تعالی من العرش فی الثلث الآخر من اللیل فإنک تعرفه، ومع ذلک ما أظن أن تحمل ذلک النزول علی النزول الجسمانی وتعتقد أن اللّٰه تعالٰی إذا ما نزل إلی السماء الدنیا فبقِی العرش خالیا من وجوده. فاعلم أن نزول الملائکة کمثل نزول اللّٰه کما تشیر إلیه الآیات المتقدمة، واللّٰهُ أدخلَ وجود الملائکة فی الإیمانیات کما أدخل فیها نفسه وقال وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ [2]، وقال وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ [3]. فبیّن للناس أن حقیقة الملائکة وحقیقة صفاتهم متعالیة عن طور العقل، ولا یعلمها أحد إلا اللّٰه، فلا تضربوا لِلّٰهِ ولا لملائکته الأمثال وأْتوه مسلمین.

وأنت تعلم أن کل مسلمٍ مؤمنٍ یعتقد أن اللّٰه ینزل إلی السماء الدنیا فی الثلث الآخر من اللیل مع وجوده واستوائه علی العرش، ولا یتوجّه إلیه لُؤْمُ لائم ولا طعنُ طاعن لأجل هذه العقیدة، بل المسلمون قد اتفقوا علیها وما حاجّهم أحدٌ من المؤمنین. فکذلک الملائکة ینزلون ﴿۶۵﴾

[1] الفجر: ۲۳ [2] البقرة: ۱۷۸ [3] المدثر: ۳۲

إلى الأرض مع قرارهم وثباتهم فى مقامات معلومة، وهذا سرٌ من أسرار قدرته، ولولا الأسرار لما عُرف الرب القهّار. ومقامات الملا ئكة فى السماوات ثابتة لا ريب فيها كما قال عزّ وجلّ حكاية عنهم وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ[1]. وما نرى فى القرآن آية تشير إلى أنهم يتركون مقاماتهم فى وقت من الأوقات، بل القرآن يُشير إلٰى أنهم لا يتركون مقاماتهم التى ثبّتهم اللّٰه عليها، ومع ذلك ينزلون إلى الأرض ويُدركون أهلها بإذن اللّٰه تعالٰى، ويتبرزون فى برزاتٍ كثيرة، فتارة يتمثلون للأنبياء فى صور بنى آدم، ومرّة يتراء ون كالنور، وكرّةً يراهم أهل الكشف كالأطفال وأخرى كالأمارد، ويخلق لهم اللّٰه فى الأرض أجسادًا جديدة غير أجسادهم الأصلية بقدرته اللطيفة المحيطة، ومع ذلك تكون لهم أجساد فى السماء ، وهم لا يفارقون أجسادهم السماوية، ولا يبرحون مقاماتهم، ويجيئون الأنبياءَ وكل من أُرسِلوا إليه مع أنهم لا يتركون المقامات. وهذا سر من أسرار اللّٰه فلا تعجب منه، ألم تعلم أن اللّٰه على كل شىء قدير، فلا تكن من المكذبين.

وانظر إلى الملا ئكة. كيف جعلهم اللّٰه كجوارحه، وجعلهم وسائط قدره فى الأمور ولِكُنْ فَيَكُوْنِيَّتِهٖ (وهذا لفظ مركب من كن فيكون۱۲) فى كل أمر، ينفخون فى الصور على مكانتهم، ويبلّغون صيحتهم إلٰى من يشاء ون، ولا يعجز أحد منهم عن أن يدرك كلَّ من فى المشارق والمغارب فى طرفة عين أو فى أقل منها، ولا يشغله شأن عن شأن. فانظروا مثلا إلٰى ملك الموت الذى وُكِّل بالناس. كيف يقبض كل نفس فى الوقت المقدر، وإن كان أحد من الذين يُتَوَفَّون فى آن واحد فى أقصى المشرق والآخر فى منتهى بلاد المغرب. فلو كانت سلسلة هذا النظام الإلهى موقوفة على نقل خطوات الملا ئكة

[1] الصّٰفّٰت:۱۶۵

من السماء إلى الأرض، ثم من بلدة إلى بلدةٍ، ومن مُلكٍ إلى مُلكٍ، لفسد هذا النظام الأمريّ، ولتطرّقَ حرج عظيم فى أمور قضاء اللّٰه وقدره، ولَمَا كان لملَكٍ عند انتقاله من مكان إلى مكان أَن يأمن إضاعة الوقت وفوت الأمر المقصود، ولَوَرَدَ فى وقت من الأوقات مورد العتاب، ولأُرْهِقَ فى يوم من الأيام بعتبة رب الأرباب، لأجل ما فاته فعلُ الأمر على وقته، ولأُخِذَ بأنواع العقاب. وأنت تعلم أن شأن الملائكة منزّهٌ عن هذا، وهم يفعلون من غير مُكْثٍ، وفعلُهم فعلُ اللّٰه من غير تفاوت، فتدبر ولا تكن من الغافلين☆.

ثم تدبر. نصرك اللّٰه ورزقك الإقبال على المعارف أن الملائكة

☆ ههنا سؤال ينشأ طبعًا فى كل فهم سليم، وهو أن الملائكة. هل يستطيعون أن يفعلوا ما أُمِروا فى مقدار وقت لا يكتَفى لانتقالهم من مكانٍ إلى مكانٍ، بل يمضى قبل أن يقوموا من مقامهم أو لا ؟ فإن قيل فى جوابه أنهم يستطيعون، فالنزول عبث وداخل فى تضييع الأوقات، بل هو من أمارة العجز، بل الحق إنه نوع من العصيان والغفلة، ومن غفل متعمدا فقد عصىٰ. فإن قيل أنهم لا يستطيعون. فهذا يوجب أن ينتظر اللّٰه تعالى مطلوبه إلىٰ مدةِ نزول الملائكة إلى الأرض، ولا يخفى فساد هذا القول على العقلاء ، فإن نقص الانتظار على اللّٰه مُحال، ولا يصح عليه أن يتطرق فى إرادته حرجٌ وفى مشيئته توقُّفٌ، ويأتى عليه زمان كالمنتظرين. فإن الوقت مقدار غيرُ قارٍّ، فلا شك أن وقت النزول غير جزء الذى كان هو وقت المقام وسماع الكلام من اللّٰه العلام، وأنت تعلم أنما أمره إذا أراد شيئا فإنما يقول له كن فيكون. أتحسبون أن ملائكة اللّٰه كانوا أقل همة وقوة من صاحب سليمان الذى ما قام من مجلسه وما نُقل إلى مكان وأتى بعرش بلقيس قبل أن يرتد طرف سليمان؟ فتدبر، والإشارة مكتفية للعاقلين. منه

أعظم جسما من كل ما فى السماوات والأرض كما ثبت من النصوص القرآنية والحديثية، فلا شك أنه لو نزل أحد منهم إلى الأرض بجسمه العظيم القوى لغشى الأقاليم كلها، وأهلك أهلها، وما وسعته الأرض فالحق أنهم ينزلون كنزول تمثلى، ولا تنزل أجسامهم الأصلية مِنَ السماوات، ولكن اللّٰه يخلق لهم أجسادًا أخرى على الأرض بحيث تسعها الأرض، وتقتضيها المعدات الخارجية بقدرٍ تدركه أبصار المبصرين. ﴿٦٦﴾

ففكر فى قولنا هذا كما هو شرط الفكر ولا تعجل، بل تكلَّفْ للفهمِ لُبْثَةً، وانظر كلامى هذا بنظر الإنصاف كرّةً، وتَفتّشْ حقيقةَ كلمتى مرّةً، واستمعْ عنى نفثتى تارةً، ثم لك الخيار من بعد، وبيدك القبول والرد وحاصل قولنا أن الملائكة قد خُلقوا حاملين للقدرة الأبدية الإلهية، منزّهين عن التعب واللغب والمشقة، ولا يجوز عليهم مشقة السفر وتعبُ طىّ المراحل، والوصول إلى المنازل والمقاصد بشق الأنفس وصرف الأوقات، فإنهم بمنزلة جوارح اللّٰه لإ تمام أغراضه بمجرد إرادته من غير مكث، فلو كان نزولهم وصعودهم على طرزِ صعود الإنسان ونزوله، لاختل نظام ملكوت السماوات وفسد كل ما فيهما، ولعادَ كل هذا النقص إلى اللّٰه الذى أقامهم مقامه فى المهمات الربوبية والخالقية وغيرهما، فإنهم مدبّرات أمره، والحافظون من لدنه على كل شىء، وإنما أمرهم إذا أرادوا شيئا فيكون الشىء المقصود من غير توقف. فأنّى ههنا السفر؟ وأين طىّ المراحل وترك المقامات والنزول إلى الأرض بصرف وقت؟ فلا تُمارِ فى هذا ولا تَسْتَفْتِ الذين اعتراهم جنون التعصب فكانوا بجنونهم محجوبين.

وقد ثبت من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما يؤيد قولنا هذا من

عدم نزول الملا ئكة، كما جاء عن عائشة رضى الله عنها، قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فى السماء موضع قدم إلا عليه ملَكٌ ساجد أو قائم، وذلک قول الملا ئكة وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُۥ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ [1]

فاعلم. رحمک الله. أن هذا دليل قطعى على أن الملا ئكة لا يتركون مقاماتهم، وإلا فكيف يصح أن يُقال إنه لا يوجد فى السماء موضع قدم إلا عليه ملَكٌ وكيف تبقٰى هذه الصورة عند نزول الملا ئكة إلى الأرض ألا تعتقدون أن لِجبُرَئِيل جسم يملأ المشرق والمغرب فإذا نزل جبرائيل بذلک الجسم العظيم إلى الأرض وبقيت السماء خالية منه، ففَكِّرْ فى مقدارٍ خالٍ وتذكَّرْ حديث "موضع قدم"، وكن من المتندمين.

ثم إذا فكرت فى سورة ليلة القدر فيكون لک ندامة و حسرة أزيد من هذا، فإن الله عزّ وجلّ يقول فى هذه السورة أن الملا ئكة والروح تنزلون فى تلک الليلة بإذن ربهم، ويمكثون فى الأرض إلى مطلع الفجر، فإذا نزلت الملا ئكة كلهم فى تلک الليلة إلى الأرض فلزم بناءً على اعتقادک أن تبقى السماء كلها خالية بعد نزولهم، وهذا كما تقدم فى حديثِ "موضع قدم"، فلا تنقل قدمک إلى الضلالة البديهة وأنت تعلم أن الرشد قد تبيّن من الغىّ، ولن تستطيع أن تُخرج لنا حديثًا دالًّا على أن السماء تبقى خالية بعد نزول الملا ئكة إلى الأرض، فلا تجترء على الله ورسوله، ولا تقفُ ما ليس لک به علم فتقعد ملومًا مخذولا، وتدخل فى الضالين.

﴿۶۷﴾ إنّ الذين يطلبون سبل الله لا يُصرّون على ما قالوا أو فعلوا، وإذا رأوا أنهم قد ضلوا فرجعوا إلى الحق مستغفرين، هنالک ترىٰ أعينهم

[1] الصّٰفّٰت:۱۶۵

تفیض من الدمع ربنا اغفِرُ لنا إنّا کنا خاطئین، فیغفر لهم ربهم ویتوب علیهم رحمةً وفضلًا، واللّٰه یحبّ التوّابین ویحب المتطهرین. واعلم أن اللّٰه ورسوله الذی أُوتیَ جوامعَ الکَلِمِ، کثیرا ما یستعملان استعارات فی الکلام، فیغلط فیها رجل لا ینظر حق النظر، والذی یفسّرها قبل وقتها ویعتقد أنها محمولة علی الظاهر وما هی محمولة علیه، ولکنه یُخطی لدخله قبل وقت الدخل، فیصرّ علی خطاء ه أو تدرکه عنایة اللّٰه فیکون من المبصرین.

قد جرت عادة اللّٰه تعالی أنه قد یکون فی أنبائه المستقبلة و معارفه الدقیقة اللطیفة المزیَّنة بالاستعارات أجزاءٌ تُبلٰی بها الناس، فالذین یکون فی قلوبهم مرض فیزیدهم اللّٰه مرضا بتلک الابتلاء ات، فیستعجلون ویکذّبون کلام اللّٰه. أو یکذّبون الذی رزقه اللّٰه علمه ظلمًا وعُلُوًّا و لا یتدبرون خائفین. ثم إذا ظهرت براء ته وأنارت حجته، فیرجعون إلیه متندمین، أو یموتون فی هوّة التعصب، ویستغنی اللّٰه واللّٰه غنیّ عن العالمین. وأما من أوتی فراسة من عند اللّٰه ونُوِّرَ من لدنه، فیمهر فی العلم الإلهی، ویعرف الحقیقة، وینظر بنور اللّٰه، ویرزقه اللّٰه إصابة المحفوظین.

ولنرجعُ إلی کلامنا الأول فنقول إن اللّٰه تبارک وتعالی قال فی کتابه المحکم اِنۡ کُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡهَا حَافِظٌ[1]، فلما کانت الملا ئکة حافظین لنفوس النجوم والشمس والقمر والأفلاک والعرش وکل ما فی الأرض، لزم أن لا یفارقوا ما یحفظونه طرفة عین، فانظر کیف ظهر من هذا الأمر الحق، وبطل ما زعم الزاعمون من نزولهم وصعودهم بأجسامهم الأصلیة. فلا مفرّ إلی سبیل من قبولِ دقیقةِ المعرفةِ التی کتبناها. أعنی أن الملا ئکة لا ینزلون بنزول حقیقی، ولا یرون وعثاء السفر، بل إذا أراد اللّٰه إراء تهم

[1] الطارق:۵

فی الناسوت فیخلق لهم وجودا تمثلیا فی الأرض، فتراهم العین التی تسرح فی روضات الکشف. ولو لم یکن کذلک للزم أن یری الملا ئکةَ الناسُ کلهم عند نزولهم إلی الأرض لقبضِ الأرواح وغیرها من المهمات، وللزم أن یری مَلَکَ الموت مثلًا کلٌّ من تُوُفِّیَ أحدٌ من أقاربه وممن یؤاخیه ومن عشیرته وعقبه وقومه وأصدقائه أمام عینه، فإن جسم الملا ئکة جسم کأجسام أخری، فلا وَجْهَ لعدم رؤیتهم مع نزولهم بأجسامهم الأصلیة. وأنت تعلم أن خَلقًا کثیرا یموتون أمام أعیننا فلا نری عند نزعهم وغمرةِ موتهم الملا ئکةَ التی تَوفَّتُهم، وما نسمع ما یسألون الموتی وما یکلّمونهم. فالحق أن هذا الأمر وأمثاله من عالم المثال الذی ما أراد اللّٰه کَشْفَ کُنْهِه علی العقول والأعین وأما نظائر عالم المثال فکثیرة ومنها نزول الملا ئکة، ومنها ما جاء فی الأحادیث أن قبر المؤمن روضة من روضات ﴿۶۸﴾
الجنة أو حفرة من حفر النار، ومنها ما جاء فی بعض الأحادیث أن اللّٰه یکشف لمؤمن غرفة إلی الجنة فی قبره، ویکشف لکافر غرفة إلی جهنم، ولکنا ربما نزور القبور أو نحفر أرضها فلا نری غرفة إلی الجنة أو إلی جهنم، ولا نری فیها شجرة واحدة فضلًا عن الروضات، ولا جمرة من النار فضلًا عن النیران الموقدة المحرقة، ولا نریٰ هناک میتًا قاعدًا عائشًا بعد الموت، کما أخبر عن قعود الموتیٰ وحیاتهم عند السؤال والجواب، بل نریٰ میتًا مُکفَّنًا قد أکلت الأرض لحمه وکفنه. وقد جاء فی الأحادیث أن الشهداء یُرزَقون من ثمرة الجنات وألبانها وشرابها الطهور، ولکنا لا نری فی قبورهم. التی هی روضة من روضات الجنة. من ثمرة أو ریحان أو من قدح لبن أو کأس خمر. وربما لا ندفن الموتی إلی أیام فلا نریٰ مجیء الملا ئکة عندهم ولا ذهابهم وقد

أخبر اللّٰه تعالى فى كتابه أن الملا ئكة يضربون وجوه الكفار، ولكنا لا نرٰى ملِكًا ضاربًا ولا أثر الضرب، ولا نسمع صراخ المضروبين.

وقد جاء فى بعض الأحاديث أن الطفل الرضيع إذا مات قبل تكميل أيام الرضاعة فتتم أيامها فى القبر، ولكنا لا نرىٰ مُرضِعًا قاعدة فى القبر، ولا طفلًا يمصّ لبنها وقد جاء فى بعض الآثار أن قبر المؤمن يُوسَّع عليه بمقدار كذا وكذا، ولكنا لا نرىٰ أثرا من ذلك التوسيع، بل نراه كقبرِ كافر مِن غير تفاوُت سعة وضيق، فكيف ندعى الحقيقة ولا نرىٰ آثارها؟ وكذلك قيل إن الشهداء أحياء يأكلون ويشربون ولكنا لا نرى أنهم لاقوا الناس كالأحياء ووثبوا من قبورهم ورجعوا إلى دورهم. فلو كانت هذه الأمور.أعنى نزول الملائكة، وتوسيع قبور المؤمنين ووجود الجنات فيها، وقعود الموتى فى القبور أحياءً، وغيرها التى يوجد ذكرها فى القرآن والأحاديث . من الأمور الحقيقية الحسّيّة التى هى من هذا العالم لا من عالم المثال . لرأيناه كما نرىٰ أشياءً أُخرى التى توجد فى هذه الدنيا. وأنت تعلم أن أحدا منّا لا يرى هذه الواقعات بعين يرى بها أشياء هذا العالم، فإنّا نرى أشجار هذا العالم وبساتينها عن بعيد، ونرى ثمراتها معلّقة بأغصانها، ولكنا إذا كشفنا قبر شهيد من الشهداء فلا نجد فيها أثرًا منها، وقد آمنّا بأن قبورهم أُودِعَت لفائف النعيم، وضُمِّخت بالطيّب العميم، وسيقَ إليها شربٌ من تسنيم، وأريج نسيم، وفيها روضة من روضات الجنة، وكأس من كأس اللبن والخمر، ولكنّا ما شاهدنا شيئا منها بأعيننا، ولا تحسّسناه بحاسّةٍ أخرىٰ، فلم نجد بُدًّا من تأويل، فقلنا إن هذه الأمور كلها . أعنى نزول

الملا ئكة ونزول الجنة وغيرها متشابهة يشابه بعضها بعضًا، ولا شك أن لها حقيقة واحدة من غير اختلاف وتفاوت، ولا شك أن هذه الواقعات كلها منسلكة فى سلك واحدٍ فتبصَّرْ تسترحْ من سهام المعترضين، ولا تركنْ إلى الذين ظلموا واكتسَوا ثوب الذل والخطاء بعدما تبين الرشد من الغىّ، واتبعْ قولًا قد انكشف كل الانكشاف ومزِّقْ رقعةَ تقليد الجهلاء شَذَرَ مَذَرَ، ولا تبالِ أعَذَلَ أحدٌ أو عَذَرَ، وكُنْ من الذين يقومون للّٰه قانتين. ﴿۶۹﴾

ولا بد لك أن تؤمن وتعتقد أن نزول الملا ئكة، وحياة الموتٰى فى قبورهم، وقعودهم فى أجداثهم، ووجود الجنة والسعير فيها، ليس من واقعات هذا العالم ولا من مدركات هذه الحواس، بل هى من عالم آخر، ولا ينبغى لأحد أن يحملها على واقعات هذا العالم، أو يقيس عليه حقائقَ تلك العالم، بل هى أمور متعالية عن طور هذا العالم و مُدرَكاته، و لا يعلم كُنْهَهَا إلا اللّٰه فلا تضربُ لها الأمثال و لا تكن من المعتدين.

وأنت تعلم أن اللّٰه تعالى ما قال فى كتابه إن الملا ئكة يشابهون الناس فى صعودهم ونزولهم، بل أشار فى كثير من مقامات كتابه المحكم إلى أن نزول الملا ئكة وصعودهم كنزوله تعالى وصعوده ولا يخفى عليك أن اللّٰه تعالى ينزل فى الثلث الأخير من الليل إلى السماء الدنيا، فلا يقال إن العرش يبقى خاليًا عند نزوله وكذلك أشار اللّٰه فى كتابه إلى نزوله فى ظُلل من الغمام مع الملا ئكة المقربين، فإذا حل اللّٰه الأرض مع جميع ملا ئكته. فإن كان هذا النزول كنزول الأجسام فلا بد لك أن تعتقد أن العرش والسماوات تبقى خالية يومئذٍ. ليس فيها

الرحمٰن ولا ملائكته فَادَّكِرُ إن كنت من المدّكِرين، وأحسِنِ النظر إلٰى ما قلنا، واستعِدّ لقبول المعارف إن كنت من الطالبين.

أفتظن أن السماء لا تبقى على حالة واحدة. فقد تكون مملوّةً من الملا ئكة. مكتظّة بحفلهم، وقد تكون كمواضع خالية ليس أحد فيها؟ فإن كنت تصدّق هذه العقيدة الباطلة وتصرّ على نزول الملا ئكة بأجسامهم، فعليك أن تُثبِتها من النصوص القرآنية أو الحديثية كما ادعيتَها أو تتوب كرجال متقين.

وقد جاء فى بعض الأحاديث أن جبرائيل عليه السلام مكث على الأرض مع عيسٰى عليه السلام إلٰى ثلا ثين سنة ما فارقَه فى وقت، وجاء فى أحاديث أخرى أنه لا يَلقَى الوحىَ إلا حالَ كونه فى السماء ، ويَلقَى الوحى مِن لدن ربّه ثم يُطلِع عليه آخرين. فهذه مصيبة أخرىٰ عليك، ولن تقدر علٰى تطبيق هذه الأحاديث وتوفيقها.

وربما يختلج فى قلبك وهمٌ وتقول إنى لست قائلا بخلوّ السماوات بعد نزول الملا ئكة فيُقال لك إنك تنسى عقيدتك؛ ألستَ تعتقد أن الملا ئكة ينزلون بنزول حقيقى؟ فلزمك من هذا أن تقول إنهم ينزلون بأجسامهم الأصلية، وأنت تعلم أن نزولهم بأجسامهم الأصلية يستلزم خُلوَّ السماوات بعد النزول. وإن كنت تعتقد أن الملا ئكة لا ينزلون بأجسامهم الأصلية بل يخلق اللّٰه لهم فى الأرض أجساما أخرى التى لا تُدرَك ولا تُرى، فهذا هو مذهبنا. ولكنك إذا أصررت على نزولهم بأجسامهم الأصلية فهذا قول يُخالف القرآن العظيم، لأن القرآن يُدخِل ﴿۷۰﴾ وجودَ الملا ئكة فى الإيمانيات، ويجعل لهم مقامات معلومة فى السماء أعنى

المقامات التی أقامهم اللّٰه علیها، ولا یذکر أنهم یترکون مقاماتهم فی حین من الأحیان وأمّا ذکر نزولهم فهو کذکر نزول اللّٰه، لا تفاوُتَ بینهما، فمنهم الصافُّون، ومنهم المسبِّحون، ومنهم الراکِعون ومنهم الساجدون، ومنهم القائمون کما أشار إلیه القرآن، ولیس أحد منهم قاعدا کالفارغین.

فإذا نزل أحد منهم بجسمه العنصری . فلزم أن یترک مقامه خالیًا ویخرُج مِن صفّه، ویبعد عن مقام تسبیحه أو رکوعه أو سجدته الذی أقامه اللّٰه علیه، وینزل إلی الأرض کالمسافرین، وما نری فی القرآن أثرًا من هذا التعلیم، بل جعل اللّٰه نزول الملا ئکة کنزول نفسه، وجعَل مجیئهم کمجیء ذاته. ألا تنظر إلی هذه الآیة. أعنی قوله تعالی وَ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا [1] وقوله عزّ وجلّ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ [2]

وههنا نکتة أخری. وهی أن اللّٰه إذا نزل إلی الأرض مع ملا ئکته فلا بد من أن ینزل الملائکة کلهم، فإن الملا ئکة جند اللّٰه فلا یجوز أن یتخلف أحد منهم عند نزول ربّ العرش إلی الأرض، فإذا تقرر هذا فیلزم منه أن تبقی کل سماءٍ من العرش إلی السماء الدنیا خالیة عند نزول اللّٰه تعالٰی علی الأرض، لیس فیها رب رحیم رب العرش ولا ملَکٌ من الملا ئکة، واللازم باطل فالملزوم مثله کما لا یخفی علی المتفکرین.

ثم إذا فرضنا أن فی الأرض مثلا مئة ألف من الأنبیاء ، بعضهم فی المشرق وبعضهم فی المغرب، وبعضهم فی نواحی الجنوب وبعضهم فی أقصی بلاد الشمال، وأمَر اللّٰه تعالی لجبرائیل أن یُوحی إلیهم کلهم فی آن واحد لا یتأخر منه أحد ولا یتقدم؛ أو إذا فرضنا أن اللّٰه أمَر مَلَکَ

[1] الفجر: ۲۳ [2] البقرة: ۲۱۱

الـمـوت أن يتـوفـى مـائة ألف مـن الـرجـال الـذين بعضهم فى المشرق وبعضهم فى الـمـغرب فى طرفة عين، لا يقدم ولا يؤخر، فما ظنک أن جبرائيل أو ملک الموت يـعـجـز عـن ذلک أو يـقدر على إتمام أمر المغرب مع كونه فى المشرق، فإن كان قادرا، فكذلک يقدر أن لا ينـزل من السماء ويفعل كل ما يشاء كالنازلين.

ومثـل آخـر نستفسرک جوابه. وهـو أن مـلـک الـموت حلَّ بلدةً عظيمة من البلاد المشرقية فى أيام الوباء ليقبضَ أرواح سكان تلک البلدة، فاشتدت الضرورة لـقيـامه فيها إلى الشهرين بما كثرت فيها واقعات الموت مسلسلة متواترة، وما فرغ مِـن قبـض نـفـس إلا وجـاء وقـت قبض نفس أخرى، فحبَسه هذه السلسلة المتواليه الـمتتـابعة فيها، وما كان أن يتحاماها قبل أن يتوفى أهلَها، فمكث فيها إلى أن تمادى الـمُـقـام وامتـدت الأيـام إلى شهرين، فما بال قوم قد جاء أجلهم فى تلک الأيام فى البـلاد المغربية، وما قدر ملَکُ الموت على أن يصلهم على وقتهم، أهُمُ يموتون مِن غيـر أن يحضرهم قابض الأرواح أوَ تـطيـش سهـام منـاياهم بَيِّنوا إن كنتم صادقين. لا ﴿۱۷﴾ يُـقـال إن مـلـک الـمـوت قـادر عـلـى أن يقبض نفوس المغربيين مع كونه مقيما فى المشرق. لأنّـا نـقول إنه لو كان قادرًا علٰى مثل تلک الأفعال لما اضطر إلى النـزول من السماء وما كان محتاجًا إلى سير الأرضين.

و إذا قبـلتـم وسـلـمتـم أن مـلـکًـا مـن الـملا ئكة يتصرف على كل وجه الأرض مـع كـونـــه فـى بـلـدة مـن البـلاد، ولا يشغلـه شأن عن شأن، ويتوفى الـمشـرقـى فى المشرق مع كونه فى المغرب، فأىّ حرج فى ذلک أن تقول إن الـملا ئكة مع كونهم فى السماء يتصرفون فى الأرض بإذن اللّٰه تعالٰى فأى ضرورة اشتدت لنـزولهم مع كونهم قادرين على أن يتصرفوا فى سكان مكان

مع كونهم فى مكان آخر من الأرضين.

وإن كنت تطلب منّا من مثلٍ ينكشف به عليك مذهبنا فاعلم أنه أمرٌ أرفعُ وأبعدُ عن ضرب الأمثال، وقد يقال تقريبًا لا تحقيقا إن مَثل نزول الملا ئكة إلى الأرض كمثل نجوم السماء . تنطبع أشكالها فى البحار والأنهار والحياض والمرايا التى قابلتُها، والحق أن أمر النزول أمرٌ متعالٍي عن طور العقل وضرب الأمثال، وإن هو إلا خلق جديد من القادر الذى هو بكل خلقٍ عليمٌ، ولا تدرک الأبصار كُنهَ حِكمه وكوائف أسراره فتشبيه نزول الملا ئكة بنزول الناس حمقٌ وضلالة، والإنكار منه إلحادٌ وزندقة، وقبول معنى يليق بشأن الملا ئكة الذين هم كجوارح اللّٰه معرفةٌ تامة وصراط مستقيم، رزَقها اللّٰهُ لنا ولجميع عباده الصالحين.

وهذا من أحسن العبارات عن معنى النزول الذى تشابهَ على أكثر الناس، فخُذْها منّى شاكرا، فإنها من علوم نفثها اللّٰه فى روعى وشرح بها صدرى، وإنها هى السكينة التى تنطق على لسان المحدَّثين حين يحتاج الخَلق إلى إزالة أوهامهم، فتفكَّرْ ولا تَحِدْ منه إن كنت تطلب سبل اليقين وقد جعلنى اللّٰه إمامًا لحل تلک الغوامض، وإن كانت طبيعتى تأبى الإمامةَ وتأنف منها، ولكنه فعَل كذلک فضلًا من لدنه ليُحسِن إلى مَن كُذِّبَ ولُعِنَ وكُفِّرَ، ويُحسِن إلى خَلقه، وليُرِى الأعداء أنهم كانوا كاذبين مخدوعين، وليرزقَ أبناءَ الزمان علوما اقتضت طبائعهم كَشْفَها، واللّٰه يفعل ما يشاء ، ما كان للناس أن يسألوه عما فعل وهم من المسؤولين.

ووالذى نفسى بيده . إنه نظَر إلىَّ فقبِلنى، وأحسن إلىَّ وربّانى،

وأعطانی من لدنه فهما سلیما وعقلا مستقیما. وکم من نور قذف فی قلبی، فعرفتُ من القرآن ما لم یعرف غیری، ودرکت منه ما لا یُدرک مخالفی، ووصلتُ فی فهمه إلی مرتبة تتقاصر عنها أفهامُ أکثر الناس، وإنْ هذا إلا إحسانه وهو خیر المحسنین.

ومن اعتراضاتهم أنهم إذا قرأوا کتابی "التوضیح"، ووجدوا فیه مکتوبًا أن للشمس والقمر والنجوم تأثیرات یُربّی اللّٰه بها کل ما یوجد فی الأرضین. ﴿۷۲﴾ فاعترضوا علیّ وقالوا إن هذه العقیدة عقیدة فاسدة تخالف ما جاء فی الأحادیث فیا حسرة علیهم! إنهم ما فهموا معنی الأحادیث، وما فهموا معنی قولی، وقاموا مستعجلین ظانّین ظن السوء، وما استفسروا معنی کلماتی منی کدأب أهل الصلاح، بل امتلأوا غضبًا وغیظًا، وردّوا علیّ وکفّرونی وأطالوا الألسنة، وقلّلوا الانظار و أرَوا خبثهم و هِتارهم، و ما هتکوا إلا أستارهم، و ما کانوا علی جهلهم متنبهین.

فاعلموا یا أولی الأبصار الرامقة والبصائر الرائقة، أنّا ما کتبنا فی کتاب شیئا یُخالف النصوص القرآنیة أو الحدیثیة، وما تفوَّهْنا به یومًا من الدهر، وقد أعاذنا اللّٰه من مثل ذلک، ولکنهم یعترضون قبل أن یفهموا، ویحسبوننا ضالین قبل أن یکونوا مهتدین. واللّٰهُ یعلم. ونُشهد الثَّقَلینِ أنّا لا نعتقد أن أحدًا من الشمس والقمر والنجوم فاعل مستقل فی فعله ومؤثر بذاته، أو له اختیار فی إفاضة التأثیرات أو له دخلٌ إرادیّ فی إیصال الأنوار وإنزال الأمطار وتربیة الأبدان والأجسام والثمرات ولا نعتقد أن أحدًا من تلک الأجرام النورانیة یستحق الحمدَ والشکر والعبادة علی إفاضته،

أو له مِنّة وإحسان على أهل الأرض مثقال ذرّة، أو هو يسمع دعاء الناس ويرضى عن الحامدين. ومن عزا إلينا أمرًا من هذه الأمور فقد ظلمَنا، واللّٰه يعلم أنه مفترٍ كذّاب، ومُجاهِرٌ بالقِحَة والفِرْية، ويتّبع سبل الخادعين.

بل نؤمن ونعتقد أنّ اللّٰه أحد صمد، لا شريک له فى ذاته ولا فى جميع صفاته، لا فى السماوات ولا فى الأرضين. ومن أشرک باللّٰه شيئًا من أشياء السماء أو الأرض فهو كافر مرتد عندنا، ومُفارِقٌ لدين الإسلام، وداخل فى المشركين.

ومع ذلک إنّا نعتقد أن خواص الأشياء حق، وفيها تأثيرات بإذن العليم الحكيم الذى ما خلق شيئا باطلا، ونرىٰ أن فى كل شىء خاصية وأثرًا أودعَه اللّٰه، حتى البعوضة والذباب والقمّل والدود وما دونها، فكيف نظن أن خلق الشمس والقمر والنجوم هى أدنى من هذه الأشياء وما فى طبائعها من خاصة ونفع للناس، وإنما هى باطلة الحقيقة، وخلَقها اللّٰه كأشياء عبثٍ و رديٍّ ما أودعَها اللّٰه منفعةً عظيمة لعباده إلا القليل الذى يقوم مقامه كثير من الأشياء ، كما أنت تزعم فى خلق النجوم وتقول إنها علامات هادية للمسافرين. وأنت تعلم أن الناس قد صنعوا وعملوا لأنفسهم لأسفار برّهم وبحرهم طرقا أخرى أغنتُهم عن النجوم، بل ما بقى لهم حاجة إلى هذه العلامات أصلًا. ثم إذا أنصفتَ فوجب عليک أن تقول إن الناس لا يحتاجون إلى النجوم كلها ليتخذوها علامات عند أسفارهم إلا إلى كواكب معدودة، وأمّا النجوم التى كثرت عدّتها فى السماء حتى إنكم لا تستطيعون أن تعدّوها. فأىّ حاجة للمسافرين إليها بيِّنوا تُؤجَروا إن كنتم لدعواكم مبيّنين، ﴿۷۳﴾

و إن لم تبيّنوا. ولن تبيّنوا. فاتقوا اللّٰه الذى لا يُحب المبطلين.

وكيف تظن أن اللّٰه خلق النجوم باطلة الحقيقة وما خلق فيها تأثيرات عجيبة وإنّا نرى خواصا وتأثيرات فى أدنى مخلوقاته . وكيف نعتقد أن اللّٰه الذى وشّح تلك الأجرام بالأنوار الظاهرة، وزيّنها بالصور المنيرة المشرقية☆ المعجبة، لم يلتفت إلى أن يُودع بواطنها أنوارا أخرى. أعنى تأثيرات مما ينفع الناس؟ وقد سخّر الشمس والقمر والنجوم للناس، وأشار إلى أن كل منها خُلق لمصالح العباد، وإلى أن وجود تلك الأجرام من أعظم إحساناته وتفضلاته. وإنه لم يذكر تأثيرات بعض الأشياء فى كتابه المحكم وأنها قد ثبت۞ عند أولى التجارب، فما لنا أن لا نقر بتأثيرات أشياء قد ذكرها اللّٰه تعالى فى القرآن العظيم، بل فضّلها على أكثر النعماء وحث عباده على أن يُفكّروا فى خلق السماوات والأرض وآياتها وقال إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ [1]. والحق أن تأثيرات الشمس والقمر والنجوم شىء يراه الخَلق فى كل وقت وحين، ولا سبيل إلى إنكارها. مثلًا اختلاف الفصول وطبائعها، وخصوصية كل فصل بأمراض مخصوصة ونباتات معروفة وحشرات مشهورة. شىء تعرفه فلا حاجة إلٰى تفصيلها. وأنت تعلم أنه إذا طلعت الشمس وفاضت الأنوار فلا شك لهذا الوقت تأثير فى النباتات والجمادات والحيوانات، ثم إذا هرم النهار وكاد جُرُفُ اليوم ينهار، ففى ذلك الوقت تاثيرات أُخرٰى والحاصل أن لبعد الشمس وقربها أثرًا جليًّا وتأثيرات قويّة فى الأشجار والأثمار والأحجار وأمزجة بنى آدم، ولا بد من أن نقرّ بها وإلا فأين نفرّ من

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' المشرقة '' ہونا چاہیے۔(ناشر) ۞ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' ثبتت '' ہونا چاہیے۔(ناشر)

[1] ال عمران:۱۹۱

علومٍ حسّيّة بديهة ثابتة عند كل قوم وكم من خواص القمر يعلمها الدهاقين وأرباب الفلاحة، فيا حسرة على الذين يقولون إنَّا نحن العلماء ثم يتكلمون كأرذل الجاهلين.

وقد اتفق الحكماء على أن أعدل أصناف الناس سكّان خط الاستواء، وما هذا إلا لتأثير خاص يكون سببا لكمال صحتهم وزيادة فهمهم وحزمهم. ولا شك أن هذا من العلوم الحسّية البديهة المرئية، ولا يُعرِض عنه إلا الذى لا يحظى بسراج الحجة ويزيغ عن المحجّة، فتعسًا للمعرضين. وقد تقرر فى ديننا أن بعض الأوقات مباركة تُجاب فيها الدعوات، وتُسمع فيها التضرّعات. كليلة القدر وثُلث الأخير من الليل. وقال المحققون إن فى الأوقات التى عُنيت للصلاة بركات مخفية فلذلك خصّها اللّٰه للعبادات، فمن حافظ عليها وقضى كل صلاة بحضور القلب فى وقتها فلا شك أنه يُعطى بركاتها ويُصيبه حظ منها، وينال سعادة مطلوبة ويُنجَّى مِن بئس القرين. فتأمَّلْ هذا الموضع حق التأمل فإنه موضع عظيم. ومَن جدّ فى الطلب وجاهد فتقارنه العناية والتوفيق والاجتباء، ويعصمه اللّٰه من الخذلان، ويجعله من الموفَّقين. ﴿۷۴﴾

وإذا عرفتَ هذا.. فإن كنت ذا قلب سليم فقد عرفتَ الحقيقة، وزالت عنك شكوك كثيرة وشبهات فى هذا الباب، وانجابت غشاوة الاسترابة، وبانت أمارة الحق، وكُشف عنك الغمّى، وهُديت إلٰى نور اليقين. وإن كنت لا يكفيك هذا، وتجد فى نفسك طلب الزيادة فى الإيضاح والإفصاح، فاعلم أن القرآن قد صرّح بهذا فى غير موضع، كقوله عزّوجلّ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا [۱]، وكقوله يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ [۲]، وكقوله يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ [۳]، فهذه الآيات كلها تدل على أن اللّٰه الحكيم العليم الرحيم الكريم المتفضل خلَق السماوات والأرض كذَكَرٍ وأنثى، واقتضت حكمته أن يجمعهما من حيث الفعل والانفعال، ويجعل بعضهما مؤثرًا فى بعض، وهذا معنى قوله فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا . ففكِّرْ فى هذه الآية حق الفكر، ولا تفرّطْ فى جنب اللّٰه، وقُمْ لكسب الحسنات وتلافى الهفوات قبل الوفاة، ولا تكن من الغافلين.

ثم انظر أنه تعالى قال فى مقام آخر قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا [۴]، وقال وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ [۵]، وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ [۶]، ومعلوم أن هذه الأشياء لا تنزل من السماء فما عزاها اللّٰه إليها إلا إشارة إلى أن العلّة الأولى من العلل التى قدّر اللّٰه تعالى لخلق تلك الأشياء وتولُّدها وتكوُّنها تأثيراتٌ فلكية وشمسية وقمرية ونجومية، وأشار عزّوجلّ فى هذه الآيات إلى أن الأرض كامرأة والسماء كبعلها، ولا تتمّ فعل إحداهما إلّا بالأخرى، فزوّجَهما حكمةً من عنده وكان اللّٰه عليمًا حكيمًا.

فتدبَّرْ فى هذه الآيات بنظر عميق وكرِّرِ النظر فيها، واعلم أن هذا الموضع من أجلّ المواضع لمن حقّقه وفهمه ونظره بدقة النظر. ويؤيد هذه الآياتِ قولُه تعالى فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ . [۷] وأنت تفهم أن فى هذا القول إشارة إلى أن للنجوم ومواقعها دخل لِتحسُّسِ زمان النبوة ونزول الوحى، ولأجل ذلك قيل إن بعض النجوم لا يطلع إلا فى وقت ظهور نبى من الأنبياء. فطوبٰى للذى يفهم إشارات اللّٰه ثم يقبلها كالتقاة، ولا يصول

[۱] حٰمٓ السجدة: ۱۲، ۱۳ [۲] الطلاق: ۱۳ [۳] السجدة: ۶ [۴] الاعراف: ۲۷ [۵] الحديد: ۲۶ [۶] الزمر: ۷
[۷] الواقعة: ۷۶

كالذى هو خليع الرسن ومديد الوسن ومن العصاة ومن المتكبرين.

وإن كنت ما سمعت من قبل بيانا واضحا كمثل بياننا هذا. فلا تعجب من ذلك، فإن لكل موطن رجال، ولكل وقتٍ مقال، وإن اللّٰه لا يُنزل دقائق المعارف ولا يبسطها كل البسط إلا فى وقت ضرورتها. وكَم من لطائف ونِكات تخفى من ﴿۷۵﴾ أهل زمان ثم يأتى وقت إظهارها فى زمان آخر، فيبعث اللّٰه مجدّدًا فى ذلك الوقت، وينطق محدَّث الوقت بتلك النكات، فيفصّل مجملاتٍ اقتضتْ حالةُ الزمان تفصيلَها، وتُلقَى على لسانه معارفُ كتابِ اللّٰه التى قد جاء وقتُ تبيُّنها، فيُبيّنُها للناس على وجه البصيرة بجأشٍ متين. فيقبَله الذى رَكَنَ من الدنيا إلى اللّٰه، ويُعرِض عنه الجاهل لغباوته وغلبة شقاوته، فاتق اللّٰه وكُنْ من الصالحين.

واعلم أن كثيرا من العلماء الراسخين ذهبوا إلى ما ذهبنا فى تفسير هذه الآيات المتقدمة، وكانوا يعتقدون أن فى الشمس والقمر والنجوم تأثيرات خلقها اللّٰه لمصالح عباده، كما قال **الرازى** فى تفسيره الكبير وهو هذا : فإن الشمس سلطان النهار، والقمر سلطان الليل، ولولا الشمس لما حصلت الفصول الأربعة، ولولاها لاختلّت مصالح العالم بالكلّية. وقد ذكرنا منافع الشمس والقمر بالاستقصاء فى أوّل هذا الكتاب".

تمَّ كلامه، فتفكَّرْ فيه ولا تمرّ بها كالنائمين.

وقال صاحب "**حُجّة اللّٰه البالغة**"

" أما الأنواء والنجوم فلا يبعد أن يكون لهما حقيقة، فإن الشرع إنما أتى بالنهى عن الاشتغال به لا نفى الحقيقة البتّة. وإنما توارث من السلف الصالح ترك الاشتغال به وذمّ المشتغلين وعدمُ القبول بتلك التأثيرات لا القولُ بالعدم أصلا

وإن منها ما يلحق البديهاتِ الأوّليّة كاختلاف الفصول باختلاف أحوال الشمس والقمر ونحو ذٰلک، ومنها ما يدل عليه الحدس والتجربة والرصد. كمثل ما تدل هذه على حرارة الزنجبيل وبرودة الكافور. ولا يبعد أن يكون تأثيرها على وجهين. وجهٌ يُشبه الطبائع، فكما أن لكل نوعٍ طبائع مختصة به من الحر والبرد واليبوسة والرطوبة، بها يتمسک فی دفع الأمراض. فكذلک للأفلاک والكواكب طبائع وخواص كحر الشمس ورطوبة القمر، فإذا جاء ذٰلک الكوكب فی محله ظهرت قوّته فی الأرض. ألا تعلم أن المرارة إنما اختصّت بعادات النساء وأخلاقهن بشیء يرجع إلى طبيعتها. وإن خَفِيَ إدراكها، والرجل إنما اختص بالجرأة والجهورية ونحوهما لمعنى فی مزاجه، فلا تنكر أن يكون لحلول قوى الزهرة والمريخ بالأرض أثر كأثر هذه الطبائع الخفيّة. وثانيهما. وجهٌ يُشبه قوةً روحانية مشتركة مع الطبيعة، وذلک مثل قوة نفسانية فی الجنين من قِبَلِ أُمّه وأبيه. والمواليد بالنسبة إلى السماوات والأرضين كالجنين بالنسبة إلى أبيه وأمّه، فتلک القوة تُهيّء العالم لفيضانِ صورةٍ حيوانية ثم إنسانية. ولحلول تلک القوى بحسب الاتصالات الفلكية أنواع، ولكل نوع خواص، فأمعنَ قوم فی هذا العلم فحصل لهم علم النجوم. يتعرّفون به الوقائع الآتية. غير أن القضاء إذا انعقد علىٰ خلافه جعَل قوة الكواكب متصورةً بصورة أخرى قريبة من تلک الصورة، وأتم اللّٰه قضاءه من غير أن ينخرم نظام الكواكب فی خواصها ‘‘. ﴿۷۶﴾

تمّ كلامه، رحمه اللّٰه.

فانظر أيها العزيز. كان اللّٰه معک. إن هذا القائل بتأثير النجوم عالم ربّانی من علماء الهند، وكان هو مجدّد زمانه، وفضائله متبينة

فی هذه الدیار، وهو إمام فی أعین الکبار والصغار، ولا یختلف فی علو شأنه أحد من المؤمنین. فویل للذین یطیلون لُسُنَهم لتکفیر المسلمین کالوَقاح المتسلطة، ولا یتفکرون فی کلماتِ أئمّتهم، ویریدون أن یزیدوا الکفار ویُقلّلوا أهل الإسلام، ویریدون أن یُلقُوا الأُمّةَ فی فتنة صمّاء یکفر بعضهم بعضا، ویبیعون الإیمان لفضالة المأکل وثمالة المنهل، ویسقطون کالذباب علی قَیح ومُخاط وبُراز الناس، ویترکون وَردًا وریحانًا ومسکًا وعنبرا وأنهارَ ماءٍ مَعین. **ثم اعلم** أن الفاضل الذی کتبنا قلیلًا من کلامه قال فی "**فیوض الحرمین**" أزید من هذا، فلنذکُرُ قلیلًا من عباراته التی فیها بیان تأثیر النجوم والأفلاک، وهی هذه:

"ربما لم یکن الرجل شریفا فی الأصل، ولکنه وُلِد فی زمان تقضی الاتصالاتُ الفلکیة یومئذ نباهةَ نسبه. وأری أن ذلک بنوع امتزاج زُحل مع الشمس والمشتری، بحیث یکون الزحل مرآةً ونورُ الشمس والمشتری منعکسًا فیه، فحینئذ یکون. واللّٰه أعلم. براعة النسب والنباهة من أجله. ویکون ذلک الاتصال بحیث ینحفظ فی صورته المُفاضة حُکْمُ هذا الاتصال کما ینحفظ فی الأولاد أشکال الوالدین وتخاطیطهما، وهذا الرجل لیس له شرفٌ موروث."

ثم قال فی مقام آخر من کتابه "الفیوض"

"هاکَ ما فهَّمنی ربی. أنه یجیء مِن مدد السماء الأولی نُقولٌ وتوسّطاتٌ وزیٌّ، ومن السماء الثانیة قواعدُ منضبطة، فتُکتَب وتُسطَر وتُعلَّم وتُؤثَر کابرًا عن کابر، وتُوقَر بها الصدور وتُملأ به الصحف، ومن السماء الثالثة لون طبعی، فتصیر طبیعته وتمیل إلیه الطبائع وتهیج لها حمیّة منهم فیحمونها وینصرونها ویناضلون دونها، ویحبونها کحب الأموال

والأولاد والأنفس. ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخير، فيكون مسخَّرًا لها أكابرُ الناس وأصاغرهم، علماؤهم وأمراؤهم، ومن السماء الخامسة نِكايةٌ وشدة، فلن ترى منكرا لها إلا وقد امتُحن بالمحن، وابتُلي بالبلايا ولُعن وعوقب كان من الغيب ناصرا لها. ومن السماء السادسة هداية معظّمة، فيكون سببا لاهتدائهم ومثابةً للناس إلى كمالهم. ومن السابعة الشرفُ الدائم الذى كالندب فى الحجر لا يزال حتى تُمزَّع أوصاله وتُقطَع أجزاؤه. فهذه أركانٌ سبعة نلتمّ☆ فى الملأ الأعلى، فيكون جسدًا سوى فيهم، فيُنفَخ مِن التدلّى الأعظم جَذبٌ فيها بمنزلة الروح فى الجسد، فمن تلبّسَ بتلك الأذكار والأفكار، وتزيّنَ بذلك الزىّ شملتُه الرحمة الإلهية، وأتاه الجذب من فوقه ومن تحته ويمينه وشماله ومن حيث لايحتسب. ثم يربّى هذا الطفل ساداتُ الملأ الأعلى، ويخدمه الملأ السافل، فلا يزال يتقرر أمره ويزداد شأنه، حتى يأتى أمر اللّٰه على ذلك. فهذه هى الطريقة، وقِسْ عليه المذهب فى الفروع والأصول. فكل من ادّعى أن اللّٰه تعالٰى أعطا طريقة أو مذهبًا ولم يكن الذى أُعطى كما وصفْنا فقد عجز عن معرفة الأمر على ما هو عليه. ثم ليس كل أحد يُقضى له بالطريقة، وليس عند اللّٰه جزاف ولا تخمين فى شىء من الأشياء، بل إنما يعطى من جِبِلّ مباركا زكيا فيه إمداد الأفلاك السبعة والملأ الأعلى والسافل، وله رحمة خاصة من التدلى الأعظم. وكم من عارف عظيم المعرفة أو فانٍ باقٍ شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك زكىّ فلا يُعطاها. وكذلك لا يتعاطى حفظها كل أحد، بل لكل أمر رجلٌ خُلق له ويُسِّرتْ جبلّةٌ لذلك. وأما صورةُ ظهورها فنشأة أخرى وراء النشأة المتعارفة ﴿۷۷﴾

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے" تلتئم "ہونا چاہیے۔(ناشر)

حقیقتها برکة فائضة فی الأعراض والأفعال.''

تـمّ کـلامـه رحمه اللّٰه. فـإن کـفّـرتَ أحـدًا بهـذه العقائد فکفّرْه أوّلاً، فإن الفضل للمتقدمین.

ومـن اعتـراضـاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل یحقّر معجزاتِ المسیح ویستهزء بها ویـقـول إنهـا لیسـت بشـیء ، ولـو أردتُ لاری مثلَها بل أکبر منها، ولکنی أکره ولا أتوجّه إلیها کالشائقین.

أمـا الـجـواب فـاعـلم أن المعجزة لیس من فعل العباد بل من أفعال اللّٰه تعالٰی، فما کـان لـرجـل أن یـقـول أن أفـعـل کذا و کذا باختیاری و إرادتی. و مـا یـفـعل إنسان بـاختیـاره و إرادتـه و تـدبیـره فهـو فعلٌ من أفعال الإنسان، ولا نسمّیه معجزة بل هو مـکیـدة أو سحر. فـافْهَمْ یـا أخی . زادک اللّٰـه رشدا. أنـی مـا قـلـت کـما فهِم الـمستعجلون، بل قلتُ متکلما بزیِّ رجلٍ محمّدیّ نظرًا علی فضلٍ کان علی **سیّدنا محمدنِ المصطفٰی خاتم النبیین**.

ومـا ضـحـکـتُ عـلـی الـمسیـح وما استهزأت بمعجزاته، بل کان مرادی من کـلـمـاتـی کلها أنّا أُوتینا دینًا کاملًا ونبیا کاملًا، ولا شک أنّا نحن خیر أُمّة أُخرجتْ للناس فـکـم مـن کمال یوجد فی الأنبیاء بالإصالة، ویحصُل لنا أفضلُ منه وأولٰی منه بـالـطریق الظلّی، وهذا فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء . ألا تریٰ إلی **قول رسول** اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إذ قـال إن فـی الجنة مکانا لا ینالہ إلا رجل واحد وأرجو أن أکون أنا هـو، فبـکٰی رجل من سماع هذا الکلام وقال **یا رسول** الـلّٰـه صلی اللّٰه علیه وسلم، لا أصبـر عـلـی فـراقک، ولا أستـطیـع أن تـکـون فـی مکان وأنا فی مکان بعید عنک محجوبا عن رؤیة وجهک، فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنت تکون معی ﴿۷۸﴾
وفـی مکانی فـانـظـرْ کیف فـضّـلـه علی الأنبیاء الذین لا یجدون ذٰلک المکان. ثم

انظر إلى قوله تعالى ودعائه الذى علّمنا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1]، فإنّا أُمِرنا أن نقتدى الأنبياء كلهم ونطلب من اللّٰه كمالاتهم، ولما كانت كمالات الأنبياء كأجزاء متفرقة وأُمِرنا أن نطلبها كلها ونجمع مجموعة تلك الأجزاء فى أنفسنا، فلزم أن يحصل لنا شيء بالظلية ومتابعةِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما لم يحصل لفردٍ فردٍ من الأنبياء وقد اتفق علماء الإسلام أنه قد يوجد فضيلة جزئية فى غير نبى لا توجد فى نبى. ثم انظر إلى كلام **ابن سيرين** حين سُئل عن مرتبة المهدى.. وقيل أهو **كأبى بكر** فى فضائله قال بل هو أفضل من بعض الأنبياء . وما اختلف اثنان من علماء هذه الأمة فى أن الفضائل الظلية التى توجد فى هذه الأمة قد تفوق بعض الفضائل التى توجد فى الأنبياء بالأصالة، ولذلك قيل إن الأنبياء السابقين كانوا ينظرون إلى هذه الأمة بعين الغبطة، وتمنى أكثرهم أن يكونوا منهم. فلو لم يكن فى هذه الأمة شيء من أنواع الفضائل التى لم توجد فى أنبياء بنى إسرائيل. فلِمَ سألوا ربهم أن يجعلهم من هذه الأمةوأما كراهتنا من بعض معجزات المسيح فأمرٌ **حق**، وكيف لا نكرَه أمورًا لا توجد حِلّتها فى شريعتنا مثلا. قد كُتب فى إنجيل يوحنا الإصحاح الثانى أن عيسٰى دُعى مع أُمّه إلى العُرس وجعَل الماء خمرًا من آنية ليشرب الناس منها.فانظر كيف لا نكره مثل هذه الآيات فإنّا لا نشرب الخمر، ولا نحسبه شيئا طيّبًا، فكيف نرضى بمثل هذه الآية ؟ وكم من أمور كانت من سنن الأنبياء ، ولكنا نكرَهها ولا نرضى بها، فإن **آدم.صفيّ اللّٰه** . كان يُزوِّج بنته ابنه ونحن لا نحسب هذا العمل حسنا طيّبًا فى زماننا، بل كُنّا كارهين.

[1] الفاتحة: ٦، ٧

فلكلّ وقت حكمٌ، ولكلّ أُمّة منهاجٌ، وكذٰلك نكره أن يكون لنا آيةُ خَلْق الطيور، فإن اللّٰه ما أعطىٰ رسولَنا هذا الإعجاز، وما خلَق نبيُّنا ذبابة فضلًا عن أن يخلق طيرًا عظيما. وكان السر في ذٰلك إعلاء كلمة التوحيد وتنجية الناس من كل ما هو كان محل الخطر، بل قد يكون كبذر الشرك. هذا ما كان مرادنا في كتابنا، **وإنما الأعمال بالنِّيّات**، فتدبَّرْ ساعةً، لعل اللّٰه يجعلك من المصدّقين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل يحسب الملا ئكة أرواح الشمس والقمر والنجوم. أما الجواب فاعلم أنهم قد أخطأوا في هذا، واللّٰه يعلم أني لا أجعل أرواح النجوم ملا ئكة، بل أعلم من ربّي أن الملا ئكة مدبِّرات للشمس والقمر ﴿۷۹﴾ والنجوم وكلِّ ما في السماء والأرض، وقد قال اللّٰه تعالىٰ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ[1]، وقال فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا[2]. ومثل تلك الآيات كثير في القرآن، فطوبىٰ للمتدبرين.

ومن اعتراضات المكفِّرين أنهم قالوا إن هذا الرجل ادّعى النبوة وقال إنّي من النبيّين. **أما الجواب** فاعلم يا أخي أني ما ادّعيتُ النبوة وما قلت لهم إني نبي، ولكن تعجَّلوا وأخطأوا في فهم قولي، وما فكّروا حق الفكر بل اجترأوا على نحتِ بهتان مبين. وتراهم يسارعون إلى التكفير ويكفّرون بعض المؤمنين ويخادعون البعض، ولا يخفى على اللّٰه ما في صدور الظالمين. ومنهم من يُعجِب الناسَ قولُه ويُقسِم باللّٰه أنه على الحق وهو أول المُبطِلين. يلبِس الحقَّ بالباطل ويغطِّي الصدقَ على الكذب، ويسعى سَعْيَ العفاريت، وينجّس وجه الأرض بالتمويهات والتلبيسات، ويفُوق بمكره كل مكّار، ثم يسمّي الصادقين دجالين.

[1] الطارق:۵ [2] النازعات:۶

وما قلت للناس إلا ما كتبت فى كتبى من أننى محدَّث ويكلّمنى اللّٰه كما يكلّم المحدَّثين. واللّٰهُ يعلم أنه أعطانى هذه المرتبة، فكيف أردّ ما أعطانى اللّٰه ورزقنى من رزق.. أأعرضُ عن فيض ربّ العالمين وما كان لى أن **أدّعى النبوة** وأخرج من الإسلام وأَلحَق بقوم كافرين. وها إننى لا أصدّق إلهامًا من إلهاماتى إلا بعد أن أعرضه على كتاب اللّٰه، وأعلم أنه كل ما يخالف القرآن فهو كذب وإلحاد وزندقة، فكيف أدّعى النبوة وأنا من المسلمين؟ **وأحمد اللّٰه** على أنى ما وجدت إلهاما من إلهاماتى يخالف كتاب اللّٰه، بل وجدت كلها موافقا بكتاب رب العالمين.

ومن الناس من يقول إن باب الإلهام مسدودٌ على هذه الأمة، وما تدبَّرَ فى القرآن حق التدبر، وما لقى المُلهَمين. **فاعلم** أيها الرشيد أن هذا القول باطل بالبداهة، ويخالف الكتاب والسنة وشهادات الصالحين. أما كتاب اللّٰه.. فأنت تقرأ فى القرآن الكريم آياتٍ تؤيد قولنا هذا، وقد أخبر اللّٰه تعالٰى فى كتابه المحكم عن بعض رجال ونساء **كلّمهم ربهم** وخاطبهم وأمرهم ونهاهم، وما كانوا من الأنبياء ولا رسل رب العالمين. **ألا تقرأ** فى القرآن لَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ [1].

فتدبَّرْ أيها المنصف العاقل كيف لا يجوز مكالماتُ اللّٰه ببعض رجال هذه الأمة التى هى خير الأمم وقد كلّم اللّٰهُ نساءَ قوم خلوا من قبلكم، وقد أتاكم مثل الأولين فإن كان بعض الناس فى شك من إلهامى، وكان لهم عجبٌ من أن يخاطب اللّٰه أحدا من هذه الأُمّة ويكلّمه من غير أن يكون نبيّا.. فلِمَ لا يحكّمون القرآنَ فيما شجر بينهم؟ ولِمَ لا يردّون الأمر إلى اللّٰه ورسوله إن كانوا مؤمنين وقد قال اللّٰه تعالٰى: لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ ﴿۸۰﴾

[1] القصص:۸

الدُّنْيَا[۱]، وقال إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ[۲]، وقال يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ[۳]، وقال يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا[۴]، وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ[۵]. فالنور. الذى هو الأمر الفارق بين خواص عباد اللّٰه وبين عباد آخرين. هو الإلهام والكشف والتحديث، وعلوم غامضة دقيقة تنزل على قلوب الخواص من عند اللّٰه. وكذلك قال عزّوجلّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[۶]. **وأنت تعلم** أن الذين يصِلون مقاماتِ الكمال من الاتقاء وخوفِ هجر الرب، لا يبقى لهم همٌّ واهتمام فى فكر الرّزق الّذى هو حظّ الجسم. أعنى الخُبز واللحم وأنواع الطعام والشراب والألبسة، بل ينهضون لاكتساب الأموال الروحانية، ويُجذَب قلبهم وروحهم وشوقهم إلى المولى، وإلى رزقٍ يزيد لهم يقينًا ومعرفةً ويُدخلهم فى الواصلين. ولا يريدون الدنيا وشهواتها ولذّاتها، وما كان أعظم مراداتهم الدنيا ولا أن يأكلوا ويشربوا ويُتلفوا أعمارهم فى الخَضْم والقَضْم، ويعيشوا كالمترَفين. فالرزق الذى هو مُرادُ رجالٍ أُولى التقوى إنما هو فيوض الغيب من الكشف والإلهام والمخاطبات، ليبلغوا مراتب اليقين كلها، ويدخلوا فى عباد اللّٰه العارفين. فقد وعد اللّٰه لهم وقال مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ، وأما الذين يظنون أن الرزق منحصر فى التنعمات الجسمانية ، فقد أخطأوا خَطَأً كبيرًا، وما تدبّروا فى القرآن حق التدبر، وكانوا من الغافلين.

۱ یونس:۶۵ ۲ حٰمٓ السجدة:۳۱،۳۲ ۳ المؤمن:۱۶ ۴ الانفال:۳۰ ۵ الحدید:۲۹
۶ الطلاق:۳،۴

وكذلك **قوله تعالى** إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا[1]، أى هاتوا قلوبَهم وألقُوا فيها كلماتِ التثبيت، يعنى قولوا لَا تَخَافُوا وَ لَا تَحْزَنُوا، وكمثله مِن كلمات تطمئن بها قلوبهم. فهذه الآيات كلها تدل على أن اللّٰه قد يكلّم أولياءه ويخاطبهم ليزداد يقينهم وبصيرتهم وليكونوا من المطمئنّين.

وكذلك علّم اللّٰه عباده دعاء اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ[2]، ومعلوم أن من أنواع الهداية كشفٌ وإلهام ورؤيا صالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث لينكشف بها غوامض القرآن ويزداد اليقين، بل لا معنى للإنعام من غير هٰذه الفيوض السماوية، ﴿۸۱﴾ فإنها أصل المقاصد للسالكين الذين يريدون أن تنكشف عليهم دقائق المعرفة، ويعرفوا ربهم فى هذه الدنيا، ويزدادوا حُبًّا وإيمانا، ويصِلوا محبوبهم متبتّلين. فلأجل ذٰلك.. حثَّ اللّٰه عبادَه على أن يطلبوا هذا الإنعام من حضرته، فإنه كان عليمًا بما فى قلوبهم من عطش الوصال واليقين والمعرفة، فرحِمهم وأمدّ كلَّ معرفة للطالبين، ثم أمرهم ليطلبوها فى الصباح والمساء والليل والنهار، وما أمرهم إلا بعدما رضى بإعطاء هذه النعماء، بل بعدما قدّر لهم أن يُرزَقوا منها، وبعدما جعلهم ورثاء الأنبياء الذين أُوتوا مِن قبلهم كلَّ نعمة الهداية على طريق الأصالة. فانظر كيف منَّ اللّٰه علينا.. وأمَرنا فى أمّ الكتاب لنطلب فيه هدايات الأنبياء كُلّها، ليكشف علينا كل ما كشف عليهم، ولكن بالاتّباع والظلّية، وعلى قدرِ ظروف الاستعدادات والهمم. فكيف نردّ نعمة اللّٰه التى أُعِدّت لنا إن كنّا طُلباء الهداية؟ وكيف نُنكرها بعدما أُخبرنا عن أصدق الصادقين.

[1] الانفال:۱۳ [2] الفاتحة:۶،۷

وأمّا ما ثبت من **سُنة رسول اللّٰه** وآثارِه فی هذا الباب فاعلمْ أنه قال صلی الله علیه و سلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی إسرائیل رجال یُکلَّمون مِن غیر أن یکونوا أنبیاء ، فإن یّکُ فی أمتی منهم أحدٌ **فعمرُ**. وقال قد کان فیما مضٰی قبلکم من الأُمم محدَّثون، وإنه إن کان فی أمتی هذه منهم فإنه **عمر بن الخطاب** . وجاء فی البخاری فی آیة وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى [1] الآیة عن ابن عباس أنه کان یزید فیه "**ولا محدَّثٍ**" ، یعنی یقرأ وما أرسلنا من قبلک من رسول ولا نبیّ ولا محدَّث. وتجد هذا الذکر مفصّلا فی "فتح الباری"، فلا تُعرِضْ عن الحق بعدما جاءک، وتدبّر مع المُتدبّرین.

وإنی کتبت فی بعض کتبی أنّ **مقام التحدیث** أشدّ تشبُّهًا بمقام النبوّة، ولا فرق إلا فرق القوة والفعل. وما فهموا قولی وقالوا إنّ هذا الرجل **یدّعی النبوة**، واللّٰه یعلم أن قولهم هذا کذب بحت، لا یُمازجه شیء من الصدق، ولا أصل له أصلا، وما نحتوه إلا لیهیّجوا الناس علی التکفیر والسب واللعن والطعن، وینهضوا هم للعناد والفساد، ویفرّقوا بین المؤمنین.

وإنی واللّٰه **أؤمن باللّٰه ورسوله، وأؤمن بأنه خاتم النبیین** . نعَمْ، قلت إن أجزاء النبوة توجد فی التحدیث کُلّها، ولکن بالقوة لا بالفعل، فالمحدَّث نبیٌّ بالقوة، ولو لم یکن سدُّ باب النبوة لکان نبیًا **بالفعل**، وجاز علی هذا أن نقول **النّبیّ مُحدَّث** علی وجه الکمال، لأنه جامع لجمیع کمالا ته علی الوجه الأتم الأبلغ بالفعل، وکذلک جاز أن نقول إن المحدَّث نبی بناءً علی استعداده الباطنی أعنی أن المحدَّث نبی **بالقوّة**، وکمالات النبوة جمیعها مخفیّة مضمَرة فی التحدیث، وما حبس ﴿۸۲﴾

[1] الحج:۵۳

ظهورها وخروجها إلى الفعل إلّا سدّ باب النبوة. وإلى ذٰلک أشار النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی قوله: "**لو کان بَعْدِی نبیّ لکان عمر**" وما قال هذا إلا بناءً علی أن عمر کان **محدَّثا**، فأشار إلی أن مادة النبوة وبذرها یکون موجودًا فی التحدیث، ولکن اللّٰه ما شاء أن یُخرجها مِن مَکْمَن القوة إلی حیّز الفعل، وإلٰی ذٰلک إشارة فی قراء ة ابن عباس وما أرسلنا من رسول ولا نبیّ ولا محدَّث، فانظرْ کیف أُدخل الرّسل والنبیّون والمحدَّثون فی هذه القراء ة فی شأن واحد، وبیّن اللّٰه أن کلّهم من المحفوظین ومن المرسلین.

ولا شکّ أن التحدیث موهبة مجردة لا تُنال بکسبٍ البتّة.. کما هو شأن النبوة، ویُکلِّم اللّٰه المحدَّثین کما یُکلِّم النبیین، ویرسل المحدَّثین کما یرسل الرسل، ویشرب المحدَّث من عینٍ یشرب فیها النبیّ، فلا شک أنه نبیٌّ لولا سدّ الباب، وهذا هو السرّ فی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إذا سمّی **الفاروق** محدَّثا فقفّی علی أثره قوله لو کان بعدی نبی لکان عمر، وما کان هذا إلا إشارة إلی أن المحدث یجمع کمالاتِ النبوة فی نفسه، ولا فرق إلا فرق الظاهر والباطن، والقوة والفعل. فالنبوة شجرة موجودة فی الخارج مثمرة بالغة إلی حدّ ها، والتحدیث کمثل بذر فیه یوجد فی القوة کلُّ ما یوجد فی الشجر بالفعل وفی الخارج. وهذا مثال واضح للذین یطلبون معارف الدّین، وإلی هذا أشار رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی حدیث **علماء أُمتی کأنبیاء بنی إسرائیل**، والمراد من العلماء المحدَّثون الذین یُؤتَون العلم من لدن ربهم ویکونون من المکلَّمین.

وقد استصعب الفرق بین التحدیث والنبوة علی بعض الناس، فالحق أن بینهما فرق القوة والفعل کما بینتُ آنفا فی مثال الشجرة وبذرها،

فخُذْها منی ولا تخفْ إلا اللّٰهَ، وادعُو اللّٰه أن تکون من العارفین. هذا ما قلنا فی بعض کتبنا استنباطًا من الأحادیث النبویة والقرآن الکریم، وما قال بعض السلف فهو أکبر من هذا، ألا تری إلی قول ابن سیرین أنه ذُکر المهدی عنده وسئل عنه هل هو أفضل من أبی بکر فقال ما أبو بکر هو أفضلُ من بعض النبیّین!

هذا ما کتب صاحب "فتح البیان" **صدّیق حسن** فی کتابه "الحُجَج"، ومثله أقوال أخری ولکنا نترکها خوفا من الإطناب وعلیک أن تدقّق النظر بالإنصاف الکامل لیتضح لک الحق الحقیق وتکون من الفائزین. وقد بیّنت لک کُلّ ما هو کلمة الکفر فی أعین المستعجلین، فانظر. أین هذا وأین ادعاء النبوة؟ فلا تظن یا أخی أنی قلت کلمة فیه رائحةُ ادّعاء النبوة کما فهِم المتهوّرون فی إیمانی وعِرضی، بل کُلّ ما قُلت إنما قلتها تَبْیِینًا لمعارف القرآن ودقائقه، وإنما الأعمال بالنّیّات ومعاذَ اللّٰه أن أدّعی النبوة بعدما جعل اللّٰه نبیَّنا وسیدنا محمدًا المصطفٰی صلی اللّٰه علیه وسلم خاتم النبیّین. ﴿۸۳﴾

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن **المسیح الموعود لا** یأتی إلا عند قُرب القیامة وظهور أماراتها الکبریٰ. یعنی ظهور یأجوج ومأجوج، ودابّة الأرض، والدجّال الذی تسیر معه الجنة والنار، وطلوع الشمس من مغربها، وما ظهر شیء من هذه العلامات.. فمن أین جاء المسیح الموعود مع عدم مجیء آیات أخری؟ وکیف یطمئن القلب علی هذا وکیف یحصل الثلج والیقین؟

أما الجواب فاعلم أن هذه الأنباء قد تمّتْ کلها، ووقعت کما کان فی الآثار المنتقاة المدوّنة عن الثقات، ولکن الناس ما عرفوها وکانوا غافلین.

والکلام المفصّل فی ذلک أن أمارات القیامة علٰی قسمین : الأمارات الصغریٰ،

والأمارات الكُبرىٰ. أما الأمارات الصغرىٰ فقد تبدو وتظهر علىٰ صورتها الظاهرة، وقد تنكشف وجودها فى حُلل الاستعارات. ولكن الأمارات الكبرى فلا تظهر علىٰ صورتها الظاهرة أصلًا، ولا بد فيها أن تظهَر فى حُلل الاستعارات والمجازات. والسر فى هذا الأمر أن الساعة لا تأتى إلا بغتة كما قال اللّٰه تعالى يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [۱]

وقال فى مقام آخر اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ [۲] ..

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ [۳].

وقال كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۔ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ [۴].

وقال هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ [۵].

وقال وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ [۶].

فثبت من قوله عزّ و جل. أعنى وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فى مِرْيَةٍ مِنْهُ أن العلامات القطعية المزيلة للمِرية، والأمارات الظاهرة الناطقة الدّالة على قُرب القيامة. لا تظهر أبدا، وإنما تظهر آيات نظرية التى تحتاج إلى التأويلات، ولا تظهر إلا فى حُلل الاستعارات، وإلا فكيف يمكن أن تنفتح أبواب السماء وينزل منها عيسىٰ أمام أعين الناس وفى يده حربة، وتنزل الملائكة معه، وتنشقّ الأرض وتخرج منها دآبّة عجيبة تكلّم الناسَ أن الدّين ﴿۸۴﴾

۱ الاعراف:۱۸۸ ۲ یوسف:۱۰۸،۱۰۹ ۳ الانبیاء:۴۱ ۴ الشعراء:۲۰۱تا۲۰۳ ۵ الزخرف:۶۷
۶ الحج:۵۶

عند اللّٰه هو الإسلام، ويخرج يأجوج ومأجوج بصورهم الغريبة وآذانهم الطويلة، ويخرج حمار الدجّال ويرى الناس "بين أذنيه سبعون باعًا "، ويخرج الدجّال ويرى الناس الجنةَ والنّار معه والخزائن التى تتبعه، وتطلُع الشمس من مغربها كما أخبر عنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ويسمع الخَلق أصواتا متواترة عن السماء أن المهدى خليفة اللّٰه، ومع ذلك يبقى الشك والشبهة فى قلوب الكافرين.

ولأجل ذٰلك كتبتُ فى كتبى غير مرّة أن هذه كلها استعارات وما أراد اللّٰه بها إلّا ابتلاء الناس ليعلم من يعرفها بنور القلب ومن يكون من الضالين. ولو فرضنا أنها تظهر بصورها الظاهرة فلا شكّ أن من ثمراتها الضرورية أن يرتفع الشك والشبهة والمِرية من قلوب الناس كلهم كما يرتفع فى يوم القيامة، فإذا زالت الشكوك ورُفعت الحجب فأىُّ فرقٍ بقى بعد انكشاف هذه العلامات المهيبة الغريبة فى تلك الأيام وفى يوم القيامة؟

انظر أيها العاقل أنه إذا رأى الناس رجلا نازلًا من السّماء وفى يده حربة ومعه ملائكة الذين كانوا غائبين من بدء الدنيا وكان الناس يشكّون فى وجودهم، فنزلوا وشهدوا أن الرسول حق، وكذلك سمع الناس صوت اللّٰه من السماء أن المهدى خليفة اللّٰه، وقرأوا لفظ "الكافر "فى جبهة الدجّال، ورأوا أن الشمس قد طلعت من المغرب، وانشقّت الأرض وخرجت منها دآبة الأرض التى قدمه فى الأرض ورأسه تمسّ السماء ، ووسَمت المؤمن والكافر، وكتبتْ ما بين عينهم مؤمن أو كافر، وشهدت بأعلى صوتها بأن الإسلام حق، وحصحص الحق وبرق من كل جهة، وتبينت أنوار صدق الإسلام حتى شهد البهائم والسباع والعقارب

علی صدقه، فکیف یمکن أن یبقی کافر علی وجه الأرض بعد رؤیة هذه الآیات العظیمة، أو یبقی شک فی اللّٰه وفی یوم الساعة؟ فإن العلوم الحسّیة البدیهة شیء یقبله کافر ومؤمن، ولا یختلف فیه أحد من الذین أُعطوا قوی الإنسانیة؛ مثلًا إذا کان النهار موجودًا والشمس طالعة والناس مستیقظین فلا یُنکره أحد من الکافرین والمؤمنین. فکذلک إذا رُفعت الحجب کلها، وتواترت الشهادات، وتظاهرت الآیات، وظهرت المخفیّات، وتنزلت الملائکة، وسُمعتْ أصوات السماء، فأی تفاوُت بقیت بین تلک الأیام وبین یوم القیامة، وأی مفرّ بقی للمنکرین؟ فلزم من ذلک أن یُسلِم الکفار کلهم فی تلک الأیام، ولا یبقی لهم شک فی الساعة؛ ولکن القرآن قد قال غیر مرة إن الکفار یبقون علی کفرهم إلی یوم القیامة، ویبقون فی مِریتهم وشکّهم فی الساعة حتی تأتیهم الساعة بغتة وهم لا یشعرون. ولفظ "البغتة" تدل بدلالة واضحة علٰی أن العلامات القطعیة التی لا تبقی شک بعده، علی وقوع القیامة لا تظهر أبدا، ولا تجلیها اللّٰه بحیث تُرفع الحجب کلّها وتکون تلک ﴿۸۵﴾ الأمارات مرآة یقینیة لرؤیة القیامة، بل یبقی الأمر نظریا إلی یوم القیامة، والأمارات تظهر کلها ولکن لا کالأمر البدیهی الذی لا مفر من قبوله، بل کأمور ینتفع منها العاقلون، ولا یمسّها الجاهلون المتعصبون، فتدبَّرْ فی هذا المقام فإنه تبصرة للمُتدبّرین.

وأنت تعلم أن هذه الأنباء کلها. کخروج دابّة الأرض ویأجوج ومأجوج وغیرها، قد اختلفت الآثار فی تبیینها، ولم تُبیَّن علی نهج واحد، حتی إن بعض الصحابة زعموا أن دآبّة الأرض علیٌّ رضی اللّٰه عنه، فقیل له إن الناس یظنون

أنک أنت دآبّة الأرض، فقال ألا تعلمون أنه إنسان ومعه لوازم بعض الحیوانات، ولها وبر و ریش، وشیء فیه کالطیر، وشیء فیه کالسباع، وشیء فیه کالبهائم، وهو یسعٰی کمثل فرس ضلیع ثلاث مرة ولم یخرج إلا أقلّ من ثلثیه، وما أنا إلا إنسان بحتٌ لیس علٰی جلدی وبر ولا ریش. فکیف أکون دآبّة الأرض؟ وقال بعض الناس إن دآبة الأرض التی ذکره القرآن هو اسم الجنس لا اسم شخص معین، فإذا انشقت الأرض فیخرج منه ألوف من دوآبّ الأرض سُمی کل واحد منها دآبّة الأرض . لهم صور کصور الإنسان وأبدان کأبدان السباع والکلاب والبهائم. وقیل إنها حیوان لها عنق طویلة . یراها المغربی کما یراها المشرقی، ولها مناقیر الطیور، وهی حیوان أصوف ذاتُ زَغَبٍ وذات وبر وریش، وفیها من کل لونٍ من ألوان الدواب، ولها أربع قوائم، وفیها من کل أُمّةٍ سِیُمَی، وسیماها من هذه الأمة أنها تکلّم الناسَ بلسان عربی مبین، تکلّمهم بکلامهم. هذا قول ابن عباس. وجاء من أبی هریرة أنها ذات عَصَبٍ وریش، وأن فیها من کل لونٍ، ما بین قرنیها فرسخ للراکب المُجِدّ. وعن ابن عمر قال إنها زَغْباءُ ذات وبر وریش. وعن حذیفة قال إنها سَلَمَّعَةٌ ذات وبر وریش، لن یدرکها طالب ولا یفوتها هارب. وعن عمرو بن العاص قال إنها حیوان طویل القامة، رأسه یبلغ السماء ویمسّها ولم یخرج رجلاه من الأرض، وإنها لتخرج کجری الفرس ثلاثة أیام لم یخرج ثلثا، و عن ابن زبیر قال هی دآبة رأسها کرأس البقر، وعینها کعین الخنزیر، وأذنها کأذن الفیل، وقرنها کقرن الأیّل، وعنقها کعنق النعامة، وصدرها کصدر الأسد، ولونها کلون النمر، وخاصرها کخاصر السنور، وذنبها

كذنب المعيز، وأرجلها كقوائم الإبل، وما بين مفصليها اثنا عشر ذراعا. وعن عاصم بن حبيب بن اصبهان قال رأيت عليًّا يقول إن دآبة الأرض تأكل بفيها وتتكلم مِن إسْتها. وجاء فى بعض الأحاديث أنها تخرج ويكون معها عصا موسى وخاتم سليمان بن داوٗد، وينادى بأعلٰى صوت أن الناس كانوا بآياتنا غافلين، وتسِم المؤمن والكافر. أما المؤمن فيبرق وجهه بعد الوسم كَالكوكب الدرّى، وتكتب الدابة ما بين عينيه لفظ المؤمن، وأما الكافر فتكتب ما بين عينيه لفظ الكافر كنقطة سوداء. وجاء فى رواية أن لها صوتا عالٍ يسمعها كل من هو فى الخافقين، وهى تقتل إبليس وتمزّقه. وفى مواضع خروجها وأزمنة ظهورها اختلافات عجيبة تركنا ذكرها اجتنابا من طول الكلام. وقالوا إنها تخرج فى زمان واحد من أمكنة متعددة. تخرج من أرض مكة، وتخرج من أرض المدينة، وتخرج من أرض اليمن، فيُرى صورته فى الأمكنة المختلفة بطور خرق العادة فى الصور المثالية. فمن ههنا يثبت عالم المثال. وأعجبنى أن علماء نا قد جوّزوا هذه الصور المثالية فى خروج دابّة الأرض، وقالوا إن لها تكون قدرةٌ على كونها موجودة فى المشرق والمغرب فى آن واحد، وهم لا يجوّزون هذه القدرة للملا ئكة، ويقولون إنهم إذا نزلوا من السماء فلا بد من أن تبقى السماوات خالية منهم، وإنْ هذا إلا حمق مبين. ﴿۸۶﴾

هذا ما جاء فى حال دابة الأرض فى كتب الأحاديث مع اختلافات وتناقضات حتى إن أكثر الصحابة ظنوا أنه إنسان فقط، ولأجل ذلك حسبوا أن عليًّا هو دابة الأرض. ومن أعجب العجائب أن بعض الأحاديث تدل على أن دابة الأرض مؤمنة تؤيّد المؤمنين وتخزى

الكافرين، وتشهد أن دين الإسلام حق، حتى إنها تقتل إبليس وتمزّقه، وبعض الأحاديث يدل على أنها امرأة كافرة خادمة للشيطان وجسّاسة للدجّال وليس فيها خير؛ فلا يمكن التوفيق بينهما إلا أن نقول إن المراد من دابة الأرض علماء السوء الذين يشهدون بأقوالهم أن الرسول حق والقرآن حق، ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجّال، كأن وجودهم من الجزئين.. جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر، أقوالهم كأقوال المؤمنين، وأفعالهم كأفعال الكافرين. فأخبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن أنهم يكثرون فى آخر الزمان، وسُمُّوا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض، وما أرادوا أن يُرفعوا إلى السماء، واطمأنوا بالدنيا وشهواتها، وما بقى لهم قلب كالإنسان، واجتمعت فيهم عادات السباع والخنازير والكلاب. تراهم مستكبرين متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومسّوها، ولم تخرج أرجلهم من الأرض من شدة انتكاسهم إلى الدنيا، فهم كالذى شُدِّدَ أَسْرُه وكالمسجونين. يكلّمون الناس من الإست لا من الأفواه، يعنى ولا تجد فى كلماتهم طهارة وبركة واستقامة ونورانية ككلمات الصالحين ☆.

﴿۸۶﴾ ☆ قال قائل لو كان هذا هو الحق. أن دابّة الأرض هى طائفة علماء هذا الزمان، فيلزم أن يكون تكفيرهم حقًّا وصدقا، فإن من شأن دابة الأرض أنها تسِم المؤمن والكافر، فمن جعله الدابةُ كافرا(يُشير المعترض إلينا) فعليكم أن تقرّوا بكفره، فإن التكفير بمنزلة الوسم من دابّة الأرض. فيُقال فى جواب هذا المعترض إن المراد من الوسم إظهارُ كفرِ كافر وإيمان مؤمن، فهذا الإظهار على نوعين قد يكون بالأقوال وقد يكون بالأفعال ونتائجها. وقد جرت سُنة اللّٰه أنه قد يجعل الكافرين والفاسقين علّةً موجبة لظهور أنوار إيمان أنبيائه وأوليائه، ألا ترى إلى سيدنا ونبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت

ومن اعتراضاتهم ما قيل إن بعض أجلّ مشائخهم قال إنى رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى المنام وسألته عن هذا الرجل (يعنى عن المؤلف) أهو كاذب أم صادق؟ فقال **صادق ومن عند اللّٰه**، ولكن اللّٰه يمازحه☆. **أما الجواب** فاعلم أن ذلک الشيخ قد أرسل إلىّ رسولين من عنده، كان اسم أحدهما الخليفة **عبد اللطيف**، واسم الثانى الخليفة **عبد اللّٰه** العرب، فجاءا إلىّ فى مقام فيروزفور وقالا قد أرسلَنا إليک شيخنا **صاحب العَلم** يقول إنى رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم واستفسرته فى أمرک وقلت بيّنْ لى يا رسول اللّٰه أهو كاذب مفترى أم صادق؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم **إنه صادق ومن عند اللّٰه. فعرفتُ أنک على حق مبين**. وبعد ﴿۸۷﴾

☆اسم هذا الشيخ :پير صاحب العَلَم، ويسكن فى بعض بلاد السندھ .وسمعت أنه من مشاهير مشائخ تلک البلاد وجماعةُ مبايعيه قريب من مئة ألف أو يزيدون .منه

حقیقۃ الحاشیہ

عداوة أبى جهل وأمثاله موجبةً لإنارة صدقه وضياء إيمانه؟ ولو لم يكن أبو جهل وإخوانه من المعادين لبقى كثير من أنوار الصدق المحمّدى فى مكمن الاختفاء، فإذا أراد اللّٰه أن يُظهر صدق نبيه صلعم بين الناس فجعل له الحاسدين المعاندين المعادين فى الأرض كأبى جهل وشياطين آخرين، فمكروا كل المكر وآذوا كل الإيذاء، وسعوا لإطفاء أنوار نزلت من السماء، فعجزوا عن ذلک، وجاء الحق وزهق الباطل، وظهر أمر اللّٰه ولو كانوا كارهين فجاز أن يُقال إن أبا جهل وأمثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفٰى وإيمانه الطيب وأنواره العليا، فكذلک نقول إن دابّة الأرض التى هى خادمة الشيطان. أعنى التى تتكلم بالإست لا بالفم كالصالحين من نوع الإنسان. هى تسم المؤمن بمعنى أنها تُظهر أنوار إيمانه كما أظهر أبو جهل أنوار إيمان خاتم النبيّين. فتفكرْ ولا تكن كالمعتوه والمجانين. منه

ذلک لا نشک فی أمرک ولا نرتاب فی شأنک، ونعمل کما تأمر، فإن أمرتنا أن اذهبوا إلی بلاد **الأمریکه** فإنّا نذهب إلیها، وما تکون لنا خِیرةً فی أمرنا، وستجدنا إن شاء اللّٰه من المطاوعین.

هذا ما قال رسولاه وکانا من شرفاء القوم، بل الذی کان اسمه عبد اللّٰه العرب هو من مشاهیر التجار، ومنَّ اللّٰه علیه بأموال کثیرة وباقیات صالحة، وأظن أنه رجل صالح لا یکذب، وقد أنفق مالا کثیرا فی سبیل اللّٰه ومهمّات الدین، وله همٌّ کثیر لإعلاء کلمة الإسلام، وما جاء نی إلا علی قدم الصدق والإخلاص، وما جاء إلا بعدما أرسلهما شیخهما، ففکِّرْ دیانةً وإنصافًا.. أأرسلَهما شیخهما من دیار بعیدة علی تحمُّل مصارف السبیل وتکالیف السفر فی أیام الشتاء لیبلّغا منه کلمةَ المزاح، ویؤذیا.. علی خلاف السُنة. أهل الصلاح؟ وإنهما حیّانِ موجودان، والشیخ حیّ موجود، فاسألُهما وشیخهما إن کنت من المرتابین. ومع ذلک نسبة المزاح إلی اللّٰه تعالی قول تری حقیقته، وأنت تعلم أن المزاح نوع من الکذب، ولا یصح علیه سبحانه الکذب، فإنه رجس ومن النقائص، والنقائص کلها تستحیل علیه تعالٰی ذاتًا. عقلًا وعُرفًا، وقد اتفق العلماء علی أن اللّٰه تعالی لا یکذب ولا یُخلف المیعاد، والکذب علیه مُحال لما فیه من أمارة العجز أو الجهل أو العبث، ولما فیه زیادة ونقص، ویتعالی اللّٰه عن النقائص کلها وکل أنواعها. وجواز الکذب فی أخباره تعالٰی ووحیه وإلهامه یُفضی إلی مفاسد لا تُحصٰی؛ قال فی شرح المواقف ویمتنع علیه الکذب اتفاقًا، ولو کان اللّٰه کاذبا لکان کذبه قدیمًا إذ لا یقوم الحادث بذاته

تعالی، فکیف یکون الکذب من صفاته القدیمة وهو أصدق الصادقین.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا قد ثبت من القرآن أن عیسی علیه السلام رُفع إلی السماء غیر مقتول ولا مصلوب، وجاء فی الأحادیث أنه سینزل☆ ویقتل الدجّال، ویتزوج ویولد له، ثم یموت فیُدفن فی قبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. وقد جاء فی بعض الأحادیث أنه لم یمت، وقد انعقد الإجماع علی مجیئه قبل موته فی زمان یبعث اللّٰه المهدی فیه، ویدعو علٰی یأجوج ومأجوج فیموتون بدعائه، فکیف یمکن الإنکار من هذه الأحادیث التی اتّفق علیها السلف والخلف والصحابة والتابعون والأئمة وأکابر المحدثین؟ أمّا الجواب فاعلم أن وفاة عیسٰی ثابت بالآیات التی هی قطعیة الدلالة، لأن القرآن ما استعمل لفظ التوفی إلا للإماتة والإهلاک، وصدّق ذلک المعنی رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وشهد علیه رجل من الصحابة الذی کان أعلم بلغات قومه، وکان استنبط علم التفسیر ووضعه، وکان له الید الطولٰی والقدح الْمُعَلّٰی فی تحقیق لسان العرب وکان من العارفین. وأمّا شهادته. فکما جاء فی البخاری متوفیک ممیتک، وقال العینی شارح البخاری رواه ابن أبی حاتم عن أبیه، قال حدثنا أبو صالح حدثنا معاویة عن علیّ بن أبی طلحة عن ابن عباس قال متوفیک ممیتک. ثم اعلم أن ادعاء ﴿۸۸﴾

☆ **الحاشیة:** ولو کان عیسٰی راجعا إلی الدنیا بعد الرفع لقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واللّٰهِ لیوشکنّ أن یرجع، ولکنه قال واللّٰه لیوشکن أن ینزل، فترکُ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لفظ الرجوع واختیارُه لفظ النزول دلیل قوی علی أنه أراد من عیسٰی رجلا آخر، لا عیسی الذی هو نبی اللّٰه ابن مریم. منه

الإجماع فی عقیدة رفع عیسیٰ حیًا بجسمه العنصری باطل وکذب صریح قال ابن الأثیر فی کتابه ''الکامل'' إن أهل العلم قد اختلفوا فی عیسٰی هل رُفع قبل الموت أو بعده، فبعضهم ذهبوا إلی أنه رُفع قبل الموت، وبعضهم ذهبوا إلی أنه مات إلی ثلاث ساعات أو سبع ساعات، وذهب فریق من المعتزلة والجهمیة أنه ما رُفع بجسمه العنصری بل مات ورُفع بالرفع الروحانی، وما یکون نزوله إلا نزولًا روحانیا کما کان الرفع روحانیا. وقد أثبت البخاری موته فی صحیحه بکتاب اللّٰه وحدیث رسوله وقول بعض الصحابة. فأین ثبت الإجماع علی رفعه حیًا وعدم موته وکذلک ما اتفق المسلمون علی دفنه فی قبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وقال العینی فی شرح البخاری قیل یُدفن فی الأرض المقدسة وکذلک اختُلِفَ فی موضع نزوله، وفی حدیث ابن عباس قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ''ینزل أخی عیسی ابن مریم علی جبلِ أَفِیْقَ إمامًا هادیًا حَکَمًا عادلا، بیده حربةٌ لقتل الدجّال، وتضع الحرب أوزارها''. وأخرج نعیم بن حماد من طریق جبیر بن نفیر وشریح وعمر بن الأسود وکثیر بن مرة قال قالوا إنما الدجّال شیطان لا غیره، یعنی یخرج فی آخر الزمان ویوسوس فی صدور الناس ویقتله المسیح بالحربة السماویة، یعنی بالنور والذین آمنوا من الصحابة بنزوله ما آمنوا إلا إجمالا، والذین صرّحوا فی هذا الباب بعد الصحابة فقد أخطأوا، ولا یجب علینا أن نتبع آراء هم هم رجال ونحن رجال، وقد منّ اللّٰه علینا وکشف علینا بإلهاماته ما لم یکشف علیهم، وهذا فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء من عباده المؤمنین.

وقد أشار اللّٰه تعالى فى القرآن أن التوراة إمام.. يعنى فيه نظير كل واقعة يقع فى هذه الأمة، ولذلك قال فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [1]، ولكنّا لا نجد فى التوراة نظير النزول الجسمانى، بل نجد نظيرا فيه للنزول الروحانى كما ذكرْنا قصة نزول إيلياء النبى، فتدبرْ بقلب سليم أمين۔ ثم مع ذلك. قد ثبت أن الواقعات الآتية التى أخبر عنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أو غيرُه من الأنبياء ما وقعت كلها بصورتها الظاهرة المرجوّة ، بل وقع بعضها على الظاهرة ﴿۸۹﴾ وبعضها على وجه التأويل. فإذا كان سُنة اللّٰه كذلك فى ظهور الأنباء المستقبلة. فأىّ دليل على أن خبر نزول المسيح محمول على الظاهر؟ ولِمَ لا يجوز أن يكون محمولا على الباطن؟ بل إذا دقّقنا النظر فيأمر العقل أن الأخبار التى هى أمارات كبرىٰ للقيامة . لا بد لها أن لا يقع إلا فى حُلل الاستعارات، فإن القيامة لا تأتى إلا بغتة، ولا يزول ريب المرتابين أبدًا حتى تأتيهم كما ثبت من نصوص القرآن. وأمّا إذا جوّزْنا ظهور الأمارات الكبرىٰ على صورها الظاهرة. فلا تبقى الساعة أمرًا ظنيا فى أعين المنكرين. فوجب أن نعتقد أن الأمارات الكُبرىٰ لا تقع على صورها الظاهرة، وكذلك النزول نزول روحانى بتوسط رجل يُشابه فى صفاته، كما فُسِّر معنى نزول إيلياء النبى من قبل فى صحف النبيين.

وأما قولهم ان الأحاديث تشهد على أن عيسى يقتل الدجّال بحربته، فنحن لا نُسلّم أن الأحاديث تدل عليها بالا تفاق، بل الحديث الذى جاء فى البخارى فى أمر عيسىٰ يعنى قول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يضع الحرب، يدل بدلالة صريحة على أن عيسىٰ لا يقتل

[1] الانبياء : ۸

الدجّال بآلةٍ من آلات الحرب، وكيف يأخذ حربته بيده مع أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال فى حقه إنه يضع الحرب فلا شك أن حربة قتل الدجّال حربة روحانية منزَّلة من السماء كما يدل عليه حديث رُوى عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ينزل أخى عيسَى بن مريم على جبلِ أَفِيْقَ إمامًا هاديًا حَكَمًا عادلا بيده حربة يقتل به الدجّال، فقد ظهر من هذا الحديث أن الحربة سماوية لا أرضية، فالقتل أمر روحانى لا جسمانى. ثم لما كان الدجّال شيطان آخر الزمان يبسط ظل الضلالة على مظاهره. فما معنى القتل الجسمانى؟ وما نقلوا أنه بعد قتله يُدفَن أو يُحرق أو يُلقى فى البحر أو يُطرح فى الأرض حتى تأكله الطير. فهذه كلها دلائل قاطعة على أن القتل أمر روحانى. واعلم أن حربة عيسَى الذى ينزل معه من السماء إنما هو حربة نفسِه التى يهلك بها كل كافر، فما لكم لاتتدبرون كالعاقلين؟ وقد علمتم أن الدجّال شيطان كما جاء فى بعض الأحاديث، فحربة قتل إبليس لا تكون إلا حربة روحانية، فحديث وضع الحرب حديث صحيح يوجد فى البخارى، وكل ما يخالفه من الأحاديث فهو مدسوس عليه أو مؤوَّل، والذى يُجادل فى ذلك فقد نسى هذا الحديث الذى يوجد فى كتاب هو أصحّ الكتب بعد كتاب اللّٰه، و هذا هو الحق و لا يُنكره إلا قُباعٌ غافل، فتدبرْ و لا تكنْ من المستعجلين.

وأما أحاديث مجىء المهدى فأنت تعلم أنها كلها ضعيفة مجروحة ويُخالف بعضها بعضًا، حتى جاء حديث فى ابن ماجه وغيره من الكتب أنه لا مهدى إلا عيسٰى ابن مريم ؛ فكيف يُتَّكَأُ علٰى مثل هذه

الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقضها وضعفها، والكلامُ فى رجالها كثير كما لا يخفى على المحدثين. ﴿۹۰﴾

فالحاصل أن هذه الأحاديث كُلّها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات، فاعتزِلْ كلها، ورُدَّ التنازعات الحديثية إلى القرآن، واجعَلْه حَكَمًا عليها ليتبيّن لک الرشد وتكون من المسترشدين. فإن كنتَ تقبَل الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقُضها وتنزُّلها عن مرتبة اليقين، فكم من حرىّ أن تقبل القرآن اليقينى القطعى الذى لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، إن كنت تريد أن تتبع سبل اليقين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إنّ هذا الرجل لا يؤمن بأن المسيح كان خالق الطيور وكان محيى الأموات وكان فى العصمة مخصوصًا متفردًا محفوظا من مسّ الشيطان لا يُشابهه فى هذه الصفة أحد من النبيين.

أما الجواب فاعلم أنّا نؤمن بإحياءٍ إعجازى وخلق إعجازى، ولا نؤمن بإحياء حقيقى وخلق حقيقى كإحياء اللّٰه وخلق اللّٰه، ولو كان كذلک لتشابهَ الخلق والإحياء، وقال اللّٰه سبحانه فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ [1]، وما قال فيكون حيًا بإذن اللّٰه، وما قال فيصير طيرا بإذن اللّٰه. وإن مثل طير عيسٰى كمثل عصا موسٰى، ظهرت كحية تسعى ولكن ما تركتْ للدوام سيرته الأولى. وكذلک قال المحقّقون إن طير عيسٰى كان يطير أمام أعين الناس وإذا غاب فكان يسقط ويرجع إلى سيرته الأولى. فأين حصل له الحياة الحقيقى؟ وكذٰلک كان حقيقةُ الإحياء. أعنى أنه ما ردّ إلى ميّت قط لوازمَ الحياة كلها، بل كان يُرى جلوةً من حياة الميّت بتأثير روحه الطيب، وكان الميّت حيًّا ما دام عيسٰى قائم عليه أو قاعدًا،

[1] ال عمران: ۵۰

فإذا ذهب فعاد المیّت إلی حاله الأول ومات. فکان هذا إحیاءً إعجازیًّا لا حقیقیًّا، واللّٰه یعلم أن هذا هو الحقیقة الواقعة، ثم مازَجَها أغلاطُ بیان الناس، وزادوا فیها ما شاء وا کما لا یخفی علی من له شَمّة من العلم والبصیرة، فدَقِّقِ النظر فی مطاوی الآیات ومعانیها لیُکشَف عنک الضلال والظلام وتکون من المتبصّرین.

ومن اعتراضاتهم أنّهم قالوا إن اللّٰه تعالی قد أخبر عن نزول المسیح عند قُرب القیامة کما قال : وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ.

أمّا الجواب فاعلم أنّه تعالٰی قال: وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ [1]، وما قال إنه سیکون عِلْمًا للساعة، فالآیة تدل علی أنه علم للساعة من وجه کان حاصل له بالفعل، لا أن یکون مِن بعدُ فی وقت من الأوقات. والوجه الحاصل هو تولُّده من غیر أب، والتفصیل فی ذلک أن فرقة من الیهود . أعنی الصدوقیّن. کانوا کافرین بوجود القیامة، فأخبرهم اللّٰه علی لسان بعض أنبیائه أن ابنًا من قومهم یولد من غیر أب، وهذا یکون آیةً لهم علی وجود القیامة، فإلٰی هٰذا أشار فی آیة وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ، وکذلک فی آیة وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ [2]، أی للصدوقین.

﴿۹۱﴾ وقال بعض المفسرین إنه ضمیر إنه لعلم للساعة یرجع إلی القرآن، فإن القرآن أحیا خَلقًا کثیرا وبعَثهم من القبور، فهذا البعث الروحانی دلیل علی البعث الجسمانی، یعنی علی الساعة، کما فی معالم التنزیل وغیره. فالحاصل أن آیة وإنه لعلم للساعة لا یدل علٰی نزول المسیح قط، بل یفحم المنکرین بدلیل موجود ثابت، فلهذا قال : فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا، ولا یُقال مثل هذا القول لآیةٍ ما ثبت وجودها بعد، وما رآها أحد من المخالفین.

[1] الزخرف: ۶۲ [2] مریم : ۲۲

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن كان هذا هو المسيح الذى أُرسِل لكسر الصليب وقتل الخنازير فقد مضت عليه إحدىٰ عشر سنة من رأس القرن، فأى صليب كُسر، وأى خنزير قُتل، و أى جزية و ضع، و من ذا الذى دخل فى الإسلام وترک سُبل الكافرين.

أما الجواب فاعلم أن الحق لا يأتى دفعةً بل يأتى تدريجًا، وفى العينى عن ابن عباسؓ : يُقيم عيسىٰ تسع عشر سنة لا يكون أميرًا ولا شرطيًّا ولا ملِكًا. وقد مضت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاث عشر سنة فى مكة وما لحق به فى هذه المدة إلا فئة قليلة من المساكين. وكان من بعض علاماته المكتوبة فى التوراة فتح الروم والشام وبلاد فارس، فما عاينَها الناس فى وقت حياته، وما تبعه جموع كثيرة من كل قوم ومُلكٍ إلا بعد انتقاله إلى رفيقه الأعلىٰ، بل ما رأى فى أوائل زمانه إلا مصيبة علىٰ مصيبة، والذين آمنوا معه آذاهم القوم إيذاءً كثيرًا وعيّروهم وطردوهم وقالوا عليهم كل كلمة شريرة كاذبين. وهكذا طردوا الأنبياء كلهم، ومسّتهم البأساء والضرّاء فى أوائل زمانهم، فمضت على ذلک الابتلاء مدة طويلة حتى قالوا متى نصر اللّٰه، فهلک من كان من الهالكين، كما قال اللّٰه تعالى اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ [1]. فكذلک يريد أبناء هذا الزمان ليقتلونى أو يصلبونى أو يطرحونى فى غيابة جُبٍّ، ويدوسوا الصداقة بأرجلهم، ويحرقوا الأشجار الخضرة كما يُحرَق الحشائش اليابسة، فاللّٰه المستعان

[1] البقرة:۲۱۵

علی ما یکیدون وهو خیر الناصرین وأما نصره الذی ینکرونه فشیء سنری ما لا تسمع، بل ظهرت علاماته فی أعین الناظرین.

أ لا تَریٰ أن الزمان کیف انقلب إلی **التوحید** . وکیف هبّتْ ریاح الإسلام فی **بلاد** المشرکین. وکیف یدخلون **فی دین اللّٰه أفواجا** فی کل مُلک؟ فما هذا إلا النور الذی نزل من السماء مع الذی أُنزل لإصلاح الناس، فأیّ دلیل واضح من هذا إن کنت من المنصفین؟ یا مسکین. **قُمْ** وافتح **العین** لتنظر کیف یُکسَر الصلیب ویُقتَل ﴿۹۲﴾ الخنزیر بحربة السماء . وأما قتل الناس بآلات هذه الدنیا فلیس بشیء عجیب. ألیس الملوک یفعلون أیضا ذلک؟ فتحسَّسْ حربة اللّٰه، ولا تکن من المنکرین.

وقد ذکرتُ آنفا أن الدجّال لا یکون إلا شیطانًا، فیوسوس فی صدور قوم تبعوه فیکونون عَمَلةً له، ویکون فعلهم فعله، فینزل فی هذا الزمان المسیحُ الموعود بالحربة الملکیة السماویة، فیقتل ذلک الشیطان ویقتل خنازیره؛ وإلی هذا أشار القرآن فی مقامات شتّٰی، وأشار إلی أنه یفتح فی آخر الزمان. فالذین یتنزل الشیطان علیهم یعثون فی الأرض مفسدین، وینسلون من کل حدب، ثم یجمع اللّٰه عباده علی کلمة الحق بنفخ الصُوُر السماویّ، وکان ذلک قدرًا مقدورًا من ربّ العالمین.

وهذا سرّ من أسرار اللّٰه تعالی، وسُنّةٌ من سُننه. أنه إذا أراد إصلاح الناس فی وقت تسلّط الشیطان علی قلوبهم، فیُنزل روحه علی قلب عبد من عباده ومعه ملا ئکة، فیتنزل الملا ئکة فی کل طرف، فیو حون إلی عباده أن قوموا واقبلوا الحق، فیأتونهم ویعطونهم قوةً لقبول الحق وتحمُّل المصائب وما یظهر هذه التحریکات إلا عند ظهور رسول أو نبی

أو محدَّث، ولكن الجاهلون ما يعرفون هذا السر الذى تهبّ منه رياح الهداية، ويغلطون فيه ويسلكون مسلك الاتفاقات، ولا يتدبّرون فى أن اللّٰه قد جعل لكل شىء سببا، وما من متحرك فى الكون إلا وله مُحرّك، أولئك الذين ضلّ سعيهم فى الحياة الدنيا ورضوا بخيالات سطحية وما كانوا من المتدبرين.

والحق أن للملَك لمَّةً بقلب بنى آدم وللشياطين لمَّة، فإذا أراد اللّٰه أن يبعث مصلحا من رسول أو نبى أو محدَّث فيقوّى لمَّةَ الملَك ويجعل استعداداتِ الناس قريبةً لقبول الحق، ويعطيهم لهم عقلا وفهما وهمّة وقُوّةَ تحمُّلِ المصائب ونورَ فهمِ القرآن ما كانت لهم قبل ظهور ذلك المصلح، فتصفى الأذهان، وتتقوى العقول، وتعلو الهمم، ويجد كل أحد كأنه أُوقظَ من نومه، وكأن نورًا ينزل من غيب على قلبه، وكأن معلّمًا قام بباطنه، ويكون الناس كأن اللّٰه بدّل مزاجهم وطبيعتهم، وشحّذ أذهانهم وأفكارهم. فإذا ظهرت واجتمعت هذه العلامات كلها فتدل بدلالة قطعية على أن المجدد الأعظم قد ظهر، والنور النازل قد نزل، وإلى هذا أشار سبحانه فى سورة القدر وقال اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۔ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ [1]. وأنت تعلم أن الملا ئكة والروح لا ينزلون إلا بالحق، وتعالى اللّٰه عن أن يُرسلهم عبثًا وباطلًا. فإرسال الروح ههنا إشارة إلى بعث نبى أو مرسَل أو محدَّث يُلقٰى ذلك الروح عليه، وإرسال الملائكة إشارة إلى نزول ملا ئكة يجذبون الناس إلى الحق والهداية والثبات والاستقامة،

[1] القدر: ۲ تا ۶

﴿۹۳﴾ كما قال اللّٰه تعالى فى مقام آخر : إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا [1]، أى هاتوا قلوبَهم وحَبِّبوا إليهم الإيمانَ والثبات والاستقامة، فهذا فعل الملائكة إذا نزلوا. ففى سورة القدر إشارة إلى أن اللّٰه تعالى قد وعد لهذه الأمة أنه لا يضيّعهم أبدا، بل إذا ما ضلوا وسقطوا فى ظلمات يأتى عليهم ليلة القدر، وينزل الروح إلى الأرض، يعنى يلقيه اللّٰه على من يشاء من عباده ويبعثه مجدّدا، وينزل مع الروح ملائكةٌ يجذبون قلوب الناس إلى الحق والهداية، فلا تنقطع هذه السلسلة إلى يوم القيامة. فاطلبوا تجدوا، واقرَعوا يُفتَح لكم. وإن هذا الزمان زمان قد انفتحت فيه أبواب النعماء الجسمانية والترقيات الجديدة، وترون نعمًا جديدة فى ركوبكم ولباسكم وأنواع تمدُّنكم، وقد انكشف كثير من دقائق العلم الطبعى والرياضى وخواص النفس، ونجد أبناء الدنيا فى علومهم الجديدة كأنهم يصعدون إلى السماء، ويرون أشياء تتحير فيها العقول، ويتأخر منها المنقول، ونجد من كل طرف صنعة جديدة وفنونا جديدة وأعمالا معجبة دقيقة كسحر مبين.

ولا نجد من هذه الصنائع أثرا فى الأولين، كأن الأرض بُدّلت غير الأرض وإذا ثبت أن فى الأرض أمواجا من علوم جديدة ومعارف جديدة، وفتَق اللّٰه حُجبَ العلوم الأرضية من قدرته، فلِم تعجبُ من فتق السّماء ؟ وألهمنى ربّى وقال "إِنَّ السَّمَاوَاتِ والأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا" فافهَمْ هذا السر ولا تيأس من رَوح رب العالمين.

وأنت ترى أن أدنى المساكين فى هذه الأيام تنعم بنعماء ما رآها أحد من آبائه بل من الملوك السابقين، ولا سليمان مع كل مجده

[1] الانفال:۱۳

فإذا منّ اللّٰه علٰی عباده بنعمائه الجسمانية . فكيف تظنون أنه تركهم محرومين من نعمائه الروحانية؟ فتدبّرْ فيما سردنا عليك واعتذِرْ إلى اللّٰه وإلى أهل الحق إن كنت من المتورعين. اصبروا أيها المستعجلون حتى يأتى اللّٰه بأمره. ما لكم لا ترون الفتن التى كثرت فيكم، وما كان اللّٰه ليذر المؤمنين على ما هم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب، فلا تيأسوا من أيام اللّٰه وهو أرحم الراحمين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن الأولياء لا يدّعون ويقولون نحن كذا وكذا، بل أحوالهم ومسراهم تدل على كونهم أولياء ، فالذى ادّعى فهو ليس وليّ اللّٰه، بل لا شك أنه من الكاذبين. **أمّا الجواب** فاعلم أن السلف والخلف قد جوّزوا إظهار الولاية تحديثًا لنعمة اللّٰه، وإنّ كُتُب الشيخ الجيلى والمجدد السرهندى مملوّة من ذلك، وقال تعالى : وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [1] وروى ابن جرير فى تفسيره عن أبى يسرة غفارى أن الصحابة كانوا لا يحسبون الشكر شكرًا إلا بشرط الإظهار، لأن اللّٰه تعالٰى قال لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ [2]. وروى الديلمى فى "الفردوس" وأبو نعيم فى "الحلية" أن عمر بن الخطاب رقِى المنبر وقال الحمد للّٰه الذى صيّرنى كما ليس فوقى أحد. فسأله الناس عن ذلك القول، فقال ما قلتُ إلا شكرًا لنعمة اللّٰه تعالى. وأمّا ما قال اللّٰه تعالى : فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ [3] ، ففرِّقْ بين تزكية النفس وإظهار النعمة، وإن كانا مشابهين فى الصورة. فإنك إذا عزوت الكمال إلى نفسك ورأيتك كأنك شىء ، ونسيتَ الخالق الذى مَنَّ عليك فهذا تزكية النفس، ولكنك إذا عزوتَ كمالك إلى ربّك، ورأيت كل ﴿۹۴﴾

[1] الضّحٰی:۱۲ [2] ابراهيم:۸ [3] النجم:۳۳

نعمة منه، وما رأيت نفسک عند رؤية الكمال بل رأيت فی كل طرف حولَ اللّٰه وقوته ومنّه وفضله، ووجدتَ نفسک كميّتٍ فی يد الغسّال، وما أضفتَ إليها شيئا من الكمال، فهذا هو إظهار النعمة. فالذين فی قلوبهم مرض يسعون إلى الاعتراض مستعجلين، ولا يفرّقون بين الشاكرين المأمورين والمرائين البطّالين، ويلتبس عليهم الأمر من القرين. وهذا آخر كلامنا فی ردّ اعتراضاتهم، واللّٰه يحكم بيننا وبينهم، وهو خير الحاكمين.

واعلم أن لهم اعتراضات ركيكة غير ذلک، بل كل دقيقة المعرفة فی نظرهم محل اعتراض، وقد فرغنا من ردّ اعتراضاتهم الكبيرة، وأما الاعتراضات الصغيرة الواهية فالكتاب نُزِّهَ عنها، وجاء الكتاب بفضل اللّٰه كاملا شافيا كما ستراه إذا قرأته بتدقيق النظر. وقد سردنا فی هذا الكتاب أدلة قطعية يقينية صحيحة من كتاب اللّٰه وسُنة رسوله، وأتممنا الحجة على المخالفين. واللّٰه يعلم أنی ما انتصرتُ لنفسی فی استيصال اعتراضاتهم، ولست أن أعادی أحدا لِما عادانی، وليس لی عدو فی الأرض إلا الذی هو عدوّ اللّٰه ورسوله، وإنما انتصاری لهمافما أسبّ السابّين ولا ألعن اللاعنين، ولا أضيّع وقتی الذی هو أزكى وأنفسُ فی أمور لا طائل تحتها، وأفوّض أمری إلى اللّٰه ربّ العالمين.

فإن كان ربّی يخذلنی فمن ذا الذی يُعزّنی وإن كان يُعزّنی فمن ذا الذی يخذلنی فكل أمری فی يد ربّی. إن كان لی عنده قدر فيهَب سترًا يمتدّ، وإلا فيتركنی بوجهٍ يسودّ، فلا أعلم غيره أحدا الذی يُهلكنی أو كان من المُنجِين وأرجو فضله، وأنتظر نصرته، وهو ربّی منَّ علیّ وأتم علیّ نعمته، يعلم ما فی قلبی، وهو أرحم الراحمين. وإنی وضعتُ فی نفسی

أن أموت على بابه، ولا أبرحها فى كل حال من الفتح والهزيمة، حتى يأتينى نصر منه، ومن ينصرُ إلا اللّٰه، وهو نعم المولى ونعم النصير. وآذانى قومى ولعنونى وكفّرونى وقالوا كافر دجّال، وسمّونى بأسماء يكرهون أن يُسموا بها، ولقّبونى بألقاب لا يحبّون أن يلقَّبوا بها، وأكثروا القول فى إيمانى وكانوا معتدين. فأفوّض أمرى إلى اللّٰه هو يعلم ما فى قلبى وما فى قلوبهم، ولا يخفى على اللّٰه خافية. أليس اللّٰه بأعلم بما فى صدور العالمين

ويا قوم.. أُذكّركم بآيات اللّٰه:

إِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ [۱]. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ [۲]

وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ. [۳]

﴿۹۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ [۴].

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا [۵].

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ [۶].

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا

۱ الحجرات:۷ ۲ الحجرات:۱۱ ۳ الحجرات: ۱۰ ۴ الحجرات: ۱۲،۱۳ ۵ النساء:۹۵
۶ البقرة:۱۹۵

يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا [۱]۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [۲]۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ [۳]۔

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ [۴]۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ [۵] فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ [۶]۔

وقد خصّنی اللّٰہ تعالی بآیات من عنده، وبارک فی قولی ونُطقی، وجعل البرکة فی دُعائی، وأنزل الأنوار علی أنفاسی وعلی داری وجدران بیتی، وهو معی حیثما کنت، وأرسلنی لیعلم المخالفون المعادون أن تلک النعم ثابتة فی الإسلام، ولا حظ منها لغیرهم، ولیعلموا کیف مرتبة المسلمین عند اللّٰہ. فواللّٰہ إن هذا الأمر صحیح حق، ومن یقصدنی بقلب سلیم ونیة صحیحة، ویأتینی مستفیضا مستغیثا.. فبابتهالی وبرکةِ دُعائی یُدرِک ما طلبه، ویفوز فی کل أمر، إلا فی الذی جفّ القلم بکونه من قدر السوء. وقد شرحتُ لک یا أخی قصتی هذه علٰی غایة الاقتصار، فانظر مکتوبی هذا بنظر الإمعان، واستعمل الإنصاف فیه، وإنی لک لمن الناصحین.

فخَفْ ممن هو أکبر من کل کبیر، وهو المِلک الحقیقی الذی أشرق بنور وجهه ما فی السماوات والأرض، ویرتعد الملائکة من سلطانه، ویهتز العرش من عظمته، وقد أعدَّ للمؤمنین الصالحین نعماء الأبد التی

[۱] الاعراف: ۵۷ تا ۵۹ [۲] الصّف: ۱۰ [۳] البقرة: ۲۵۲ [۴] فاطر: ۱۱
[۵] المؤمن: ۵۷تا۵۹ [۶] الذاریات: ۵۱

لا انقطاع لها، والحياةَ التى لا موت بعدها. وقد خصّكم اللّٰه يا جيران بيت الحرام بمزايا كثيرة، وأعطاكم قلبا متقلباً مع الحق رحمةً من عنده، فانظروا فى أمرى يامعشر الكرام. وليس هذا الأمر من الأمور التى يُغفَلُ عنها، ولا تدرى نفسٌ بأى وقت تُدعى إلَى السماء. واعلموا أن هذه الأيام أيام الفتن، وزمانُ أمواج المفاسد، ﴿۹۶﴾ وقد زُلزلت الأرض زلزالا شديدا، وتكاثرت الآفات على الإسلام، فاذكروا عهد اللّٰه واتقوا أيام الطوفان والطغيان، واستمسِكوا بالعروة الوثقى التى لا انفصام لها، واطلبوا رضى الربّ الكريم، واجعلوا بعد خوفه كلَّ خوف تحت أقدامكم.

ونسأل اللّٰه أن يوفقكم، ويعطيكم من لدنه قوة، ويهبكم من عنده إلهامًا موقنًا، ويعصمكم من الخطأ فى النظر والاستعجال فى إقامة الرأى وسوء الظن، ونسأله أن يُدخلكم فى ملكوته مع الأنبياء والرسل والصدّيقين والشهداء والصالحين. ونحن ننتظر الجواب.

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه ربّ العالمين.

الراقم المفتقر إلى اللّٰه الصمد

غلام أحمد عافاه اللّٰه وأيّد

وقد كُتب فى آخر الربيع الأول سنة ۱۳۱۱ هـ

من قاديان ضلع غورداسفور

من الهند، البنجاب

قصيدة لطيفة

﴿۹۷﴾

لمؤلّف هذه الرّسالة فی بیان مفاسد الزمان
وضرورة رجل یهدی إلٰی طرق الرحمان
ونعتِ سید الأنبیاء وفخر الإنس والجانّ
صلّی اللّٰه علیه وسلم

دموعی تفیض بذکرِ فتنٍ أنظُرُ ... وإنی أری فتنًا کقطرٍ یمطُرُ
تهبّ ریاح عاصفات مبیدةٌ ... وقلَّ صلاحُ الناس والغیُّ یکثرُ
وقد زُلزلت أرضُ الهدی زلزالها ... وقد کُدّرتْ عین التقی وتُکدَّرُ
وما کان صَرْخٌ یَصْعَدَنّ إلی العُلی ... وما مِن دعاء یُسمَعنَّ ویُنصَرُ
فلما طغی الفسق المبید بِسَیْلِه ... تمنّیتُ لو کان الوباءُ المُتَبِّرُ
فإن هلاک الناس عند أولی النهی ... أحبُّ وأولی من ضلال یُخسِّرُ
علٰی أجدُرِ الإسلام نزلت حوادثٌ ... وذاک بسیّئات تُذاع وتُنشرُ ﴿۹۸﴾
وفی کل طرف نارُ فتن تأجّجت ... وفی کل ذنب قد تراءی التقعُّرُ
ومن کل جهة کلُّ ذئب ونمرةٍ ... یعیث بوثب والعقارب تأبُر
وعینُ هدایات الکتاب تکدرتْ ... بها العِیُنُ والآرام یمشی ویعبُرُ
تراءت غویاتٌ کریح عاصفٍ ... وأرخی سدولَ الغیِّ لیلٌ مُکدِّرُ
وللدین أطلالٌ أراها کلاهف ... ودمعی بذکر قصوره یتحدّرُ
أری العصر من نوم البطالة نائماً ... وکل جَهول فی الهوی یتبخترُ

ولیلا کعین الظبی غابت نجومه وداءً لَشِدَّتُه عن الموت تُخبِرُ
نسوا نَهْجَ دین اللّٰه خبثًا وغفلة وأفعالهم بغیٌ وفسق ومَیسِرُ
وما همُّهم إلا لحظِّ نفوسهم وما جهدهم إلا لعیشٍ یوفَّرُ
وقد ضیّعوا بالجهل لبنًا سائغا ولم یبق فی الأقداح إلا ماضِرُ
ورکب المنایا قد دناهم بسیفهم وهم خیلُ شجٍّ ما دناهم تحسّرُ
تَصیدُهم الدنیا بعظمة مکرها فیا عجبًا منها ومما تمکُرُ ﴿۹۹﴾
تذکّر إفلاسا وجوعا وفاقة فتدعو إلی الآثام مما تذکّرُ
ترید لتُهلِک فی التغافل أهلها وقد عقرتْ همَمَ اللئام وتعقِرُ
وألهتْ عن الدین القویم قلوبَهم فمالوا إلی لمعاتها وتخیّروا
تقود إلی نار اللظی وجناتُها ولمعاتُها تُصبی القلوب وتختِرُ
وتدعو إلیها کلَّ من کان هالکا فکلٌّ من الأحداث یدنو ویخطِرُ
تمیس کبِکرٍ فی نقاب المکائدِ وتُبدی ومیضًا کاذبا وتزوِّرُ
ودقّتْ مکائدها فلم یُدرَ سرُّها لما نسجتُها من فنون تکوِّرُ
وتبدو کتُرسٍ فی زمان بکیدها وفی ساعة أخری حُسامٌ مشهَّرُ
وعین لها تصبی الوری فتّانة ولقتلِ أهل الفسق کَشْح مُخصَّرُ
عجبتُ لمنظرِ ذاتِ شیبٍ عجوزةٍ أنیقٍ لعین الناظرین وأزهَرُ
لزِمتُ اصطبارًا إذ رأیتُ جمالها فقلتُ إلهی أنت کهفی ومأْزَرُ
فصَیَّرَها ربی لنفسی سَرِیَّةً کجاریةٍ تُلقَی بطَوْعٍ وتُهجَرُ ﴿۱۰۰﴾
وذلک فضلٌ من کریم ومحسن ویعطی المهیمن من یشاء ویحجُرُ
وقد ضاقت الدنیا علی عشّاقها ویبغونها عشقًا وحبًّا فتُدبِرُ
تزاحمت الطلاب حول لحومها کمثل کلاب والمنایا تسخرُ

وإنّ هـواها رأسُ كـلّ خـطـيـئةٍ فـخَفْ حُبَّها يـا أيها الـمتبصّرُ
وقـد مـضغتْ أنيـابُها كـلَّ طـالبٍ وأنـت أثـارتُهم فسـوف تُكسَّرُ
عـلـى كـل قـلـب قـد أحـاط ظلامها سـوى قـلـب مسعودٍ حماه الـمـيسِّرُ
إذا مـا رأيـتُ الـمسـلـمين كـلابَها فـفاضتْ دموع العين والقلبُ يضجَرُ
عـلـى فسـقِهم لما اطّلعتُ وكسلِهم بـكيـتُ ولـم أصبِـرْ ولا أتصـبّرُ
أكبّوا عـلـى الدنيا ومالوا إلى الهوى وقـد حـلَّ بيتَ الـدين ذئبٌ مـدمِّرُ
أرى ظـلـمـاتٍ ليتَـنـى مـت قبلها وذقـتُ كـؤوس الـموت لـولا أُنوَّرُ
فسـاد كـطـوفـان مبـيد وإننـى أراه كـمـوج البـحـر أو هـو أكثَرُ
﴿۱۰۱﴾ أرَى كـلَّ مفتون على الموت مُشرِفًا وكـل ضـعيف لا مـحـالة يـعـثُرُ
فـأنـقـضَ ظهـرى ضـعفُهم ووبـالهم ومِـن دون ربـى مَن يداوى ويـنصرُ؟
فيـا ربِّ أَصْـلِـحْ حـالَ أُمّةَ سيـدى وعـنـدك هَيِّـنٌ عندنـا متـعسِّرُ
ولـيـس بِـراقٍ قبـل أن تـأخُذَنْ يـدًا ولـيـس بِسـاقٍ قبل كـأسٍ تُـقدِّرُ
وقـد نُشِـرتْ ذرّاتُـنـا من مـصـائبٍ ومِـتُـنـا فـلا تـذكُرْ ذُنوبًـا تـنـظُرُ
ولا تُـخـرِجَـنْ سيـفًـا طويلا لـقتـلِنـا وتُـبْ وَاعْـفُوَنْ يـا ربِّ قـوم صُغِّرُوا
وإنْ تُـهـلِـكْنـا يـا ربَّنـا بـذنـوبنا فـنفنى بموت الخزى والخصمُ يَبطَرُ
ولا أبـرَحُ الـمـضـمـارَ حتى تعـيننى ولا بُـدَّ لـى أن أُهْـلَـكَـنْ أو أُظـفَّرُ
وإنـى أرى أن الـذنـوب كبيـرة وأعـرف مـعـه أن فضلك أكـبَـرُ
إلهـى أَغِثْـنـا واسْـقِنا واحْـمِ عِـرْضَنا بسـلـطـانـك الأجلى وإنـك أقدَرُ
يـئِسـنـا مـن الـمخلوق وانقطع الرجا وجـئـنـاك يـا مَن يعلَمَنْ ما يُـضمَرُ
تـعـاليتَ يـا مَن لا تُـحاطُ كـمـالُهُ لك الحمد حمدًا ليس يُحصى ويُحصَرُ
﴿۱۰۲﴾ تَـصدَّقْ بـألـطـاف كـمـا أنت أهلُها وأَدْرِكْ عبـادًا لك كـمـا أنت أقدَرُ

فخُذْ بیدی یا ربِّ فی کل موطنٍ وأَیِّدْ غریبًا یُلْعَنُ ویُکفَّرُ
أتیتُک مسکینًا وعونُک أعظَمُ وجئتُک عطشانًا وبحرُک أَزخَرُ
قد اندرستْ آثارُ دینِ محمدٍ فأشکو إلیک وأنتَ تبنی وتَعمُرُ
أری کل یوم فتنةً قد مُدِّدتْ ومِتْنا وأمواتُ الأعادی بُعْثِروا
وقد أزمعوا أن یزعجوا سبلَ الهدی وکم من أراذلَ من شقاهم تنَصَّرُوا
أری کل محجوب لدنیاه باکیا فمن ذا الذی یبکی لدینٍ یُحقَّرُ
فیا ناصِرَ الإسلام یا ربَّ أحمدا أَغِثْنی بتائیدٍ فإنی مُدْخَرُ
أیا ربّ مَن أعطیتَه کل درجةٍ وشأنًا برؤیته الوری تتحیرُ
وما زلتَ ذا لطف وعطف ورحمةٍ وما کنتُ محروما وکنتُ أُوقَّرُ
فلا تجعَلَنّی مضغةً لمحاربی وأنتَ وحیدی کلّ خطأ تَغفِرُ
وأنت المهیمنُ مرجعُ الخَلق کلِّهم وأنتَ الحفیظ تعیننی وتُعزِّرُ
وما غیرُ بابِ الرّب إلا مذلّةٌ وما غیرُ نورِ الرب إلا تکدُّرُ ﴿۱۰۳﴾
وعُلِّمتُ منک حقائق الدّین والهدی وتهدی بفضلک من تری وتُنوِّرُ
إذا ما بدا لی أن علمی غامضٌ فأیقنتُ أنی عن قریب سأُکفَرُ
فسلَّمتُ بعد الاهتداء بفضله سلامَ الوداع علی الذی یستنکِرُ
وإن الهدایة یرجِعَنُ نحو طالبٍ ومَن غصَّ عینیُ رؤیةٍ أین یُبصِرُ؟
واللّٰه لا یشقی الذی هو یطلب ومَن جدَّ فی تحصیل هدیٍ سیُنصَرُ
ومن کان أکبر همّه جلب لذّةٍ وحظِّ من الدنیا فکیف یُطهَّرُ
أَمُکفِرِ! مهلاً بعضَ هذا التحکم وخَفْ قَهْرَ ربٍّ قال لا تقفُ فاحذروا
وإن ضیاء الدین قد حان وقته فتعرف شجرتنا بما هی تُثمرُ
ویا حسراتٍ موبقاتٍ علی الذی یکذّبنی مِن غیر علم ویُکفِرُ

وما جئتُ قومی من دیار بعیدة وقد عرفونی قبله ثم أنکروا
وأعرضَ عنی کلُّ من کان صاحبی وأُفرِدتُ إفرادَ الذی هو یُقبَرُ
﴿۱۰۴﴾ تمنَّیتُ أن یخفی تطاوُل قولهم وهل یختفی ما فی المجالس یُذکَرُ؟
ویعوی عدوی مثل ذئب مِن طوًی ولیس له علم بما هو أذکرُ
وما رُزِقتُ عیناه مِن نیِّر العُلی فأخلَدَ نحو الأرض جهلا ویُنکِرُ
أولئک قوم ضیّعوا أَمْرَ دینهم وخانوا العهود وزیّنوا ما زوَّروا
ویعلم ربی سرَّ قلبی وسرَّهم وکلّ خفیّ عنده متحضِّرُ
ولو کنتُ مردودَ المولیٰ لضَرَّنی عداوةُ قومٍ کذّبونی وکفّروا
وهمّوا بتکفیری وقاموا للعنتی ولم یعلموا أن المهیمن ینظُرُ
إذا قیل إنک مرسَلٌ خِلْتُ أننی دُعِیتُ إلی أمر علی الخَلْق یَعسِرُ
وکنتُ علی نور فزاغوا من العَمی وهل یستوی الأعمی ورجلٌ یَبصُرُ
وما دیننا إلا هدایةُ أحمدا فیالیتَ شعری ما یظن المکفِّرُ
وقد کنتُ أنسی کلَّ جَوْرٍ مُعیِّری ولکنه جور کبیر مکوَّرُ
وکم من دلائلَ قد کتبتُ لطالبٍ یفکّر فیها لَوْذَعِیٌّ مُدبِّرُ
﴿۱۰۵﴾ ألا أیها المتکبر المتشدّدُ ترید هوانی والکریمُ یُعزِّرُ
وإذ قلتُ إنی مسلم قلتَ کافر فأین التُّقی یا أیها المتهوِّرُ
وبعد بیانی أین تذهب منکرًا أتعلم یا مسکین ما هو مُضْمَرُ
فلا تتجرعْ أیها الضال فی الهوی بأیدیک کأس الموت ما لک تُخطِرُ
وان کنت لا تخشی فقل لست مؤمنا ویأتی زمان تسئلن وتخبر
وکلُّ سعید یعرف الحقَّ قلبُهُ وأما الشقیّ فیعلَمَنْ حین یخسَرُ
وإنی ترکتُ النفس والخَلق والهوی فلا السبُّ یؤذینی ولا المدحُ یُبطِرُ

وكم من عدوٍّ بعدما أكملَ الأذى ... أتانى فلم أَصعَرْ وما كنتُ أصعَرُ
أحِنُّ إلى من لا يحِنُّ محبّةً ... وأدعو لمن يدعو علىّ ويهذَرُ
خُذِ الرفقَ إن الرفق رأس المحاسنِ ... ويكسِر ربى رأس من يتكبّرُ
عجبتُ لأعمى لا يداوى عيونَه ... ومِن كل ذى الأبصار يلوى ويسخَرُ
أتنسى نجاساتٍ رضيتَ بأكلِها ... وتذُمّ ما هو مستطاب وأطهَرُ
تُسَمِّينِ جهلًا يا ابنَ آوى ثعلبًا ... وما أنا إلا الليث لو تتفكّرُ ﴿۱۰۶﴾
تفيض عيون العارفين بقولنا ... ولكن غبىٌّ يضحكَنْ ويحقِّرُ
تُعيِّرنى ظلمًا وكبرًا ونخوةً ... وهيهاتَ، أهلُ الحق كيف يُعيَّرُ
صبرنا على ظلم الخلائق كلها ... وتُبنا إلى الرب الذى هو أقدَرُ
تركُنا القِلى واللّٰهُ كافٍ لصادقٍ ... وإن الصدوق بفضله يُتخَيَّرُ
وليس الفتى من يقتل الناسَ سيفُه ... ولكنه من يُظلَمَنّ ويصبِرُ
أرى الظلمَ يبقى فى الخراطيم وَسْمُه ... وأما علامات الأذى فتَغيَّرُ
أتُكفِرُنى يا أيها المستعجلُ ... وأىّ علاماتٍ ترى إذ تُكفِّرُ
وإن إمامى سيد الرسل أحمدُ ... رضيناه متبوعا وربّى ينظُرُ
ولا شك أن محمدا شمس الهدى ... إليه رغِبْنا مؤمنين فنشكُرُ
له درجات فوق كل مدارجٍ ... له لمعاتٌ لا يليها تصوُّرُ
أَبَعْدَ نبىِّ اللّٰه شىءٌ يرُوقنى ... أبعدَ رسول اللّٰه وجهٌ مُنوَّرُ
عليك سلامُ اللّٰه يا مَرْجَعَ الورى ... لكل ظلامٍ نورُ وجهك نيِّرُ ﴿۱۰۷﴾
ويحمدك اللّٰه الوحيد وجندُه ... ويُثنى عليك الصبحُ إذ هو يَجشُرُ
مدحتُ إمامَ الأنبياء وإنه ... لأرفَعُ مِن مدحى و أعلى وأكبرُ
دَعُوا كلَّ فخر للنبى محمّدٍ ... أمامَ جلالةِ شأنه الشمسُ أحقَرُ

وصلُّوا عليه وسلِّموا أيها الورى وذَرُوا له طُرقَ التشاجر تُؤْجَروا
ووالله إنى قد تبِعتُ محمّدًا وفى كل آن مِن سناه أُنوَّرُ
وفَوَّضَنى ربى إلى روضِ فيضه وإنى به أجنِى الجَنى و أُنَضَّرُ
ولِدِينه فى جَذْرِ قلبى لوعةٌ وإن بيانى عن جنانى يُخبِرُ
ورثتُ علوم المصطفى فأخذتُها وكيف أردّ عطاء ربّى و أفجُرُ
وكيف وللإسلام قمتُ صبابةً وأبكى له ليلا نهارا و أضجَرُ
وعندى دموع قد طلَعْنَ المآقِيا وعندى صراخٌ مثلُ نارٍ مُسَعَّرُ
تضوّعَ إيمانى كمسكٍ خالصٍ وقلبى من التوحيد بيتٌ مُعطَّرُ
﴿۱۰۸﴾ وفى كل آن يأتينُ مِن خالقى غذائى نَميرُ الماء لا يتغيَّرُ
تضىء الظلامَ معارفى عند منطقى وقولى بفضل الله دُرٌّ مُنوَّرُ
إلى منطقى يرنو الفهيم تعشقًا ويُزعِج نطقى كلَّ وهمٍ ويَجذُرُ
سنا برقِ إلهامى ينير لياليا وكشفى كصبح ليس فيه تكدُّرُ
وإن كلامى مثل سيف قاطع وإن بيانى فى الصخور يؤثِّرُ
حفرتُ جبال النفس من قوة العلى فصار فؤادى مثل نهر يُفجَّرُ
وأَدْعِيَتى عند الوَغى تقتُل العدا فطوبى لقلبٍ يتّقيها ويحذَرُ
وآذانى قومى بسبٍّ ولعنةٍ وكم من لسان لا يضاهيه خنجرُ
إذا ما تحامتْنى مشاهير ملّتى فقلتُ اخْسَأوا إن الخفايا ستَظهَرُ
فريق من الإخوان لا ينكروننى وحزب يكذّب كل قولى ويزجُرُ
وقد زاحموا فى كل أمر أردتُّه وكلٌّ يخوِّفنى و ربى يُبشِّرُ
فأقسمتُ بالله الذى جلَّ شأنهُ على أنه يُخزى عدوى ويَشزِرُ
﴿۱۰۹﴾ وما أنا عن عون المُعين بمُبْعَدٍ إذا الليل وارانى فنُورٌ يُنوِّرُ

وقد قادنی ربی إلی الرشد والهدیٰ ووقَّرنی مَن عنده فأُوَقَّرُ
وإن کریمی یُطلِق الکفَّ بالندی ولی مِن عطاء الرب رزقٌ یُوفَّرُ
ولا زال ممدودا علیَّ ظلالُهُ ونعماؤه کثرتْ علیَّ وتکثُرُ
أکان لکم عجبًا ببعثِ مجدِّدٍ هلمَّ انْظُروا فتنَ الزمان وفَکِّروا
أمامک یا مغرورُ فتنٌ محیطة وأنت تسبّ المؤمنین وتَهجُرُ
فهذا علی الإسلام یوم المصائبِ یُکفَّرُ مثلی والریاضُ حَبَوکَرُ
وللکفر آثار وللدین مثلها فقُوموا لتفتیش العلامات وانظروا
أتحسب أن اللّٰه یُخلف وَعْدَهُ أتنسی المواعید التی هی أظهَرُ
ویأتیک وعدُ اللّٰه من حیث لا تری فتعرفه عینٌ تَحِدُّ وتُبصِرُ
وقد علِم الأعداء أنی مؤیَّدٌ ولکنهم من حقدهم قد أنکروا
ألا أیها الإخوان بَشُّوا وأَبشِروا هنیًّا لکم عیدٌ جدید أکبرُ
ولَیس لعَضُبِ الحق فی الدهر کاسرٌ وما یضعون من الحدید فیُکسَرُ ﴿۱۱۰﴾
وهل جائز سبُّ المؤیَّد بعدما أتتْ آیةُ المولی و ظهَر المُضمَرُ
وفی ید ربی کلُّ عزّ وسؤدَدٍ وعزیزه مِن کیدکم لا یُحَقَّرُ
فمن ذا یعادینی وربی یحبّنی ومن ذا یُرادینی وربی مُعزِّرُ
لنا کل یوم نصرةٌ بعد نصرة ویأتی الحبیب مقامَنا ویبشِّرُ
وما أنا ممن یمنع السیفُ قصدَه فکیف یخوِّفنی بشتمٍ مُکفِّرُ
یسبّ ویعلم أنه یترک التُّقی علی مثله الوُعَّاظ یبکی المنبرُ
وما إنْ رأینا وَعْظَه غیرَ فتنةٍ وما زالت الشحناء تنمو وتکثُرُ
وکفّرَنی حتی ظننّا أنه سیصلَی بحبّ الکُفر نارًا یُسعِّرُ
عجبتُ له لا یترکنَّ شروره وذَکَّرَه مِن کل نصحٍ مُذکِّرُ

ومِن عجبِ الأيامِ أنى كافر بأعينِ رجلٍ حاسدٍ بل أكفَرُ
وكيف أخاف الحاسدين وسبَّهم ويرحمنى ربى ويؤوى وينصرُ
﴿۱۱۱﴾ أُحِبُّ مصائبَ سبلِ ربى وإنها لأطيبُ لى مِن كل عيش وأطهَرُ
أيا أيها الألْوَى كسَبُعٍ تغيُّظًا فستعلَمنُ فى أى شكل تُحشَرُ
فلا تقفُ ما لا تعلَمَنُ أسراره وكم من علوم الحق تخفى وتستُرُ
وجهلُك أعجبَنى وطولُ امتداده وإن الفتى بعد الجهالة يشعُرُ
أتُقبِرُ حيًّا مثلَ ميتٍ خيانةً ويعلم ربى كلَّ ما أنت تستُرُ
إلامَ فسادُ القلب يا تاركَ الهدى إلامَ إلى سبل الشقاوة تَسفُرُ
ووالله إنى مؤمن غير كافر وأين التُّقى لو كان مثلى يفجُرُ
فيا سالِكِى سبل الشياطين اتقوا قديرا عليما و احذَروا و تذكَّرُوا
وطوبى لإنسان تيقّظَ وانتهى وخاف يد المولى وسيفًا يُشَعْجِرُ
ووالله إنى جئت منه مجدِّدًا بوقتٍ أضلَّ الناسَ غُولٌ مُسخِّرُ
وعلّمنى ربى علومَ كتابه وأُعطِيتُ مما كان يُخفى ويُستَرُ
وأسرار قرآنٍ مجيدٍ تبيّنتْ علىّ ويسّرَ لى عليمٌ مُيسِّرُ
﴿۱۱۲﴾ كأن العذارى بالوجوه المنيرةِ خرجنَ من الكهف الذى هو مُقعَرُ
ألا إن الأيام رجعتْ إلى الهدى هنيًّا لكم بعثى فبَشُّوا وأَبْشِروا
وقد اصطفانى خالقى وأعزَّنى و أيَّدنى و اختارنى فتدبَّروا
ووالله ما أمرى علىّ بغُمّةٍ وإنى لأعرفُ نورَه لا أُنكِرُ
إذا قلَّ دينُ المرء قلَّ اتقاؤُه ويسعى إلى طرق الشقا و يزوِّرُ
ومَن ظنَّ ظنَّ السَّوء بُخلًا فقد هوى وكلّ حَسود عند ظنِّ يُتبَّرُ
ولا يعلمَنُ أن المنايا قريبةٌ إذا ما تجىء الوقت فالموت يحضُرُ

وهل نافعٌ وِرْدُ التندُّمِ بعد ما دنا وقتُ قارعةٍ و جاء المقَدَّرُ
ألا أيها الناس اذكروا وقت موتكم فلا تُلْهِكم غُولٌ خبيث مخسِّرُ
وقد ذابت الصَفُواء مِن بيتِ عمرِكم وما بقِي إلا جمرةٌ أو أصغَرُ
ومِسْحُ الحِمام سيحمِلَنُک على المطا وأنت بأموال وخيل تفخَرُ
ألا ليس غير اللّٰه شيء مُدَوَّمٌ وكلُّ جليسٍ ما خلا اللّٰهَ يهجُرُ
تَذَكَّرْ دماءَ العارفين بسبلهِ ألم يأن أن تخشى، أأنت محرَّرُ؟
وإن المنايا سابحاتٌ قويّةٌ أثرنَ غبارًا عند حُكمٍ يصدرُ

وآخر دعوانا أن الحمد للذی
هدانا مناهجَ دينِ حزبٍ طُهِّروا

قد تمّ بمنّه و کرمه

اعلان

عندنا كتب قد الفناها فمن اراد أن يشتريها فليطلب مناوهى هٰذه

۱ ۔ تحفة بغداد

۲ ۔التبليغ

۳۔ آئينه كمالات اسلام (مرآة كمالات الاسلام)

۴۔ المجلد الرابع من البراهين الأحمدية

۵۔ كرامات الصادقين فى تفسير سورة الفاتحة

۶ ۔ هذا الكتاب (حمامة البشریٰ)

۷۔نورالحق (تحفة النصاریٰ)

راقم

میرزا احمد

من قادیان

انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۷

مرتبہ: حافظ محمد نصر اللہ جان

زیر نگرانی

سید عبد الحی

آیات قرانیہ ۳

احادیث نبویہ..... ۹

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام..... ۱۰

مضامین ۱۱

اسماء..... ۲۶

مقامات..... ۳۷

کتابیات..... ۳۸

آیات قرآنیہ

الفاتحة

الحمد لله رب العالمين (۲) ۱۰۹، ۱۱۰

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم

غير المغضوب عليهم ولاالضالين (۶، ۷) ۱۵، ۱۶، ۱۲۲، ۲۹۹

البقرة

لا ريب فيه (۳) ۵۱

ضربت عليهم الذلة والمسكنة (۶۲) ۱۹۵ح

ان الذين كفروا و ماتوا و هم كفار أولٰئک عليهم لعنة

اللّٰه و الملٰئكة و الناس اجمعين (۱۶۲-۱۶۳) ۲۴۷

وقال الذين اتبعوا لو ان لنا كرة فنتبرأ منهم ...

من النار (۱۶۸) ۲۵۳

ولكن البر من اٰمن باللّٰه و الملٰئكة و الكتاب

والنبيين (۱۷۸) ۲۷۲

هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان (۱۸۶) ۵۱

واتقوا اللّٰه واعلموا ان اللّٰه مع المتقين (۱۹۵) ۳۲۳

هل ينظرون الا يأتيهم اللّٰه فى ظلل من الغمام

والملٰئكة و قضى الامر (۲۱۱) ۲۸۲

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة و لما ياتكم مثل الذين

خلوا من قبلكم ..... متٰى نصر اللّٰه (۲۱۵) ۳۱۷

ولو لا دفع اللّٰه الناس بعضهم ببعض .....

على العالمين (۲۵۲) ۳۲۴

اٰل عمران

وجيهافى الدنيا والاخرة و من المقربين (۴۶) ۲۵۸

يا عيسٰى انى متوفيک ورافعک الى....

الى يوم القيامة (۵۶) ۹، ۱۰، ۱۹۳، ۱۹۴،

۱۹۶، ۱۹۸ح، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۷ح، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۳۹،

۲۵۴ح، ۲۵۸، ۲۶۹

ومامحمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (۱۴۵)

۹، ۲۰۷ح، ۲۱۶، ۲۴۵، ۲۵۵ح

وما كان اللّٰه ليطلعكم على الغيب (۱۸۰)

تحفہ بغداد ٹائیٹل پیج

انّ فى خلق السَّمٰوٰت والارض واختلاف اليل

والنهار لأيات لاولى الالباب (۱۹۱) ۲۸۷

النساء

ولو كان من عند غير اللّٰه لوجدوا فيه

اختلافاً كثيرًا (۸۳) ۲۵۶

ولا تقولو لمن القٰى اليكم السلام لست

مومنا (۹۵) تحفہ بغداد ٹائیٹل پیج ۳۲۳

وما قتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم (۱۵۸)

۲۲۲، ۲۵۵ح

بل رفعه اللّٰه اليه (۱۵۹) ۲۵۵ح، ۲۵۶ح

ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (۱۶۰) ۲۳۶

يايها الناس قد جاء كم برهان من ربكم (۱۷۵) ۵۱

المائدة

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم

نعمتى (۴) ۵۱، ۲۰۰

فاغرينا بينهم العداوة و البغضاء الى يوم القيامة (۱۵) ۲۳۹

قد جاء كم من اللّٰه نور و كتاب مبين يهدى به اللّٰه من اتبع رضوانه سبل السلام (۱۶،۱۷) ۵۱

يريدون ان يخرجوا من النار و ما هم بخارجين منها (۳۸) ۲۵۳

و مهيمنا (۴۹) ۵۱

والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة (۶۵) ۲۳۹

فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم (۱۱۸) ۹، ۱۹۹،۲۰۲،۲۱۶،۲۰۷ح،۲۵۴ح،۲۶۴،۲۶۹

الانعام

ما فرطنا فى الكتاب من شیء (۳۹) ۵۱،۲۰۷،۲۵۱

وهو الذى يتوفاكم بالليل و يعلم ما جرحتم بالنهار.....(۶۱) ۲۶۱

الاعراف

فيها تحيون و فيها تموتون (۲۶) ۲۵۵ح،۲۵۶ح

انزلنا عليكم لباسًا (۲۷) ۱۹۶ح،۲۸۹

يجعل لكم فرقانا (۳۰) ۲۹۸

اذاجاء تهم رسلنا يتوفونهم (۳۸) ۲۶۹

ولا تفسدوا فى الارض بعد اصلاحها .....

الا نكدًا (۵۷تا۵۹) ۳۲۴

ربنا افرغ علينا صبرا و توفنا مسلمين (۱۲۷) ۲۶۹

رحمتى وسعت كل شیءٍ (۱۵۷) ۱۱۲

قل يايها الناس انى رسول اللّٰه اليكم جميعا (۱۵۹) ۶۱

يسئلونک عن الساعة ايان مرسها.....

لايعلمون (۱۸۸) ۳۰۳

الانفال

اذيوحى ربک الى الملائكة انى معكم فثبتوا الذين اٰمنوا (۱۳) ۲۹۹، ۳۲۰

التوبة

حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون (۲۹) ۲۰۰

يونس

الٓر تلک آيات الكتاب الحكيم (۲) ۵۱

قل اللّٰه يهدى للحق (۳۶) ۵۱

واما نرينک بعض الذى نعدهم او نتوفينک (۴۷) ۲۶۹

يايهاالناس قد جاء تكم موعظة من ربكم وشفاءٌ لما فى الصدور (۵۸) ۵۲

لهم البشرٰى فى الحيوة الدنيا (۶۵) ۲۹۸

يوسف

نحن نقص عليک احسن القصص (۴) ۲۱۲

توفنى مسلما و الحقنى بالصالحين (۱۰۲) ۲۶۹

افأمنوا ان تأتيهم غاشية من عذاب اللّٰه ....

ومن اتبعنى (۱۰۸،۱۰۹) ۳۰۳

تفصيل كل شیءٍ (۱۱۲) ۲۲۷،۲۵۱

الرعد

انزل من السماء ماءً فسالت اودية بقدرها (۱۸) ۵۲

ابراهيم

لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم ان عذابى لشديد (۸) ۳۲۱

اصلها ثابت و فرعها فى السماء (۲۵) ۵۱

الحجر

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون (۱۰) ۲۰۷،۲۱۶

وان من شیء الا عندنا خزائنه و ما ننزله الا بقدر معلوم(۲۲) ۱۹۶ح

ان عبادی لیس لک علیهم سلطان(۴۳) ۲۴۰

وما هم منها بمخرجین (۴۹) ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۵۸ح

النحل

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۴۴) ۳۱۳

وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه(۶۵) ۵۲

تبیانا لکل شیء (۹۰) ۵۲

بنی اسراء یل

ان هذا القران یهدی للتی هی اقوم (۱۰) ۵۱

وکل شیء فصلناه تفصیلاً (۱۳) ۵۲

قل لئن اجتمعت الانس و الجن ..... ولو کان بعضهم لبعض ظهیرًا (۸۹) ۵۲

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرًا رسولاً (۹۴) ۲۱۹

وبالحق انزلناه و بالحق نزل(۱۰۶) ۵۲

الکهف

کانوا من اٰیاتنا عجبا (۱۰) ۲۱۲

ما فعلته عن امری(۸۳) ۲۹ح

لا یبغون عنها حولًا (۱۰۹) ۲۵۳

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی(۱۱۰) ۶۰

مریم

سلام علیه یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیاً (۱۶) ۲۴۰،۲۴۱

فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشراً سویا(۱۸) ۲۹ح

ورفعناه مکانا علیا(۵۸) ۲۲۰

و تنذر به قوماً لداً(۹۸) ۵۲

طٰهٰ

وفیها نعیدکم (۵۶) ۲۲۰

الانبیاء

بل تأتیهم بغتة فتبهتهم فلا یستطیعون ردها ولا هم ینظرون (۴۱) ۳۰۳

من یکلؤکم بالیل والنهار من الرحمٰن (۴۳) ۱۱۲

یا نار کونی بردا و سلٰماً علی ابراهیم (۷۰) ۱۲۵

و حرام علی قریة اهلکنٰها انهم لا یرجعون (۹۶) ۲۰۳،۲۴۶

من کل حدب ینسلون(۹۷) ۲۱۲ح

الحج

ولا یزال الذین کفروا فی مریة منه حتیٰ تأتیهم الساعة بغتة .....عقیم(۵۶) ۳۰۳

النور

وعد اللّٰه الذین امنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنهم فی الارض ... (۵۶) ۱۴۹،۲۰۷

الشعراء

وما نحن بمعذبین (۱۳۹) ۲۴۵

بلسان عربی مبین (۱۹۶) ۵۲

کذلک سلکناه فی قلوب المجرمین لا یومنون... وهم لا یشعرون (۲۰۱تا۲۰۳) ۳۰۳

القصص

لا تخافی ولا تحزنی انا رآدوہ الیک
وجاعلوہ من المرسلین (٨) ٢١ح،٢٢،٢٩٧

السجدة

یدبر الامر من السماء الی الارض (٦) ٢٨٩
فلا تکن فی مریة من لقائہ (٢٤) ٢٢١

الاحزاب

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللّٰہ و خاتم النبیین (٤١) ٤١،٢٠٠،٢٤٣

الفاطر

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح
یرفعہ..... .....یبور (١١) ٣٢٤

یٰسٓ

قیل ادخل الجنة (٢٧) ٢٤٩
یا حسرةً علی العباد ما یأتیھم من رسولٍ الا کانوا
بہ یستھزء ون (٣١) ٢٣٧
فلا یستطیعون توصیة ولا الی اھلھم
یرجعون (٥١) ٢٥٣

الصّٰفّٰت

ھل انتم مطلعون فاطلع فراہ فی سواء الجحیم
...المحضرین (٥٥،٥٨) ٢٤٩
افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ وما نحن
بمعذبین ٥ ان ھذا لھو الفوز المبین (٥٩تا٦١) ٢٤٢
وما منا الا لہ مقام معلوم (١٦٥) ٢٧٣

صٓ

کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا ایاتہ (٣٠) ٥٢

الزمر

وانزل لکم من الانعام (٧) ١٩٦،٢٨٩
اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا (٢٣) ٥١
اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا.... قضٰی علیھا
الموت (٤٣) ٩،٢٠٣،٢٤٦،٢٤٩،٢٥٨ح

المؤمن

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ
لینذر یوم التلاق (١٦) ٢٩٨
ان الذین یجادلون فی ایات اللّٰہ ....
والبصیر (٥٧) ٣٢٤

حٰمٓ سجدة

فقال لھا و للارض ائتیا طوعا او کرھا ....
و اوحیٰ فی کل سماءٍ امرھا (١٢،١٣) ٢٨٨،٢٨٩
ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا ....
ما توعدون (٣١) ٢٩
وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولا من خلفہٖ (٤٢) ٥٢

الشوریٰ

انزل الکتٰب بالحق و المیزان (١٨) ٥١
جعلناہ نورًا نھدی بہ من نشاء (٥٣) ٥٢
روحاً من امرنا (٥٣) ٥٢

الزخرف

وانہ لعلم للساعة (٦٢) ٣١٦
ھل ینظرون الا الساعة ان تأتیھم بغتة وھم لا
یشعرون (٦٧) ٣٠٣

الدخان

لا یذوقون فیها الموت الا الموتة الاولی(۵۷) ۲۵۸ح

الجاثیه

هذا بصائر للناس و هدی و رحمة لقوم یوقنون (۲۱) ۵۱

الاحقاف

یهدی الی الحق و الی طریق مستقیم(۳۱) ۵۱

محمد

فاصمهم و اعمی ابصارهم (۲۴) ۲۶۲

الحجرات

ان جاء کم فاسق بنبأٍ فتبینوا ...نادمین (۸) ۳۲۳

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا ...ترحمون (۱۱) ۳۲۳

یاایهاالذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا ....تواب الرحیم(۱۲،۱۳) ۳۲۳

الذریٰت

ففروا الی اللّٰه انی لکم منه نذیر مبین (۵۱) ۳۲۴

النجم

فلا تزکوا انفسکم (۳۳) ۳۲۱

القمر

حکمة بالغة (۶) ۵۱

الرحمٰن

الرحمن علم القراٰن (۲-۳) ۱۱۲

کل من علیها فان(۲۷) ۲۲۰

الواقعة

ثلة من الاولین و ثلة من الاخرین (۴۰،۴۱) ۱۵، ۱۷،۲۲ح،۲۰۷

فلا اقسم بمواقع النجوم (۷۶) ۵۱،۲۸۹

الحدید

هو الذی ینزل علی عبده اٰیات بینات (۱۰) ۵۲

واعلموا ان اللّٰه یحی الارض بعد موتها (۱۸) ۲۶۲

و انزلنا الحدید (۲۶) ۱۹۶ح، ۲۸۹

و یجعل لکم نورا تمشون به (۲۹) ۲۹۸

الصف

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ... (۱۰) ۵۱،۲۳۹،۳۲۴

الجمعة

و آخرین منهم لما یلحقوابهم (۴) ۲۰۷،۲۴۴

الطلاق

ومن یتق اللّٰه یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب (۳،۴) ۲۹۸

یتنزل الامر بینهن (۱۳) ۲۹۸

الملک

ما یمسکهن الاّ الرحمٰن (۲۰) ۱۱۲

الحاقة

ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیة (۱۸) ۱۲۹

وانه لتذکرة للمتقین وانه لحق الیقین(۴۹-۵۲) ۵۱،۱۱۲

نوح

مـما خطیئٰتهم اغرقوا فادخلوا نارًا (۲۶) ۲۴۹

الجن

فـلا یـظهـر عـلی غیبه احدًا (۲۷) ۱۸۸ح ح

المدثر

ومـا یـعلم جنود ربک الا هو (۳۲) ۲۷۲

المرسلات

کلوا واشربوا هنیٓئاً بما کنتم تعملون (۴۴) ۲۴۳

التکویر

وما هو علی الغیب بضنین (۲۵) ۵۱

ان هو الا ذکر للعالمین.لمن شاء ان یستقیم(۲۸،۲۹) ۵۱

الطارق

ان کل نفس لما علیها حافظ (۵) ۲۷۷،۲۹۶

انه لقول فصل (۱۴) ۵۱

الفجر

وجاء ربک و الملئکة صفا صفا (۲۳) ۲۷۲،۲۸۲

یایتهاالنفس المطمئنةارجعی الی ربک (۲۸،۲۹)

۲۲۱،۲۴۹، ۲۵۶ ح

الضحیٰ

امـا بـنـعمة ربک فحدث (۱۲) ۳۲۱

القدر

انا انزلناه فی لیلة القدر ....حتیٰ مطلع الفجر (۲تا۶)

۳۱۹

البینة

فیها کتب قیمة (۴) ۵۲

احادیث نبویہ

جو اس جلد میں مذکور ہیں

الأیات بعد المأتین ۱۹۳

انا تارک فیکم الثقلین ۲۵۲

ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامة علی رأس کل مأئة سنة

من یجدد لھا دینھا ۱۴،۱۴۹

انما الدجال شیطان ۳۱۲

انه سیکون فی امته قوم یکلمون من غیر ان

یکونوا انبیاء ویسمون محدثین ۱۵۰

ان المسیح ینزل وبر احد وعیسیٰ ینزل عند

منارة البیضاء شرقی دمشق ۱۹۷ح

اِنَّ اِخْتِلَافَ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ ۳۶

ان الجنة تحت قبری ۲۴۹

ان قبر المؤمن روضة من روضات الجنة ۲۴۹،۲۵۱

ان اللّٰہ یکشف للمؤمن غرفة الی الجنة فی قبره

ان الشهداء یرزقون من ثمرة الجنات و البانها

و شرابها الطهور ۲۷۹

ان الطفل الرضیع اذا مات قبل تکمیل ایام

الرضاعة فتتم ایامها فی القبر ۲۷۹

انّ فی الجنة مکانا لا ینالہ الا رجل واحد و ارجو

ان اکون انا هو ۲۹۴

انه سینزل،یقتل الدجال،یتزوج و یولد له ...

انی لا اترک فی قبری الا ثلاثة ایام او اربعین ۲۲۰

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۳۰۱

قام رسول اللّٰہ ﷺ یومًا..... وانا تارک

فیکم الثقلین ..... ۲۵۱،۲۵۲

لا نبی بعدی ۳۴،۲۰۰

لا المهدی الا عیسیٰ ۲۳۶

لقد کان فی من کان قبلکم من بنی اسرائیل

رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان

یک فی امتی منهم احدًا فعمر ۳۰۰

لو کان بعدی نبی لکان عمر ۳۰۰

لیوشکن ان ینزل ۳۱۱ح

ما فی السماء موضع قدم الا علیه ملک ساجدًا

اوقائمًا ۲۷۶

مامن مولود یولد الا والشیطان یمسه

حین یولد فیستهل صارخاً ۲۴۰

من مات فقد قامت قیامته ۲۵۳

متوفیک ممیتک ۲۵۴

و یکشف للکافر غرفة الی جهنم ۲۷۸،۲۷۹

ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علی جبل افیق اماما هادیا

حکما عدلا بیده حربة یقتل به الدجال ۳۱۲،۳۱۴

یضع الحرب ۳۱۴

یدفن فی الارض بعد السنة ۳۱۱

نیز دیکھئے مضامین میں زیر عنوان ''حدیث''

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انا جعلناک عیسیٰ ابن مریم ۱۸۴

انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق ۱۸۴

انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی ۱۸۴

انت علی بینة من ربک .رحمة من عنده وما

انت بفضله من مجانین ۱۸۳

انک الیوم مکین امین ۱۸۴

انّک من المنصورین ۱۸۳

انی مهین من اراد اهانتک ۶۷

قل ان افتریته فعلی اجرامی ۱۸۳

لا مبدل لکلمات اللّٰه وانّا کفیناک المستهزئین ۱۸۳

لتنذر قوما ما انذر اباؤهم ولتستبین سبیل

المجرمین ۱۸۳

مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰه رمی ۱۸۳

ویخوفونک من دونه ،انک باعیننا سمیتک

المتوکل ۱۸۳

ولن ترضی عنک الیهود ولاالنصارٰی ۱۸۳

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق

لیظهره علی دین کله ۱۸۳

یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطهرک

من الذین کفروا ۱۸۴

یمکرون و یمکر اللّٰه و اللّٰه خیر الماکرین ۱۸۳

یحمدک اللّٰه من عرشه ۱۸۳

یاا حمد بارک اللّٰه فیک ۱۸۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے
الہامات میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے ۱۸۴

وفات مسیح اور مثیل مسیح کے بارے میں مسلسل کئی سالوں سے
الہامات ہوتے رہے۔لیکن دس سال بعد ان کا ادراک ہوا ۱۹۱،۱۹۳

☆☆☆

مضامین

آ۔ا

اللہ تعالیٰ جل جلالہ

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں تکالیف اٹھانے والوں کو ضائع نہیں کرتا ۸

اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ۷۲، ۹۰

اللہ تعالیٰ وحید وفرید لاشریک لذاتہ اور قوی اور علیّ اور اسی کے لئے ملک اور ملکوت اور مجد ہے ۹۰

جب کسی بندہ کو شریک بنایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مثیل اور اس کا نام دے کر کسی کو بھیجتا ہے تا کہ شرک کی بیخ کنی ہو ۱۳۲

الحمد للہ میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ ان کا معبود ہر قسم کی حمد اور کمالات کا جامع ہے ۱۱۰

اللہ تعالیٰ جب بندے کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نیکی اور امت کے احیاء کی فکر عطا کرتا ہے ۱۷۶

عرش الٰہی

عرش الٰہی کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کا اس پر قائم ہونا اور قیامت کے دن آٹھ فرشتوں کا عرش الٰہی اٹھانے کی حقیقت ۱۲۹، ۱۳۱

صفات الٰہیہ

اللہ تعالیٰ کی صفات غیور، غفور، خالق ۷۲، ۸۰، ۹۰

صفت وحید، فرید، قادر، متکبر اور لاشریک ۷۷

صفت احد، صمد، وحید اور لاشریک ۱۳۱

صفت ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت ۱۲۸ تا ۱۳۰

رب العالمین، الرحمٰن، الرحیم اور مالک یوم الدین، اللہ تعالیٰ کے کامل فیوض کے چشمے ہیں ۱۱۰

الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچانے والا قانون ہے ۱۰۹

اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین تمام صفات سے زیادہ وسیع تر ہے ۱۱۰، ۱۱۱

اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن کا فیضان فیضان اعم ہے۔ اور اس سے صرف جاندار اشیاء ہی نفع حاصل کرتی ہیں ۱۱۱، ۱۱۲

اللہ تعالیٰ کی صفت الرحیم کا فیضان فیضان خاص ہے اور یہ صفت نیک لوگوں کے لئے ہے ۱۱۳، ۱۱۴

سورۃ الفاتحہ میں مذکور صفات باری تعالیٰ میں عیسائیت کا رد ہے ۱۱۴، ۱۱۵

مالک یوم الدین کا فیضان فیضان اخص ہے۔ یہ فیوض میں سب سے بڑا، سب سے بلند، سب سے جامع اور سب سے زیادہ مکمل اور تمام فیوض کا منتہیٰ ہے ۱۱۶

سورہ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک ترتیب اور بلاغت پائی جاتی ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں پہلا سمندر اسم ذات اللہ کا سمندر ہے جس کے مقابل استفادہ کرنے والی آیت ایاک نعبد ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں سے دوسرا سمندر رب العالمین کا ہے جس سے استفادہ کرنے والی آیت ایاک نستعین ہے ۱۱۷، ۱۱۸

صفات الٰہیہ میں سے تیسرا سمندر الرحمن کا ہے جس سے آیت اھدنا الصراط المستقیم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ کا چوتھا سمندر صفت الرحیم ہے جس سے صراط الذین انعمت علیھم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

پانچواں سمندر مالک یوم الدین، اس سے غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کی آیت مستفیض ہوتی ہے ۱۱۸، ۱۱۹

الحمد للہ کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کو ان پر ایمان ہو ۱۲۶

اللہ تعالیٰ کی چار ذاتی اور اصولی صفات ہیں جو اس کی ذات کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں، ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت ۱۲۸، ۱۲۹

اجرام فلکی

سورج و چاند کو خدا تعالیٰ نے عبث پیدا نہیں کیا ان کی تاثیرات روزمرہ کے تجارب میں نظر آتی ہیں ۲۸۶، ۲۸۷

چاند اور سورج کی تاثیرات کے بارہ میں آپؑ کے نظریہ پر اعتراض اور اس کا جواب ۲۸۵، ۲۸۶

قرآن کریم کی آیات سے استنباط کہ اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰

آیت فلا اقسم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم کا تعلق زمانہ نبوت اور نزول وحی سے بھی ہے ۲۸۹

اجرام فلکی کی تاثیرات کے بارہ میں علامہ فخر الدین رازی، حجۃ اللہ البالغۃ اور فیوض الحرمین کی تحریر ۲۹۰ تا ۲۹۶

اس شبہ کا ازالہ فرمانا کہ آپؑ ملائکہ کو اجرام فلکی کی روح تسلیم کرتے ہیں ۲۹۶

احمدیت

حضرت مسیح موعود کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۸، ۳۱، ۳۶، ۱۸۴، ۱۸۸

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں سید عبدالرزاق کو نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی تجویز ۱۳

حضرت مسیح موعود کا اپنی صداقت کے دلائل پیش فرمانا ۱۴

حجیت حدیث کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ قرآن کریم کے منافی احادیث قابل قبول نہیں ہیں ۳۱، ۳۲

فرشتوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کے عقائد ۳۴، ۳۵

وفات مسیح اور مثیل مسیح کے بارے میں مسلسل کئی سالوں سے الہامات ہوتے رہے۔ لیکن ان کی تفہیم دس سال بعد ہوئی ۱۹۱، ۱۹۳

وفات مسیح کے دلائل کا بیان اور مخالفین کے دلائل کی تردید ۱۹۴، ۱۹۷

وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ ح

حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ اور اس کی بنیاد ۱۸۴ تا ۱۸۹ ح

نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ ح

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے ۲۴۴

مخالفین احمدیت

ہمارے مخالفین کے سلب ایمان کا روحانی سبب یہی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے دشمن ہوئے اور انہوں نے امام الزمان کی مخالفت کی ۱۶۹، ۱۷۰

مخالفین کو نصیحت کہ وہ اولیاء اللہ اور خلیفۃ اللہ کی مخالفت نہ کریں ۱۷۰

احیائے موتی

احیاء موتی کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے صریح خلاف ہے ۲۴۹ تا ۲۵۲

اگر احیائے موتی ہو تو کئی فتنے پیدا ہوں ۲۴۸

حقیقی مردوں کے بارے میں صرف ایک حشر اجساد قرآن میں بیان ہوا ہے ۲۴۸ ، ۲۴۹

استعارہ

قرآن کریم میں انبیاء و رسل کی وحی میں استعارات کے استعمال کی مثالیں ۲۶۲

انبیاء و رسل کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں آنحضرت ﷺ کی وحی سے مثالیں ۱۹۰، ۱۹۱ ح

قیامت کی نشانیاں صغریٰ اور کبریٰ استعارات میں بیان کی گئی ہیں ۳۰۳، ۳۰۴

اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

اسلام

آیت ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین سے استدلال کہ امت محمدیہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہے ۲۱، ۳۰

امت مسلمہ میں آپس میں بہت اختلاف ہے ۳۶

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے ۲۴۴

احادیث سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں الہام جاری ہے ۳۰۰

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۳۰۱

توراۃ امام ہے یعنی اس میں ہر اس واقعہ کی مثال موجود ہے جو امت مسلمہ میں ہوگا ۳۱۳

الہام رکشف

اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے، رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے ۱۶، ۲۲ح، ۲۳

انہیں انبیاء کے علم اور نور سے فیضیاب کرتا ہے ۱۶، ۲۲ح، ۲۳

اللہ تعالیٰ انبیاء کے علاوہ بھی اپنے محبوب بندوں سے کلام کرتا ہے ۱۶، ۱۷، ۲۱ح، ۲۲

آیت ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین سے استدلال کہ امت محمدیہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہے ۲۱، ۳۰

امام شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات میں وحی کی اقسام ۲۸ح

قرآن کریم کا سچا پیرو بھی منجانب اللہ الہام پاکر امور غیبیہ کو پاسکتا ہے ۵۴، ۵۵

قرآن کریم سے اجرائے الہام کا ثبوت ۲۷۹، ۲۹۸

احادیث سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں الہام جاری ہے ۳۰۰

انبیاء ورسل کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں آنحضرت ﷺ کی وحی سے مثالیں ۱۹۰، ۱۹۱ح

رؤیا الانبیاء وحی ۱۹۰ح

انجیل

قرآن کریم اور تورات وانجیل کی تعلیم میں موازنہ ۵۷

اناجیل محرف ومبدل ہیں ۷۴، ۷۹

انجیل ''باپ'' کے نام سے خدا کو یاد کرتی ہے جس میں مخلوقیت اور شرک کا پہلو نظر آتا ہے ۱۴۰

تورات اور انجیل میں احکام قوانین قدرت، انسانی فطرت اور قویٰ کے لحاظ سے نہیں ہیں ۵۷، ۵۸

انجیل نے جو علامتیں ایمان والوں کی ٹھہرائیں وہ عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں ۵۴، ۵۵

قرآن کریم اور انجیل میں دعا سے قبل سکھائی گئی تمہید کا آپس میں موازنہ ۱۴۲، ۱۴۳

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۴

قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۴۳، ۱۴۴

اوتادالارض

سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں امت محمدیہ کے کامل افراد کو اوتادالارض قرار دیا ۲۶ح

اولیاء اللہ (دیکھیں ولی)

اہل حدیث

مسلمان علماء کا گروہ جو قرآن کریم کو وحی اور امام صادق اور معیار کامل نہیں مانتا بلکہ قرآن کریم کی تحقیر کرتا ہے۔ اور اس کو احادیث کے احکامات کے ماتحت رکھتا ہے ۱۸۹، ۱۹۰

ب ۔ پ ۔ ت

بائبل (دیکھیں انجیل اور تورات)

بعث بعد الموت

بعث بعد الموت اور حساب کی حقیقت ۲۵۰

پیشگوئی / پیشگوئیاں

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئیوں کا بیان ۱۶۲، ۱۶۳

کرامات الصادقین میں تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کے مقابلہ کے بارہ میں پیشگوئی کہ محمد حسین بٹالوی اس طریق کو بھی ہرگز قبول نہ کریں گے ۶۶، ۶۷

تصوف

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کا اہل اللہ کی پہچان کے بارہ میں فرمان ۲۲

آپ نے امت کے کامل افراد کو اوتاد الارض قرار دیا ہے ۲۶ ح

سلوک کے مختلف مقامات کا بیان ۲۲ تا ۲۷ ح

اھدنا الصراط المستقیم میں صحیح معرفت کے حصول کی دعا کرنے کی ترغیب ہے ۱۲۳

تفسیر انیز دیکھیں آیات قرآنیہ و قرآن مجید

یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے معانی بیان فرمائے وہ صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں ۶۱

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے بعد اس کی تفاصیل کے لئے چار صفات کا اعلیٰ ترین ترتیب کے ساتھ بیان ۹۹

حمد کے گہرے معانی ۱۰۶، ۱۰۷

سورۃ فاتحہ کی یہ تفسیر ہر طالب حق کے لئے کافی ہوگی ۱۰۵، ۱۰۶

اس تفسیر کو لکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ نکات الہاماً سکھائے جو مجھ سے قبل کسی بھی عالم کو نہیں سکھلائے گئے ۱۰۶

الحمد للّٰہ کے لفظ میں خدا تعالیٰ نے تمام مشرکین کی تردید اور ان کی سرزنش فرمائی ہے ۱۰۷

لفظ الحمد میں بندے کو خدا کی صفات اور کمالات سے شناخت کرنے کی طرف اشارہ ہے ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹

الحمد للّٰہ میں اس قانون کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچنے کے لئے اس کے کمالات پر پورا غور کرو ۱۰۹

الحمد للّٰہ رب العالمین یہ آیت نصاریٰ اور بت پرستوں کی تردید کرتی ہے ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۵

رب العالمین ،الرحمن ،الرحیم اور مالک یوم الدین، اللہ تعالیٰ کے کامل فیوض کے چشمے ہیں ۱۱۰

صفت رب العالمین تمام صفات سے وسیع تر ہے اور اس کے فیضان کا نام فیضان اعم ہے ۱۱۰، ۱۱۱

صفت الرحمن کا فیضان فیضان عام ہے۔ اور اس سے صرف جاندار اشیاء ہی نفع حاصل کرتی ہیں ۱۱۱، ۱۱۲

صفت الرحیم کا فیضان فیضان خاص ہے اور یہ صفت نیک لوگوں کے لئے ہے ۱۱۳، ۱۱۴

صفت مالک یوم الدین کا فیضان، فیضان اخص ہے یہ سب سے زیادہ مکمل اور تمام فیوض کا منتہیٰ ہے ۱۱۶

سورہ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک ترتیب اور بلاغت پائی جاتی ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں پہلا سمندر اسم ذات اللہ کا سمندر ہے۔ جس کے مقابل استفادہ کرنے والی آیت ایاک نعبد ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں سے دوسرا سمندر رب العالمین کا ہے جس سے استفادہ کرنے والی آیت ایاک نستعین ہے ۱۱۷، ۱۱۸

صفات الٰہیہ میں سے تیسرا سمندر الرحمٰن کا ہے جس سے آیت اھدنا الصراط المستقیم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ کا چوتھا سمندر صفت الرحیم ہے۔ جس سے صراط الذین انعمت علیھم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ میں سے پانچواں سمندر مالک یوم الدین کی صفت ہے اور اس سے غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کی آیت مستفیض ہوتی ہے ۱۱۸، ۱۱۹

نعبد کو نستعین سے پہلے رکھنے میں کئی نکات کا بیان ۱۲۰، ۱۲۱

اھدنا الصراط المستقیم ... ولا الضالین اس دعا میں ان خیالات کی تردید ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ان علامتوں کی طرف اشارہ ہے جن سے اصطفاء کے طریق پر قبولیت دعا کی شناخت ہوتی ہے ۱۲۲

اس سورۃ کی پہلی آیت میں تخلیق کے آغاز کا ذکر ہے اور آخری آیت میں قیامت کا ذکر ہے اور سات آیات اشارہ کر رہی ہیں کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے ۱۲۲، ۱۲۳

اھدنا الصراط المستقیم میں صحیح معرفت کے حصول کی دعا کرنے کی ترغیب ہے ۱۲۳

المغضوب اور الضّآلّین کی تفسیر ۱۲۳

سورۃ الفاتحہ میں اشارہ ہے کہ ہدایت ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کا حصول اور اس پر ثابت قدمی خدا تعالیٰ سے دعا کے بغیر ممکن نہیں ۱۲۴

سورۃ الفاتحہ میں مذکور صفات باری تعالیٰ میں عیسائیت کا ردّ ہے ۱۱۴، ۱۱۵

سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۲۵، ۱۳۶

سورۃ الفاتحہ میں دعا کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۲۵

الحمد للّٰہ کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کو ان پر ایمان ہو ۱۲۶

صراط الذین انعمت علیھم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کو پہلے آنے والوں کے مشابہہ پیدا کیا ہے ۱۲۶

الفاتحہ میں خوشخبری ہے کہ تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو پس کمالات کے حصول کے لئے مجاہدات کرو ۱۲۷

اھدنا الصراط المستقیم کی دعا انسان کو ہر قسم کی کجی سے نجات دیتی ہے ۱۲۷

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک کرنے اور ان راہوں کے اسباب کو مٹانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۱۳۱

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں نبیوں کے کمالات کے حصول کی دعا کی ترغیب ہے ۱۳۱

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے رسولوں اور صدیقوں کی وراثت ایک لازمی امر ہے ۱۳۱، ۱۳۲

اھدنا الصراط المستقیم ... اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کمال عطا کرتا ہے اور جاہل لوگ اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں تو خدا اس کا کوئی مثیل پیدا کر دیتا ہے اور اس کا وہی نام رکھ دیتا ہے ۱۳۲، ۱۳۳

اھدنا الصراط المستقیم سے حقیقی مراد ۱۳۳، ۱۳۴

غیر المغضوب علیھم میں خدا تعالیٰ سے ادب کا طریق اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے ۱۳۵

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹

سورۃ الفاتحہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرنے کی تاکید کی گئی ہے ۱۴۵

ایّاک نعبد و ایاک نستعین اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمام تر سعادت خدا تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرنے اور معبود کے رنگ میں رنگین ہو جانے میں ہے ۱۴۶

ایّاک نعبد ریاء کو دور کرنے کے لئے ہے اور ایاک نستعین کبر کو دور کرنے کے لئے ہے ۱۴۶

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ سلوک کی راہ کبھی ختم نہیں ہوگی اور نجات صرف کامل اخلاص اور کامل محنت اور کامل شفقت اور کامل فہم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ۱۴۶ تا ۱۴۸

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے انی متوفیک کے معنی ممیتک نقل کئے ہیں ۱۰

متوفیک کے معنی منیمک حضرت ابن عباس کی تفسیر کے خلاف ہیں نیز نیند میں بھی روح ہی قبض کی جاتی ہے جسم نہیں ۲۶۲

اگر متوفیک سے نیند مراد لیں تو فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم سے مراد ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کے سونے کے بعد نصاریٰ گمراہ ہوئے ۲۶۴

متوفیک کی درست تفسیر اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کی تفصیل ۲۶۷

قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی قبض روح آیا ہے جس میں قبض جسم شامل نہیں ۲۶۸، ۲۶۹

تفسیر آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ۲۴۲، ۲۴۳

یا عیسیٰ انی متوفیک علماء کے اس قول کا جواب کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے ۱۹۸، ۱۹۹ح، ۲۵۷ تا ۲۶۱

یا عیسیٰ انی متوفیک سے یاجوج ماجوج کے متعلق عقیدہ کہ وہ مسیح موعود کی زندگی میں مرجائے گا غلط ثابت ہوتا ہے ۲۱۲

توفی کے معنی آنحضرت ﷺ نے اپنے حق میں یہ لفظ استعمال فرما کر متعین کر دیئے ۲۰۸، ۲۶۰ح

احادیث میں بھی توفی کے معنی وفات ہیں ۲۵۶

توفی کے معنی موت ابوبکر صدیقؓ، ابن عباسؓ، تابعین کی ایک جماعت، امام بخاریؒ، ابن القیم اور ولی اللہ دہلوی نے کئے ہیں ۲۵۴، ۲۵۵ح

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت .. میں مجازی موت کے معنی قرینہ کی وجہ سے ہیں ۲۶۱، ۲۶۲

آیت وما قتلوہ وما صلبوہ کے ذکر کرنے کی وجوہات ۲۲۲، ۲۲۳

آیت بل رفعہ اللہ کی تفسیر اور رفع سے مراد ۲۵۴ تا ۲۵۸

آیت وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کی تفسیر ۲۳۸ تا ۲۴۱

آیت و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم... کی تفسیر ۲۴۴

یجعل لکم فرقانا اور ویجعل لکم نورا تمشون بہ میں نور اور جو امر فارق ہے وہ کشف اور الہام اور تحدیث ہے ۲۹۸

من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا میں رزق سے مراد وہی ہے جو اہل تقویٰ کو مطلوب ہوتا ہے یعنی کشف والہام ومخاطبات الٰہیہ ۲۹۸

فئبتوا الذین اٰمنوا یعنی ان کے دل میں ایسے کلمات ڈالو جن سے ان کے دل مطمئن ہو جائیں ۲۹۹

تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم کی تفسیر ۳۱۹ تا ۳۲۰

فلا تزکوا انفسھم تزکیہ نفس سے مراد ۳۲۲

ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین سے استدلال کہ امت محمدیہ میں محدث ہونگے جن سے مکالمات الٰہیہ ہونگے ۱۵، ۲ح

تفسیر نویسی کا چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بٹالوی کو عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سو اشعار میں قصیدہ لکھنے کا چیلنج دینا اور مولوی صاحب کا حیلوں سے انکار کرنا ۴۶، ۴۷

اشاعۃ السنہ میں محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلوتہی کا طریق ۶۴، ۶۵

کرامات الصادقین کا جواب لکھنے کے لئے ایک ہزار روپے کا انعام نیز صرفی نحوی غلطی نکالنے والے کے لئے فی غلطی پانچ روپے انعام کا اعلان ۴۲، ۴۸ تا ۵۰

لفظ توفی کے متعلق چیلنج ۲۶۳، ۲۷۰، ۲۷۱

قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل هذا القران کی تفسیر ۵۰، ۵۱

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی کی تفسیر کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے پیدا ہو اس کے خواص بھی غیر محدود ہوں گے ۶۰

تورات

قرآن کریم، تورات اور انجیل کی تعلیمات میں موازنہ ۵۷، ۵۸

قرآن کریم میں فرمایا کہ **توراۃ امام** ہے یعنی اس میں ہر اس واقعہ کی مثال موجود ہے جو امت مسلمہ میں ہوگا ۳۱۳

ج۔چ۔ح۔خ

جماعت احمدیہ (دیکھیں احمدیت)

جنت

قرآن کریم کی آیات کی رو سے جنتی افراد کے جنت میں داخلہ کے بعد اس دنیا میں واپسی ممنوع ہے ۲۴۶، ۲۴۷

اگر روز قیامت حساب کتاب کے بعد جنت یا جہنم میں داخل کیا جائے گا تو پھر معراج کے دوران جنت و جہنم میں افراد کو دیکھنے سے کیا مراد ہے ۲۵۰

جہاد

ہند کے مسلمانوں کا حکومت برطانیہ کے خلاف تلوار سے جہاد کرنے کی شرعی حیثیت ۲۳۰

اس زمانہ کا مجدد غیر مسلموں سے جنگ نہیں کرے گا ۲۳۲، ۲۳۴

چاند (دیکھیں اجرام فلکی)

حدیث

انه سیکون فی امته قوم یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء و یسمون محدثین ۱۵

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح

خروج دجال اور دجال کے گدھے کے متعلق حدیث نبوی ۱۸۷ح، ۱۸۸

جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کا غلبہ ہوگا یہ اس آیت **و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة** کے خلاف ہے ۱۹۴، ۱۹۵ح

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح

دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ یہود میں سے ہوگا غلط ہے ۱۹۵ح

فتنہء عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث سے ملایا جائے کہ مسیحؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہو سکتی ہے وہاں اس سے مراد صرف حیات روحانی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

بعض احادیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور دجال بلاد شرقیہ سے یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے ۲۲۵

عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷، ۲۹۹

دجال کی حقیقت اور مسیح کے قتل دجال سے مراد ۲۲۷، ۲۲۹

اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰؑ کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

دجال کے بارہ میں ایک روایت کہ **انما الدجال شیطان** ۳۱۲

عیسیٰؑ کے قتل دجال سے مراد ۳۱۳ تا ۳۱۵

احادیث بالمعنی / تشریح احادیث

احادیث کی قبولیت میں مسلمان فرقوں کا اختلاف ہے ۳۱، ۳۲

تمام احادیث احاد ہیں، نہ رسول اللہ ﷺ نے احادیث جمع کیں نہ صحابہ کرام نے۔ نہ ہی اس کی حفاظت کا وعدہ قرآن کریم کی حفاظت کی طرح ہے ۲۱۷

احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اصولی قانون یہ ہے کہ اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کیا جائے ۲۱۸، ۲۱۹

رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت زمین کا دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا وحی فرمانا کہ میں انبیاء جیسے لوگ پیدا کروں گا ۱۵

اللہ تعالیٰ کا ابن آدم کو فرمانا کہ میری اطاعت کر میں تجھے اس طرح کر دوں گا کہ تو بھی کن کہے گا تو وہ کام ہونے لگے گا ۲۶ ح

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار ٹوٹتے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ ح

ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے کم از کم نصف عمر پائی اور حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس سال عمر پائی ۲۰۷ ح

آج کے دن جو بھی جان زندہ ہے وہ سو سال کے اندر وفات پا جائے گی ۱۹۱، ۱۹۲ ح

نزول مسیح سے متعلق احادیث میں تناقض ۲۰۵، ۲۰۶ ح

مسلم کی دمشقی حدیث جس میں نزول مسیح کا ذکر ہے اس کی ظاہر تفسیر قرآن کریم کی آیات کے خلاف ہے ۳۲

دجال سے متعلق احادیث میں تناقض ۱۹۱ ح

حدیث میں دجال کے مشرق کی طرف سے آنے اور مدینہ جانے اور پھر شام میں ہی ہلاک ہونے اور چالیس سال زمین میں رہنے کا ذکر ہے ۱۸۷ ح

رسول اکرم ﷺ کی احادیث جن کی آنحضرت ﷺ نے تاویل کی ۱۹۰، ۱۹۱ ح

وفات مسیح، نزول مسیح ومہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ ح

جن احادیث میں تذکرہ ہے کہ دجال علم الغیب جانتا ہے یہ احادیث رسول کریم ﷺ کی نہیں ہیں ۱۸۸ ح

اگر احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو رسول اکرم ﷺ کی حدیث سے دجال کی موت ثابت ہو جاتی ہے ۱۹۱، ۱۹۲ ح

احادیث میں بیان مسیح موعود کی تین علامات ۲۰۶، ۲۱۰

جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا ۲۰۸، ۲۰۹ ح

نسخہ بخاری میں درج الفاظ یضع الجزیۃ درست نہیں کیونکہ آنے والا مسیح یضع الحرب کرے گا ۲۱۰، ۲۱۱ ح

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ دجال نوع انسان میں سے نہ ہوگا بلکہ شیطان کے گروہ میں سے ہوگا ۲۲۴ ح

مسیح مشرقی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اور پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی دمشق کا سفر کریں گے۔ اس سے مراد ۲۲۵

تفسیر مظہری کا مصنف، لکھتا ہے کہ ابو ہریرہؓ نے آیت کریمہ وان من اھل الکتاب... کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰

آیت کریمہ ان من اھل الکتاب کی قرأت ثانیہ قبل موتھم ہے۔ یہ تاویل قرآن کریم کے مطابق ہے ۲۴۱

آپ ﷺ کے فرمان: انی لا اُترک میتاً فی قبری .... بل اُحیی و اُرفع الی السماء سے حیات روحانی مراد لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

اسلام کے علاوہ دوسری ملتوں کے ہلاک ہونے سے
مراد ۲۳۹، ۲۴۰

قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح
اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴

احادیث میں کہیں بھی مسیح علیہ السلام کے جسد عنصری سمیت اٹھائے
جانے کا ذکر نہیں ہے بلکہ وفات کا تذکرہ موجود ہے ۲۵۶، ۲۵۷

امام ابن قیم حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ
زندہ ہوتے تو وہ ہمارے نبی کی پیروی کرتے ۲۵۴ح

حضرت ابن عباسؓ کی تعلیق متوفیک ممیتک ۲۶۵

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت جبرائیل حضرت عیسیٰ
کے ساتھ تیس سال زمین پر موجود رہیں گے ۲۸۱

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت
جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

عیسیٰؑ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ درست
نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع
الحرب موجود ہے ۳۱۳، ۳۱۴

مقام حدیث

علماء جو قرآن کریم کو وحی اور امام صادق اور معیار کامل
نہیں مانتے اور قرآن کریم کو احادیث کے احکامات
کے ماتحت رکھتا ہے ۱۸۹، ۱۹۰

رسول کریم ﷺ کے صحابہ احادیث پر قرآن کریم کو مقدم
رکھتے تھے ۱۹۰

حواری

اللہ تعالیٰ نے حواریوں اور بنی اسرائیل کی عورتوں سے
بھی کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲ح

حیات مسیح (دیکھیں اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام کے تحت)

ختم نبوت (دیکھیں اسماء میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے تحت)

ختم ولایت

فتوح الغیب میں ہے کہ امت محمدیہ کے کامل افراد پر
ولایت ختم ہے ۲۴ح

د۔ر۔ز

دابۃ الارض

دابۃ الارض کے بارہ میں روایات میں اختلافات کی
حقیقت اور دابۃ الارض سے اصل مراد ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷

دابۃ الارض سے مراد اس زمانہ کے علماء کا ایک گروہ ہے
۳۰۸، ۳۰۹ح

دجال

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح

خروج دجال اور دجال کے گدھے کے متعلق حدیث نبوی ۱۸۷ح، ۱۸۸

جن احادیث میں تذکرہ ہے کہ دجال علم الغیب جانتا ہے۔ یہ
احادیث رسول کریم ﷺ کی نہیں ہیں ۸۸

رسول کریم کا رؤیا۔ جس میں آپ نے دجال مسیح کو دو اشخاص
کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۱۹۱ح

دجال سے متعلق احادیث میں تناقض ۱۹۱ح

تمیم داری کا بیان کہ انہوں نے دجال کو دیکھا ۱۹۱، ۱۹۳ح

اگر احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو اس حدیث سے
دجال کی موت ثابت ہو جاتی ہے۔ ۱۹۱، ۱۹۲ح

جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا
تو اس کا غلبہ ہوگا یہ اس آیت و جاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیامۃ کے خلاف ہے ۱۹۴، ۱۹۵ح

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح

دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ یہود میں سے
ہوگا غلط ہے ۱۹۵ح

فتنہء عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان
احادیث سے ملایا جائے کہ مسیحؑ نصاریٰ کے غلبہ کے
وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال
تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح
بعض احادیث میں ذکر ہے کہ دجال نوع انسان میں سے
نہ ہوگا بلکہ شیطان کے گروہ میں سے ہوگا ۲۲۴ح
بعض احادیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور
دجال بلاد شرقیہ سے یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے ۲۲۵
عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷، ۲۲۹
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰؑ کا ظہور ظاہری رنگ میں
قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵
عیسیٰؑ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ
درست نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول
یضع الحرب موجود ہے ۳۱۳، ۳۱۴
دجال کے بارہ میں ایک روایت کہ انما الدجال شیطان ۳۱۲
عیسیٰؑ کے قتل دجال سے مراد ۲۲۷، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵

دعا

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں سید عبدالرزاق کو
نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی ہدایت ۱۳
اھدنا الصراط المستقیم ... ولا الضالین اس دعا
میں ان خیالات کی تردید ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا
اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ۱۲۲
ہدایت ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور
اس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ اس کا حصول اور اس پر
ثابت قدمی خدا تعالیٰ سے دعا کے بغیر ممکن نہیں ۱۲۴
سورۃ الفاتحہ میں دعا کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۲۵
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
میں نبیوں کے کمالات کے حصول کی دعا کی ترغیب ہے ۱۳۱
غیر المغضوب علیھم میں خدا تعالیٰ سے ادب کا طریق اختیار
کرنے کی اشارہ ہے کیونکہ دعا کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں ۱۳۵
قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۴۳، ۱۴۴

دنیا

الفاتحہ کی پہلی آیت میں تخلیق کے آغاز اور آخری آیت میں
قیامت کا ذکر ہے۔ سات آیات اس طرف اشارہ کر رہی
ہیں کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے ۱۲۲، ۱۲۳
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے وقت دنیا کی
حالت زار تھی اہل زمین فسق اور فجور میں مبتلا تھے ۱۷۶ تا ۱۷۸
قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح
اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴

رفع اور دیکھیں اسماء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہو سکتی ہے
وہاں اس سے مراد حیات روحانی لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱
آیت قرآنی ورفعناہ مکانًا علیاً میں حضرت ادریس کے
رفع سے مراد ۲۲۰
قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جسم
عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا ۲۱۹
رفع صرف حضرت عیسیٰ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء
کا رفع ہوا اور وہ خدا تعالیٰ کے پاس مسند نشین ہیں۔ ۲۲۲

رؤیا اور تعبیر الرؤیا

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار
ٹوٹتے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ح
رسول کریم کا رؤیا۔ دجال مسیح کو دو اشخاص کے کندھوں پر
ہاتھ رکھ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۱۹۱ح

ش۔ص

شرک

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک کرنے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۱۳۱

شیطان

اللہ تعالیٰ کا شیطان کے تسلط کے وقت لوگوں کی اصلاح کا طریق ۳۱۸، ۳۱۹

صحابہ

صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی طور پر نزول مسیح کے قائل تھے۔ قرآن کریم کی آیات سے ثبوت ۹

صحابہ رسولؐ قرآن کریم کو احادیث پر مقدم رکھتے تھے ۱۹۰

صحابہؓ وفات مسیح کے قائل تھے ۲۴۶

صفات الٰہیہ (دیکھیں اللہ جل جلالہ کے عنوان کے تحت)

ع

عذاب

اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم پر اتمام حجت کے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا ۲۳۵، ۲۳۶

عیسائیت (نیز دیکھیں انجیل وعیسیٰ علیہ السلام)

حضرت عیسیٰ کا حواریوں سے کہنا کہ اگر رائی کے برابر بھی تم میں ایمان ہو تو جو کام میں کرتا ہوں تم کرو گے بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے ۵۵

مسلمانوں کو لازم ہے کہ بار بار عیسائیوں سے یہ مطالبہ کریں کہ انجیل کی رو سے اپنا ایماندار ہونا ثابت کریں ۵۶

عیسائیوں کے افحام کے لئے خدا تعالیٰ کا آپ کی تائید ونصرت فرمانا ۷۲

الحمد للہ رب العالمین یہ آیت نصاریٰ اور بت پرستوں کی تردید کرتی ہے ۱۰۹، ۱۱۰

عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحم اور عدل دونوں کے منافی ہے ۱۱۴، ۱۱۵

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے انجام کا ذکر کرتا ہے ۱۲۵

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ رب استعمال کیا جبکہ انجیل ''باپ'' کے نام سے خدا کو یاد کرتی ہے اس کے نقصانات ۱۴۰

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت عیسائی لوگ باطل عقائد کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لا رہے تھے ۱۷۶ تا ۱۷۸

عیسائیت کے باطل عقائد کا تذکرہ۔ ۱۷۷، ۱۷۸

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائیت زمین پر غالب ہوگی اور ہر روک کو پھلانگتے جائیں گے ۲۱۳

آیت و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اور نصاریٰ تا قیامت زمین کے وارث رہیں گے ۱۹۳ح، ۱۹۴

فتنہء عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث سے ملایا جائے کہ مسیحؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح

حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں۔ عیسائی اتباع کے صرف دعویدار ہیں ۲۱۲ح، ۲۱۳

مسیح موعود نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مبعوث ہوگا اور نرمی سے اصلاح کرے گا تلوار نہیں اٹھائے گا ۲۱۴ح، ۲۱۵

حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیت کے باطل عقائد ۲۱۲ح

رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس

لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷
عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷، ۲۹۹
عیسائی علماء رسول کریم ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور
قرآن کریم کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۳۱
قرآن کریم کے مطابق یہود اور نصاریٰ تا قیامت رہیں گے
۲۳۹، ۲۴۰
عیسیٰؑ کے قتل دجال سے مراد ۳۱۳ تا ۳۱۵
اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت مسیحؑ کے
معجزات کو تسلیم نہیں کرتے ۳۱۵، ۳۱۶

ف۔ق

فرشتے (دیکھئے ملائکہ)

قرآن کریم (نیز دیکھیں تفسیر قرآن)

قرآن کریم خدا کا کلام لفظاً لفظاً تواتر سے ثابت ہے۔ وحی متلو
قطعی اور یقینی ہے۔ اس کا مرتبہ ہر وحی سے بلند ہے۔ ۳۱
قرآن کریم کی ان صفات کاملہ کا ذکر جن کی رو سے
قرآن کریم بے نظیر کہلاتا ہے ۵۱ تا ۵۹
قرآن کریم میں مواقع النجوم کی قسم کھانے کی حکمت ۵۲
قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو
ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے ۵۳
قرآن کریم کا سچا پیرو ہی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ
کو پا سکتا ہے ۵۴، ۵۵
قرآن کریم اور تورات و انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۵۷
قرآن کریم کی تعلیم قانون قدرت سے مطابق ہے ۵۷، ۵۸
قرآن کریم کے معارف و معانی کو ایک زمانہ میں محدود
قرار دینا میرے نزدیک قریب قریب کفر ہے ۶۱
قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے ۶۱
نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے جو معانی بیان فرمائے وہ
حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ ان سے زیادہ قرآن کریم
میں کچھ بھی نہیں ۶۱
اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص
مخفیہ تھے تو پہلے لوگوں کا کیا قصور تھا کہ وہ ان سے
محروم رہے اس سوال کا جواب ۶۲
قرآن مجید کے حسن و جمال اور کمالات اور علوشان کا ذکر ۸۳، ۹۱
قرآن منبع ہدایت ہے ۹۸
قرآن مجید اور انجیل میں دعا سے قبل سکھائی گئی تمہید کا
آپس میں موازنہ ۱۴۲
قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۴۳
الحمد للہ سے مالک یوم الدین تک دھریوں اور
ملحدوں اور نیچریوں کے خیالات کی تردید ہے ۱۳۹
قرآن کریم وحی متلو ہے اس کے نقاط تک قطعی ہیں ۲۱۶
احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اصولی قانون یہ
ہے کہ اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کیا جائے ۲۱۸
قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جسم
عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا ۲۱۹
احیاء موتی کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے
صریح خلاف ہے ۲۴۹
معیار نجات قرآن کریم ہے اس کو مضبوطی سے تھام لو ۲۵۲
قرآن کریم میں استعارات کے استعمال کی مثالیں ۲۶۲

قرآن مجید اور احادیث

اگر بخاری کی حدیث یضع الجزیۃ کی طرح کی ہزار احادیث
بھی قرآن کریم سے معارض ہوں تو قابل قبول نہیں ۲۱۱ح
قرآن ایک زندہ کلام اور امام صادق ہے کوئی حدیث
اس کے معارض قابل قبول نہیں ۱۸۸، ۱۹۰

قرآن کریم کلام ربانی ہے۔ ہر آیت اس کی قطعی متواتر ہے اور احادیث سوائے نادر کے احاد ہیں ۲۰۵

حفاظت قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ۲۱۶

قرآن کریم میں استعارات کے استعمال کی مثالیں ۲۶۲

قیامت

قیامت کی نشانیاں صغریٰ اور کبریٰ بیان کی گئی ہیں ۳۰۳، ۳۰۴

اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

کشف

حضرت عمرؓ کا ساریہ کو خطبہ جمعہ کے دوران پکارنا۔ جو ساریہؓ کو ایک دور کی مسافت پر سنائی دی ۲۹ ح، ۳۰

حضرت اقدس مسیح موعود کو ایک صریح کشف کی رو سے متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے روکا گیا ۴۸

م۔ن

مجدد

ظہور امام مہدی پر ضرورت زمانہ کی دلیل ۱۷

اس زمانہ کے فساد اور لوگوں کے مذہبی معاشرتی حالات ۲۳۲، ۲۳۴

آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح کا نام دینے کی دو وجوہات ۱۲۴، ۲۱۳

محدث / محدثیت

امت محمدیہ میں سے محدثوں یعنی غیر نبی ملہم لوگوں کے آنے کی پیشگوئی ۱۵

مجدد امام سرہندی علیہ الرحمہ کے نزدیک محدث کی تعریف ۲۸ ح

مقام نبوت اور محدثیت میں فرق۔ محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے ۳۰۰

مقام محدث کسب سے نہیں حاصل ہوتا ۳۰۱

مسلمان نیز (دیکھیں اسلام)

سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں امت محمدیہ کے کامل افراد کو اوتادالارض قرار دیا ۲۶ ح

الفاتحہ میں خوشخبری ہے کہ تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو پس کمالات کے حصول کے لئے مجاہدات کرو ۱۲۷

آیت وجاعل الذین اتبعوک سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اور نصاریٰ تا قیامت زمین کے وارث رہیں گے ۱۹۳، ۱۹۴ ح

احادیث میں آپس میں شدید تناقض ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے ۲۱۷، ۲۱۸

حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں عیسائی صرف اتباع کے دعویدار ہیں ۲۱۲ ح، ۲۱۳

سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۲۵

مسلمان علماء

امت مسلمہ کے بدحال علماء کا بیان ۱۸

علماء کا از روئے حسد آپ کی تکفیر کرنا ۳۶، ۲۱۱

مکفرین علماء کو ''کرامات الصادقین'' جیسا رسالہ لانے کا چیلنج ۴۲

مکفرین علماء باوجود میرے مسجد میں قسمیں کھانے کے کہ میں مسلمان ہوں فتاوی کفر سے باز نہ آئے ۴۵

مکفرین علماء کا آپؑ کو سراسر جاہل اور علم عربی سے بکلی بے خبر قرار دینا ۴۸

مکفرین علماء اور مشائخ پر اتمام حجت ۱۶۱

علماء ہند اب تک میری ہلاکت کے منتظر اور فتاوی کفر لکھتے ہیں ۱۸۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ پر علماء کے گیارہ اعتراضات ۲۸۴، ۲۸۵

حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کا خط ۱۴۹ تا ۱۵۱
اللہ تعالیٰ نے علماء اسلام کے لئے لفظ یہود استعمال فرمایا ۱۸۳
معراج (نیز دیکھیں اسماء میں محمد رسول اللہ ﷺ)
رسول کریم ﷺ معراج کی رات اعجازی طور پر اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ کا جسم اطہر بستر پر بھی موجود رہا ۲۱۹، ۲۲۰
رسول کریم ﷺ کا معراج کی رات آدم، عیسیٰ، یحییٰ، موسیٰ علیہم السلام سے ملاقات فرمانا ۲۲۱

ملائکہ
فرشتوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کے عقائد ۳۴، ۳۵
فرشتے قرآن کریم کے مطابق اس جگہ کو نہیں چھوڑتے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرر کر دیا ہے ۲۷۳
اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے اعضاء کی طرح پیدا کیا ہے اور اپنی قدرت کے وسائل بنایا ہے ۲۷۳
ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے ابدی قدرت عطا کی ہے اور وہ تھکاوٹ اور مشقت سے پاک ہیں ۲۷۵
اللہ تعالیٰ نے نزول ملائکہ کو اپنی ذات کا نزول اور ان کی آمد کو اپنی آمد قرار دیا ہے ۲۸۲
اس بات کے عقلی ثبوت کہ ملائکہ اپنے جسم کے ساتھ اس طرح نازل نہیں ہوتے جس طرح انسان کسی بلندی سے اترتا ہے ۲۸۲، ۲۸۳
نزول ملائکہ ایسا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے اور ایسے مسائل کے حل کے لئے مجھے امام مقرر فرمایا ہے ۲۸۴، ۲۸۵
نزول ملائکہ کی تشبیہ کسی اور چیز سے دینا محال ہے ۲۸۴
اس شبہ کا ازالہ فرمانا کہ آپؐ ملائکہ کو اجرام فلکی کی روح تسلیم کرتے ہیں ۲۹۶
اللہ تعالیٰ جب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے خاص بندے کے دل پر کلام نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کو کر دیتا ہے ۳۱۸، ۳۱۹
سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے وقت ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۳۱۹، ۳۲۰

مہدی
مہدی کے بارہ میں آنے والی احادیث میں تناقض ہے اور یہ سب ضعیف اور مجروح ہیں ۳۱۴، ۳۱۵

نبی/نبوت
رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت زمین کا خدا کے حضور دعا کرنا کہ میں اب انبیاء سے قیامت تک محروم ہو گئی ہوں اور خدا تعالیٰ کا وحی فرمانا کہ میں انبیاء جیسے لوگ پیدا کروں گا جو محدث کہلائیں گے ۱۵
انبیاء اور ان کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے مثالیں ۱۹۰، ۱۹۱ح
اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں سب مسلمان انعام کے طلبگار ہیں اور سب سے بڑا انعام تو نبوت ہے ۱۵، ۱۶
انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے ہی اس دار فانی سے کوچ کرتے ہیں ۲۴۳
اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کو ان کی فتح کے دن کی آمد سے قبل ہی وفات دیتا ہے لیکن اس کو اس کی فتح کی مسلسل خوشخبریاں دیتا ہے ۲۶۶، ۲۶۷
آیت فلا اقسم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم کا تعلق زمانہ نبوت اور نزول وحی سے بھی ہے ۲۸۹
اللہ تعالیٰ جب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے خاص بندے کے دل پر کلام نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کو کر دیتا ہے ۳۱۸، ۳۱۹

اللہ تعالیٰ کا نبی کو فتح عطا کرنے کی سنت و طریق ۲۶۶، ۲۶۷

سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے وقت

ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۳۱۹، ۳۲۰

مقام نبوت اور مقام محدثیت میں فرق ۳۰۰

نجات

معیار نجات قرآن کریم ہے پس اس کو مضبوطی سے

تھام لو ۲۵۲، ۲۵۳

نزول مسیح (نیز دیکھیں اسماء میں مسیح علیہ السلام)

احادیث میں موجود لفظ نزول پر سیر حاصل بحث ۱۹۶، ۱۹۷ح

نزول مسیح سے متعلق پیشگوئیوں میں اختلاف کی حکمت ۲۳۶، ۲۳۸

و۔ی

وحی

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت

جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

وفات مسیح (نیز دیکھیں اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام)

صحابہؓ وفات مسیح کے قائل تھے ۲۴۶

ولایت

اولیاء اللہ مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں ۱۶

اولیاء اللہ خدا کے نور سے منور ہوتے ہیں ۲۱

اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے، رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے اور

انہیں انبیاء کے علم اور نور سے فیضیاب کرتا ہے ۱۶، ۲۲ح، ۲۳

اللہ تعالیٰ انبیاء کے علاوہ بھی اپنے محبوب بندوں سے کلام

کرتا ہے ۱۶، ۱۷، ۲۱ح، ۲۲

اہل اللہ کی پہچان خوارق، کشوف، مکالمات الٰہیہ

اور خشیت الٰہی سے ہوتی ہے ۲۲ تا ۲۷ح

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان سلب کر لیتا ہے جو اولیاء اللہ

سے عداوت رکھتے ہیں ۱۶۷، ۱۶۸

اولیاء اللہ کی نشانیاں اور ان پر خدا کے ہونے والے

فضلوں کا تذکرہ ۱۶۸، ۱۶۹

اولیاء اللہ کے فضائل کا بیان ۱۷۱

یاجوج ماجوج ۱۸۵ح

یاجوج ماجوج کا خروج ۲۰۹ تا ۲۱۲ح

یاجوج ماجوج کے متعلق مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر

اجماع امت کے خلاف نہیں ہے ۲۱۰ح ح

اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں

قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

یہودیت

سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے

کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۲۵

دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال کہ وہ یہود

میں سے ہوگا درست نہیں ۱۹۵ح

قرآن کریم کے مطابق یہود اور نصاریٰ تا قیامت رہیں گے

۲۳۹، ۲۴۰

☆☆☆

اسماء

آ۔ا

آدمؑ۔حضرت ۲۲۱، ۲۹۵

ابوبکر صدیقؓ حضرت ۲۴۴، ۲۵۴ ح ح

حضرت رسول کریم ﷺ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وفات مسیحؑ پر استدلال فرمانا ۹

فما نحن بمیتین الا موتتنا الاولی سے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول کریم ﷺ کی وفات کا استدلال کیا ۲۴۴ تا ۲۴۶

ابوالمنصور الدھلوی۔امام ۱۵۶

ابن عباسؓ۔حضرت

آپ نے توفی کے معنی وفات کے کئے ہیں ۲۵۴، ۲۶۵ ح ح

ابن القیمؒ۔حضرت

آپ نے توفی کے معنی وفات کے کئے ہیں ۲۵۴ ح ح

ابوھریرہؓ۔حضرت

تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابو ہریرہ نے آیت کریمہ وان من اھل الکتاب ....کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰

حضرت ابو ہریرہؓ نے بعض اجتہاد کرنے میں غلطی کی ہے مثلاً حدیث ما من مولود یولد .....کی تاویل میں غلطی کی ۲۴۰

اُبی بن کعبؓ۔حضرت

ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کی قرأت ثانیہ قبل موتھم ہے ۲۴۱

احمد بیگ۔ مرزا ۱۶۳ ح

احمد سرہندی۔امام

آپ کا اپنے مرید کو خط میں فرمانا کہ غیر نبی کو بھی الہام ہوسکتا ہے ۲۸، ۲۹ ح

احمد بیگ ہوشیار پوری۔مرزا ۶۵

ادریس علیہ السلام۔حضرت

آیت قرآنی ورفعناہ مکانًا علیاً میں حضرت ادریس کے رفع سے مراد ۲۲۰

انانیا

پولوس انانیا سے دمشق میں ملا اور اپنا کشف سنایا کہ اس کے ذریعہ میں نے مسیح کو پہچان لیا ہے۔ ۲۲۶، ۲۲۷

ایلیا

تورات میں بھی حیات مسیح کی طرح کا عقیدہ ایلیا نبی کے متعلق سمجھا جاتا تھا جو ظاہری طور پر پورا نہ ہوا ۳۱۳

ب۔پ

بلقیس (ملکہ سبا) ۲۷۴ ح

تمیم داریؓ۔حضرت

تمیم داری کا بیان کہ انہوں نے دجال کو دیکھا ۱۹۱، ۱۹۳ ح

پولوس

وہ پہلا شخص جس نے عیسائیت کو بگاڑا ۲۲۵، ۲۲۶

پولوس انانیا سے دمشق میں ملا اور اپنا کشف سنایا کہ اس کے ذریعہ میں نے مسیح کو پہچان لیا ہے۔ ۲۲۶، ۲۲۷

رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷

پیر صاحب العلم ۳۰۹

ج۔ح

جبرائیل

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

جوھری۔امام ۱۶۰

حسام الدین۔حضرت حکیم ۱۷۴

حسین۔الشیخ السید المہاجر ۱۵۰

ذ۔ر۔ز

ذوالقرنین

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ، ذوالقرنین اور حواریوں سے کلام کیا حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲ح

رازی۔فخر الدین امام

فخر الدین رازی کا تفسیر کبیر میں تحریر کرنا کہ اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں ۲۹۰

الزمخشری جار اللہ ۲۴۰، ۲۴۱

س

ساریہ رضی اللہ عنہ ۲۹، ۳۰ ح

سلطان احمد ابن احمد بیگ ۱۶۳ح

سلیمان علیہ السلام ۲۷۴ح

ص

صدیق حسن خان۔نواب ۳۰۲

ع۔غ

عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ۱۹۰، ۲۴۴

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن مجید سے موافقت کرنے کے لئے احادیث کی تاویل کیا کرتی تھیں ۲۰۵

عبدالحق غزنوی

عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کا ذکر ۸۸

عبدالرزاق قادری البغدادی سید

انہوں نے حضرت مسیح موعود کی تکفیر میں اشتہار دیا اور حضورؑ نے اس کے جواب میں ''تحفہ بغداد'' تصنیف فرمائی ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عبدالرزاق بغدادی کے لکھے گئے خط کا متن ۶

سید عبدالرزاق قادری کے خط اور اشتہار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیک نیتی پر محمول کرتے ہوئے ان کی دینی غیرت کی تعریف فرمائی ۷

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ان کے حق میں دعا کرنا ۱۱، ۱۲

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں آپ کو نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی ہدایت ۱۳

حضرت مسیح موعود کا انہیں تحریر فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دلوں کے شبہات دور کرنے اور اتمام حجت کی قوت دی ہے ۱۸، ۱۹

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ۲۹، ۳۰ح

عبداللہ صاحب (مرید پیر صاحب العلم) ۳۰۹

عبداللہ آتھم

آتھم سے مباحثہ کا ذکر اور اس میں کامیابی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بشارات ۷۲

آتھم کے متعلق رویا اور یہ کہ وہ پندرہ ماہ میں مرنے والا ہے ۸۱

آتھم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس) کے اختتام پر سنائی گئی ۶۳

عبداللہ العرب (پیر صاحب العلم خلیفہ) ۳۱۰

عبداللہ بن عباسؓ ۳۰۰

آپ کو عربی زبان پر دسترس حاصل تھی اور علم تفسیر کے بہت بڑے عالم تھے ۳۱۱

صحیح بخاری میں آپ کی آیت انی متوفیک
و رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰
عبدالغنی المجددی۔الشیخ ۱۵۰
عبداللطیف۔(پیر صاحب العلم کے خلیفہ) ۳۰۹
عبدالقادر جیلانیؒ سید
آپ کا اپنی کتاب فتوح الغیب میں
ذکر فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے ۱۶،۲۲،۲۳ح
علی طالع (شعب عامر کے رہنے والے ایک عرب) ۱۷۳
عبدالکریم۔مولانا،سیالکوٹی ۱۷۴
عمرؓ بن الخطاب ۲۴۴، ۳۰۰
آپ کا ساریہ کو خطبہ جمعہ کے دوران پکارنا اور ساریہ کا
کو ایک دور کی مسافت پر اسے سن لینا ۲۹،۳۰ح
بعض احکام قرآن سے آپؓ کی رائے موافق ہوئی ۲۴۶
لو کان بعدی نبی لکان عمر ۳۰۰
عیسیٰ علیہ السلام ۱۸،۱۸۴،۲۱۵،۲۲۱،۲۹۵
حیاۃ مسیح پر قرآن کریم اور احادیث النبویہ ﷺ سے کوئی
دلیل نہیں ملتی ۱۰
ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے کم از کم نصف عمر پائی اور
حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس سال عمر پائی ۲۰۷ح
حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں عیسائی اتباع کے
صرف دعویدار ہیں ۲۱۲، ۲۱۳ح
حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیوں کے باطل عقائد ۲۱۲ح
قرآن کریم میں رفع مسیح اور عدم صلیب مسیحؑ کا ذکر آنے
کی حکمت ۲۲۲، ۲۲۳
نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ح
جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں
پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے
نے مجھ سے قبل عرض کیا (حدیث) ۲۰۸، ۲۰۹ح
اس اعتراض کا جواب کہ آپؑ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ
کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۴، ۲۹۵
حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض معجزات ہم
شریعت اسلامیہ کی رو سے پسند نہیں کر سکتے ۲۹۵، ۲۹۶
کیا حضرت عیسیٰ کی عدم مصلوبیت، حیات مسیح اور آمد
ثانی کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کرتی ہیں ۳۱۱، ۳۱۲
عیسیٰؑ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ درست نہیں
کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع الحرب
موجود ہے ۳۱۳، ۳۱۴
نزول عیسیٰؑ
صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی
طور پر نزول مسیح کے قائل تھے۔قرآن کریم کی آیات سے ثبوت ۹
نزول مسیح نزول ایلیا سے مشابہ ہے ۱۹، ۲۰
لفظ نزول کی قرآن کریم اور حدیث کی رو سے بحث ۳۳
مسیح کے سفید منارہ کے پاس نزول کی حدیث کی شرح ۳۳
جو شخص رسول کریم ﷺ کے بعد نزول عیسیٰ مسیح پر ایمان لایا اس
نے گویا کہ رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت سے اعراض کیا ۳۴
کسی نبی کے متعلق نزول کے لفظ استعمال کرنے سے مراد ۱۲۷، ۱۲۸
قرآن کریم نے کیونکر نزول مسیح کا ذکر نہ کیا۔اگر جسمانی طور پر
نزول مسیح حق ہوتا تو قرآن کریم ضرور اس کا ذکر فرماتا ۲۱۱، ۲۱۲
احادیث میں نزول مسیح سے مراد یہ ہے کہ ایک عظیم الشان
مجدد حضرت مسیح کے مثیل کے طور پر ظاہر ہوگا جس پر
مسیح کا نام اطلاق پائے گا ۲۱۲
خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود کو عیسیٰ علیہ السلام کے
مثیل کے طور پر بھیجنے کی حکمت ۲۳۴، ۲۳۵

صحیح مسلم میں اور دوسری کتب کی احادیث جن کی رو
سے غیر از جماعت حیات مسیح اور نزول مسیح کا عقیدہ
رکھتے ہیں ۱۸۴ح، ۱۸۵، ۱۸۶
احادیث میں لفظ نزول کا ذکر اور اسکی حقیقت ۱۹۶ح، ۱۹۷
نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ح
وفات مسیح، نزول مسیح ومہدی کے بارہ میں مختلف احادیث
اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ح
حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ
اور اس کی بنیاد ۱۸۴ تا ۱۸۹ح
فتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث
سے ملایا جائے کہ مسیحؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں
نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح
مسیح موعودؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مبعوث ہوگا اور نرمی
سے اصلاح کرے گا ۲۱۴، ۲۱۵ح
نزول عیسیٰ کے معانی، عقیدہ نزول عیسیٰ کو بعینہٖ مان لینے
سے پیدا ہونے والی قباحتیں ۲۰۰، ۲۰۴
مسیح کا آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات کے
خلاف ہے اور اس سے توحید باری تعالیٰ کو نقصان پہنچتا ہے ۲۲۰
مسیح مشرقی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اور پھر وہ یا اس کے
خلفاء میں سے کوئی دمشق کا سفر کریں گے ۲۲۵
رسول کریم کا مسیح کی آمد ثانی کے لئے نزول کا لفظ استعمال
کرنے کی حکمت ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ ح
رسول کریمؐ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس لئے
فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷
اس شبہ کا جواب کہ مسیح عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور یا
صرف جنگ ہوگی یا نصاریٰ اسلام قبول کرلیں گے ۲۲۹، ۲۳۰
نزول مسیح سے متعلق پیشگوئیوں میں اختلاف کی حکمت ۲۳۶، ۲۳۸
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں
قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵
حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے بارہ میں احادیث ۳۱۱
نبی اکرمؐ کے فرمان لیوشکن ان ینزل کی حکمت ۳۱۱ح
اس اعتراض کا جواب کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ و انه لعلم
للساعة کے مطابق قیامت کے قریب نزول مسیح ہوگا ۳۱۶، ۳۱۷
اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپؑ ہی آنے والے مسیح ہیں
تو آپ نے کون سی صلیب توڑی اور کون سا خنزیر قتل کیا ۳۱۷

وفات مسیح

رسول کریم ﷺ کا فرمانا کہ ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی
سے کم از کم نصف عمر پائی حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس
سال عمر پائی ۲۰۷ح
حضرت عیسیٰؑ اگر زندہ آسمان پر موجود ہیں تو اس وقت انہیں نازل
ہو جانا چاہیے کیونکہ امت مسلمہ انتہائی فساد کو پہنچ گئی ہے ۲۱۰
آیت فلا تکن فی مریة من لقائه موسیٰ کی حیات
ثابت کرتی ہے ۲۲۱، ۲۲۲
قرآن کریم میں رفع مسیح اور عدم صلیب مسیحؑ کا ذکر
آنے کی حکمت ۲۲۲، ۲۲۳
آیت ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به
قبل موته سے حیات مسیح کے حق میں پیش کئے
جانے والے دلائل کی تردید ۲۳۸
اگر احیائے موتیٰ ظاہری ہو تو کئی فتنے پیدا ہوں ۲۴۸
قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح
اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴
اس امر کا جواب کہ کیا حضرت عیسیٰ کی عدم مصلوبیت، حیات مسیح
اور آمد ثانی کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث کرتی ہیں ۳۱۱، ۳۱۲

توراۃ میں بھی حیات مسیح کی طرح کا عقیدہ ایلیا نبی کے متعلق سمجھا جاتا تھا جو ظاہری طور پورا نہ ہوا ۳۱۳

حضرت رسول کریمؐ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وفات مسیح پر استدلال فرمانا ۹

صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی طور پر نزول مسیح کے قائل تھے ۹

حضرت مسیح موعودؑ نے عقیدہ وفات مسیح قرآنی دلائل، الہامی شہادت اور احادیث رسول کریمؐ پر غور کے بعد اختیار کیا ۱۰

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا آیت انی متو فیک و رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰

وفات مسیح پر قرآن کریم اور سنت اللہ سے دلائل ۲۰

حضرت اقدس علیہ السلام کا وفات مسیح کے دلائل بیان فرمانا اور مخالفین کے دلائل کی تردید فرمانا ۱۹۴، ۱۹۷

مفسرین مسئلہ حیاۃ مسیح میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور ان میں اختلاف ہے ۲۱۵، ۲۱۶

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے دن جو بھی جان زندہ ہے وہ سو سال کے اندر وفات پا جائے گی۔ اگر مسیح اس وقت زندہ تھے تو سو سال بعد وہ بھی وفات پا جاتے ۱۹۱ح، ۱۹۲

وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ح

حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ اور اس کی بنیاد ۱۸۴ تا ۱۸۹ح

مسیح کی آمد ثانی اور مہدی کے متعلق احادیث میں آپس میں تناقض اور اس کی وجہ ۲۰۳، ۲۰۴ح، ۲۰۶ح

رسول کریمؐ کا فرمانا کہ جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی ان پر نگران تھا ۲۰۸، ۲۰۹ح

اللہ تعالیٰ کے پاک انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے ہی اس دار فانی سے کوچ کرتے ہیں ۲۴۳

قرآن کریم کی رو سے جنتی افراد کے جنت میں داخلہ کے بعد اس دنیا میں واپسی ممنوع ہے اور ایک شبہ کا ازالہ ۲۴۶ تا ۲۴۸

آیت قرآنیہ انی متوفیک و رافعک الی میں وفات کا وعدہ پہلے مذکور ہے اور ایک بڑا گروہ اس بات پر متفق ہے کہ یہ تمام وعدے ترتیب سے پورے ہوئے ۲۵۸، ۲۵۹

اس امر کی تردید کہ آیت 'انی متوفیک و رافعک الی میں فقرہ رافعک دراصل مقدم ہے ۱۹۸، ۱۹۹ح

لفظ توفی کے معنی ۲۴۲

ومانحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ سے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول کریمؐ کی وفات کا استدلال کیا ۲۴۴ تا ۲۴۶

لفظ توفی کی تفسیر قرآن کریم، رسول کریم ﷺ، ابوبکر صدیقؓ ابن عباسؓ، تابعین، امام بخاری، امام ابن قیمؒ، اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے وفات کے معنوں میں کی ہے ۲۵۴، ۲۵۵ح

قرآن کریم میں وفات مسیح کی ذکر کی حکمت ۲۵۵ح

لفظ توفی کو رسول کریمؐ نے اپنی وفات کے بارے میں استعمال فرمایا ۲۶۰، ۲۶۱

اس شبہ کا ازالہ کہ قرآن کریم میں توفی کا لفظ نیند کے معنی میں آیا ہے ۲۶۱، ۲۶۲

اگر قرآن کریم، حدیث یا شاعر کی کتاب میں توفی کے لفظ کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور انسان اس کا مفعول بہٖ ہو اور کوئی دوسرا قرینہ استعمال نہ ہوا ہو تو اس کا معنی موت ہوگا۔ انعامی چیلنج ۲۶۳، ۲۷۰

اگر توفی کے معنی نیند کے کئے جائیں تو کئی خلاف عقل امور ماننے پڑیں گے ۲۶۳ تا ۲۶۵

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تیری امت تا قیامت دشمنوں پر غالب رہے گی نہ یہ کہ تجھے زندہ اٹھا لیا جائے گا ۲۶۷

قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی قبض روح آیا ہے ۲۶۸، ۲۶۹

آیت کریمہ انی متوفیک کے سیاق وسباق سے بھی وفات مسیح ہی ثابت ہوتی ہے ۲۶۵، ۲۶۶

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مسیح موعود علیہ السلام)

عبدالرزاق قادری بغدادی نے حضرت مسیح موعودؑ کی تکفیر میں اشتہار دیا اور حضورؑ نے اس کے جواب میں ''تحفہ بغداد'' تصنیف فرمائی ۳

عبدالرزاق بغدادی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھے گئے خط کا متن ۶

حضرت مسیح موعودؑ کا سید عبدالرزاق قادری کے خط اور اشتہار کو نیک نیتی پر محمول کرتے ہوئے ان کی دینی غیرت کی تعریف فرمانا ۷

سید عبدالرزاق قادری بغدادی کے حق میں دعا کرنا ۱۱، ۱۲

سید عبدالرزاق قادری بغدادی کو دعوت کہ وہ آپؑ کے پاس دو ماہ ٹھہریں تو اللہ ان پر حقیقت ظاہر فرما دے گا ۱۲، ۳۵

اگر سید عبدالرزاق میرے پاس نہ آسکیں تو ایک ہفتہ استخارہ کریں ۱۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۸، ۱۷۱

اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اٹھانے کا ذکر ۸

آپ کا فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دلوں کے شبہات دور کرنے اور اتمام حجت کی قوت دی ہے ۱۸، ۱۹

آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح کا نام دینے کی دو وجوہات ۱۲۴، ۲۱۳

قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے التماس کہ میرے دعویٰ کی تحقیق کریں۔ ۳۲۴، ۳۲۵

خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود کو عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل کے طور پر بھیجنے کی حکمت ۲۳۴، ۲۳۵

بعثت کی غرض

مجھے لوگوں کی اصلاح اور نصرت دین کے لئے نازل کیا گیا ۶۸

آپؑ کا مقصود قتل خنازیر اور کسر صلیب ہے ۷۵، ۷۹

مجھے عیسائیوں کی ہدایت کے لئے اور خلاف اسلام شکوک کے دفعیہ کے لئے بھیجا گیا ہے ۸۱، ۱۷۸

پیدا شدہ فتنوں کو مٹانے کے لئے اور اس کام کے لئے ضروری علوم اور وسائل دیئے جانا ۴۵

عقائد / دعویٰ / دلائل صداقت / نشانات صداقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۸، ۳۱، ۳۶، ۱۷۱، ۱۸۴، ۲۸۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ در بارہ ہستی باری تعالیٰ وحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۶۷

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدہ وفات مسیح قرآنی دلائل، الہامی شہادت اور احادیث رسول کریم ﷺ پر غور کے بعد اختیار کیا ۱۰

اپنی صداقت کے دلائل پیش فرمانا ۱۴

میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں، بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔ ۶۷
لیکھرام پشاوری کے قتل کا نشان بیان فرمانا۔ ۱۶۲
وفات مسیح اور عدم نزول اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مثیل ہونے کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے متواتر اور پے در پے الہامات کے بعد کیا ۱۹۱
خدا کی قسم کھا کر بیان فرمانا کہ میں سچا ہوں اور دنیا کا طلبگار نہیں ۱۹
اپنی صداقت کے لئے **فقد لبثت فیکم عمرًا من قبله** کی دلیل پیش کرنا ۱۹۳، ۱۹۴
۱۸۸۳ء میں آپؑ کا عقیدہ ۲۹۶
اپنے پر خدا تعالیٰ کے فضل بیان فرمانا
اور مخالفین کو غور کرنے کی تلقین ۳۲۴
اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۴، ۲۹۵
مجھے جو ملا ہے وہ کامل دین اور کامل نبی حضرت محمد ﷺ سے ملا ہے اسی لئے وہ سب کچھ عیسیٰؑ سے افضل ہے ۲۹۴، ۲۹۵

علامات مسیح موعود

احادیث میں مسیح موعود کی تین علامات ۲۰۶، ۲۱۰
رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ عیسائیت کا بگاڑ شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷

تائید الٰہی، قبولیت دعا، پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کا تذکرہ ۳۵، ۳۶، ۶۸، ۱۶۲، ۳۲۴
الہامات کے ذریعہ خوشخبریوں کا تذکرہ ۱۶۲، ۱۶۳
نصاریٰ کے افحام کے لئے خدا تعالیٰ کا آپ کی نصرت و تائید کرنا ۷۲
محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئیوں کا بیان ۱۶۲، ۱۶۳
اللہ تعالیٰ نے آپ کو نشانات عطا فرمائے اور دشمنوں کے مقابل اتمام حجت عطا فرمائی ۱۷۹
نزول ملائکہ ایسا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے اور ایسے مسائل کے حل کے لئے مجھے امام مقرر فرمایا ہے ۲۸۴، ۲۸۵
سندھ کے پیر صاحب العلم کا خواب میں رسول کریمؐ کا دیدار کرنا اور آپ کا حضرت مسیح موعود کی علیہ السلام کی تصدیق کرنا ۳۰۹، ۳۱۰
الہام انی مهین من ارادک اهانتک ۶۷
ووالله یأتی وقت تصدیق کلمتی
ویبدی لک الرحمن ماکنت تضمر ۷۴
میرا خدائے مہیمن مجھے ضائع نہیں کرے گا اور میری نصرت فرمائے گا ۸۲
امام الانام محمد مصطفیٰ ﷺ کی شہروں میں تعریف پھیلے گی ۸۶
خدا تعالیٰ کاذب تارک ہدایت کو ذلیل کرے گا ۸۶
جو شخص تکفیر میں زیادتی کرے گا اس کی تکفیر کی جائے گی چنانچہ بٹالوی کی تکفیر ہوئی ۸۷
لیکھرام پشاوری کے خلاف دعا اور بشارت کہ چھ سال کے عرصہ میں ہلاک ہو جائیگا ۱۶۲
آتھم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس) کے اختتام پر سنائی گئی ۱۶۳

آنحضرت ﷺ سے محبت و عشق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرتؐ کی مدح فرمانا ۷
آپ ﷺ کے مولد اور زمین سے محبت اور
آپ ﷺ پر اپنی روح فدا کرنے کا اظہار ۹۳
اپنے عشق و محبت کی وجہ سے میں اپنے محبوب آنحضرتؐ کے روضہ قبر میں داخل ہو جاؤں گا ۹۵

اے رسول ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم شعر بھی نہ کہتے ۹۵

واثرت حبک بعد حب مھیمنی ۱۰۴

مباہلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے لئے بلایا لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی ۶۸

مخالفوں کو چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بٹالوی کو عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سو اشعار میں قصیدہ لکھنے کا چیلنج دینا اور مولوی صاحب کا حیلوں انکار کرنا ۴۶، ۴۷

شاعۃ السنہ میں محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلوتہی کا طریق ۶۴، ۶۵

حضرت مسیح موعود کا اپنے مخالفین پر اتمام حجت کرنا ۱۶۱، ۱۶۳

کرامات الصادقین کا جواب لکھنے کے لئے اور مخالفین کی علمی حالت ظاہر کرنے کے لئے ایک ہزار روپے کا انعام

(۲) صرفی نحوی غلطی نکالنے والے کے لئے فی غلطی پانچ روپے انعام کا اعلان ۴۲، ۴۸ تا ۵۰

(۳) اگر قرآن کریم، حدیث یا شاعر کی کتاب میں توفی کے لفظ کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور انسان اس کا مفعول بہ ہو اور کوئی دوسرا قرینہ استعمال نہ ہوا ہو تو اس کا معنی موت ہوگا۔ اگر کوئی ان کے علاوہ کسی اور معنی میں یہ لفظ دکھائے تو اس کو ایک ہزار روپے انعام دیا جائے گا ۲۷۰، ۲۷۱

حضرت مسیح موعود کا حکومت برطانیہ کی طرف سے قیام امن اور مذہبی آزادی کی تعریف فرمانا ۲۲۹، ۲۳۰

مخالفت واعتراضات اور ان کے جوابات

مولوی محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرنا، حضور علیہ السلام سے ظاہر ہونے والے نشانات کو استدراج یا نجوم کہا ۴۵، ۴۶

ہمارے مخالفین کے سلب ایمان کا روحانی سبب یہی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے دشمن ہوئے ایسے مخالفین کو نصیحت ۱۶۹، ۱۷۰

حضرت مسیح موعودؑ کی قوم نے آپؑ کی تکذیب کی اور دشنام دہی کی ۱۷۸، ۱۷۹

مخالف علماء کی ریشہ دوانیوں اور فتاویٰ تکفیر پر حضرت مسیح موعود کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ۱۸۳

حضرت مسیح موعود نے رسالہ کرامات الصادقین اپنے اور مخالفین کے معاملہ میں فیصلہ کے لئے تصنیف فرمائی ۴۲

کرامات الصادقین میں قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ منصف لوگوں پر محمد حسین بٹالوی کا افترا ظاہر ہو ۶۲، ۶۳

اس اعتراض کا جواب کہ آپؑ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۴، ۲۹۵

اس اعتراض کا جواب کہ عیسیٰ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج اور دجال کے ظہور کے بعد نازل ہونا ہے ۳۰۲، ۳۰۳

آپؑ پر اعتراض کہ اولیاء تو اپنے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں اور آپ نے اپنے متعلق دعویٰ نہیں کیا ۳۲۱، ۳۲۲

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعود حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو تسلیم نہیں کرتے ۳۱۵، ۳۱۶

اس اعتراض کا جواب کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ **وانه لعلم للساعة** کے مطابق قیامت کے قریب نزول مسیح ہوگا ۳۱۶، ۳۱۷

اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپؑ ہی آنے والے مسیح ہیں تو آپ نے کون سی صلیب توڑی اور کون سا خنزیر قتل کیا ۳۱۷

عربی منظوم کلام

الا ایھا الواشی الام تکذب ۹۶

ایامحسنی اثنی علیک و اشکر ۷۱

بک الحول یا قیوم یا منبع الھدیٰ ۸۹

تذکر یا اخی یو م التناد ۱۳

حمامتنا تطیر بریش شوق ۱۶۵

دموعی تفیض بذکر فتن انظر ۳۲۶ تا ۳۳۵

فان کنت ذی علم فآت نظیرھا ۱۰۵

فلا تعذلونی بعد ما قلت سرہ ۱۲۸

ھداک اللہ ھل قتلی یباح ۳۷

یا قلبی اذکر احمد ۷۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ کے مفاسد کے بارہ میں دردمندانہ قصیدہ ۳۲۶ تا ۳۳۵

متفرق

مکہ مکرمہ سے کچھ افراد کا حضرت مسیح موعود کو خط لکھنا اور آپ کے حالات کے بارے میں استفسار کرنا ۱۷۲ تا ۱۷۴

حضرت مولانا حکیم نورالدین ؓ کا خط حضور کے نام ۱۴۹ تا ۱۵۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کو اپنے تمام ساتھیوں کا اعلیٰ بصیرت وعلم اور دیگر صفات سے متصف بیان فرمانا اور آپ کی رفاقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ۱۸۰، ۱۸۱

حضرت مسیح موعود کا مولوی محمد احسن ؓ کا ذکر فرمانا ۱۸۱

ف

فضل الدین ۱۷۴

ل۔م۔ن

لبیب۔ایک عرب شاعر ۱۵۶

لیکھرام پشاوری

لیکھرام پشاوری کے خلاف دعا اور بشارت کہ چھ سال بعد ہلاک ہوگا ۱۶۲

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸، ۲۱۶، ۲۱۷

قوت قدسیہ

آپ ﷺ کی آمد سے لوگوں میں وقوع پذیر ہونے والی نیک تبدیلیوں کا ذکر ۴۳، ۴۴

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہوسکتی ہے وہاں اس سے مراد حیات روحانی لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

آیت کریمہ واخرین منھم لما یلحقوا بھم سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے ۲۴۴

خاتم النبیین

آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننے پر حضرت مسیح موعودؑ کا حلفیہ بیان ۶۷

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ قرآن کو منسوخ کردے ۱۹۹ح

مسیح ناصری کا نزول ماننا ختم نبوت کے منافی ہے ۳۴، ۲۰۰، ۲۰۱

خاتم النبیین کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی برکات تمام زمانوں پر محیط ہیں ۲۴۴

معراج

رسول کریم ﷺ معراج کی رات اعجازی طور پر اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ کا جسم اطہر بستر پر بھی موجود رہا ۲۱۹، ۲۲۰

رفع

آپ ﷺ نے فرمایا: انی لا اترک میتا فی قبری الیٰ ثلثۃ ایام او اربعین بل احییٰ و ارفع الی السماء لیکن اس سے حیات روحانی مراد لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

متفرق

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار ٹوٹتے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ ح

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل سے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول کریم ﷺ کی وفات کا استدلال کیا ۹، ۲۴۵، ۲۴۶

رسول اکرم ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد ۱۰۵

۲. **یا قلبی اذکر احمد عین الهدی مفنی العدا** ۷۰

۳. **ایامحسنی اثنی علیک واشکر فدی لک روحی انت ترسی ومازر** ۷۱

۴. **بک الحول یا قیوم یا منبع الهدیٰ فوفق لی ان اثنی علیک و احمدا** ۸۹

محمد احمد مکی

ایک احمدی جن کا خط حمامۃ البشریٰ کی وجہ تصنیف بنا ۱۷۲

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ان کے خط کا جواب ۱۷۵، ۳۳۵

محمد بیگ ابن نظام الدین ۱۶۳ ح

محمد حسین بٹالوی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرنا ۴۵، ۴۶

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی اسے عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سو اشعار میں قصیدہ لکھنے کا چیلنج دینا ۴۶، ۴۷

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے مباہلہ کے لئے بلایا لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی ۶۸

اشاعۃ السنہ میں محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلو تہی کا طریق ۶۴، ۶۵

محمد حسین بٹالوی کا علم تفسیر اور عربی زبان سے بے بہرہ ہونا ۶۳، ۶۴

کرامات الصادقین میں قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ محمد حسین بٹالوی اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ عاجز مفتری اور دجال ہے اور عربی زبان سے ناواقف ہے، جھوٹا ہے ۶۲، ۶۳

محمد حسین بٹالوی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بددعا کہ اے خدا! تو ایسے مکذب کو پکڑ ۹۴

ان کو چیلنج کہ اگر ذی علم ہو تو تفسیر سورۃ فاتحہ کی نظیر بنا کر لاؤ ۱۰۵

جو شخص تکفیر میں زیادتی کرے گا ایک دن اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔ چنانچہ بٹالوی کی تکفیر ہوئی ۸۷

محمد احسن صاحب

حضرت مسیح موعود کا مولوی محمد احسنؓ کا ذکر فرمانا ۱۸۱

محمد الخزرجی الانصاری۔ الشیخ ۱۵۰

محمد بن احمد ۱۷۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آپ کے خط کے جواب میں حمامۃ البشریٰ اس حسن ظن میں تصنیف فرمائی کہ یہ درست نیت اور صالح طبیعت کے ہیں جو ملامتوں سے نہیں ڈرتے۔ ۱۷۵

محمد بن اسماعیل۔ بخاری امام

آپ نے صحیح احادیث کے لئے بہت کوشش کی لیکن پھر بھی ان میں تناقض ختم نہ کر سکے ۲۱۷ ح

محمد سعید الشامی الطرابلسی ۱۵۸ تا ۱۶۰

حضرت مسیح موعودؑ کی مدح اور عیسائیوں کی ہجو میں ان کے اشعار ۱۵۳، ۱۵۶

حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں آپ کی ایک رؤیا ۱۶۰

آپ کا رسالہ ایقاظ الناس جوانہوں نے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی تائید اور صداقت میں تحریر فرمایا ۱۸۲
خضعت لرفعه مجدک العظماء
محمد سعید شامی کے اشعار ۱۵۳تا۱۵۵
حمد غزیر صادق الاذغان
محمد سعید شامی کے حضرت مسیح موعود کی شان میں اشعار ۱۵۵تا۱۵۷
الا لا اری من احب بعینی ۱۵۶
کتاب حکی زهر الربیع نضارةً
کرامات الصادقین کے بارے میں السید محمد سعید الشامی
کے اشعار ۱۵۷
محمد علی کانپوری۔السید ۱۵۶
محمدی بیگم
محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی کا بیان ۱۶۲،۱۶۳
محمود بیگ ۱۶۳ح
محی الدین۔میاں ۶۳
معاذ بن جبلؓ حضرت ۱۹۰
مریم علیہا السلام
غیر نبی کو بھی الہام ہوسکتا ہے جس طرح صاحب خضر اور
حضرت مریمؑ کو الہام ہوا ۲۸،۲۹ح
مسیح موعود علیہ السلام
دیکھئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام
موسیٰ علیہ السلام۔حضرت ۲۱۰،۲۲۱
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ، ذوالقرنین،
اور حواریوں سے کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲ح
آیت فلا تکن فی مریة من لقائهٖ موسیٰ کی
حیات ثابت کرتی ہے۔ ۲۲۱، ۲۲۲
نورالدین۔حضرت حافظ الحاج حکیم ۱۷۴
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آپ کی ایک تحریر اور آپ کی
مدح میں ایک عربی قصیدہ ۱۴۹تا۱۵۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپؓ کو اپنے تمام ساتھیوں
سے اعلیٰ بصیرت وعلم اور دیگر صفات سے متصف بیان فرمانا
اور آپ کی رفاقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ۱۸۰، ۱۸۱

و۔ی

وزیر خان۔ڈاکٹر ۱۵۶
ولی اللہ شاہ دھلوی۔حضرت ۲۵۴ ح ح
یحییٰ علیہ السلام ۲۲۱
علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰ
کے ساتھ دوسرے آسمان پر موجود سمجھتے ہیں۔ ۲۱۵
یوحنا ۲۹۵
یوسف علیہ السلام ۲۱۱

☆☆☆

مقامات

ا۔ب

امرتسر ۴۲، ۱۶۰

امریکہ ۳۱۰

باب لدّ ۱۸۵ ح

برطانیہ ۲۱۰ ح، ۲۳۰

بیت المقدس ۱۸۶ ح

بحیرۃ طبریہ ۱۸۵، ۱۸۹ ح

بحرالشام ۱۸۹ ح

بحرالیمن ۱۸۹ ح

ج۔د۔ر

جبل القمر ۱۸۶ ح

دمشق ۱۸۵ ح، ۱۹۷، ۲۲۵

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے حوالے سے دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا ۲۲۶، ۲۲۷

الدیر ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۳

روس ۲۱۰ ح

روم ۳۱۲

س۔ش

سندھ ۳۰۹

شام ۱۶۰، ۱۸۴ تا ۱۸۶، ۱۹۷

شعب عامر ۱۷۴

ط۔ع۔ف۔ق

طُور۔صحرائے سینا فلسطین ۱۸۵ ح، ۲۱۰

عراق ۱۸۵ ح

فارس ۳۱۲

فیروز پور ۳۰۹

قادیان ۱۵۹

ل۔م۔ہ

لاہور ۶۳، ۱۶۳

مکہ مکرّمہ ۱۸۹ ح، ۲۰۴ ح، ۳۱۲

بعض اہل مکہ کا حضرت اقدس علیہ السلام کو خط لکھنا ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴

مدینہ منورہ (یثرب، طیبہ) ۸۶ ح، ۱۸۹ ح، ۲۰۴ ح

ہندوستان ۱۵۹، ۱۷۳، ۲۲۵

☆☆☆

کتابیات

آ۔ا

آئینہ کمالات اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱

ابن ماجه .الصحیح ۲۳۵

اشاعۃ السنہ ۶۳،۶۴

ازالہ اوہام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱، ۲۰۰ ح

اناجیل ۲۲۵

ایقاظ الناس (محمد سعید طرابلسی)

محمد سعید الطرابلسی کا رسالہ جوانہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید اور صداقت میں تحریر فرمایا ۱۸۲

ب۔پ۔ت

بخاری۔الجامع الصحیح

۱۹۹ح،۲۰۰،۲۱۴،۲۲۰،۲۲۹،
۲۵۳،۲۵۴ح ح ۲۶۸،۳۰۰،۳۱۱

صحیح بخاری میں وفات مسیح کے متعلق احادیث موجود ہیں ۹

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آیت انی و متوفیک و رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰

صحیح بخاری کی رو سے وفات مسیح کا بیان
۲۵۴،۲۵۵ح ح

امام بخاریؒ نے صحیح احادیث کے لئے بہت کوشش کی لیکن پھر بھی ان میں میں تناقض ختم نہ کر سکے ۲۱۷ح

اگر بخاری کی اس حدیث یضع الجزیۃ کی طرح کی ہزار احادیث بھی قرآن کریم سے معارض ہوں تو قابل قبول نہیں ۲۱۱ح

براہین احمدیہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
۱۹۱،۱۹۳

تفسیر کبیر مصنفہ امام رازی (اجرام فلکی کی تاثیرات) ۲۹۰

تفسیر مظہری

تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابوہریرہؓ نے آیت کریمہ وان من اهل الكتاب.....کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰

تنزیہ القرآن مصنفہ السید لبیب ۱۵۰،۱۵۱

توضیح مرام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۶۴،۱۶۱، ۲۸۵

ج

حجۃ اللہ البالغۃ (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)

اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں۔ ۲۹۰

الحجج الکرامۃ (نواب صدیق حسن خان) ۳۰۲

ڈ۔ط۔ع

دافع الوساوس ۶۴

الطبرانی ۲۰۰ح ۲۰۷

العینی شرح بخاری ۳۱۲

ف۔ک

فتح اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۶۴،۱۶۱

فتح الباری (شرح بخاری) ۳۰۰

فتح البیان (تفسیر) ۳۰۲

فتوح الغیب (سید عبدالقادر جیلانی) ۱۶

الفوز الکبیر ۳۵۵ح ح

فیوض الحرمین (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)

اجرام فلکی کی تاثیرات ۲۹۲،۲۹۳

کرامات الصادقین (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود نے رسالہ کرامات الصادقین اپنے اور مخالفین کے معاملہ میں فیصلہ کے لئے تصنیف فرمائی ۴۲

کرامات الصادقین میں شامل قصائد امرتسر میں فی البدیہہ کہے گئے۔ ۴۲

رسالہ (کرامات الصادقین) میں یہ قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ منصف لوگوں پر محمد حسین بٹالوی کا افترا ظاہر ہو۔ ۶۲، ۶۳

کرامات الصادقین کے بارے میں محمد الطرابلسی الشامی کے تعریفی کلمات ۵۹

الکامل لابن اثیر ۳۱۲

ل۔م

لسان العرب ۲۶۳، ۳۱۱

مسلم۔الجامع الصحیح ۱۸ح، ۲۱۴، ۲۵۱، ۲۵۳

المستدرک ۲۰۷، ۲۴۰ح

مدارج السالکین از امام ابن قیم ۲۵۴ ح ح

☆☆☆